Posted On Kitab Nagri

کتاب نگری

www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

Posted On Kitab Nagri

آخری منزل

دعافاطمہ

انتساب

یہ کہانی بہت عرصہ سے میرے ذہن میں تھی۔۔۔یہ تھیم، یہ ابتداء، یہ سفر تلاش۔۔۔سب بہت عرصہ سے میرے ذہن میں الفاظ کی صورت اختیار کرنے کو بے تاب تھا۔

حیدر شاہ زادہ وہ کردار ہے جس کو لکھنے میں بہت زیادہ محنت نہیں کرنی پڑی۔ یہ کردار خود ہی اپنے آپ کو لکھواتا گیا اور اپنی کہانی کا پلاٹ، ابتداء اور اختتام، تینوں ہی اس نے خود تعمیر کیے۔ یہ کہانی ہے ان لوگوں کی جو آخرت سے یہ سوچ کر غافل رہتے ہیں کہ ابھی ہمارے پاس وقت ہے۔۔۔ابھی ہمارے پاس زندگی ہے۔۔۔ابھی ہماری عمر ہی کیا ہے؟

Posted On Kitab Nagri

یہ ہی کہانی کا مرکزی کردار ہے۔ یہ ابتداء تب سے میرے ذہن میں تھی جب سے میں نے قبر کا عذاب جانا تھا۔ تبھی میری زندگی نے بھی ایک موڑ لیا تھا۔ اس کہانی کو لکھنے کا مقصد لوگوں کو ہدایت کا راستہ دکھانا ہے۔ جو لوگ نصیحتوں سے نہیں مانتے، بعض اوقات ان کو عملی اور آنکھوں دیکھا حال ہی کچھ سمجھا دیتا ہے۔ اس کہانی میں لکھے تمام احوال اور عذاب اور منکر و نکیر کا حلیہ احادیث اور قرآن پاک میں موجود ہے۔ ہاں سیکوئنس الگ ہو سکتا ہے، مگر عذاب یہی ہو گا۔

دوسرا مرکزی کردار حرم امین کا ہے۔ وہ جو پہاڑ جتنی اونچی انا والی ہے۔۔۔ جس کو اپنی انا بے حد عزیز ہے۔۔۔ جس کی زندگی اس پر یہ ثابت کر دے گی کہ انا انسان کے لیے بعض اوقات اتنی اہم نہیں ہونی چاہئے جتنے کہ اس کے رشتے۔

یہ کہانی جذبات کے ایک رولر کوسٹر سے ہوتی ہوئی حیدر شاہ زادہ اور حرم امین کو ایک دوسرے کے سامنے لا کھڑا کرے گی۔

باقی آپ کہانی پڑھ کر ہی فاصلہ کیجئے گا کہ کہانی اچھی تھی یا نہیں۔۔۔ آپ کا بہت شکریہ۔

Posted On Kitab Nagri

آخری منزل

بادشاہوں کی بھی کشت عمر کا حاصل ہے گور

جاہ وعظمت کی گویا آخری منزل ہے گور

جب اس کی آنکھ کھلی تو اس نے اندھیرا دیکھا... گہرا اندھیرا...وہ جہاں لیٹا تھا وہاں قبر کی طرح اندھیرا تھا... قبر؟ نہیں، یہ قبر نہیں ہو سکتی تھی! لیکن پھر اس نے اپنا سر بائیں اور دائیں طرف موڑا، لیکن وہاں سوائے "اندھیرے" کے اور کچھ نہیں تھا۔ قبر کی طرح اندھیرا تھا۔ ایک منٹ! وہ بار بار قبر کے بارے میں کیوں سوچ رہا تھا...؟ وہ قبر میں تو نہیں تھا... وہ تو زندہ تھا۔ یہ ایک عجیب اندھیرا تھا جس میں وہ ایک چیز بھی نہیں دیکھ سکتا تھا، ایک بھی انعکاس نہیں دکھ رہا تھا، نہ ہی کوئی وجود، نہ ہی روشنی کی ایک بھی کرن۔۔۔نہ ہی اس کے ہاتھ کی ایک بھی انگلی... ایک بال بھی نہیں! اس نے اپنے آپ کو بالکل سیدھا لیٹا محسوس کیا اور اس نے محسوس کیا کہ اس کا جسم حرکت نہیں کر پا رہا ہے... اسے ایسا لگا جیسے اس کے ہاتھ اور بازو اور ٹانگیں مضبوطی سے بندھے ہوئے ہوں... اسے لگ رہا تھا کہ وہ مٹی پر پڑا

Posted On Kitab Nagri

ہے... وہاں بہت بے چینی تھی۔ . وہ وہاں بہت غیر آرام دہ تھا! وہاں کوئی ہوا، روشنی، کوئی جگہ نہیں تھی۔ اسے لگا جیسے وہ کوئی مردہ جسم ہو جو غلطی سے اچانک جاگ گیا ہو۔ مردہ جسم؟؟؟ وہ کیا سوچ رہا تھا؟؟؟ وہ تو زندہ تھا... وہ مردہ تو نہیں تھا! اس نے اپنے سر کو تھوڑا سا جھٹکنے کی کوشش کی لیکن پھر محسوس ہوا کہ اس کا سر بھی ہلنے کے قابل نہیں ہے۔ اب وہ تنگ ہو رہا تھا... یہ کیا تھا؟ اور یہ کیوں ہو رہا تھا؟ وہاں سب اتنا عجیب کیوں تھا؟

اسے اب وہاں گھٹن سی ہونے لگ گئی تھی۔ وہ بے چین ہو رہا تھا۔ اسے وہاں سے نکلنا تھا۔۔۔ جلد از جلد! اور وہ جانتا تھا کہ اگر وہ جلد یہاں سے نہ نکلا تو وہ ختم ہو جائے گا۔ ابھی وہ پریشان ہی تھا کہ اچانک ایک خطرناک سی آواز اس کی سماعتوں میں گونجی تھی۔ وہ آواز اتنی خطرناک تھی کہ اس نے ایسی خطرناک آواز آج تک نہیں سنی تھی۔۔۔ وہ طوفان کی مانند برسنے والی آواز بہت بھیانک تھی اور وہ الفاظ تو اور زیادہ دل دہلا دینے والے تھے۔۔۔

"مجھ پر چلنے والے تمام لوگوں میں سے تم تھے عبداللہ، جس سے میں سب سے زیادہ نفرت کرتی تھی۔"

یہ الفاظ۔۔۔ یہ آواز۔۔۔ یہ لہجہ۔۔۔ یہ گرج تو اس نے کبھی نہیں سنی تھی۔۔۔ پر ہاں ایسے الفاظ تو اس نے کہیں سن رکھے تھے۔۔۔ شاید کل رات ہی جب۔۔۔

Posted On Kitab Nagri

جب وہ مر گیا تھا۔۔ہاں وہ تو مر گیا تھا!اس کو تو اچانک ہی دل میں شدید درد اٹھا تھا۔۔۔ایسا درد جیسا اس نے کبھی نہیں سہا تھا۔۔۔ایسا درد جو اسے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔تو کیا وہ واقعی مر گیا تھا؟ مگر ابھی تو اس نے زندگی جی بھی نہیں تھی صحیح سے۔۔۔ابھی تو اسے بہت جینا تھا۔۔۔ابھی تو اس نے نماز پڑھنا بھی شروع نہیں کی تھی۔۔۔ابھی تو اس نے قرآن پڑھنا بھی نہیں شروع کیا تھا۔۔۔ابھی تو اس کی زندگی کے صرف بیس سال گزرے تھے۔ابھی تو بڑے بابا کی باری تھی۔۔۔پھر بڑی امی کی باری تھی۔۔۔پھر بابا کی باری تھی۔۔۔پھر ماما کی باری تھی۔۔۔پھر صائم بھائی کی باری تھی۔۔۔پھر کبری آپی کی باری تھی۔۔۔اس کے بعد کہیں جا کے اس کی باری تھی۔ مگر وہ تو ان سب سے پہلے ہی مر گیا تھا۔۔۔مگر اس نے قبر کی تیاری تو کی ہی نہیں تھی۔۔۔وہ تو ابھی آج کل یونیورسٹی کے ایگزام کی تیاری کر رہا تھا۔۔۔قبر اور عذاب کی تیاری کا تو ابھی اس نے سوچا بھی نہیں تھا۔ابھی تو اس کی باری میں بہت وقت تھا۔۔۔ہاں! اسے بڑھاپے یا تھوڑی بڑی عمر میں جا کے حج اور عمرہ کرنا تھا۔اور اپنے زندگی بھر کے گناہ بخشوانے تھے۔اسے نماز بھی شروع کرنی تھی۔ایسا نہیں تھا کہ اسے آخرت کا ڈر نہیں تھا! آخرت کا ڈر تو تھا اسے۔۔۔ایمان بھی تھا۔۔۔مگر اتنی جلدی کا تو اس نے ہر گز نہیں سوچا تھا۔

جبھی وہ آواز ایک بار پھر گونجی تھی۔۔۔وہ دل دہلا دینے والی آواز۔۔۔وہ کان کے پردہ ہلا دینے کی صلاحیت رکھنے والی آواز۔۔۔

Posted On Kitab Nagri

"اے عبداللہ، میں اس پورے وقت میں تمہارا انتظار کر رہی تھی!"، یہ کس کی آواز تھی جو ہتھوڑے کی مانند اس کے کان پہ برس رہی تھی۔ "میں تمہارے اپنے پاس آنے کا انتظار کر رہی تھی۔"،

وہ چیخ چیخ کے رونا چاہتا تھا۔۔۔اس آواز کو روکنا چاہتا تھا۔۔۔اپنے کان اتنی زور سے بند کرنا چاہتا تھا کہ اسے دوبارہ وہ آواز نہ آئے، پر وہ کچھ بھی کرنے سے قاصر تھا۔ اتنا بے بس تو وہ آج سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ اتنا خوفزدہ تو وہ پہلے کبھی نہ ہوا تھا! اتنا ڈر تو اسے پہلے کبھی نہ لگا تھا! وہ تو حیدر شاہ زادہ تھا، عثمان شاہ زادہ کا بیٹا۔۔۔شاہ خاندان کا چشم و چراغ۔۔۔ان کے محل جیسے گھر کی رونق تھا! اس کے دم سے تو شاہ خاندان میں رونق ہوا کرتی تھی۔۔۔اس پہ تو پورے خاندان کی لڑکیاں مرتی تھیں۔۔۔اس کی تو ہر ادا پہ اس کی ماں رابی شاہ زادہ مرتی تھیں۔ اس کے ساتھ اپنی یونیورسٹی جانے کے لئے تو کبری آپا منتیں کرتی تھیں۔۔۔وہ تو تھا ہی ایسی شخصیت کا مالک کہ اسے دیکھ کر تو اس کی بہن کے قریب آنے کی کوئی ہمت بھی نہیں کرتا تھا۔ وہ تو تھا ہی اپنے صائم بھائی کا لاڈلہ چھوٹا بھائی جس کے بغیر انہیں مزا ہی نہیں آتا تھا۔۔۔پھر وہ کیسے مر سکتا تھا اتنی جلدی۔۔۔اسے تو ابھی بہت جینا تھا۔۔۔بہت کچھ کرنا تھا۔۔۔اور قبر کی تیاری تو اس نے شروع بھی نہیں کی تھی ابھی۔

"اور اب۔۔۔"، آواز ایک بار پھر گونجی تو اسے اپنا پورا جسم پسینے میں بھیگتا محسوس ہوا۔ "اب جب تم میرے پاس آگئے ہو تو تمہیں قیمت چکانی ہو گی۔"

Posted On Kitab Nagri

قیمت ؟؟؟ کیسی قیمت ؟اس نے تو کچھ نہیں کیا تھا!!!ہاں!یہی تو مسئلہ تھا!اس نے کچھ کیا ہی تو نہیں تھا۔ کچھ تو کرنا چاہئے تھا اسے اپنی آخرت کے لئے۔کوئی تو عمل کرنا چاہئے تھا۔۔کوئی تو نیکی کرنی چاہئے تھی۔۔۔لیکن اس نے کوئی نیکی نہیں کی تھی۔بلکہ اس نے تو صرف اور صرف گناہ کیے تھے۔وہ تو نیکی کرنے کے لئے اپنے بڑھاپے کا انتظار کر رہا تھا۔کیونکہ خیال تو یہی تھا نا کہ اتنی جلدی تھوڑی مروں گا میں۔سارے خیال الٹے پڑ گئے۔ساری تدبیریں الٹی پڑ گئیں۔۔۔اس رب کے آگے۔۔۔اس کے 'کن' کے آگے۔

"آج تمہیں پتا چلے گا کہ میں تم سے کیسے نمٹوں گی۔" یہ سن کر تو وہ تھر تھر کانپنے لگ گیا تھا۔اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ روئے، چیخے، چلائے یا پھر یونہی بے یار و مدد گار پڑا رہے۔۔۔آخری بات ہی ممکن معلوم ہوتی تھی۔۔۔نہ اس میں رونے کی ہمت تھی، نہ چیخنے کی اور نہ ہی چلانے کی۔۔۔وہ تو بے یارو مدد گار تھا۔۔۔اگر وہ کچھ اچھے اعمال کر لیتا تو آج اس دن، اس پل، اس لمحے شاید وہ اعمال ہی اس کے کام آجاتے۔۔۔مگر وہ تو اچانک ہی مر گیا تھا نا۔۔سارا مسئلہ ہی یہ تھا کہ اسے پتا ہی نہ چلا کہ کب یوں اچانک اس کا وقت آگیا۔

ٹھکانہ قبر ہے تیرا عبادت کچھ تو کر غالب

کہاوت ہے کہ خالی ہاتھ کسی کے گھر جایا نہیں کرتے

وہ یہ سب سوچ ہی رہا تھا جب اچانک اسے اپنے نیچے موجود زمین ہلتی ہوئی محسوس ہوئی۔

Posted On Kitab Nagri

ہاں! زمین ہل رہی تھی۔۔۔اس کے دائیں اور بائیں جانب والی زمین اسے اپنے قریب آتی محسوس ہوئی۔ وہ آنکھیں پھیلائے حیرت اور شاک میں مبتلا تھا۔ یہ کیا ہو رہا تھا اس کے ساتھ؟ زمین کیوں آ رہی تھی دونوں اطراف سے اس کی طرف۔۔۔؟ اور جبھی دونوں اطراف کی زمین اس تیزی سے اس کی طرف بڑھی کہ اسے محسوس ہوا کہ وہ بے ہوش ہو جائے گا۔۔۔ مگر یہاں دوسرا مسئلہ یہی تو تھا کہ وہ اب تک اپنے ہوش میں تھا۔

اچانک زمین اس کے دونوں بازوؤں سے مس ہوئی تو وہ بے یقین سا ہو گیا۔ یہ کیا ہونے والا تھا اس کے ساتھ۔۔۔سب کچھ بیان سے باہر تھا۔ وہ رونا چاہتا تھا۔۔۔ تڑپنا چاہتا تھا۔۔۔ مگر نہ وہ رو پا رہا تھا نہ ہی تڑپ کر سسک پا رہا تھا۔ دونوں طرف کی زمین آگے بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔یوں کہ اس کا جسم بھی پچکتا جا رہا تھا۔۔۔ اور وہ درد سے کراہ رہا تھا مگر یہاں کوئی اس کی مدد کرنے کے لئے موجود نہ تھا۔ زمیں اسے دبائے اور پچکائے جا رہی تھی۔ یہاں تک کہ ایک وقت ایسا آگیا کہ اسے محسوس ہوا کہ اس کی ہڈیاں اپنی جگہ سے ہل چکی ہیں۔ اسے اپنی تمام ہڈیاں جگہ سے دور معلوم ہو رہی تھیں۔ مگر زمین رک نہیں رہی تھی۔ اسے پچکائے جا رہی تھی۔ اچانک ہی اسے شدید درد محسوس ہوا۔۔۔ ایسا درد جو اس نے کبھی نہیں سہا تھا۔۔۔اس وقت بھی نہیں جب اسے دل میں درد شروع ہوا تھا۔ اسے اپنی دونوں اطراف کی پسلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہوتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔ مگر وہ کچھ بھی کرنے سے قاصر تھا۔ وہ تو بے بس تھا۔۔۔وہ کیسے کچھ کر سکتا تھا؟

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

اور اب اس کی برداشت سے باہر ہو گیا تھا۔ ایک چٹاخ کی آواز اس کے جسم سے گونجی تھی اور ہاں! اس کی پسلیاں ایک دوسرے کے ساتھ بالکل دونوں ہاتھوں کو باہم ملانے پر جیسا حال انگلیوں کا ہوتا ہے، ویسی ہو گئیں تھیں۔ وہ تکلیف سے دوہرا ہو رہا تھا۔ ایسی تکلیف تھی کہ وہ کچھ بھی سمجھ نہیں پا رہا تھا۔۔۔ اور سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ اب تک ہوش میں کیوں اور کیسے ہے۔ اب تک تو اسے بے ہوش ہو جانا چاہئے تھا۔

ابھی اسے یہ تکلیف تھوڑی سی کم ہونا ہی محسوس ہوئی تھی کہ اسے اپنی قبر وسیع ترین ہوتی محسوس ہوئی۔ وہ اب وہ چھوٹی اور تنگ سی قبر نہیں رہی تھی۔ وہ اتنی وسیع، اتنی چوڑی اور اتنی لمبی ہو گئی تھی جتنی اس نے آج تک دیکھی بھی نہیں تھی۔ اور پھر اس نے انہیں آتے ہوئے دیکھا اپنی طرف۔۔۔ شاید یہ وہی تھے جن کے بارے میں اس نے ساری زندگی سنا تھا کہ وہ قبر میں آئیں گے۔۔۔ ہم سے سوالات کریں گے۔۔۔ وہ تین مشہور و معروف سوالات جس کے جواب اس نے بچپن میں قاری صاحب کے پاس پڑھتے وقت یاد کیے تھے۔۔۔ اسے یقین سا ہونے لگا تھا کہ یہ کوئی اور نہیں منکر و نکیر تھے۔۔۔ وہ خوفناک فرشتے جو اس سے سوال و جواب کرنے آئے تھے۔ ان کی آنکھیں ہی دیکھ کر وہ خوف سے دوہرا ہو گیا تھا۔۔۔ وہ چمکتی ہوئی آنکھیں تھیں۔۔۔ بجلی کی طرح چمکتی ہوئی آنکھیں۔۔۔ آسمانی بجلی کی طرح۔۔۔ چمکدار ہونے کے باوجود وہ اتنی خطرناک لگ رہی تھیں

Posted On Kitab Nagri

جتنی اس نے آج تک کوئی چیز نہیں دیکھی تھی۔۔۔ایسی چمک تھی ان آنکھوں میں جو اس نے کبھی دیکھی تو کیا، سنی اور سوچی بھی نہیں تھی۔

پھر ایک گونج سی ہوئی تھی قبر میں اور ان کی آواز۔۔۔بالکل کسی طوفان میں کڑکتی بجلی کی مانند۔۔۔اتنی خطرناک۔۔۔اتنی کڑک دار آواز۔۔۔جو اس کی سماعت میں کبھی نہیں پہنچی تھی۔۔۔وہ آواز قبر اور زمین کی اس آواز سے بھی زیادہ خطرناک تھی جو اس نے ابھی کچھ دیر پہلے سنی تھی۔۔۔یہاں اس قبر میں ہر چیز ایسی ہی تھی جو اس نے آج تک نہ دیکھی تھی، نہ سنی تھی، نہ سوچی تھی، نہ محسوس کی تھی۔

اور پھر اس نے ان کی دانت دیکھے تھے۔۔۔لمبے۔۔۔بہت لمبے۔۔۔بالکل کسی بھینس کے سینگھوں کی طرح۔۔۔ان کا سب کچھ ہی خوفناک تھا مگر اب ان کے دانت دیکھ کے وہ مزید ڈر گیا تھا۔

نظر ان کے بالوں پہ پڑی تو وہ مزید خوفزدہ ہو گیا۔۔۔ان کے بال بہت لمبے تھے۔۔۔بہت زیادہ لمبے۔۔۔ان کے پیروں تک آتے تھے۔۔۔ہر گزرتا لمحہ اسے مزید خوف کی لپیٹ میں لیا جا رہا تھا۔

پھر جونہی آنکھیں ان کے کاندھوں پہ ٹکیں تو وہ مزید خوفزدہ ہو گیا۔ ان کے کاندھے بہت چوڑے تھے۔۔۔بہت زیادہ۔۔۔ایک کاندھا دوسرے کاندھے سے میلوں دور تھا۔ اتنے چوڑے کہ اگر وہ ایک کاندھے سے دوسرے کاندھے تک جانا چاہتا تو اسے وہاں پہنچتے پہنچتے کئی دن لگ جاتے۔

Posted On Kitab Nagri

ان کو دیکھ کر حیدر کو اتنا اندازہ تو ہو ہی گیا تھا کہ ان کے دل میں رحم کا ایک ذرہ بھی نہیں ہے۔۔وہ بے رحم تھے۔۔۔ان کا حلیہ۔۔۔ان کی آنکھیں۔۔۔ان کی آواز۔۔۔ان کی جسامت۔۔۔سب اس کے حواس پر حاوی ہو رہا تھا۔ آخری چیز وہ ہتھوڑا تھا جس نے اس کا سر چکرا کے رکھ دیا تھا۔۔وہ عظیم اور بڑا بھاری ہتھوڑا اس کے اوسان خطا کر رہا تھا۔ اس کی ہمت تو بہت پہلے ہی جواب دے چکی تھی۔ حوصلہ بھی ختم ہو چکا تھا پر پتا نہیں کیسے وہ اب تک ہوش میں تھا؟

وہ ہتھوڑا اتنا بڑا تھا کہ اگر دنیا جہان کے تمام انسان، جنات، اور تمام مخلوقات بھی مل کے اسے اٹھانے کی کوشش کرتیں تو اسے نہ اٹھا پاتیں۔۔۔ایک انچ تو دور کی بات ہے۔۔۔ایک ملی میٹر بھی نہ ہلا پاتیں۔ وہ ابھی آئے ہی تھے کہ اسے اپنے جسم سے چٹاخ کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں۔ وہ محسوس بھی کر پا رہا تھا اور سن بھی پا رہا تھا۔۔۔اپنے جسم کی ہر ایک ہڈی کو ٹوٹتا ہوا۔۔۔اس کی ساری ہڈیاں کریک ہو رہی تھیں۔۔۔وہ اتنی تکلیف کے باوجود ابھی بھی اپنے ہوش میں تھا۔۔۔کیوں اور کیسے۔۔۔وہ یہ جاننا بھی نہیں چاہتا تھا۔ وہ تو بس یہاں سے بھاگنا چاہتا تھا۔ تکلیف حد سے بڑھنے لگی تو اسے اپنے ہوش جاتے ہوئے محسوس ہوئے۔۔۔وہ خوش ہو رہا تھا۔۔۔اسے اس تکلیف سے چھٹکارا مل رہا تھا۔۔۔وہ بے ہوش ہو رہا تھا آخر کار۔۔۔اور پھر اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔۔۔ تکلیفیں جیسے ختم ہو گئیں۔۔۔اتنا خوش وہ کبھی نہیں ہوا تھا۔۔۔ کبھی بھی نہیں!

Posted On Kitab Nagri

وہ نہیں جانتا کہ وہ کتنی دیر تک بے ہوش رہا۔۔۔ آس پاس سے بیگانہ۔۔۔اور وہ اٹھنا بھی کب چاہتا تھا؟ وہ تو بے ہوش ہی رہنا چاہتا تھا۔ مگر جب اس کے ہوش واپس آنے لگے تو وہ اب مزید ڈر گیا تھا کیونکہ منکر و نکیر اب تک اس کے سامنے کھڑے تھے۔۔۔ حساب کتاب کرنے۔۔۔ ہر ایک چیز کا حساب لینے۔۔۔اس کے گناہوں کا حساب۔۔۔اس کی بداعمالیوں کا حساب۔۔۔اس کی بدنیتوں کا حساب!

"دنیا اختتام کو پہنچی۔۔۔ دیکھو۔۔۔ پہچانو اس جگہ کو۔۔۔ تم کہاں ہو؟"، وہ اپنی طوفان جیسی آواز میں کہہ رہے تھے اور قسم خدا کی۔۔۔ ایسی ہولناک آواز اس نے آج تک نہیں سنی تھی۔ "تم اپنی قبر میں ہو۔۔۔اب ہمیں بتاؤ"!

اور پھر اس نے ان کی طوفان جیسی کڑکتی ہوئی آواز سنی تھی۔۔۔وہ، وہ تین تاریخی سوالات کر رہے تھے جن کے جواب سب سے سہل تھے۔ آسان ترین۔۔۔ جو اس کو زبانی ازبر تھے۔۔۔

"من ربک؟؟؟"، پہلا سوال آندھی کی طرح اس وسیع قبر میں گونجا تھا۔

سوال تو آسان تھا کیونکہ اس کا ذہن تو جانتا تھا کہ اس کا رب اللہ ہے۔۔۔اس کی زبان بھی یہ کہنا چاہتی تھی۔۔۔ مگر پتا نہیں کیسے یہ الفاظ اس کی زبان سے ادا نہیں ہو پا رہے تھے۔۔۔اس کو اپنی زبان کسی پنجرے میں قید معلوم ہو رہی تھی۔۔۔وہ کہنا چاہتا تھا "ربی اللہ"، مگر جو منہ سے نکلا وہ بہت خطرناک تھا۔ اس وقت منکر و نکیر کے سامنے اس کی زبان سے ادا ہونے والے الفاظ "مجھے نہیں پتا"، تھے۔ وہ دو

Posted On Kitab Nagri

سیکنڈز کے لئے تو خود بھی حیران رہ گیا تھا۔۔۔یہ اس نے کیا کہہ دیا تھا؟ اسے یہ تو نہیں کہنا تھا۔۔۔اسے تو کچھ اور کہنا تھا۔

بے اختیار اسے اپنی دنیاوی زندگی یاد آئی تھی۔۔۔اپنا بھرم اور اپنا غرور پتا نہیں کیوں اچانک سے یاد آیا تھا۔کیسا رعب تھا اس کا۔۔۔کیا انداز تھا۔۔۔کیا ادائیں تھیں۔کیا ہی بات تھی۔

"ما دینک؟؟؟"، دوسرا سوال آندھی کی طرح قبر میں گونجا تھا۔اس کا دل ان طوفان جیسی آوازوں پہ دہل گیا تھا۔

دوسرا سوال بھی آسان تھا۔۔۔بہت آسان۔۔۔اور جواب تو اس سے بھی زیادہ آسان تھا۔اسے تو پتا تھا کہ وہ اسلام کا پیروکار ہے۔اس کا دین تو اسلام تھا۔۔۔پیدائش کے وقت اس کے کان میں اذان دی گئی تھی اور وہ اذان اسے مسلمان ہی تو کرتی تھی۔۔۔مگر بیچارہ حیدر۔۔۔وہ شاید بھول گیا تھا کہ اذان کے وقت خاموش ہو جانے سے کوئی اسلام کا پیروکار نہیں بن جاتا۔۔۔عید کے عید نماز پڑھنے سے کوئی اسلام کو دین نہیں بنا لیتا۔۔۔سالانہ صدقہ دینے سے مسلمان نہیں ہوا جاتا۔۔۔رمضان میں گناہوں سے خود کو روک کے کوئی اسلام اور ایمان کی میراث نہیں حاصل کر لیتا۔۔۔وہ یہ سب واقعی بھول گیا تھا۔

جب بولا تو آواز تھر تھر کانپ رہی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

"مجھے نہیں پتا۔"، اتنی شرمندگی تو اسے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ بھلا پوری زندگی گزار دی پر آج تک اس بات کا علم نہ ہو سکا کہ اس کا دین کیا ہے۔ بیس سال کوئی کم عرصہ تو نہیں ہوتا اپنا دین ایمان جانچنے اور پہچاننے کے لئے۔

"ما نبیک؟؟؟"، ویسی ہی کڑکتی آواز میں تیسرا سوال پوچھا گیا تھا۔ نبی کون تھا اس کا؟ ہاں۔۔۔ اس کا جواب تو اسے پتا تھا۔۔۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم تھے اس کے نبی۔۔۔ پتا تو اس کو تھا پر پتا تو اس کو پہلے دو سوالوں کا جواب بھی تھا۔ وہ تھر تھر کانپتا وجود لیے ایک بار پھر وہی جواب دے چکا تھا جو پہلے دو سوالوں کے جواب میں دیا تھا۔ "مجھے نہیں پتا۔"

لیکن سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیوں اس کے منہ سے صحیح جواب نہیں نکل پا رہا تھا۔ مگر شاید حیدر شاہ زادہ بھول گیا تھا کہ صرف یقین اور مان لینے سے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمارے نبی نہیں ہو جاتے۔ ان کو ماننے کا مطلب ہے ان کے کہے پر عمل کرنا۔۔۔ ان کے اعمال و سنت کی پیروی کرنا۔۔۔ ان کی حدیث و فرمان پر عمل کرنا۔۔۔ مگر دنیا کی زندگی میں تو حیدر شاہ زادہ اپنے آپ کو فالو کیا کرتا تھا۔ اس کے نزدیک اس سے بہتر ذات تو کسی کی تھی ہی نہیں۔ وہ تو خود کو سب کا رول ماڈل گردانتا تھا۔ ایسوں کا انجام تو پھر ایسا ہی ہوا کرتا ہے نا۔

منکر و نکیر نے اسے دیکھا تھا اپنی چمکتی آنکھوں سے اور پھر اس نے ان کا بڑا اور بھاری ہتھوڑا اٹھتا ہوا دیکھا تھا۔ وہ ہتھوڑا اس ہی کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ایک فلک شگاف چیخ اس کے حلق سے نکلنی تھی پر نکلی

Posted On Kitab Nagri

نہیں۔ ہتھوڑا پوری قوت سے اس پر برسایا گیا تھا۔ اور اسے وہ ہتھوڑا اتنی قوت سے لگا تھا کہ چند لمحوں کے لئے پوری قبر اس وار سے نکلنے والی چنگاریوں سے روشن ہو گئی تھی۔ اتنا درد۔۔اتنی تکلیف۔۔۔تو اسے آج تک نہیں ہوئی تھی۔ جسم بری طرح درد کر رہا تھا۔

"اوپر دیکھو۔"، منکر اور نکیر نے اس سے کہا تو وہ اوپر دیکھنے لگا۔ اس کے پاس اور کوئی چارہ نہ تھا۔ اس کے بالکل اوپر ایک دروازہ وا ہوا تھا۔ ایسا دروازہ بھی اس نے آج تک نہ دیکھا تھا۔۔۔ مگر زیادہ حیران کن وہ منظر تھا جو اس نے دیکھا۔۔۔اور زندگی میں پہلی بار اسے کوئی جگہ دیکھ کے دل سے یہ الفاظ ادا کرنے پڑے تھے، "ہاں یہی جنت ہے۔"، ہاں! وہی جنت تھی۔۔۔اتنے خوبصورت باغات۔۔۔اتنی خوبصورت ندیاں۔۔۔اتنے دلکش مناظر دنیا میں تو نہیں ہو سکتے تھے۔۔۔اس کے دل نے گواہی دی تھی کہ ہاں، یہی جنت ہے۔۔۔ بھلا جنت سے زیادہ خوبصورت بھی کوئی جگہ ہے؟ کوئی چیز ہے؟ کوئی مقام ہے؟ اور اس وقت اس کی آنکھوں میں عجیب سی نمی چھلکی تھی۔

www.kitabnagri.com

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

Posted On Kitab Nagri

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کرسکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

"اے اللہ کے دشمن!"، آواز پھر سے گونجی تھی۔ وہ دم سادھے انہیں سنے گیا۔

"اگر تم اللہ کی عبادت کرتے، تو یہ تمہاری منزل تھی!"، وہ آواز اب کی بار اتنی خوفناک نہیں لگی تھی جتنے وہ الفاظ لگے تھے۔ تو یہ وہ تھا جو اس نے گنوا دیا۔۔۔ اپنے ہاتھوں سے۔۔۔ اپنے ان ہاتھوں سے جن کی مہارت پہ اسے ساری زندگی بہت فخر رہا تھا۔ کیا فائدہ اس مہارت کا جب سب سے قیمتی چیز ہی گنوادی تھی؟ اتنا پچھتاوا اسے آج تک کسی چیز کا نہیں ہوا تھا جتنا آج، اس وقت، اس لمحہ ہوا تھا۔ اس نے اپنی جنت گنوادی تھی۔ وہ تڑپ رہا تھا واپس دنیا میں جانے کے لیے، پر کیا اب جانا ممکن تھا؟ کاش وہ

www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

کوئی نیک اعمال کر لیتا۔۔۔کاش وہ اللہ کی عبادت کر لیتا۔۔۔کاش وہ اپنے دین اور ایمان پہ توجہ دے دیتا۔۔۔کاش وہ قبر کی تیاری کو بڑھاپے کے لیے بچا کر نہ رکھتا۔۔۔کاش وہ اپنے اعمال درست کر لیتا۔۔۔کاش وہ نیکی کے کام کر لیتا۔۔۔کاش وہ اس عذاب سے پہلے باخبر ہوتا تو وہ گناہ نہ سر زد کرتا۔۔۔کاش وہ اللہ سے اب واپس جانے کی مہلت مانگ سکتا۔۔۔کاش وہ دنیا میں واپس جا کر اپنے اعمال سدھار سکتا۔۔۔کاش وہ ایک اور موقع حاصل کر سکتا۔۔۔کاش اس کو ایک موقع۔۔۔صرف اور صرف ایک موقع مہیا ہو جاتا۔۔۔کاش!

اور آخر میں بس یہ 'کاش' ہی بچ جاتا ہے۔۔۔صرف گہرا پچھتاوا انسان کو اپنے شکنجے میں لے لیتا ہے۔۔۔وہ نہ دنیا کا رہتا ہے نہ دین کا۔۔۔نہ وہ اس دنیا میں کامیابی حاصل کر پاتا ہے نہ آخرت میں کامیاب ہو پاتا ہے۔حیدر شاہ زادہ کو آج اپنے وجود سے بے حد نفرت ہو رہی تھی۔۔۔بے حد گھن آرہی تھی۔۔۔یہ اس نے کیا کر دیا تھا؟ اپنی دنیاوی زندگی کے لئے اپنے اصل کو فراموش کر دیا تھا؟ اپنی اصل زندگی کو بھلا بیٹھا تھا؟

www.kitabnagri.com

پھر جہنم کے دروازے وا کیے گئے تو اسے اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی خیز لہر دوڑتی ہوئی محسوس ہوئی۔جنت جتنی خوبصورت اور دلکش تھی، جہنم اتنی ہی خوفناک اور ہیبت ناک تھی۔۔۔جلتے انگارے جیسے اس نے کہیں نہ دیکھے تھے۔۔۔آگ۔۔۔تپش۔۔۔لاوا۔

Posted On Kitab Nagri

سب بیان سے باہر تھا۔۔۔تو وہ اس کا مستحق تھا؟ حیدر شاہ زادہ واقعی اسی جہنم کا ہی مستحق تھا۔۔۔ نیکی تھی بھی کہاں اس کی کوئی؟

"اے اللہ کے دشمن! یہ ہے تمہاری منزل کیونکہ تم نے اللہ کی نافرمانی کی تھی۔"، اس سے کہا گیا تو بعد میں تھا۔۔۔ پر وہ سمجھ پہلے ہی چکا تھا کہ یہ ہی اس کا ٹھکانہ ہے۔ یہ ہی اب اس کا اصل ہے۔ یہ ہی اس کی آخری منزل ہے۔

اسے جہنم کی تپش اور گرمی اپنی قبر میں داخل ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ اور باخدا! ایسی گرمی نہ تو اس نے کبھی برداشت کی تھی، نہ ہی دھرتی پہ موجود کسی اور مخلوق نے۔۔۔ ایسی گرمی اور ایسی تپش تو دھرتی پہ کبھی پڑی ہی نہیں تھی۔ اور اسے اپنا جسم جلتا ہوا محسوس ہونے لگا تھا۔۔۔ جہنم اسے جلا رہی تھی اور وہ کچھ بھی کرنے سے قاصر تھا۔۔۔ اور وہ کچھ کر بھی کیسے سکتا تھا؟ خود کو اس عذاب میں لانے والا بھی تو وہ خود ہی تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

"اسے جہنم کے کپڑے دو۔"

"اسے جہنم کا بستر دو۔"

"اور اس کے لیے جہنم کا در وا کر دو۔"

آوازیں گونجی تھیں اور وہ خوفناک حد تک خطرناک تھیں۔ مگر اب وہ کیا کر سکتا تھا؟ جنت تو اس نے اپنے ہاتھوں سے گنوائی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

آنکھیں گھمانے پہ اسے اپنی قبر میں ایک آدمی نظر آیا تھا۔نہایت بدصورت۔۔۔جیسا اس نے کبھی نہ دیکھا تھا۔اس نے بدصورت لباس زیب تن کیا ہوا تھا۔اس کے گھناؤنے وجود سے بدبو کی شدید لہریں اٹھ رہی تھیں۔ ایسی خطرناک اور گندی بدبو اس نے آج تک نہیں سونگھی تھی۔ وہ اسے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔پہلے پہل تو حیدر کو کچھ سمجھ نہ آیا۔ مگر پھر وہ آدمی اس کی طرف اشارے کر کے ہنسنے لگا۔وہ ہنسے جارہا تھا۔۔۔اس پہ کسی دیوانے کا گمان ہوتا تھا۔وہ ہنستے ہوئے اچانک سے کہنے لگا۔

"خوش خبری۔۔۔!!!خوش خبری۔۔۔خوشی کی لہریں اٹھ رہی ہیں۔۔۔خوشی کی لہریں۔پر پتا ہے کس لیے؟ تمہاری مصیبت کے لیے۔۔۔تمہاری تکلیف کی وجہ سے۔۔۔ تمہیں تکلیف اور درد دینے کے لیے۔تم نے یقین نہیں کیا۔۔۔تم ایمان نہیں لائے۔۔۔تم کو تو خود پہ بڑا ناز تھا نا۔۔۔تمہارے لیے تو یہ ساری چیزیں نہایت چھوٹی تھیں۔۔۔"

"آج تم قیمت چکاؤ گے۔"، وہ مزید کہہ رہا تھا اور حیدر کو اپنے اعصاب شل ہوتے محسوس ہو رہے تھے۔

"اور تم کون ہو؟"، حیدر کی خوف میں ڈوبی آواز ابھری تو وہ اسے دیکھنے لگا۔"تمہارا چہرہ بری خبر لاتا ہے۔۔۔تم کون ہو؟"، حیدر پوچھ رہا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

وہ شخص آہستہ سے پیچھے مڑا تو حیدر کو اس کے چہرے پہ مسکراہٹ نظر آئی۔بہت مکروہ مسکراہٹ تھی وہ۔

"یاد ہے وہ برے اعمال جو تم نے دنیا میں کیے تھے؟ میں وہ ہوں!"، اس کی آواز اس کے کانوں میں گونجی تو حیدر کے لیے یقین کرنا نا ممکن سا ہو گیا۔ وہ یہ کیا کہہ رہا تھا؟ "اللہ نے مجھے جسم عطا کیا ہے۔۔۔ تاکہ تم دیکھ سکو کہ تم نے دنیا میں کیا اعمال کیے ہیں۔" اور اب اس آدمی کو دیکھ کے۔۔۔ جو نہایت بدصورت سا تھا۔۔۔ کالے لباس میں ملبوس۔۔۔ جسم سے بدبو کی لہریں چھوڑتا ہوا۔۔۔ حیدر اقعی بے یقین سا ہو گیا تھا۔ وہ کانپنے لگ گیا تھا۔ وہ بھکاری بن گیا تھا اور اللہ کے حضور رحمت کی بھیک مانگ رہا تھا۔ چونکہ اب وہ جان گیا تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ وہ کیا جھیلنے والا ہے۔

"اوہ اللہ! میرے اللہ! میں تجھ سے بھیک مانگتا ہوں کہ آخری گھڑی مت لانا۔۔۔"، وہ اب جانتا تھا کہ اب جو ہو گا وہ قیامت تک ہوتا رہے گا۔۔۔ اسے کوئی انت نہیں ہے۔ اب کے معاملات ابدی ہیں۔۔۔ تا قیامت جاری رہیں گے۔ وہ جانتا تھا کہ یہ ابدی معاملات اب تک ہونے والی تمام چیزوں سے زیادہ خطرناک ہوں گے اور وہ عذاب بڑھتا رہے گا اور بڑھتا رہے گا۔۔۔ اس کا کوئی اختتام نہ ہو گا۔

اس کے بعد اس کی قبر میں ایک آدمی آیا تھا۔ وہ آدمی اپنے ساتھ ایک ہتھوڑا لیے ہوئے تھا۔ وہ ایک بہت بڑا اور بھاری ہتھوڑا تھا۔ شاید اتنا بھاری کہ اگر اس سے پہاڑ پہ ضرب لگائی جاتی تو پہاڑ بھی چورا چورا

Posted On Kitab Nagri

ہو جاتا۔اور پھر اس آدمی نے اسی ہتھوڑے سے حیدر کے وجود پہ ضربیں لگانا شروع کیں۔حیدر کی بلند وبالا چیخ ہر سو گونجی تھی۔۔۔یہ اسے یقین تھا کہ اس کی یہ چیخیں دنیا جہان اور کائنات کے ہر حصے تک جا رہی ہونگی۔۔۔وہ چیخ رہا تھا پر اس شخص کے چہرے پہ رحم اور ہمدردی کے کوئی آثار نظر نہیں آرہے تھے۔وہ بس اندھا دھند اسے مارا تے جا رہا تھا۔۔۔اور اللہ کی قسم، ایسا درد اسے آج تک نہ ہوا تھا۔ایسی مار اسے آج تک نہ پڑی تھی۔اسے ایک پل کو اس آدمی پہ اندھے اور بہرے ہونے کا گمان ہوا تھا۔۔۔اور ہاں، یہی سچ تھا۔۔۔وہ آدمی اندھا اور بہرا ہی تھا۔ تبھی تو اسے بھیجا گیا تھا تاکہ وہ نہ تو اس کی چیخیں سن سکے اور نہ ہی اس کی تکلیف دیکھ سکے۔تاکہ اس کے دل میں اس گنہگار کے لیے کوئی رحم پیدا نہ ہو۔

سوال وجواب ہو گئے۔۔۔جہنم کا دیدار بھی ہو گیا۔۔۔ضربیں بھی لگ گئیں۔وہ تکلیف سے دوہرا ہو رہا تھا کہ اسے سانپ کی ”ہسسس ہسسس“ سنائی دی۔یا اللہ !

www.kitabnagri.com

یہ اس کے ساتھ کیا ہونے والا تھا؟

اسے اپنی ہر طرف سے سانپ اپنی جانب بڑھتے ہوئے نظر آئے۔۔۔اور پھر۔۔۔پھر ان سانپوں نے اسے ڈسنا شروع کیا۔۔۔اور وہ ڈسے جا رہے تھے۔۔۔رک نہیں رہے تھے۔۔۔اسے اپنے پورے وجود میں درد اور زہر پھیلتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔وہ بہت سے سانپ تھے۔۔۔اور وہ مسلسل اسے ڈس رہے تھے۔

Posted On Kitab Nagri

وہ بے بس تھا۔۔۔وہ لاچار تھا۔۔۔وہ اسی کا تو مستحق تھا۔۔۔وہ یہی ڈیزرو کرتا تھا۔۔۔یہی اس کی سزا تھی۔اور وہ چاہ کر بھی اب واپس نہیں جا سکتا تھا۔وہ رونا چاہتا تھا۔۔۔اور شاید رو بھی رہا تھا۔۔۔

اچانک ہی اس کی آنک کھلی تو وہ اپنے بستر پر گہری گہری سانسیں لیتا اٹھ بیٹھا۔اس کا سانس پھولا ہوا تھا اور جسم پسینے میں شرابور تھا۔کمرے میں گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا اور محض اسی کی گہری سانسوں کی آواز گونج رہی تھی۔اپنا چہرہ اسے آنسوؤں سے تر محسوس ہو رہا تھا۔۔۔تو کیا وہ سب ایک خواب تھا؟ وہ مرا نہیں تھا؟وہ قبر میں نہیں تھا؟ مگر یہ اندھیرا۔۔۔یہ اندھیرا اسے وحشت میں مبتلا کر رہا تھا۔وہ گہری گہری سانسیں لیتا بستر سے اٹھ کھڑا ہوا اور چل کے دیوار پہ لگے سوئچ بورڈ پہ ہاتھ مارا تو کمرہ یکدم روشنی میں نہا گیا۔وہ پر تعیش، لگژری کمرہ اسی کا تھا۔۔۔ہاں اسی کا تھا۔جہاں وہ پچھلی رات دل میں شدید تکلیف کے باعث جلدی سے آ کے لیٹ گیا تھا۔آنکھ کب لگی، اسے پتا ہی نہ چلا۔وہ اب بھی بے ترتیب دل کی دھڑکنوں کے ساتھ آ کے پلنگ پہ بیٹھ گیا۔جسم پہ کوئی ضرب نہیں لگ رہی تھی۔کوئی سانپ اسے ڈنک نہیں مار رہے تھے۔۔۔وہ محفوظ تھا۔۔۔اپنے کمرے میں۔۔۔اپنے بستر پہ۔کوئی نہیں آیا تھا اس سے سوال و جواب کرنے۔وہ مرا نہیں تھا۔۔۔اللہ!وہ مرا نہیں تھا۔۔۔یا کیا یہ اس کے لیے ایک اور موقع تھا۔۔۔؟اس کے سر میں شدید درد اٹھا تھا۔۔۔چکر آنے لگے تھے۔۔۔اسے اپنی ناک نم محسوس ہوئی تو وہ فوراً سے اٹھ کر کمرے سے منسلک اٹیچڈ باتھ کی جانب بڑھا۔دھڑام سے

Posted On Kitab Nagri

دروازہ کھول کر وہ سنک کے پاس جا کے کھڑا ہوا اور نل کھول کر اپنے منہ پہ پانی کی چھینٹیں مارے۔ پھر سر اٹھا کے دیکھا تو شیشے میں اپنا عکس دیکھ کے وہ کچھ پل نظریں ہٹا نہ سکا۔

گوری صاف رنگت کا حامل وہ لڑکا بلا کا ہینڈسم تھا۔ بادامی رنگ کی اس کی مغرور آنکھیں اس وقت سرخ ہو رہی تھیں۔ چہرے پہ ابھری گال کی ہڈیاں اسے مزید پرکشش بناتی تھیں۔ ہلکے بھورے بال ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے۔ مغرور اٹھی ہوئی ناک اور پٹھانوں جیسے نقوش والا وہ لڑکا پریشان سا کھڑا خود کو آئینہ میں دیکھ رہا تھا۔ پرفیکٹ جالائن۔۔۔اور پرکشش نقوش۔ وہ بلاشبہ بہت ہی خوبصورت تھا۔ اس وقت وہ سنک پہ جھکا، اپنا سر اٹھائے خود کو شیشے میں دیکھ رہا تھا۔ آنکھوں میں بے چینی صاف نظر آ رہی تھی۔ لمبا قد ہونے کے باعث وہ کندھے اور کمر جھکائے شیشے میں دیکھ رہا تھا۔ ہلکی سرمئی آرام دہ شرٹ اور اسی رنگ کا ٹراؤزر پہنے وہ اس ملگجہ لباس میں بھی کافی اچھا لگ رہا تھا۔

اسی وقت اسے اپنی ناک دوبارہ گیلی ہوتی محسوس ہوئی تو اس نے ناک تک ہاتھ لے جا کے انگلی کی پور سے ہلکا سا ناک کو چھوا۔ پھر ہاتھ آگے کیا تو اس کے پوروں پر سرخ گاڑھا خون لگا ہوا تھا۔ اس نے گھبرا کر دوبارہ نل کھولا اور اپنا ہاتھ دھویا۔ پھر ناک صاف کی۔ درد کی لہر پھر سے سر میں اٹھی تھی۔ وہ مڑ کے جلدی سے کمرے کے دروازے کی جانب بڑھا۔ ابھی وہ دروازے کے ہینڈل پہ ہاتھ رکھ کے دروازہ کھول ہی رہا تھا کہ باہر سے دروازے کا ہینڈل گھوما تھا اور دروازہ پوری طرح کھلا تھا۔

www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

دروازے میں صائم ایستادہ تھا۔ وہ اونچے قد اور بھورے بالوں والا حیدر ہی کی طرح لگتا تھا۔ البتہ قد میں وہ حیدر سے دو انچ بڑا تھا۔ وہ مسکرا کر کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اس کی ناک سے نکلتا خون دیکھ کر بھونچکارہ گیا۔

"حیدر، یہ کیا ہوا ہے؟ ناک سے خون کیوں نکل رہا ہے؟"، وہ فوراً اس کی طرف بڑھا اور اس کو شانوں سے تھام کر پوچھنے لگا۔ مگر حیدر کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا رہا تھا۔ سر چکرا رہا تھا اور کچھ دیر پہلے والی درد کی لہر پھر سے سر میں اٹھی تھی۔ اور وہ اونچا چھ فٹ کا لڑکا اپنے بڑے بھائی کے ہاتھوں میں اسی پل جھول کے ڈھیر ہو گیا تھا۔ صائم اب چیخ چیخ کر گھر والوں کو اٹھا رہا تھا۔ رات کے اس پہر، جب گھڑی تین بجا رہی تھی، سب سو رہے تھے۔ مگر صائم کی دل دہلا دینے والی چیخوں نے پورا گھر سر پہ اٹھا لیا تھی۔

ہسپتال کی وہ راہداری خالی تھی۔۔۔ اور اس وقت ویسے بھی وہاں کوئی کیوں ہوتا؟ رات کے ساڑھے تین بجے کا وقت تھا اور گرمیوں کا موسم تھا۔ سفید سنگ مرمر کے فرش پہ وارڈ بوائز اسٹریچر گھسیٹتے ہوئے لے کے جا رہے تھے۔ اسٹریچر کے ساتھ ہی صائم بھاگا جا رہا تھا۔ صائم سے پیچھے کچھ فاصلے پہ کبری بھی بھاگتی آ رہی تھی۔ بادامی آنکھوں اور گوری رنگت کے ساتھ سیاہ لمبے بالوں والی وہ لڑکی بہت

Posted On Kitab Nagri

خوبصورت تھی۔وہ شلوار قمیض کے ساتھ نارنجی دوپٹہ سر پر لیے بھیگے چہرے کے ساتھ اسٹریچر پہ لیٹے وجود کو دیکھ دیکھ کے ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

ایمرجنسی وارڈ پہنچ کے اسے اندر لے جایا گیا تو صائم اور کبری باہر ہی بیٹھ گئے۔ان کے اعصاب شل ہو رہے تھے اور وہ کانپتے وجود کے ساتھ ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے ایک دوسرے کو تسلی دے رہے تھے۔اندر پتا نہیں کیا ہو رہا تھا ان کے چھوٹے بھائی کے ساتھ؟کبری بار بار روتے ہوئے صائم کے گلے لگ رہی تھی اور صائم بھی کانپتے ہاتھوں سے اس کا سر تھپک کر تسلی دے رہا تھا۔

اسی وقت صائم کا موبائل بجا تو اس نے جیب سے موبائل نکال کے کال پک کی اور فون کان سے لگایا۔

دوسری جانب عثمان تھے۔

"ہیلو۔۔۔صائم۔۔۔کیا ہوا ہے حیدر کو؟ٹھیک تو ہے ناوہ؟"،وہ پریشانی سے پوچھ رہے تھے۔

صائم نے آنکھیں ضبط سے بند کر کے کھولیں اور پوچھا۔"آپ کو کس نے بتایا؟"

"مجھے ابھی ابھی انعم کا فون آیا ہے۔وہ بہت رو بھی رہی تھی۔اب تم مجھے بتاؤ کہ اسے کیا ہوا ہے؟ تمہاری ماں کا رو رو کے برا حال ہو گیا ہے۔"،عثمان نے تفتیش سے پوچھا۔

"پتا نہیں بابا۔۔۔پتا نہیں اسے کیا ہوا ہے۔ڈاکٹر نے ابھی تک کچھ بتایا نہیں ہے۔"،صائم نے پریشانی سے کہا تو عثمان بھی دوسری جانب خاموش ہو گئے۔

"اچھا۔۔۔جیسے ہی ڈاکٹر کچھ بتائے،تم مجھے فون کرنا۔"،انہوں نے کہہ کے فون بند کر دیا۔

Posted On Kitab Nagri

کافی دیر ہو گئی تھی ان کو وہاں بیٹھے انتظار کرتے جب انہیں ڈاکٹر باہر آتا دکھائی دیا۔ ڈاکٹر کے ساتھ ایک نرس بھی موجود تھی۔

"پیشنٹ کے ساتھ آپ ہیں؟"، انہوں نے یقین دہانی کے لیے پوچھا تو وہ جلدی سے سر اثبات میں ہلانے لگے۔

"دیکھیں، آپ کے پیشنٹ کو نروس بریک ڈاؤن ہوا ہے۔ ان کی ایک نس بھی پھٹ گئی ہے۔ آپ لوگ دعا کریں۔ ہم اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں۔"، ڈاکٹر پیشہ ورانہ انداز میں کہہ کر آگے بڑھ گئے جب کہ وہ دونوں ہونق بنے کھڑے رہ گئے۔ کچھ دیر بعد ڈاکٹر واپس اندر جاتے ہوئے دکھائی دیے۔

اسی وقت صائم کا فون بجا تو اس نے اٹھا کر کان سے لگایا۔ انداز شکست خوردہ تھا۔

"ہاں؟ کچھ پتا چلا؟"، عثمان بہت پریشانی سے پوچھ رہے تھے۔

"اسے نروس بریک ڈاؤن ہوا ہے۔ دماغ کی ایک نس بھی پھٹ گئی ہے۔۔۔ بابا۔۔۔ مجھے تو سمجھ نہیں آ رہا کہ اچانک یہ کیا ہو گیا ہے۔۔۔ آپ لوگ کب تک واپس آئیں گے؟"، صائم نے کہہ کر کبری کو دیکھا جو سامنے کھڑی نماز پڑھ رہی تھی۔

"ہم بس ابھی نکل رہے ہیں۔ ان شاءاللہ تین گھنٹوں میں پہنچ جائیں گے۔"، انہوں نے کہا۔ تبھی ڈاکٹر کمرے سے باہر نکلتے نظر آئے۔ کبری دعا چھوڑ کر تیزی سے ان کی جانب بڑھی تھی۔ صائم بھی فوراً آگے بڑھا تھا۔ عثمان فون پہ اب بھی تھے۔

Posted On Kitab Nagri

"آپ کے پیشنٹ کی حالت اب خطرے سے باہر ہے۔ اللہ کا بہت کرم ہے کہ کوئی میجر وین نہیں پھٹی۔"، ڈاکٹر ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہتے صائم کا کاندھا تھپکتے آگے بڑھ گ ۓ۔ کبری نے شکر سے آنکھیں بند کیں اور صائم کے گلے لگ گئی۔ عثمان صاحب اب بھی فون پہ تھے اور وہ بھی رب کا شکر ادا کر رہے تھے۔

اس کا سر بہت بھاری ہو رہا تھا اور ٹیسیں بار بار اٹھ رہی تھیں۔ اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا تھا اور وہ چاہ کر بھی اس ادھیرے کو ہٹا نہیں پا رہا تھا۔ اس کو اپنا پورا وجود سن سا معلوم ہو رہا تھا۔ وہ کوئی بھی جسم کا حصہ ہلانے سے قاصر تھا۔ اس نے چند گہری گہری سانسیں لیں اور آنکھیں کھولنے کی کوشش کی۔ پلکوں پہ دنیا جہاں کا بوجھ محسوس ہو رہا تھا۔ ہلکی سی آنکھیں کھلیں تو کمرے میں موجود تیز روشنی کے سبب پھر سے چندھیا گئیں۔ دو تین منٹ بعد اس نے آنکھیں کھولیں تو خود کو ہسپتال کے کمرے میں پایا۔ اس کے ہاتھوں کی جلد میں ڈرپ کی سوئیاں سرایت کر رہی تھیں اور سر پہ بھی اسے پٹی بندھی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

اسلام علیکم

Posted On Kitab Nagri

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

www.kitabnagri.com

اس کے منہ پہ آکسیجن ماسک بھی تھا۔وہ کچھ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ وہ وہاں کیسے پہنچا۔ ذہن پہ زور بھی نہیں ڈالا جا رہا تھا کہ سر پھر سے درد کرنے لگتا۔وہ آنکھیں موندے پھر سے سر پیچھے کر کے لیٹ گیا۔ گہری گہری سانسیں وہ اب بھی لے رہا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

کچھ ہی دیر گزری تھی کہ اسے دروازہ کھلنے کی آواز آئی اور کسی کے قدم اپنی جانب بڑھتے محسوس ہوئے۔ اس نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں تو اپنے سامنے ایک درمیانی عمر کی سفید یونیفارم میں ملبوس نرس کو کھڑا پایا۔ وہ اس کی ڈرپ میں سیرنج سے مائع بھر رہی تھی۔ اس کو آنکھیں کھولتے دیکھ کے مسکرانے لگیں۔

"تو مسٹر حیدر، کیسا فیل کر رہے ہیں اب آپ؟"، اس نرس نے نرمی سے پوچھا تو وہ زکام زدہ آواز میں ہلکے ہلکے، رک رک کے کہنے لگا، "ٹھیک۔"

"سر زیادہ بھاری تو نہیں ہو رہا؟"، نرس نے ایک بار پھر پوچھا۔ اس کی نرم آنکھیں اسی پہ ٹکی ہوئی تھیں۔

"ہو رہا ہے۔"، اس نے ہلکے سے کہا تو وہ مسکرانے لگیں۔

"ظاہر ہے۔۔۔ آپ کی حالت ہی اتنی خراب تھی۔۔۔ خیر، میں ڈاکٹر کو اطلاع کر دیتی ہوں کہ آپ کو ہوش آگیا ہے تاکہ وہ آپ کا ایک بار پھر چیک اپ کر لیں۔"، وہ نرمی سے کہتی ہوئی مڑ کے دروازے میں غائب ہو گئی۔ حیدر نے آنکھیں پھر سے بند کر کے کچھ گہری سانسیں لیں۔ اس کا سر اب تک بھاری ہو رہا تھا۔

کچھ ہی دیر میں ایک بڑی عمر کے ڈاکٹر مسکراتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے۔ وہ قدم قدم چلتے اس کے بیڈ کے پاس آئے اور اس کا چیک اپ کرنے لگے۔

Posted On Kitab Nagri

"سو، مسٹر حیدر، آر یو فیلنگ اوکے ناؤ؟"، وہ نرمی سے پوچھنے لگے۔

"یس، بٹ مائی ہیڈ از ہیوی ناؤ۔"، حیدر نے نقاہت سے کہا تو وہ سر ہلا کر اس کی فائل دیکھنے لگے۔

"مسٹر حیدر، دو تین گھنٹے میں یہ سر کا بھاری پن ختم ہو جائے گا۔ یو ڈونٹ وری۔ ابھی آپ کی فیملی کو بلا دیتا ہوں میں۔"، وہ نرمی سے کہتے ہوئے کمرے سے چلے گئے۔ وہ گئے تو وہ سوچنے لگا کہ اس کے ساتھ آخر ہوا کیا تھا۔۔۔ یہ سوچتے ہی وہ خواب اس کے ذہن میں آیا تو اسے پسینے آنے لگے۔ سانس لینے میں دشواری ہونے لگی تو اس نے آکسیجن ماسک اپنے چہرے کے مزید قریب کیا۔ دو تین منٹ بعد کمرے کا دروازہ کھلا تو صائم اور کبری کے ساتھ ساتھ عثمان اور رابی بھی اندر آتے ہوئے دکھائی دیئے۔

رابی اور کبری کی آنکھیں سوجی ہوئی تھیں۔ وہ یقینا روتی رہی تھیں۔ صائم اس کے پاس آکے کھڑا ہوا اور اس کا ہاتھ تھام کر پریشانی اور فکر سے کہنے لگا، "تم نے تو ہمیں ڈرا ہی دیا تھا۔"

عثمان دوسری طرف سے آکر کرسی گھسیٹ کر اس کے سامنے بیٹھے اور آنکھوں میں نرمی لیے اسے دیکھنے لگے۔ "اب کیسا فیل کر رہے ہو؟"، وہ نرمی سے پوچھ رہے تھے۔

"ٹھیک ہوں اب۔"، اس نے زکام زدہ آواز میں کہا تو رابی آکے اس کے پاس اس کے بیڈ پہ بیٹھیں اور سرخ آنکھوں سے اسے دیکھنے لگیں۔ وہ کبھی بھی رونا شروع کر سکتی تھیں۔

"کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتانا۔"، انہوں نے کہا تو وہ سر ہلا کے رہ گیا۔ ان کی متورم آنکھیں اب بھی اس پر ہی جمی تھیں۔ اس کے سارے اپنے اس کے سرہانے بیٹھے اس سے تھوڑی باتیں کر رہے

Posted On Kitab Nagri

تھے اور وہ ہلکے ہلکے انہیں جواب دے رہا تھا۔ باری باری سب اٹھ کے چلے گ ئے تو صائم اس کے پاس کرسی گھسیٹ کے بیٹھ گیا۔

"تمہیں کیا ہوا تھا، حیدر؟" اس نے آرام سے پوچھا تو وہ اس کا چہرہ تکنے لگا۔ وہ کیا بتاتا اسے کہ قبر کا دورہ کر کے آیا ہے یا موت کے منہ سے واپس آیا ہے؟

"پتا نہیں بھائی۔"، اس نے ہلکے سے کہا تو صائم نے اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما اور ہلکا سا جھکا۔

"دیکھو اگر کوئی بھی مسئلہ ہے تو ہمیں بتاؤ۔ ہم ہیں نا تمہاری مشکلات حل کرنے کے لیے۔"، وہ نرمی سے کہنے لگا تو حیدر ہلکا سا مسکرایا۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں بھائی۔ آپ بلاوجہ ٹینشن لے رہے ہیں۔"، اس نے کہا تو صائم ناراضگی سے پیچھے ہو بیٹھا اور اسے گھورنے لگا۔

"ہاں بالکل ٹھیک ہو۔۔۔ تبھی تو دو دن بعد ہوش میں آئے ہو۔"، اور یہ سن کر تو حیدر حیران و پریشان رہ گیا۔ دو دن؟ تو کیا وہ خواب دیکھے دو دن گزر چکے تھے؟ وہ دو دن سے یہاں ہسپتال میں ہے؟

"بھائی، آپ فکر مت کریں۔ اب تو ہوش میں آ گیا ہوں نا۔"، اب کی بار وہ بولا تو آواز میں تھکاوٹ تھی۔ حیرانگی غائب تھی۔

Posted On Kitab Nagri

"کون کہہ سکتا ہے کہ تم وہی حیدر ہو جو ہر وقت چوں چراں کرتا رہتا تھا۔۔۔چپ بیٹھنا تو حیدر نے سیکھا ہی نہیں تھا۔اب اتنے خاموش ہو۔مجھے تو ٹینشن ہو رہی ہے۔"، صائم ٹلنے والا نہیں تھا۔حیدر ہلکا سا مسکرایا۔

"تو آپ کیا چاہتے ہیں کہ ہسپتال کے بیڈ پہ بیٹھ کے ڈانڈیا کھیلوں؟"، اس نے مذاق میں کہا تو صائم مزید قریب آیا۔

"زائرہ آئی تھی تم سے ملنے۔"، اس نے حیدر کے سر پہ بم پھوڑا تھا۔حیدر آنکھیں پھیلائے اسے دیکھے گیا۔

"مگر تم ہوش میں ہی نہیں تھے تو میں نے ہی اسے کمپنی دے دی۔" صائم نے کاندھے اچکا کے کہا اور حیدر کے بے یقین چہرے کو دیکھا۔

"منہ بند بھی کر لو بھائی۔مکھی گھس جائے گی۔"، اس نے شرارت سے کہتے ہوئے حیدر کا منہ بند کیا۔

"کیا کہہ رہی تھی؟"، حیدر نے کچھ نارمل ہو کر پوچھا۔

"کہہ رہی تھی کہ کیا ہو گیا میرے فیوچر ہسبینڈ کو؟ میں کہیں شادی سے پہلے ہی بیوہ نہ ہو جاؤں؟"، صائم نے شرارت سے کہتے ہوئے حیدر کی آنکھوں میں بڑھتی بے یقینی کو دیکھا اور ہنس پڑا۔

"ارے عیادت کرنے آئی تھی تمہاری اپنی ممی کے ساتھ۔۔۔لاہور سے اسپیشلی تمہارے لیے آئی تھی۔"، صائم نے کہا تو حیدر نے تھوڑا سانس لیا۔

Posted On Kitab Nagri

"اس کی ممی نے کچھ بتایا تھا ہماری ممی کو۔۔۔"،کچھ دیر کی خاموشی کے بعد صائم نے سنجیدگی سے کہا تو حیدر کے کان کھڑے ہو گئے۔

"رشتہ آیا ہے اس کا۔۔۔وسیم انکل کے کسی دوست کا بیٹا ہے۔ان کے فیملی ٹرمز بھی ہیں اس فیملی کے ساتھ۔"،صائم نے کہا تو حیدر رخ موڑ گیا۔

"ابھی بھی وقت ہے حیدر۔۔۔رشتہ بھجوادو۔ایسا نہ ہو کہ وہ کسی اور کے نام کی مہندی لگا کر تمہیں اپنی شادی کے کارڈ کے ساتھ ساتھ مٹھائی کا ٹوکرا بھی بھیجے۔"،صائم نے کہا تو حیدر نفی میں سر ہلانے لگا۔

"نہیں۔اسے میں نے کہا تھا کہ وہ میری پڑھائی ختم ہونے کا انتظار کرے۔مگر وہ بضد ہے کہ ابھی ہی شادی کروں۔تو میں یہ نہیں کر سکتا۔"،اب کے وہ بولا تو آواز اور لہجے میں سنجیدگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

"اور اگر تمہاری اسی ضد کے چکر میں واقعی مٹھائی آ گئی ناتو رونے کے لیے اپنا کاندھا میں ہر گز مہیا نہیں کروں گا۔"،صائم نے کہا تو حیدر نفی میں سر ہلانے لگا۔

"نہیں،وہ ہاں نہیں کرے گی اس رشتے کو۔"،حیدر نے کہا تو صائم اسے گھورنے لگا۔

"کیوں؟کیوں ہاں نہیں کرے گی؟"،صائم نے پوچھا تو وہ ہلکا سا مسکرایا۔

"وہ مجھ سے محبت کرتی ہے بھائی۔اور میں بھی اسی سے شادی کروں گا۔"،حیدر نے کہا تو صائم نے گہرا سانس لیا اور کچھ قریب ہوا۔

Posted On Kitab Nagri

"کبھی اپنی انا اور خوش فہمی کے خول سے نکل کر دیکھنا۔ دنیا بہت الگ ہے۔ ویسی بالکل نہیں ہے جیسی تمہیں نظر آتی ہے۔ زائرہ ایک لڑکی ہے۔۔۔ اور وہ کب تک بنا کسی وجہ کے رشتوں کو ریجیکٹ کرتی رہے گی؟ ایک نہ ایک رشتے پہ تو ہاں کرنی ہی ہوگی نا اسے۔"، صائم نے کہا تو حیدر نے چہرہ موڑ کے اسے دیکھا۔

"کیا میری محبت کافی نہیں ہے رشتوں کو ریجیکٹ کرنے کے لیے؟"، اس نے پوچھا تو صائم نے ہلکے سے نفی میں سر ہلایا۔

"میری بات مان لو۔ ایسا نہ ہو کہ دیر ہو جائے۔"، صائم نے کہہ کر اس کا ہاتھ ہلکے سے دبایا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"آرام کرو۔۔۔ اور اس بارے میں ضرور سوچنا۔"، وہ کہہ کر وہاں سے نکل گیا۔ پیچھے حیدر نے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔

"اس بارے میں سوچوں؟ کیسے سوچوں؟ سوچنے کے لیے تو بہت بھیانک چیزیں ہیں میرے پاس۔"، اس نے سر جھٹک کر خود سے کہا۔ اچانک ہی اسے وہ خواب پھر سے یاد آیا تھا۔ وہ ابھی تک کنفیوژڈ تھا کہ اپنے خدا، دین اور نبی پر یقین رکھنے کے باوجود کیوں اس کے منہ سے وہ عجیب و غریب جواب نکلے۔ وہ تو اس بات پہ ایمان رکھتا تھا کہ اللہ ہی اس کا رب ہے، اسلام ہی اس کا دین ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی اس کے نبی ہیں۔ تو کیوں اس سے اس وقت جواب نہ بن پڑا؟

Posted On Kitab Nagri

ہلکا سا سر اٹھا کر اس نے نگاہ کمرے میں چاروں اور دوڑائی اور پھر دوبارہ سے تھک کر سر تکیے پہ رکھ لیا۔ اب یہ تو طے تھا کہ وہ خواب وہ کبھی چاہ کر بھی نہیں بھول سکتا۔۔۔اور کوئی عام خواب تو تھا نہیں وہ کہ یونہی آگیا۔ آج اس ہسپتال کے بیڈ پہ لیٹ کہ حیدر عثمان شاہ زادہ نے اللہ سے ایک وعدہ کیا تھا۔۔۔وہ خود کو بدلے گا۔۔۔اور اس سفر کی کوشش آج اور اسی لمحے شروع ہو گی۔ وہ بہت ہی مشکل اور احتیاط سے بیڈ پہ اٹھ کے بیٹھا اور اپنے تکیے کو صحیح کر کے ٹیک لگایا۔ نظریں کمرے میں ایک بار پھر گھمائیں اور تھوڑا سیدھا ہو بیٹھا۔

"صائم بھائی۔۔۔صائم بھائی۔"، اس نے تھوڑی بلند آواز میں کہا تو صائم، جو اس کے کمرے کے بالکل باہر ہی کھڑا تھا، فوراً گھبرا کر اندر آیا۔ شاید وہ سمجھا تھا کہ حیدر کی طبیعت خراب ہو رہی ہے۔ اسے صحیح سلامت دیکھ کر ہلکی سی ابرو اٹھائی۔

"صائم، مجھے جائے نماز لا دو۔"، حیدر نے کہا تو کچھ پل تو صائم سانس نہ لے سکا۔ حیدر، اور جائے نماز؟ یقین کرنا تھوڑا نہیں، کافی مشکل تھا۔ وہ منہ کھولے حیدر کو تکنے لگا تو حیدر مزید کہنے لگا۔

"یہ کھڑکی کے بلائنڈرز بھی ہٹا دو اور مجھے واش روم تک جانے میں مدد کر دو۔"

صائم ہونق بنا اسے دیکھتا رہا۔

"صائم؟ تم سے بات کر رہا ہوں۔"، حیدر نے دوبارہ کہا تو صائم ہلکے سے سر ہلا کر کمرے میں داخل ہوا اور کھڑکی تک جا کے بلائنڈرز ہٹائے۔ بلائنڈرز ہٹتے ہی اجلا اجلا سا مغرب کا آسمان اپنی جامنی روشنی ہر

Posted On Kitab Nagri

سو بکھیرے نظر آیا۔ اس کے بعد صائم اس تک آیا، ہلکے اور احتیاط سے اس کے ہاتھ سے ڈرپ کی سوئی نکالی اور اسے سہارا دے کر واش روم تک لے آیا۔ واش روم کے دروازے تک پہنچ کر اس نے حیدر سے کہا، "تم گرور تو نہیں جاؤ گے نا؟ کہو تو میں وضو کروانے میں ہیلپ کروادوں؟"

"ارے نہیں نہیں، میں کر لوں گا۔ تم جا کر جائے نماز لا دو پلیز۔"، حیدر نے کہہ کر واش روم میں قدم رکھا اور اپنے پیچھے دروازہ بند کیا۔ کچھ قدم چل کے وہ سنک کے سامنے آیا اور وضو کرنا شروع کیا۔۔۔ ہاتھ دھوتے وقت اس کا جسم کپکپاہٹ کا شکار تھا۔ پھر کلی، ناک میں پانی، پھر منہ دھونا، پھر کہنیوں تک ہاتھ دھوئے۔۔۔ مسح کیا اور پھر جب آخر میں ٹانگ اوپر کر کے ٹخنوں تک پیر دھوئے، تو نہ جانے کہاں سے ایک آنسو ٹپک پڑا... یقین تو کچھ دیر تک اسے بھی نہ آیا تھا۔ یاد کرنے کی کوشش کی کہ آخری بار کب رویا تھا تو یاد نہ آسکا۔

وہ جو کبھی روتا نہ تھا، آج عرصے بعد اللہ کے حضور پیش ہونے کی تیاری کرتے وقت پھوٹ پھوٹ کے رو پڑا تھا۔ گلے میں گلٹی بار بار ابھر کر معدوم ہو رہی تھی۔ وضو کرنے کے بعد ایک بار پھر اس نے اپنا چہرہ دھویا اور دروازہ کھول کر باہر آیا۔

اس کے بیڈ پہ جائے نماز رکھی ہوئی تھی۔ یقیناً صائم ہی وہاں رکھ کے گیا تھا۔ وہ قدم قدم چلتے بیڈ تک آیا، جائے نماز اٹھائی، اور چلتا ہوا قد آدم کھڑکی کی جانب آیا۔ جائے نماز کی تہیں کھول کے اسے زمین پہ بچھایا اور دوبارہ سے مڑ کر سائیڈ ٹیبل کی جانب بڑھا۔ سائیڈ ٹیبل سے صائم کی پی کیپ اٹھائی اور الٹی کر

Posted On Kitab Nagri

کے سر پر پہنی۔ وہ اللہ کا بندہ آج اپنے رب کے سامنے پیش ہونے سے کترا رہا تھا۔ گھبرا رہا تھا اور کپکپا رہا تھا۔

نیت باندھتے وقت سے لے کر رکوع، سجدے، التحیات۔۔۔ ہر لمحے اس کی آنکھوں سے آنسو زار و قطار بہہ رہے تھے۔ وہ اپنی اس حالت کو سمجھنے سے خود بھی قاصر تھا۔ ایسا تو اس کے ساتھ کبھی نہ ہوا تھا۔ سلام پھیرنے کے بعد اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو ہاتھ بھی کپکپا رہے تھے۔ وہ خالی نظروں سے اپنے ہاتھوں کو دیکھے گیا۔ کتنے ہی گناہ اس نے ان ہاتھوں سے سرزد کیے تھے۔ ان ہاتھوں کو دیکھتے دیکھتے وہ اپنے خیالوں کی دنیا میں جا پہنچا تھا۔۔۔

وہ ایک کلب کا منظر تھا جہاں نشے میں دھت لوگ ناچتے گاتے ہر وہ گناہ کرنے میں مصروف تھے جو اسلام میں حرام کے لیبل میں آتا ہے۔ پس منظر میں تیز میوزک بج رہا تھا۔ لوگ جھولتے ہوئے شراب ہاتھوں میں تھامے غرق مے نظر آتے تھے۔ کوئی بھی اپنے ہوش و حواس میں نہ تھا۔

ایسے میں اگر کلب کے کونے میں رکھے ایک صوفے پہ نظر ڈالیں تو وہاں ہمیں چار دوستوں کا ایک ٹولا بیٹھا نظر آئے گا۔ وہ سب ہی بیس اکیس سال کے نوجوان تھے جو اس وقت شیطانی قہقہے لگاتے عجیب منظر پیش کر رہے تھے۔ ایک دوسرے کو تالیاں مارتے، ہر آنے جانے والے کو دیکھ کر کمنٹس اچھال رہے تھے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

"یار۔۔۔اس۔۔۔اس عا۔۔۔عامر کو دیکھا ہے۔۔۔کیسے۔۔۔وہاں بیٹھا ہے۔۔۔"، راحم نے کہا تو حیدر بھی عجیب طرح سے ہنستے ہوئے کامران کے ساتھ تالی مارتے ہوئے جھولتی آواز میں بولنے لگا۔

"ہاں۔۔۔یونیورسٹی۔۔۔میں کیسا۔۔۔کیسا اسلامی بن رہا۔۔۔ہوتا ہے۔۔۔جیسے اس سے زیادہ تو کوئی۔۔۔اسلام کو جانتا ہی۔۔۔نہیں۔"، کہنے کے بعد وہ پھر حیوانی قہقہہ لگا رہا تھا۔

"ابے یہ۔۔۔سارے سالے۔۔۔ایسے ہی ہوتے۔۔۔ہیں۔۔۔آئے بڑے) گالی (کہیں کے۔"، قیصر نے بھی اپنا حصہ ڈالا تو وہ سب پھر سے ہنس پڑے۔

حیدر نے ہنستے ہوئے اپنا شراب کا گلاس اٹھا کے سب کے ساتھ چیئرس کی اور ایک گھونٹ حلق میں انڈیلا۔ بس۔۔۔وہ اس سے زیادہ نہیں سوچ سکتا تھا۔ یادوں کا بلبلہ ہوا میں تحلیل ہوا تو وہ دوبارہ ہسپتال میں پہنچا۔ ہاتھ اب بھی لرز رہے تھے۔اس کے گرم گرم آنسو اس کے ہاتھوں پہ ٹپک رہے تھے اور ہاتھوں کو کب کا بھگو چکے تھے۔ اس کی سسکیاں پورے کمرے میں گونج رہی تھیں۔۔۔ہچکیوں کے ساتھ روتے ہوئے وہ بالکل کوئی بچہ لگ رہا تھا۔ اس نے بے دردی سے اپنی آنکھیں رگڑیں اور سامنے کھڑکی سے نظر آتے آسمان کو دیکھا جو اب گہرا جامنی لگ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو اب بھی ٹپک رہے تھے۔ وہ کیسے ان ہاتھوں سے مانگتا جن سے اس نے اتنے گناہ کیے تھے۔۔۔اس کا دل چاہ رہا تھا کہ ان ہاتھوں کو کاٹ کر پھینک ڈالے۔ ایک بار پھر اس نے بے دردی

Posted On Kitab Nagri

سے آنسو پونچے اور پھر آسمان کی طرف سر اٹھایا۔ بے ساختہ ہی اس کے ہاتھ نیچے پہلو میں گرے تھے۔

"اللہ۔۔۔میری تو زبان بھی اس قابل نہیں کہ میں تیرا نام لوں۔۔۔اس زبان نے شراب چکھا ہے۔۔۔اس کو بھی کاٹ کر پھینک دینا چاہئے۔۔۔مگر میرے خدا۔۔۔میں آج تجھ سے وعدہ کرتا ہوں کہ اب میری زبان، میرے ہاتھ، میری آنکھیں، میرے کان حتی کہ میرے جسم کا ہر ایک ایک پرزہ کوئی گناہ سر زد نہیں کرے گا۔۔۔ جس لمحے میں کوئی گناہ کرنے لگوں، تو مجھے بھٹکے ہوئے رستے سے اٹھا کر سیدھے راستہ پہ لے آنا۔ مجھے قبر کا عذاب نہیں چاہیۓ یارب۔۔۔ مجھ میں سکت نہیں ہے وہ عذاب جھیلنے کی۔۔۔یا اللہ، مجھے قبر کے عذاب سے بچانا۔۔۔میرے دل کو اور میری روح کو اپنا بنا لے۔ میں نے جب جب جو گناہ کیا ہے، اس کو مٹا دے میرے رب۔۔۔میں معافی مانگتے ہوئے بھی شرمندہ ہوں۔۔۔کیسے مانگوں ایسی زبان سے معافی جس نے شراب چھوا ہو۔۔۔کیسے اٹھاؤں وہ ہاتھ جنہوں نے کبھی کوئی اچھا کام نہ کیا ہو۔۔۔کیسے۔۔۔کیسے۔" کہتے ہوئے اس نے ایک بار پھر آسمان کی طرف سر اور نظریں اٹھائیں۔

پتا نہیں کیوں ایسا محسوس ہونے لگا تھا کہ اللہ نے اپنا پورا دھیان اس شرمسار پر کیا ہوا ہے۔ وہ محسوس کر پا رہا تھا کہ اللہ اسے سن رہا ہے۔۔۔اس کا ہر ایک لفظ سن رہا ہے۔

www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

"تو سن رہا ہے یارب۔۔۔اس کا تو مجھے یقین ہے۔ پر اس بات کا بھی پورا یقین ہے کہ تو نے مجھے معاف نہیں کیا۔۔۔اتنی آسانی سے تو بالکل نہیں۔۔۔اللہ۔۔۔اللہ۔۔۔اللہ۔"، وہ اکھڑے سانس کے ساتھ کہتا ہوا پھر سے آسمان ہی کو تک رہا تھا۔ کتنا وسیع تھا یہ آسمان۔۔۔ہر سو پھیلا ہوا۔۔۔کتنے ہی رنگ اپنے اندر سموئے ہوئے تھا۔۔۔اور اس کے کتنا اوپر اس کا رب اس وقت موجود تھا اور اسے ہی دیکھ رہا تھا اور سن بھی رہا تھا۔۔۔کیسے اتنا دور ہونے کے باوجود بھی اتنا قریب تھا اس کا رب۔۔۔اس کی نگاہ نہ جانے کیوں آسمان سے ہٹ ہی نہیں رہی تھی جب اس نے اپنے پیچھے سے آواز سنی۔۔۔

"ہم دیکھ رہے ہیں تمہارا بار بار آسمان کی طرف منہ کرنا۔"، کچھ پل کے لیے وہ واقعی ساکت ہو گیا تھا۔ یہ آواز صائم کی تھی۔ اس نے پیچھے مڑ کے بھی نہیں دیکھا۔ صائم اس کے پیچھے سے قدم قدم چلتا آ کے اس کی جائے نماز کے پاس آ کے بیٹھا اور آنکھوں میں نرمی لیے اسے دیکھنے لگا۔ اس نے ہلکا سا چہرہ موڑ کے اسے دیکھا تو صائم کی مسکراہٹ ہلکی سی سمٹی۔

"کیا ہوا؟ ایسے مت دیکھو۔۔۔یہ میں نہیں کہہ رہا۔ اللہ تعالیٰ کہہ رہا ہے قرآن میں۔"، صائم نے ذرا خفگی سے کہا تو وہ آنکھیں پھیلائے اسے تکنے لگا۔ کیا یہ واقعی اللہ نے کہا تھا؟ اگر کہا بھی تھا تو کیسے بالکل اسی وقت کے لیے؟ وہ سانس روکے اسے دیکھے گیا جو ابھی بھی کہہ ہی رہا تھا۔ "میں سچ کہہ رہا ہوں۔ یہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے اپنی کتاب میں۔ سورۃ البقرۃ میں۔ یقین نہیں آتا تو خود پڑھ کے دیکھ لینا۔"

Posted On Kitab Nagri

”قرآن کا بندوبست کرکے دے سکتے ہو مجھے؟ ابھی اسی وقت؟“، پتا نہیں کس احساس کے تحت حیدر نے یہ کہا تو صائم مسکرا کے سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

Posted On Kitab Nagri

کچھ دیر بعد وہ اس کے ساتھ آکے پھر سے بیٹھا تو اس کے ہاتھ میں ایک نیلی جلد والا قرآن مجید تھا۔

"برابر والے روم میں ایک صاحب رکے ہوئے ہیں۔ ان سے لے کر آیا ہوں۔ ترجمے والا ہے۔ پڑھ کر ان کو واپس لوٹانا ہے۔"، وہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا اور کمرے سے چلا گیا۔ حیدر نے قرآن کو رحل پہ رکھا اور کانپتے ہاتھوں سے بیچ سے پکڑ کے کھولا تو اس کا ایک سیکنڈ کے لیے سانس واقعی رک گیا۔

"ہم دیکھ رہے ہیں تمہارا بار بار آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔"، سیاہ روشنائی سے لکھے وہ الفاظ اسے تقویت کے ساتھ ساتھ شدید حیرت میں بھی مبتلا کر رہے تھے۔ وہ دم سادھے ان الفاظ کو بار بار پڑھے گیا۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا؟ اتنا صاف پیغام اسے ڈائیریکٹ اللہ ہی کی طرف سے موصول ہوا تھا اور اب وہ اس بات پہ یقین نہیں کر پا رہا تھا۔ ہمیشہ صرف لوگوں سے ہی سنا تھا کہ اللہ جواب دیتا ہے اپنے بندوں کو۔ مگر ہمیشہ اسے یہی لگتا تھا کہ یہ سب صرف اتفاق ہی ہوتا ہو گا۔ بھلا ایسے کیسے وہ چودہ سو سال پہلے اتاری ہوئی کتاب آج، اس وقت اس کے تمام مسائل کا حل دے سکتی تھی؟ مگر آج، حیدر شاہ زادہ کو اس بات کا اقرار کرنا پڑا کہ اللہ اپنے بندوں کو تسلی دینے کے لیے کہیں سے بھی کوئی بھی راہ پیدا کر سکتا ہے۔ اس نے قرآن کو آہستہ سے بند کر کے ہاتھوں میں تھاما اور اسے لبوں اور آنکھوں تک لے جا کے چوما۔ اس کے ہاتھ اب بھی کانپ رہے تھے۔

Posted On Kitab Nagri

اگر تم سے کوئی پوچھے بتاؤ زندگی کیا ہے؟

ہتھیلی پہ ذراسی خاک رکھنا اور اڑادینا۔

نماز کے بعد قرآن کی بھی تلاوت کرنے کے بعد وہ ابھی تکیہ سے سر ٹکائے آنکھیں موندے لیٹا تھا۔ ذہن میں اب بھی بہت سی الجھنیں تھیں، بہت سی گرہیں تھیں پر وقت کے ساتھ ساتھ جیسے وہ گرہیں کھلنا شروع ہو گئی تھیں۔ باہر رات نے اپنے پر پھیلائے ہوئے تھے اور آسمان کو سیاہ کر رکھا تھا۔ اس کے روم میں لگی گھڑی اس وقت رات کے دس بجا رہی تھی جب اس کے کمرے کا دروازہ ہلکا سا کھٹکھٹایا گیا اور ہلکے سے کھلتا چلا گیا۔

اس نے آنکھیں کھول کے رخ موڑ کے دروازے میں دیکھا تو راحم، کامران اور قیصر کے چہرے نظر آئے۔ وہ مسکرا کر اسے دیکھتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔

"ہاں برو۔۔۔ کیا حالت بنالی ہے یہ تم نے اپنی؟" راحم کہتا ہوا اس کے بیڈ پہ آکے بیٹھا۔ ساتھ کامران اور قیصر بھی دوسری جانب سے کرسیاں کھینچ کر آکے اس کے قریب بیٹھے۔

"یہ نس کہاں سے پھٹوالی؟"، قیصر کہتا ہوا مسکرانے لگا۔

"ایسا کون سا بھوت دیکھ لیا تھا کہ نروس بریک ڈاؤن ہو گیا؟"، کامران نے بھی گفتگو میں اپنا حصہ ڈالا تو وہ بس ہلکا سا مسکرانے لگا۔

Posted On Kitab Nagri

"ابے کہیں ڈاکٹر نے تیری زبان تو کاٹ کے نہیں پھینک دی؟ کچھ بول کیوں نہیں رہا تو؟"، راحم نے اس کا ماتھا چھوتے ہوئے کہا تو کامران بھی تائید میں سر ہلانے لگا۔

"میری دعا ہے کہ جو کچھ میں نے دیکھا ہے، وہ تم لوگ بھی جلد ہی دیکھو۔"، حیدر نے آہستہ سے کہا تو ان سب کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔

"میرے بھائی، ادھر دیکھ۔ کیا دیکھا ہے تو نے؟" قیصر نے کچھ پریشانی سے کہا تو وہ اور مسکرانے لگا۔

"ابے ایسے ہنس کیوں رہا ہے؟ کچھ بول تو سہی۔"، راحم نے کہا تو وہ مسکرا کر سر جھٹک کر کہنے لگا، "اللہ حافظ۔۔۔ تم لوگ جاؤ۔ میرے سر میں تم لوگوں کو دیکھ کر دوبارہ سے درد اٹھ گیا ہے۔۔۔ اس سے پہلے کہ ایسی مخلوقات کو دیکھ کر دوبارہ سے نروس بریک ڈاؤن ہو، تم لوگ جاؤ۔"

"واہ یار۔۔۔ کیا نیا طریقہ نکالا ہے گیٹ آؤٹ کہنے کا۔۔۔ چلو بھائیو۔ ہمارا بھائی اب بڑا ہو گیا ہے۔ ہم جیسے بچوں کے ساتھ نہیں گھومے گا اب۔"، کامران کہہ کر ان کے اٹھنے کا اشارہ کرنے لگا تو حیدر کا قہقہہ گونجا۔

"بچے۔۔۔؟ اور وہ بھی تم لوگ؟ حرکتیں ہیں تمہاری بچوں والی؟"، حیدر نے ہنستے ہوئے کہا تو وہ تینوں بھی تالیاں مار کر ہنسنے لگے۔

"ابے لگتا ہے تیری یاداشت چلی گئی ہے۔ کیونکہ تیری بھی وہی حرکتیں ہیں جو ہماری ہیں۔"، راحم نے کہا تو کچھ پل کے لیے واقعی کسی نے اس کا دل پکڑ کر جھنجھوڑ ڈالا۔

Posted On Kitab Nagri

"تھیں۔۔۔میری وہ حرکتیں تھیں۔اب نہیں ہونگی۔"،اس نے آہستہ سے کہا تو وہ سب جو قہقہے لگا رہے تھے،رک کر اسے دیکھنے لگے۔آنکھوں میں نا سمجھی واضح نظر آرہی تھی۔

"کہیں تو دوزخ کا وزٹ تو نہیں کر کے آیا ہے؟"،قیصر نے کہا تو حیدر کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔وہ تینوں اسی کی شکل دیکھ رہے تھے۔۔۔جواب کا انتظار کر رہے تھے۔

"کچھ بول بھی۔"،راحم نے ہلکے سے کہا تو اس نے نظر اٹھا کے تینوں کو دیکھا۔

"نہیں۔۔۔دوزخ دیکھنے کی ہمت تو مجھ میں ہے ہی نہیں)میں تو قبر کا عذاب دیکھ کر ہی خوفزدہ ہوں(۔۔۔البتہ اب کوشش کر رہاہوں کہ خود کو بہتر کروں۔"،اس نے کہہ کر تینوں کو دیکھا جو ہونق بنے اسے دیکھ رہے تھے۔

"پھر تو تو ہم سے دوستی بھی چھوڑ دے گا،ہے نا؟"،کامران نے پوچھا تو وہ اسے دیکھنے لگا۔کامران کے لہجے اور آنکھوں میں پنہاں طنز اس سے کچھ مخفی نہ رہ سکا تھا۔

"تم لوگ میرے دوست ہو اور ہمیشہ رہو گے۔میں جب خود ہی بہتر نہیں ہوں تو تم لوگوں کو جج کر کے یوں تم لوگوں سے دوستی نہیں ختم کر سکتا۔۔۔مگر ہاں۔۔۔اب کلبز اور بارز وغیرہ میں تم لوگوں کو ایکمپنی نہیں کروں گا۔"،حیدر نے ہلکے سے کہا تو ان کے تنے نقوش ذرا ڈھیلے پڑے اور وہ سمجھتے ہوئے سر ہلانے لگے۔

Posted On Kitab Nagri

"ٹھیک ہے۔۔۔ پر وہ عامرہ لوگوں کو تنگ کرنا ابھی نہیں چھوڑے گا تو۔۔۔جب تک تو انہیں تنگ نہیں کرتا اور وہ تجھے تین چار گالیاں نہیں دیتیں تو یونیورسٹی جانے کا مزا ہی نہیں آتا۔"، راحم نے مزے سے کہا تو وہ سر جھٹک کے ہنسنے لگا۔ یہ لوگ کبھی نہیں سدھر سکتے تھے۔ اور اس بات کا اندازہ حیدر کو ابھی سے نہیں، بچپن سے تھا۔ وہ تینوں اس کے بچپن کے دوست تھے۔ پہلے اسکول، پھر کالج اور پھر یونیورسٹی میں بھی ساتھ ہی پڑھتے رہے تھے۔ ان سے دوستی چھوڑنا شاید حیدر کے لیے واقعی آسان نہیں تھا۔

آج شیخوپورہ ضلع میں آسمان پہ سورج یوں چمک رہا تھا کہ گویا ساری گرمی آج ہی برسا کر جائے گا۔ آسمان پر بادل نہ ہونے کے برابر تھے اور گرمی حد درجہ تھی۔ اس وقت دوپہر کے ساڑھے بارہ بج رہے تھے۔

شاہ حویلی میں اس وقت خاموشی سی چھائی ہوئی تھی۔ صبح حیدر کی ہسپتال سے واپسی ہوئی تھی۔ سب اس کا خیال بہت زیادہ رکھ رہے تھے۔ ابھی بھی اسی کے آرام کی خاطر خاموشی تھی تاکہ وہ کچھ دیر لیٹ کر آرام سے سو سکے۔ وہ اپنے کمرے میں بیڈ پہ لیٹا تھا۔ اے سی کھلا ہوا تھا البتہ کمفرٹر سینے تک تانا ہوا تھا۔ آنکھوں میں نیند واضح نظر آ رہی تھی۔ ابھی وہ نیند کی وادی میں کھونے کو بے تاب تھا جب اس کے کمرے کا دروازہ ہلکا سا کھٹکھٹایا گیا۔ اس نے سیدھے ہوتے ہوئے "کم ان" کہا تو انعم کا چہرہ کھلتے

Posted On Kitab Nagri

دروازے میں نظر آیا۔ وہ لمبی اور دبلی پتلی سی پچیس چھبیس سال کی لڑکی تھی۔ پنجابی طرز کے شلوار قمیض کے ساتھ نیلا دوپٹہ گلے میں ڈالے، بالوں کو چوٹی میں باندھ رکھا تھا۔

"جی انعم باجی؟"، اس نے آہستہ سے پوچھا تو وہ قدم قدم چلتی اندر آئی۔

"حیدر، تمہارا کوئی دوست تم سے ملنے آیا ہے۔ ڈرائنگ روم میں بیٹھا ہے۔"، انعم نے کہا تو وہ سر ہلا کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کے بیٹھ گیا۔

"راحم ہو گا۔۔۔ اسے میں نے کام سے بلایا تھا۔"، حیدر نے کہتے ہوئے آنکھیں موندیں اور سر بیڈ کراؤن سے ٹکایا۔

'لو بھلا۔۔۔ راحم ہوتا تو میں پہچان نہ جاتی۔۔۔ تمہارے تین رنگین چوزوں میں سے کوئی نہیں ہے۔۔۔ کوئی اور ہے۔ کہہ رہا تھا کہ تم اس کو جانتے ہو۔"، انعم نے کہا تو وہ ہنسنے لگا۔

"میری پیاری آپا۔۔۔ تو نام پوچھنا تھا نا۔"، وہ کہہ کے انہیں دیکھنے لگا۔

"اب کیا کروں؟ تم اس سے ملنے آ رہے ہو یا اسے یہاں بھیج دوں؟"، انعم نے کہا تو وہ کچھ سوچ کر کہنے لگا۔

"یہیں بھیج دیں۔"، وہ سر ہلا کر مڑ گئی تو حیدر نے جلدی سے کمفرٹر تہہ کر کے ایک سائیڈ پہ رکھا۔ کون تھا یہ؟ اس نے تو کسی کو نہیں بلایا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

کچھ دیر بعد دروازہ کھٹکھٹایا گیا تو اس نے "کم ان" کہا۔ دروازہ ہلکے سے وا ہوا اور اسے دروازے کی چوکھٹ پہ عامر کا چہرہ ابھرتا نظر آیا تو وہ سیدھا ہو بیٹھا۔ بھلا عامر کا یہاں کیا کام؟ وہ لمبا اور صاف رنگت کا حامل لڑکا اس ہی کی عمر کا تھا۔ سیاہ بال اور سیاہ آنکھیں لیے وہ اسے دیکھ رہا تھا۔ اسے اپنی طرف دیکھتا پا کے ہلکا سا مسکرایا اور کہنے لگا، "مے آئی کم ان؟"

"آف کورس۔۔۔ وائے ناٹ!"، حیدر نے کہتے ہوئے جلدی سے بیڈ پہ اس کے لیے جگہ بنائی تو وہ اپنے پیچھے دروازہ بند کرتا قدم قدم چلتا آ کے اس کے ساتھ بیڈ پہ بیٹھ گیا۔

"اور عامر۔۔۔ کیسے آنا ہوا؟"، حیرت کے مارے حیدر کے منہ سے بس یہی نکلا۔

"السلام علیکم حیدر۔۔۔ تمہاری طبیعت کا پتا چلا تھا۔۔۔ تو اس لیے خیریت دریافت کرنے آیا ہوں۔ اگر تمہیں پسند نہیں تو بھلے چلا جاتا ہوں۔"، وہ کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا تو حیدر نے نہیں نہیں کر کے اسے دوبارہ بٹھایا۔

"نہیں نہیں میں تو ایسے ہی کہہ رہا تھا۔۔۔ دراصل آج تک تم میرے گھر پہ آئے نہیں ہو نا۔۔۔ وہ بھی لاہور سے اسپیشلی۔۔۔ تو اسی لیے حیرت ہو رہی ہے۔"، حیدر نے کہا تو عامر مسکرانے لگا۔ مسکراتے ہوئے اس کے دونوں گالوں پہ ڈمپل پڑتے تھے۔

" ارے میرے تو نانا اور نانی یہیں رہتے ہیں۔۔۔ میں تو یہاں آتا رہتا ہوں۔"، عامر نے کہا تو حیدر اسے حیرت سے دیکھنے لگا۔

Posted On Kitab Nagri

"حاجی عبدل کریم الدین صاحب ہیں نا۔۔۔وہ میرے نانا ہیں۔ تمہارے تایا جی کے بھی کافی اچھے تعلقات ہیں ان سے۔"، عامر نے کہا تو حیدر خوشگوار حیرت سے مسکرانے لگا۔

"ہاں وہ تو ہمارے یہاں اکثر آتے جاتے رہتے ہیں۔ مجھے تو پتا ہی نہیں تھا کہ وہ تمہارے نانا ہیں۔۔۔"، حیدر نے کہا تو عامر بھی مسکرانے لگا۔

"اور تم سناؤ۔۔۔ کیا ہو گیا تھا تمہیں؟"، عامر موضوع پر آیا تو حیدر کا گلا پھر سے خشک ہونے لگا۔

"وہ۔۔۔ مجھے نروس بریک ڈاؤن ہو گیا تھا۔"، حیدر نے کہا تو عامر سمجھ کر سر ہلانے لگا۔

"اب کیسا فیل کر رہے ہو؟"، عامر نے اگلا سوال پوچھا تو حیدر حیران رہ گیا۔ ایک ہفتے میں عامر وہ پہلا شخص تھا جس نے اس کے نروس بریک ڈاؤن کو موضوع گفتگو بنا کے عجیب و غریب سوال نہیں کیے تھے۔ وہ منہ کھولے اسے دیکھنے لگا تو عامر نے دوبارہ پوچھا۔

"حیدر؟ کہاں کھو گئے؟ میں پوچھ رہا ہوں کہ اب کیسے ہو؟"

"اب۔۔۔ ٹھیک۔۔۔ ٹھیک ہوں۔"، حیدر نے کہا تو عامر مسکرانے لگا۔

"عامر۔۔۔ تم نے یہ کیوں نہیں پوچھا کہ مجھے نروس بریک ڈاؤن کیوں ہوا؟ کیسے ہوا؟ ایسا کیا ہو گیا تھا؟"، حیدر نے پوچھا تو کچھ دیر دیکھنے کے بعد عامر مسکرایا۔

"کیونکہ مجھے کسی کے زخم کریدنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔۔۔ اور نہ ہی ایسے لوگ پسند ہیں۔"، اس نے آہستہ سے کہا تو حیدر کے کندھے تھوڑے ڈھلکے۔

Posted On Kitab Nagri

"تم تو کافی۔۔۔" حیدر کہہ ہی رہا تھا جب عامر نے بیچ میں بات کاٹتے ہوئے کہا، "الگ ہو۔۔۔ مختلف ہو۔۔۔ جیسا میں نے سوچا تھا، تم تو ویسے بالکل بھی نہیں ہو۔۔۔"، عامر مسکرایا اور حیدر کے حیران و پریشان چہرے کو دیکھا۔

"یہی کہنا چاہتے تھے نا۔۔۔ میں نے کمپلیٹ کر دیا تمہارا جملہ۔"

"خیر اتنا بھی خوش فہم نہیں ہونا چاہئے انسان کو۔"، حیدر نے کچھ دیر کے وقفے کے بعد کہا تو عامر ہنس پڑا۔

"ہنسے کیوں؟"، حیدر نے بھی ہنستے ہوئے کہا تو عامر مزید ہنستے ہوئے اسے دیکھنے لگا۔

"تم کیوں ہنسے؟" اس نے پوچھا تو حیدر واقعی پل دو پل کے لیے گڑبڑا گیا۔

"میں تو ایسے ہی ہنس دیا۔۔۔ کیونکہ تم ہنسے تھے تو مجھے بھی ہنسی آگئی۔"، اس نے کہا تو عامر مسکرانے لگا۔

"کیوں کیا میں اتنا برا ہنستا ہوں کہ تمہیں مجھے ہنستا دیکھ کر ہنسی آگئی؟"، عامر نے پوچھا اور ہنسنے لگا۔ ڈمپل پھر سے واضح ہوئے۔

"نہیں یار۔۔۔ تم تو بہت پیارا ہنستے ہو۔" حیدر نے کہا تو عامر مسکرایا۔

"ایسے مت بولو۔۔۔ اگر میری منگیتر نے سن لیا نا تو وہ تمہیں اپنی سوتن گردان لے گی۔"، عامر نے کہا تو حیدر اسے حیرت سے دیکھ کر مسکرایا۔

Posted On Kitab Nagri

"منگیتر؟"، اس نے کچھ حیرت سے پوچھا تو عامر اثبات میں سر ہلانے لگا۔

"ہاں۔۔۔ منگنی ہوئی ہے نا میری۔۔۔ چار سال ہو گئے ہیں۔ ڈگری کے بعد پھر شادی۔ بس!"، عامر نے کہا تو حیدر مسکرا کے اسے دیکھنے لگا۔

" مجھے تو بلاؤ گے نا پھر اپنی شادی پہ؟"اس نے پوچھا تو عامر زور سے ہنس پڑا۔

"ہاں تمہیں تو اسپیشیلی چیف گیسٹ کے طور پر بلاؤں گا۔"، عامر نے کہا تو حیدر بھی ہنس پڑا۔ اس کا دل یکدم ہلکا ہلکا سا محسوس ہو رہا تھا۔

"چلو، اب تم آرام کرو۔۔۔ میں چلتا ہوں۔"، عامر کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا تو حیدر کو پتا نہیں کیوں بے چینی ہونے لگی۔

"ارے اتنی جلدی تو مت جاؤ۔۔۔ تھوڑا مزید تو بیٹھو۔"، وہ کہنے لگا۔

"چلو تم اتنا انسسٹ کر ہی رہے ہو تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔"، عامر اسی وقت واپس بیٹھ گیا۔

"بہت بڑا ڈرامہ معلوم ہوتے ہو تم۔"، حیدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ڈرامہ نہیں، پوری بلاک بسٹر فلم۔"، عامر نے مزے سے کہا تو وہ پھر ہنس پڑا۔

"پتا ہے۔۔۔ میرے بہت سے دوست ہیں مگر آج تک کسی سے بات کر کے اتنا اچھا فیل نہیں ہوا جتنا تم سے بات کر کے ہوا ہے۔"، حیدر نے دل کی بات کہہ ہی دی۔ عامر اسے حیرت سے دیکھنے لگا۔

Posted On Kitab Nagri

"پتا ہے کیا حیدر۔۔۔ کبھی کبھی انسان کسی ایسے پوائنٹ پہ پہنچ جاتا ہے جب وہ اپنے دل کی بات کسی سے شیئر نہیں کر پاتا۔۔۔تب کوئی ایک ایسا شخص بھی ہوتا ہے جسے وہ نہ بھی جانتا ہو تب بھی، اس کے ساتھ اپنی باتیں شیئر کرنے کا دل چاہتا ہے۔"، عامر نے کہا تو حیدر اسے دیکھنے لگا۔

"ایک بات پوچھوں تم سے؟"، حیدر نے ہلکے سے کہا تو عامر نے اثبات میں سر ہلایا۔

"تم نماز پڑھتے ہو نا؟"، عامر نے اثبات میں سر ہلایا۔

"پھر تم شراب کیوں پیتے ہو؟"، اس نے ایک پل کے لیے بھی عامر کے چہرے پر کوئی رنگ یا پریشانی آتے نہیں دیکھی۔

"میں ویسے کسی کو بتانا پسند تو نہیں کرتا مگر چونکہ تم سے دوستی کے ایک نئی شروات ہے۔۔۔تو ایک بات بتا دیتا ہوں۔۔۔میں جو تھا وہ تم سوچ بھی نہیں سکتے۔۔۔ کرنا تو بہت دور کی بات ہے۔۔۔میں نے وہ کیا ہے جو اگر میرے ماں باپ کو پتا چل جاتا تو وہ شرم سے ڈوب کر مر جاتے۔۔۔اینڈ آئی رئیلی اون واٹ آئی ڈڈ۔ مگر اب میں نے خود کو بدلنا شروع کیا ہے۔۔۔شراب تو ایک پرانی عادت ہے۔۔۔اب وہ آہستہ آہستہ چھوٹ رہی ہے۔۔۔مگر میں نماز پڑھنے کے لیے اس عادت کے چھوٹنے کا انتظار نہیں کر سکتا تھا۔عبادت کرنے کے لیے موقع تلاش نہیں کرنا چاہیئے۔۔۔بری عادتوں کے چھوٹنے تک کا انتظار کرتا اگر کہ نماز تب پڑھوں گا تو کبھی نہیں پڑھ پاتا۔۔۔کہتے ہیں نا کہ نماز بے

Posted On Kitab Nagri

حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔ نماز اسی لیے پہلے ہی شروع کر دی تا کہ یہ مجھے میری بری عادتوں اور بے حیائی کے کاموں سے روکے۔"، عامر کہہ کر کھڑا ہو گیا۔

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

www.kitabnagri.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

Posted On Kitab Nagri

"اب چلتا ہوں۔۔۔شام میں نہر کے پاس مل لو تو بہت ہی اچھا ہو جائے۔خدا حافظ۔"، کہہ کے مسکرا کے وہ چلا گیا۔ پیچھے حیدر اب تک ساکت بیٹھا تھا۔کچھ کہنے کو نہیں تھا پر سوچنے کے لیے تو بہت کچھ تھا!

شام کا وقت تھا۔ پانچ بج رہے تھے۔اجلے اجلے روشن آسمان پر بہت سے بادل چھائے ہوئے تھے مگر سورج کی شعائیں اب بھی نظر آتی تھیں۔نیلا آسمان بھی بادلوں کی اوٹ سے جھانک کر اس منظر کو مزید خوبصورت بنا رہا تھا۔ٹھنڈی تازہ ہوا نے موسم کو مزید خوشگوار بنایا ہوا تھا۔

ایسے میں نہر کے پاس کھڑے ایک اونچے درخت کے نیچے رکھے پتھر پر ہمیں حیدر بیٹھا نظر آتا تھا۔ سفید شلوار قمیض پہنے، بالوں کو پیچھے کی اور سیٹ کیے، وہ کافی خوش شکل اور اسمارٹ لگ رہا تھا۔البتہ شکل سے ابھی بھی تھوڑا تھوڑا بیمار لگ رہا تھا۔

وہ بار بار اپنا بایاں ہاتھ سیدھا کر کے گھڑی میں وقت دیکھ رہا تھا۔وہ کسی کے انتظار میں لگتا تھا۔ جبھی اسے اپنے پیچھے سے کسی کی آواز آئی تو اس نے منہ موڑ کر دیکھا۔

"ارے۔۔۔السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ ومغفرۃ۔ میرے پیارے بھائی۔۔۔تم تو واقعی آگ ئے۔ کیسے ہو؟ کیا حال ہیں؟"، عامر خوشگوار حیرت سے کہتا ہوا اس کے ساتھ ہی پتھر پر آ بیٹھا۔وہ اس وقت سیاہ شلوار قمیض پہنے اپنے سیاہ بالوں کو سیٹ کیے، کافی ہینڈسم لگ رہا تھا۔ حیدر اسے دیکھ کے ہلکا سا

Posted On Kitab Nagri

مسکرایا اور پھر اپنی بھاری آواز میں گویا ہوا، "میرے بھائی، تم نے مجھے آنے کا تو کہہ دیا تھا نہ پہ ---پر ٹائم تو بتایا ہی نہیں تھا۔ میں ایک گھنٹے سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔"

عامر ہلکا سا مسکرایا اور اسے دیکھا، "اصل میں مجھے پتا نہیں تھا کہ تم واقعی آ جاؤ گے--- خیر، طبیعت کیسی ہے؟"، وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

"ٹھیک ہے طبیعت--- تم سناؤ؟ تم کیسے ہو؟"، حیدر نے کہا تو عامر نے بھی "ایک دم ٹھیک ٹھاک" کہہ کے جواب دیا۔

"اور تم سناؤ--- تم نے مجھے کلب میں دیکھا---"، عامر نے مسکرا کر اپنی سیاہ آنکھیں اس کی بادامی آنکھوں میں گاڑھیں اور کہنا جاری رکھا، "اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ تم بھی کلب جاتے ہو--- کیا ایسا ہی ہے؟"

حیدر نے ہلکا سا مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا اور پھر اس کے قریب ہو کے اسے دیکھا۔

"جاتا تھا---"، حیدر نے کہا تو عامر سمجھ کر سر ہلانے لگا۔

"ویسے میں پوچھنا تو نہیں چاہتا پھر بھی اگر تم بتانا چاہتے ہو تو بتا دو کہ کیوں اور کیسے ارادہ بدل گیا؟"، عامر نے مسکراتی نظروں سے اسے دیکھا تو وہ سر نفی میں ہلانے لگا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

"بتانا چاہوں بھی تو بھی بتانے کی ہمت نہیں پاتا خود میں۔۔۔اور میرے خیال سے تم میں بھی سننے کی ہمت نہیں ہے۔۔۔تو بہتر ہے کہ نہ ہی پوچھو۔"، اس نے آہستہ سے کہا تو عامر اس کو کچھ حیرانی سے دیکھتے ہوئے اثبات میں سر ہلانے لگا۔

"جیسا تم چاہو۔۔۔خیر، نماز پڑھی عصر کی؟"، عامر نے پوچھا تو حیدر نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔

"ہاں پڑھی ہے۔۔۔اب تو چھوڑ بھی نہیں سکتا۔۔۔ہمت نہیں ہے۔"، اس نے آرام سے کہا تو عامر پھر اسے دیکھے گیا۔کافی مشکل لگا تھا اسے حیدر۔۔۔

"چلو ہمت کی بات نہیں کرتے۔۔۔اب یہ بتاؤ کہ یونیورسٹی کب سے جوائن کرو گے دوبارہ؟"، عامر نے کہا تو وہ شانے جھٹک کے لاعلمی کا مظاہرہ کر گیا۔

"ایک گیم کھیلیں حیدر؟"، عامر نے اس کی طرف پوری طرح سے منہ موڑ کر کہا تو حیدر سر ہلا کر رہ گیا۔

"ہم جب بھی ایک دوسرے سے ملیں گے، ایک دوسرے کو بتانے کے لیے کوئی اچھی بات لائیں گے۔۔۔چونکہ ہم دونوں کے لیے ہی اسلام نیا ہے، تو اسی لیے اس گیم سے ہمیں بھی اسلام کے بارے میں اور معلومات ملے گی۔کیسا؟"، کہہ کر اس نے داد حاصل کرنے کے لیے ابرو اٹھائے تو حیدر تالیاں بجا کے اسے داد پیش کرنے لگا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

"ٹھیک ہے پھر۔۔۔ چلو آج سے اسٹارٹ کرتے ہیں۔۔۔اور ہم کوئی واقعہ بھی سنا سکتے ہیں۔ اوکے؟"، حیدر نے پوچھا تو عامر نے سر اثبات میں ہلایا۔

"میں شروات کرتا ہوں۔"، عامر نے کہتے ہوئے گلا کھنکھارا۔

"پتا ہے جب ہم سوچتے ہیں کہ ہر چیز ختم ہو گی۔۔۔ ہر چیز کو اختتام آئے گا۔۔۔ ہر چیز کو زوال آئے گا۔۔۔تو شاید ہم اس بات سے اکثر بے خبر ہوتے ہیں کہ ہر چیز میں تمام مخلوقات، تمام چیزیں، تمام سیارے، کائنات کی ہر ایک ایک چیز شامل ہوتی ہے۔اسی طرح ہر چیز میں فرشتے اور شیطان بھی شامل ہوتا ہے۔"، اس نے حیدر کی حیرت سے کھلتی آنکھوں کو دیکھا۔

"ہاں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔۔۔پتا ہے، جب قیامت آن پہنچے گی تو تمام فرشتوں کو موت آئے گی۔ حضرت عزرائیل علیہ سلام جب شیطان کی روح قبض کرنے جائیں گے تو شیطان بھاگے گا۔۔۔ یہ شیطان کی صفت ہے کہ جب موت قریب آتی ہے تو لوگوں کو تسلی دینے لگ جاتا ہے کہ ارے ابھی تو تمھارے پاس وقت ہے، امید رکھو۔۔۔عبادت ہو جائے گی۔۔۔ابھی وقت ہے۔۔۔اسی صفت سے مجبور ابلیس موت کو عزرائیل کے ہاتھ میں دیکھ کر بھاگے گا۔۔۔ کیونکہ اس کے خیال میں موت سے وہ بھاگ جائے تو شاید بچ جائے۔۔۔ مگر پھر اس کی موت بھی آئے گی۔۔۔اس کی روح بھی قبض کی جائے گی۔۔۔اس کی سانسیں بھی چھین لی جائیں گی۔۔۔وہ بھی فنا ہو گا۔باقی ساری مخلوقات کی طرح۔اس کے بعد ہمارے فرشتوں کی باری آئے گی۔۔۔ حضرت عزرائیل علیہ سلام جب حضرت جبرائیل امین

Posted On Kitab Nagri

علیہ سلام کی روح قبض کرنے لگیں گے تو جنت، دوزخ اور کائنات کہہ اٹھے گی کہ جبرائیل فنا ہو رہا ہے۔۔۔جبرائیل کا اختتام ہو رہا ہے۔پھر میکائیل، پھر اسرافیل۔۔۔پھر آخر میں ملک الموت اپنی خود کی جان بھی قبض کرے گا۔۔۔پھر اللہ سبحان و تعالی جلال میں آئے گا اور فرمائے گا کہ دیکھو اے حکمرانوں، دیکھو اے ظالمو۔۔۔فرعون، نمرود وغیرہ کو مخاطب کر کے کہے گا کہ تم سب ختم ہوئے، فنا ہوئے۔۔۔رہ گیا کوئی باقی؟ ہے کوئی باقی؟ صرف اللہ باقی ہے۔۔۔باقی سب فانی ہے۔سب فانی ہے۔"، عامر کہتا ہوا کسی اور ہی دنیا میں چلا گیا تھا جبکہ حیدر کے تو رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔تو وہ عالیشان اور عبادت گزار فرشتے بھی فنا ہوں گے؟ شیطان بھی فنا ہو گا؟ پھر یہ حیدر شاہ زادہ تو کچھ بھی نہ تھا۔۔۔ایک ذرہ بھی نہیں!

عامر نے کہہ کر اس کی طرف دیکھا تو اسے عامر کی آنکھوں میں ایک اذیت اور خوف کی نمی سی نظر آئی۔عامر نے جلدی سے بے دردی سے آنکھیں رگڑ کر اس نمی کو صاف کیا اور پھر مسکرایا۔

"اب تمہاری باری۔۔۔تم کچھ بتاؤ۔"، عامر نے کہا تو حیدر اسے خالی خالی نظروں سے دیکھنے لگا۔عامر کی باتیں سن کر تو حیدر کو جتنا پتا تھا، وہ بھی بھولتا ہوا محسوس ہوا۔وہ تو شاید کچھ نہ جانتا تھا۔کچھ بھی نہیں۔

"میں۔۔۔مم۔۔میں کیا۔۔۔بتاؤں۔"، وہ سوچنے لگا ہی تھا کہ اندھیرا۔۔۔اف یہ اندھیرا۔۔۔قبر اس کی آنکھوں کے آگے آئی۔پھر اس نے کہنا شروع کیا۔

Posted On Kitab Nagri

"موت سے آج تک ڈرا نہیں تھا میں۔۔۔ لیکن کچھ دن پہلے تک۔۔۔ موت سے شاید اب بھی نہیں ڈرتا۔۔۔ مگر قبر۔۔۔ قبر سے ڈرتا ہوں میں۔ تمہیں پتا ہے عامر۔ جب ہم قبر میں جاتے ہیں نا۔۔۔تو زمین ہمیں دبا دیتی ہے۔۔۔ اتنی قوت سے کہ ہماری پسلیاں ایک دوسرے کے ساتھ یوں)اس نے اپنی دونوں ہاتھوں کی ایک مٹھی بنا کے دکھائی(جڑ جاتی ہیں۔۔۔تب بہت درد ہوتا ہے، عامر۔۔۔ بہت زیادہ۔ اتنا کہ جتنا ہم نے کبھی سہا نہیں ہوتا۔ پھر جب کچھ اور چیزیں بھی ہو جاتی ہیں، تو منکر و نکیر آتے ہیں۔۔۔اور قسم خدا کی، ان جتنا خطرناک شاید ہی کوئی ہو۔۔۔ان کو بیان بھی نہیں کیا جا سکتا۔۔۔ الفاظ ان کے اوصاف بتانے کے لیے کم پڑ جائیں۔ جسم اور زبان کپکپانے لگے۔۔۔ سانسیں کم پڑنے لگیں۔ ان کی آواز۔۔۔)اس نے جھر جھری لی(ان کی آنکھیں۔۔۔ ہم جو اتنے آرام سے کہہ دیتے ہیں کہ ہاں، مسلمان تو ہیں نا۔۔۔ جنت میں تو جائیں گے نا۔۔۔ چلو تھوڑا بہت یا جتنا بھی عذاب ہو گا وہ جھیل لیں گے مگر آخری منزل تو ہماری جنت ہو گی نا۔۔۔ ہم نہیں جانتے، عامر۔۔۔ ہم نہیں جانتے کہ ایک ایک ضرب)اس نے تکلیف سے آنکھیں میچیں۔ ضربیں پھر سے محسوس ہونے لگی تھیں(۔۔۔ کتنی تکلیف دہ ہوتی ہے۔۔۔ اور جب منکر و نکیر ہم سے سوالات کریں گے اور ہمارے پاس جواب ہوتے ہوئے بھی جواب نہ ہو گا تو وہ کتنا خوفزدہ کر دینے والا لمحہ ہو گا۔۔۔ ہم نہیں جانتے، عامر۔ کہ جب ہمیں جنت دکھائی جائے گی اور جتایا جائے گا کہ دیکھو، تم نے کیا کھویا۔۔۔ یہ ہوتی تمہاری آخری منزل اگر تم اللہ کے ہوتے، تو قسم خدا کی، اتنا پچھتاوا ہو گا، اتنا۔۔۔ کہ ہمیں کبھی نہ ہوا ہو گا۔"،

Posted On Kitab Nagri

اس نے کہہ کر سر جھکایا تو ایک آنسو اس کی آنکھ سے ٹپک پڑا۔ عامر دم سادھے اسے سنے گیا۔ اسے حیدر کے لہجے کا درد، تکلیف اور خوف یہاں اس کے سامنے بیٹھے بیٹھے ہی محسوس ہو رہا تھا۔ حیدر نے گلا کھنکھارا اور کہنا جاری رکھا۔ "عامر، اس کے بعد ہمیں جہنم دکھائی جائے گی۔۔۔اور)وہ استہزاء سا مسکرایا(پھر ہمیں اندازہ ہو گا کہ ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا۔۔۔ جہنم کی آگ کی تپش، دہکتے پہاڑ اور لاوے، تپتی زمین، ہر ایک شے دائمی ہو گی، عامر۔ ہم کبھی اس سے نہیں نکل پائیں گے۔۔۔ یہ سوچ ہی انسان کا حلق تک خشک کر دے گی۔۔۔ اور پھر، وہ آئے گا۔۔۔وہ آدمی جو ہمارا ہی عکس ہو گا۔ ہمارے اعمال کا عکس۔ وہ کس قدر خوفزدہ ہمیں کرے گا ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔ اپنے اعمال اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ کر سانس رکنے لگ جائے گا۔ پھر وہ ضربیں)اس نے پھر سے جھرجھری لی۔۔۔ کتنا تکلیف دیتا ہے نا گڑھے مردے اکھاڑنا(۔۔۔ ہاہ)اس نے گہرا سانس لیا(سب کچھ بہت برا ہو گا۔ اور ہم کہتے ہیں کہ دیکھ لیں گے۔ عذاب جھیل لیں گے۔ ارے جہنم تو دور کی بات ہے، ہم تو قبر کے عذاب میں ہی ڈھیر ہو جائیں گے۔" اس نے کہہ کر اپنی آنکھوں کو رگڑا۔ عامر اسے دیکھ کے اپنی آنکھوں میں ظاہر ہوتی نمی کو چھپانے کو آنکھیں رگڑ کر مسکرایا۔

"صحیح کہتے ہو۔۔۔ عذاب ہم جیسے انسان نہیں جھیل سکتے۔ بالکل بھی نہیں۔"، اس نے کہہ کے سامنے نہر پر آنکھیں گاڑھ دیں۔ "ہم تو اس دنیا کی آزمائشوں میں ہی ڈھیر ہو جاتے ہیں۔ عذاب ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ بالکل بھی نہیں۔"

Posted On Kitab Nagri

نہر کے پاس بیٹھے وہ دونوں نفوس ہی ٹوٹے تھے، ٹوٹ کے سہمے تھے، سہم کے جڑے تھے، اور جڑ کے راہ راست پر آئے تھے، مگر دونوں کے ساتھ گزری ہوئی کا علم ان دونوں کے سوا صرف ان کے خدا کو تھا۔ وہ دونوں کافی دیر تک یونہی بیٹھے باتیں کرتے ہوئے نظر آرہے تھے۔

آج حیدر کے ساتھ گزرے واقعے کو پورے دس دن ہو گئے تھے۔ اور آج وہ یونیورسٹی چلا آیا تھا۔ اس کی یونیورسٹی لاہور میں ہی تھی۔ اور وہ یہیں رہتا تھا۔ شاہ خاندان کا ایک بڑا بنگلہ یہاں بھی تھا۔ وہ اور ان کے خاندان کا کوئی بھی شخص جب بھی لاہور آتا، یہیں ٹھہرتا۔

اس وقت لاہور یونیورسٹی میں موجود ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا وہ کلاس شروع ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ اکاؤنٹس کا اسٹوڈنٹ تھا۔ اس کی کلاس شروع ہونے میں فی الوقت بیس منٹ تھے۔ وہ سیاہ شلوار قمیض پہنے، بالوں کو پیچھے کی اور سیٹ کیے، کافی تازہ دم لگ رہا تھا۔ چہرے کی تھکاوٹ اور بیماری کی وجہ سے پڑے حلقے بھی کم ہو گئے تھے۔ اس کا بیگ اس کے ساتھ ہی بینچ پہ پڑا تھا۔

تبھی اسے سامنے سے عامرہ اور کشمالہ آتی نظر آئیں۔ وہ دونوں ہی تقریباً اسی کی عمر کی لڑکیاں تھیں۔ جینز شرٹ پہنے، بال کھولے، کاندھے پہ بیگ لٹکائے، وہ اسی کی طرف آرہی تھیں۔

"ہیلو حیدر۔۔۔ کیا حال ہیں؟"، رینبو کلرڈ ٹی شرٹ کے ساتھ جینز پہنے، اپنے سیاہ بالوں کو کھولے، عامرہ نے اس سے پوچھا تو وہ مسکرانے لگا۔

Posted On Kitab Nagri

"ٹھیک ہوں۔ تم لوگ کیسی ہو؟"، حیدر نے پوچھا۔

"لو جی۔۔۔ یہ صاحب تو بالکل ٹھیک ہیں۔ ایویں اس کے دوستوں نے یونیورسٹی سر پہ اٹھائی ہوئی تھی اعلان کر کر کے کہ حیدر کو نروس بریک ڈاؤن ہوا ہے۔"، کشمالہ جو عامرہ کے ساتھ ہی کھڑی تھی، کہنے لگی۔ وہ لمبی اور پتلی سوکھی سی نازک سی لڑکی تھی۔ سفید رنگت اور لمبے بھورے بال کمر پر لہرا رہے تھے۔ سر پہ کالے چشمے ٹکائے ہوئے تھے۔

"ویسے ہوا کیا تھا تمہیں؟ کیا واقعی نروس بریک ڈاؤن؟"، عامرہ نے کہا تو اس نے ذرا جھجک کے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی پل اسے عامر کی بے حد یاد آئی تھی۔ ہاہ! ہر کوئی عامر مرزا نہیں ہوا کرتا۔ حیدر کو اس بات کا اندازہ ہو چکا تھا۔

"ایسا کیا ہو گیا تھا؟ کوئی اسٹریس وغیرہ لے لیا تھا کیا؟"، ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ آج تک اس نے عامرہ اور کشمالہ کو جتنا بھی تنگ کیا ہے، وہ آج اس سب کا بدلہ لینے اس کے سر پر پہنچ چکی ہیں۔ کشمالہ جواب کے انتظار میں اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ اس نے اپنا جھکا سر ہلکا سا اٹھایا اور مسکرایا۔ وہ بہت کمینی سی مسکراہٹ تھی جو عامرہ اور کشمالہ خوب پہچانتی تھیں۔ آخر وہ مسکراہٹ اس کے چہرے پہ آتی ہی تب تھی جب وہ انہیں تپانے کا ارادہ رکھتا ہو۔

Posted On Kitab Nagri

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

"پتا ہے کیا؟ میں نے ناوہ دیکھا تھا جو اگر تم لوگ دیکھو تو تم لوگوں کی جان نکل جائے، اس لیے میں اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ پاک، میری ان دونوں بہنوں کو بھی وہی دکھا جو میں نے دیکھا تھا۔ میں تجھ سے التجا کرتا ہوں میرے مالک۔ ان دونوں کو بھی وہی دکھانا۔"، وہ کہتا ہوا انہیں گہرے صدمے

Posted On Kitab Nagri

میں پہنچا گیا تھا۔ وہ لوگ منہ کھولے حیرت سے اسے دیکھنے لگیں۔ حیرت تھوڑی کم ہونے پر عامرہ پہلے بولی تھی،

"ہائے اللہ حیدر۔۔۔ تم اتنے مطلبی اور سنگ دل ہو۔ تم چاہتے ہو کہ ہمیں بھی نروس بریک ڈاؤن ہو جائے؟"

"نہیں نہیں عامرہ بی بی، وہ تو اللہ کا کرم تھا کہ اللہ نے مجھے نازک نہیں پیدا کیا ورنہ میں ابھی قبر میں لیٹا ہوتا۔۔۔) یکدم ہی اسے آج احساس ہوا تھا کہ قبر کوئی معمولی چیز نہیں ہے جسے آرام سے فقروں میں استعمال کر لیا جائے (تم لوگ تو ہو ہی اتنے نازک کہ مجھے تو پھر بھی نروس بریک ڈاؤن ہوا تھا، تم لوگوں کا تو ڈائریکٹ اوپر کا ٹکٹ کٹے گا۔"، وہ مسکراتا ہوا انہیں دیکھ رہا تھا جبکہ ان دونوں کو تو ہول اٹھنے لگ گئے تھے۔

"مرو یہیں۔ ہم جا رہے ہیں۔"، وہ کہہ کر مڑنے لگیں تو اس نے سکون کا سانس لیا۔ بلا ٹلی!

"اور ہاں۔"، اچانک ہی کشمالہ مڑی تو وہ ہل کے رہ گیا۔ "اللہ کرے جو تم نے دیکھا تھا نا، وہ تم آج رات دوبارہ دیکھو۔"، کہہ کر وہ تو مڑ گئی مگر وہ برف کی مورت بنا رہ گیا۔ دل یکدم ہی تیز تیز دھڑکنے لگا تھا۔ جو اگر وہ جان جاتے کہ اس نے کیا دیکھا تھا تو کیا وہ تب بھی ایسا ہی کہتے؟

وہ ذہنی پریشانی میں مبتلا تھا جب اسے اپنے ساتھ سے آواز آئی تو وہ بری طرح چونک گیا۔

"میرے بھائی۔ چل کلاس کا وقت ہو گیا ہے۔"، وہ راحم تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"ہاں ہاں تو جا۔۔۔میں آتا ہوں۔"، حیدر نے کہہ کر پریشانی سے پیشانی مسلی۔

"نہیں بھئی، میں تجھے لے کے ہی جاؤنگا۔ چل اٹھ۔"، راحم نے اس کو کہنی سے پکڑ کے کھڑا کیا اور اپنے ساتھ گھسیٹتا ہوا لے گیا۔

آج کلاس تک جاتے جاتے، پھر کلاس کے دوران اور کلاس کے بعد بھی سب اسے روک روک کر اس کی خیریت پوچھ رہے تھے۔ وہی سوالات کہ کیا ہوا تھا؟ نروس بریک ڈاؤن کیوں ہو گیا؟ وہ تنگ آ گیا تھا سب کو اوائڈ کر کر کے جبھی اسے عامر اپنی جانب آتا نظر آیا۔ عامر کو اس نے صبح ہی دیکھ لیا تھا مگر اپنے تین رنگین چوزوں کی وجہ سے اس کے پاس جا نہیں رہا تھا کہ وہ لوگ عامر کو بالکل بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ جو اگر انہیں پتا چل جاتا کہ وہ عامر سے دوستی کر کے بیٹھا ہے تو ان کی سانسیں تو اٹک ہی جاتیں۔ اور اس بات کا اچھا خاصہ اندازہ تو خود عامر کو بھی تھا۔ لیکن پھر بھی وہ خود ہی اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔

وہ آج سیاہ ٹی شرٹ کے ساتھ جینز پہنے کافی اچھا لگ رہا تھا اور مسکرا کر اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"السلام علیکم ایوری ون۔"، اس نے آ کر با آواز بلند سب کو سلام کیا تو وہ تینوں رنگین چوزے حیران سے اسے دیکھنے لگے۔

"وعلیکم السلام۔"، حیدر نے ہی سب سے پہلے جواب دیا تو اس کی پیروی میں ان تینوں نے بھی جواب دیا۔

www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

"اور آپ لوگوں میں سے کوئی نماز پڑھنے چل رہا ہے؟ ظہر کا ٹائم ہو گیا ہے۔"، عامر نے کہا سب سے تھا مگر نظریں اس کی حیدر پہ ہی جمی تھیں۔

"نہیں وہ دراصل مجھے تو جانا ہے ضروری کام سے۔۔۔ تم ایسا کرو کہ اس حیدر کو لے جاؤ۔ اس کو نماز پڑھنی ہے۔"کامران نے جان چھڑانے والے انداز میں کہا تو حیدر اور عامر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔ وہ تو چاہتے ہی یہی تھے کہ وہ تینوں چلے جائیں تو وہ لوگ آرام سے اکھٹے جا کے نماز پڑھ آئیں۔

"ارے نہیں نا۔ رکو۔ ہم بھی تمہارے ساتھ ہی چلیں گے۔ مجھے ویسے بھی ظہر کی نماز کی عادت بنانی ہے۔۔۔"، راحم کے کہنے پر وہ دونوں ہی حیرت اور شاک سے اسے دیکھ کر رہ گ ئے تھے۔ راحم، اور نماز؟

"یار تو پڑھ لے جا کر۔ میں تو اب آرام کروں گا۔ بہت زیادہ تھکاوٹ ہو رہی ہے۔"، قیصر کہہ کر کامران کے ساتھ فوراہی وہاں سے رفوچکر ہو گیا تھا۔ وہ دونوں اب بھی ہونق بنے راحم کو دیکھ رہے تھے جو پر سکون انداز میں کھڑا انہیں ہی تک رہا تھا۔

"کیا ہوا میرے اسلامی بھائیوں؟ نماز نہیں پڑھنی کیا؟ ٹائم نکل رہا ہے۔"، راحم کہتا ہوا دونوں کو ایک ایک ہاتھ سے تھامے آگے بڑھا تھا اور پیچھے وہ دونوں اس کے ساتھ گھسیٹتے جا رہے تھے۔

Posted On Kitab Nagri

نماز پڑھنے کے بعد وہ تینوں آ کے صبح والے درخت کے نیچے بیٹھے۔ عامر اور حیدر راحم کی وجہ سے اتنے فرینک نہیں ہو رہے تھے ایک دوسرے سے جتنے فرینک وہ دونوں کچھ ہی دنوں میں ایک دوسرے سے ہو چکے تھے۔ راحم ہی کچھ نہ کچھ بات کر کے ان دونوں کو ہنسا رہا تھا۔

"راحم، ایک دم سے کیسے ؟؟؟"، حیدر کا سوال بھی مکمل نہ ہوا تھا کہ راحم مسکرا کے اسے دیکھنے لگا۔

"دیکھو۔۔۔ میری بات غور سے سنو۔ میں کسی بھی صورت اپنے بیسٹ فرینڈ کو نہیں کھو سکتا تھا۔۔ تم اس راہ پہ آئے تو میں بھی تمہارے پیچھے پیچھے چلا آیا۔ اب یہ تم دونوں کا فرض ہے کہ مجھے ہر طرح سے گائیڈ کرو اور مجھے بہتر بناؤ۔"، راحم مزے سے کہہ کے ان دونوں کے چہرے کے تاثرات کو دیکھنے لگا۔

وہ پریشان اور حیران سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"کیا ہو گیا؟ ایسی کون سی مشکل اور ناممکن بات کہہ دی ہے میں نے؟ دیکھو یار، یہ حیدر جنت میں جائے اور میں دوزخ میں، ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ جائیں گے تو دونوں ساتھ ہی جائیں گے۔ جنت ہو یا دوزخ۔"، راحم مزے سے اپنی بات مکمل کر کے ان دونوں کو دیکھنے لگا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یو ور جیلیس؟ تم اپنے بیسٹ فرینڈ کو میرے ساتھ آتے نہیں دیکھ سکتے تھے؟"، عامر نے ہی پوری بات سمجھ کر سر ہلاتے ہوئے کہا تو راحم گڑبڑا گیا۔

"ارے نہیں۔۔۔ میں تو ایسے ہی کہہ رہا تھا۔"، راحم نے گڑبڑا کر حیدر کو دیکھا جو اپنی ہی سوچوں میں گم نظر آتا تھا۔ "ارے اب تو کہاں کھو گیا؟"

Posted On Kitab Nagri

"تو نے کہا کہ میں۔۔۔میں جنت میں جاؤں گا؟ میں؟"، حیدر نے آہستہ سے اپنے سینے پہ دستک دیتے ہوئے کھوئے ہوئے لہجے میں کہا تو راحم اور عامر اسے مسکرا کر دیکھنے لگے۔ حیدر اب بھی بے یقین تھا۔

"ہاں تو اور کیا؟ میرے اتنے اچھے دوست کو جنت کے علاوہ کہیں اور رکھا جا سکتا ہے کیا؟"، راحم نے مزے سے کہا تو وہ جھینپ گیا۔ وہ اور جنت؟ یقین نہیں آ رہا تھا کہ کوئی اس کے بارے میں بھی یوں کہہ سکتا ہے۔

"اچھا بس، اب کہیں صدمے سے مر ہی نہ جانا تو۔۔۔ خیر، مجھے تم لوگوں کی مدد کی ضرورت پڑے گی۔ تم لوگ مجھے موٹیویٹ اور انسپائر کرو اسلام کی طرف۔ میں چاہتا ہوں خود کو بدلنا۔۔۔ مگر تم لوگوں سے ریکوئسٹ ہے کہ تم لوگ میرے اسلام کی طرف آنے کو اللہ کے لیے کرنے میں مدد کرو۔"، راحم نے کہہ کر عامر کو دیکھا۔ عامر ہلکا سا مسکرایا اور سر اثبات میں ہلایا۔

"ٹھیک ہے۔ آج سے ہم تینوں ایک دوسرے کی مدد کر کے بہتر سے بہترین بنیں گے۔"، عامر نے کہا تو راحم کے چہرے پہ الوہی چمک نظر آنے لگی۔

شاہ حویلی میں آج صبح سے کافی تیاریاں جاری تھیں۔ ملازمین وغیرہ ہر جگہ کی صفائی بھی کر رہے تھے، کھانے وغیرہ کے انتظامات بھی دیکھ رہے تھے اور سارے انتظام بھی کر رہے تھے۔ آج حاجی وسیم اپنی

Posted On Kitab Nagri

فیملی کے ساتھ ان کے ہاں ڈنر کرنے آرہے تھے۔ حیدر بھی ویک اینڈ پہ گھر ہی آیا ہوا تھا۔ البتہ کبری اپنی یونیورسٹی گئی تھی۔ اس کی اہم پریزینٹیشن تھی۔

وہ اس وقت سنگھار میز کے سامنے کھڑا بال بنا رہا تھا جب دروازہ ہلکا سا کھٹکھٹایا گیا۔

"کم ان۔"، اس نے مصروف سے انداز میں کہا تو دروازہ کھول کر انعم اندر داخل ہوئی۔ حیدر پہ نظر پڑتے ہی ستائش سے ماشاءاللہ کہنے لگی۔

"ماشاءاللہ میرے ویر۔ تم تو بڑے پیارے لگ رہے ہو۔۔۔ سفید شلوار قمیض ۔۔۔ ہاتھ میں برینڈڈ گھڑی۔۔۔ بالوں کو بھی جیل لگایا ہوا ہے۔ اتنی تیاری۔۔۔ خیریت تو ہے؟"، وہ ابرو اٹھا کے اسے دیکھنے لگی تو وہ سر جھٹک کر مسکرا دیا۔

"کیا ہوا ہے آپا جی؟ اتنی تعریفیں؟ خیر تو ہے؟"، حیدر کہہ کر برش میز پر رکھ کے اس کی طرف مڑا۔

"تمہارے سسرال والے آرہے ہیں۔"، انعم نے اس کے سر پہ بم پھوڑا تو وہ آنکھیں شاک اور حیرت سے پھیلائے اسے دیکھنے لگا۔

"کیا مطلب ہے آپکا؟ ایسا کچھ نہیں ہے۔"، وہ جھینپ کے بول اٹھا۔

"ہاں ہاں پتا ہے مجھے۔۔۔ سب پتا ہے۔ آیا بڑا۔ اتنے سے تھے تم)وہ انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کو بالکل قریب لے جا کر دکھانے لگی(تب سے جانتی ہوں تمہیں۔ مجھ سے جھوٹ بولو گے۔۔۔ مجھ

www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

سے ؟ اپنے صائم بھیا کو تو بتایا ہوا ہے تم نے۔۔۔ مجھ سے کیوں چھپا رہے ہو؟"، انعم نے اسے لتاڑا تو وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔

"صائم بھائی نے آپ کو بتایا ہے ؟"، حیدر نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"ہاں تو اور کیا؟ کبھی کوئی بات اس نے مجھ سے چھپائی ہے جو اب چھپاتا؟"، انعم نے مزے سے شانے جھٹک کے کہا تو وہ حیرت سے منہ کھولے اسے دیکھے گیا۔

"بڑے چیز ہیں بھئی۔۔۔ میرے سامنے تو کہتے ہیں کہ انعم کو کچھ نہ بتایا کرو۔ پیٹ کی بہت ہلکی ہے۔۔۔ خود تو آپ سے بھی چار ہاتھ آگے ہیں۔ یعنی ایک مہینہ نہیں رکھ سکے پیٹ میں گولا۔ فوراً پٹر پٹر کرکے بیوی کے سامنے سب اگل گئے۔ حد ہے ویسے۔"

، حیدر نے تپ کر کہا تو وہ منہ کھولے اسے حیرت اور شاک سے دیکھنے لگی۔

"اس نے تم سے یہ کہا ہے ؟ میرے بارے میں ؟"، وہ انگلی سے اپنے سینے پہ ہاتھ رکھے حیرت سے کہہ رہی تھی۔ ایسی امید تو شاید وہ خواب میں بھی نہیں کرسکتی تھی۔ اس کا وہ شوہر جس نے چار سال منتیں کر کر کے اس سے شادی کی تھی، وہ اس کے بارے میں دوسروں سے یہ کہتا پھرتا ہے، اس کا تو یہ سن کر دماغ ہی گھوم گیا تھا۔

"تم ذرا اپنے سسرال والوں کے آنے کی تیاری کرو۔۔۔ میں ذرا صائم کو دیکھ کے آتی ہوں۔"، وہ غصے سے سرخ چہرہ لیے غصے سے مڑی اور دھم دھم کرتی دروازے میں غائب ہوگئی۔ اب تو صائم کی خیر

Posted On Kitab Nagri

نہیں تھی۔ حیدر یہ بات اچھے سے جانتا تھا۔ اب وہ اگلے ایک مہینے تک اپنی منکوحہ محترمہ کے آگے ناک رگڑتا پایا جاتا تھا۔ حیدر کو سوچ سوچ کے ہی مزا آرہا تھا۔ یہی ہونا چاہئے تھا اس صائم کے ساتھ۔ کچھ دن بھی نہیں بند رکھ سکتا تھا اپنا منہ۔ ہونہہ!

ڈرائنگ روم کا ماحول کافی ہلکا پھلکا سا تھا۔ چائے اور رفریشمنٹس کے ساتھ ساتھ گپے بھی جاری تھے۔ بڑے صوفے پہ ریحان شاہزادہ اور حاجی وسیم بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ جبکہ دوسرے صوفے پہ صائم اور عثمان بیٹھے محو گفتگو تھے۔ ایک صوفے پہ صائمہ اور رابی بیٹھی مدحت بیگم سے باتیں کرنے میں مصروف تھیں جبکہ آخری صوفے پہ انعم کے ساتھ زائرہ بیٹھی تھی۔ وہ درمیانے قد کی خوبصورت سی لڑکی تھی۔

ہری آنکھوں اور ہلکے بھورے بالوں والی وہ لڑکی بالکل کسی گڑیا کی طرح معلوم ہوتی تھی۔ اس وقت وہ سادہ سرمئی شلوار قمیض کے ساتھ سرمئی ہی دوپٹہ شانوں پہ پھیلائے انعم سے محو گفتگو تھی۔ بھورے بال کھول کے کمر پہ پھیلائے ہوئے تھے۔ البتہ رنگت اس کی فی الوقت گلابی گلابی سی ہو رہی تھی جس کے سبب وہ اور زیادہ پیاری لگ رہی تھی۔ بار بار اس کی نظر دروازے کی طرف اٹھ رہی تھی جسے انعم بخوبی دیکھ رہی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

"وہ نہیں آئے گا۔ اسے میں نے اپنے کام سے بھیج دیا ہے۔"، انعم نے مزے سے کہا تو وہ جھینپ کے مسکرا دی۔

"اگر ابھی یہاں ہوتا تو تھوڑی چوں چراں کرتا اور میں ہر گز نہیں چاہتی کہ وہ فضول میں کچھ کہے۔ بھئی اگر پسند ہے تو کر لو نا شادی۔ فضول میں ڈریگ کیے جا رہا تھا۔ مجھے تو جیسے ہی صائم نے بتایا، میں نے تو فوراً ہی چھوٹے بابا اور چھوٹی ماما سے بات کر لی بھئی۔ آخر اچھا ہے، اتنا بھی کوئی چھوٹا نہیں ہے وہ کہ ابھی نکاح نہیں ہو سکتا۔ آخر کو میرا اور صائم کا بھی تو ہوا ہے، ہاں یہ الگ بات ہے کہ صائم بہت ہی ناشکرا نکلا۔"، کہتے ہوئے انعم نے آخری بات بہت بلند آواز میں جتا کے کہی تھی جس پہ سب ہی اس کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ خود بیچارہ صائم بھی چہرہ جھکا گیا تھا۔ لو جی، یہ ایک بار پھر شروع ہو چکی تھی اور اب اس کو روکنا کم از کم اس کے بس کی بات تو نہیں تھی۔

"کیا ہوا بیٹا؟ صائم نے کیا ناشکری کی ہے؟"، وسیم صاحب نے پوچھا تو ریحان شاہ زادہ نے اسے گھورا مگر مجال ہے جو ان کی لاڈلی پہ کسی کی بھی بات کا یا نظروں کا کوئی اثر ہو جائے۔ وہ بھی ہتھیار اٹھا کے میدان میں آئی تھی۔

"انکل جی، اب آپ خود دیکھیں۔۔۔ پہلے اتنی منتیں کر کر کے شادی کروائی۔ پھر صاحب جی کو میری عادتوں سے مسئلہ ہونے لگا۔ پھر تو میں ان کو پیٹ کی ہلکی لگنے لگی۔۔۔ یہ بھی بھلا کوئی انصاف ہے؟

Posted On Kitab Nagri

آپ خود بتائیں۔"، وہ ڈائریکٹ وسیم صاحب سے مخاطب تھی۔ باقی کسی کو تو کھاتے میں لا ہی نہیں رہی تھی۔

"ہاں بھئی، صائم کہہ تو ٹھیک رہی ہے ہماری بیٹی۔ یہ تو کہیں کا انصاف نہیں ہے۔"، وسیم صاحب نے صائم سے کہا تو وہ مسکرا کے انہیں دیکھنے لگا پھر کن اکھیوں سے اسے دیکھا اور خود کو ایک ہزار دفعہ دل میں کوسا پھر جب بولا تو آواز میں معصومیت کوٹ کوٹ کے بھری ہوئی تھی۔

"نہیں انکل۔۔۔ میں نے ایسا کچھ نہیں کہا۔ لگتا ہے کہ انعم کو غلط فہمی ہو گئی ہے۔"، اس نے کہا تو انعم کے تو مانو سر پہ لگی تلووں پہ بجھی۔ وہ تو جلے پیر کی بلی کی طرح تڑپ اٹھی۔

"انکل جی یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔"، وہ کہہ اٹھی تو زائرہ نے اس کا ہاتھ تھام کے اسے دھیرج رکھنے کا کہا۔

"چھوڑیں آپا۔۔۔ آپ ریلیکس کریں۔"، زائرہ نے معاملہ ٹھنڈا کرنے کے لیے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میری بہن کہہ رہی ہے تو میں چپ کر رہی ہوں۔"، وہ کہتی ہوئی پیچھے ہو بیٹھی البتہ کھا جانے والی نظریں اب بھی اپنے مجازی خدا پہ ہی جمی تھیں جو اس سے نظریں نہ ملانے کی ہر ممکنہ کوشش کر رہا تھا۔ پتا تھا کہ وہ تو نظروں سے ہی اسے پورا سالم کھا جائے گی۔

کچھ دیر بعد وہ اٹھ کے باہر چلی آئی تو صائم بھی پیچھے پیچھے چلا آیا۔ وہ صائم کے اپنے پیچھے آنے سے بے خبر مین گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔ اب اسے حیدر کے آنے کا انتظار تھا تا کہ جلدی سے اس کے سر پر بم

Posted On Kitab Nagri

پھوڑ ڈالے۔اف! کیاری ایکشن ہو گا اس کا۔سوچ سوچ کے ہی مزا آرہا تھا۔صائم اس سے کچھ پیچھے ہی کھڑا تھا۔اس کے سامنے جانے کی ہمت فی الحال اس میں نہ تھی۔

جبھی حیدر سامنے سے آتا دکھائی دیا۔ صبح والا ہی لباس پہنے وہ ابھی بھی کافی اچھا لگ رہا تھا۔البتہ نظروں میں انعم کو دیکھتے ہی خفگی در آئی تھی۔

"کیا یار، انعم آپی، اتنا گھوما ہوں کہ بس۔۔۔مگر مجال ہے جو آپ کی وہ وائٹننگ کریم مل جائے۔"، وہ تپا ہوا تھا۔

"ملے گی بھی کیسے؟ ایسی تو کوئی کریم ہے ہی نہیں۔"، انعم نے مزے سے کہا تو وہ حیرت سے آنکھیں کھولے اسے دیکھے گیا۔ابھی وہ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ انعم نے ہاتھ اس کے لبوں تک لے جا کے اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔

"اچھا بس۔۔۔میری بات سنو۔دولہے میاں۔تیاری پکڑ لو۔اس جمعے کو نکاح ہے تمہارا۔"، اس نے تو جیسے اس کے سر پہ بہت ہی بم پھوڑا۔وہ آنکھوں میں حیرت،شاک اور بے یقینی لیے اسے دیکھے گیا۔

"کیا مطلب ہے آپکا؟"، وہ بمشکل یہی پوچھ پایا۔

پیچھے کھڑے صائم نے سر پہ ہاتھ مارا تھا۔اب پتا نہیں کیسے ری ایکٹ کرتا حیدر؟ کہیں جا کے سب کے سامنے ہی نہ چیخنے لگ جائے۔وہ تھا بھی تو ایسا ہی۔

Posted On Kitab Nagri

"بھئی، چھوٹے بابانے وسیم انکل کے ساتھ مل کر تمہارے اور زائرہ کے نکاح کی ڈیٹ رکھ دی ہے۔ اسی جمعے کو۔ہاں شادی پھر بعد میں دھوم دھام سے کریں گے جب تم دونوں کی پڑھائی مکمل ہو جائے گی۔"، انعم نے کہہ کے اسے دیکھا جس کے چہرے پہ بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔

لیکن انعم کو پورا یقین تھا کہ حیدر سب سے لڑ جھگڑ سکتا ہے، مگر اس سے ہر گز نہیں۔ آخر کو وہ اور کبری اسے دل و جاں سے زیادہ عزیز تھیں۔اور ہوا بھی ایسا ہی۔

اس نے برہمی سے اسے دیکھا پھر مٹھیاں ضبط سے بند کیں۔ ہونٹ بھی بھینچ رکھے تھے۔ یہ تو طے تھا کہ وہ سامنے کھڑی لڑکی سے لڑ نہیں سکتا تھا۔

"اللہ۔۔۔مجھے صبر دے۔"، اس نے زیر لب کہنے کے بعد انعم کو دیکھا۔

"اور کیا آپ بتانا پسند کریں گی کہ یہ چاند کس نے چڑھایا ہے؟ ویسے تو مجھے یقین ہے کہ یہ نیک کام آپ کے حصے میں ہی درج ہے۔۔۔پھر بھی۔"، اس نے ضبط سے کہا تو وہ شانے جھٹکنے لگی۔

"ظاہر ہے، ایسا نیک کام کوئی اور کر سکتا ہے کیا؟"، اس نے مزے سے کہا تو وہ بس سر ہلا کر رہ گیا۔

"جا رہا ہوں میں۔"، وہ کہہ کر اندر جانے لگا تو اس نے فوراً اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا۔

"اب کیا ہے؟"، حیدر نے تپ کر کہا مگر جونہی اس کی آنکھوں میں ٹھہرے آنسو دیکھے تو ٹھہر گیا۔

"میں تمہاری بہن ہوں نا؟"، انعم نے یقین دہانی کے لیے پوچھا تو وہ جلدی سے اثبات میں سر ہلانے لگا۔

Posted On Kitab Nagri

"آپی کیا ہوا ہے؟ کیوں رو رہی ہیں؟"، حیدر نے پریشانی سے پوچھا تو آنکھوں میں ٹھہرے آنسو تواتر کے ساتھ گال پہ بہنے لگے۔ یہ سن کر تو ستون کی اوٹ میں کھڑا صائم بھی تڑپ گیا تھا۔ اس کی بیوی کی آنکھوں میں آنسو؟

"تمہارا بھائی بہت برا ہے، حیدر۔۔۔ اس نے بہت غلط بات کی تھی۔ مگر میں نے سب کے سامنے اس کو اتنا کچھ بول دیا۔۔۔ ویسے ہونا تو نہیں چاہئے مگر اگر وہ مجھ سے ناراض ہو گیا تو؟"، انعم نے کہا تو اس کی پریشانی تھوڑی کم ہوئی۔

"آپ کو لگتا ہے کہ وہ آپ سے ناراض ہو سکتے ہیں؟ ناراض تو آپ کو ہونا چاہئے۔ میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ آپ ان سے ناراض ہیں۔ اب کم از کم ایک مہینے تک ان سے بات نہیں کریں گی۔ اگلے مہینے تو ویسے بھی شادی ہی ہے آپ کی۔ بس شادی تک یہ ناراضگی چلے گی۔ ٹھیک؟"، حیدر نے دھیرے سے کہا تو جہاں انعم نے اثبات میں سر ہلایا، وہیں صائم کا دماغ گھوم کے رہ گیا۔ اس کے پیچھے یہ سب ہو رہا تھا۔ دل تو چاہ رہا تھا کہ جا کے حیدر کا سر پھاڑ دے۔

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

Posted On Kitab Nagri

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

"مگر جب پچھلی بار تمہارے کہنے پہ میں اس سے پورا ایک مہینہ ناراض رہی تھی تب اس نے مجھ سے کہا تھا کہ میں بار بار ناراض نہ ہوا کروں۔"، انعم نے کہا تو حیدر مسکرانے لگا جبکہ ستون کے پیچھے کھڑا اصائم تو کھول کے رہ گیا۔

یہ حیدر کبھی نہیں بدل سکتا تھا، اس بات کا اندازہ تو اسے بہت پہلے ہی ہو گیا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"چلیں چھوڑیں انہیں۔ آئیں میرے سسرال والوں کے پاس چلتے ہیں۔" وہ مزے سے مسکرا کر کہتا اس کے ساتھ اندر چلا گیا تھا۔ انعم بھی آنسو پونچھتی ہوئی اندر بڑھی تھی۔

وہ سب سے بات کرنے کے دوران بار بار زائرہ کو بھی دیکھ رہا تھا۔ آج اسے وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔ وہ بھی بار بار نظریں اس کی جانب اٹھاتی پھر اس کو خود کو ہی دیکھتا پا کے نظریں فوراً موڑ لیتی۔ باتوں کے بعد کھانے کا انتظام ہوا۔ سب ہی بہت خوش تھے۔ کھانے تک کبری بھی یونیورسٹی سے واپس آگئی تھی۔ سب نے خوش گپیوں کے دوران کھانا نوش کیا۔

آج ان کا نکاح تھا۔ موسم صبح سے ہی کافی گرم تھا۔ سورج پوری طرح گرمی برسانے کے ارادے سے گھر سے روانہ ہوا تھا۔ بادل آسمان پہ نہ ہونے کے برابر تھے۔ ایسے میں اگر شاہ حویلی کے وسیع لان میں دیکھا جاتا تو اس وقت سب مہمان نشستوں پہ بیٹھے، اسٹیج پر جاری نکاح کو دیکھ رہے تھے۔ اسٹیج پر بیٹھے دولہا دلہن ایک دوسرے کے ساتھ کافی اچھے لگ رہے تھے۔
سفید اور سنہری کام والے گرارے کے ساتھ ہلکی پھلکی جیولری اور لائٹ میک اپ کیے زائرہ بہت حسین لگ رہی تھی۔ وہ مسکرا کر قبول ہے کہہ رہی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

اس کے برابر میں بیٹھا حیدر بھی کسی پرستان کا شہزادہ معلوم ہوتا تھا۔ سفید شلوار قمیض پہ سفید اور سنہری کام والا واسکٹ پہنے، بالوں کو پیچھے جیل کیے وہ بہت اچھا لگ رہا تھا۔اب وہ بھی نکاح خواں کے سوالوں کے جواب میں قبول ہے کہہ رہا تھا۔خوشی اس کے چہرے سے صاف عیاں ہو رہی تھی۔ پتا نہیں کیوں وہ پہلے اتنے نکھرے کر رہا تھا۔ حالانکہ وہ تو آج بہت خوش تھا۔

نکاح کے بعد مبارک بادوں کا سلسلہ چلا۔ حیدر سب سے مبارک باریں وصول کرنے کے بعد صوفے پر دوبارہ بیٹھا تو یونہی دو دن پہلے کا ایک واقعہ اس کی نظروں کے سامنے سے گزرا۔

وہ اپنے کمرے میں بیٹھا نماز کے بعد تسبیح پڑھنے میں مصروف تھا۔اس کی آنکھیں بند تھیں اور اس نے سر کو بیڈ کراؤن سے ٹکایا ہوا تھا۔اس وقت ہلکے پھلکے سے ٹراوزر شرٹ پہنے اس کا حلیہ رف سا لگ رہا تھا۔ہاتھوں میں موجود تسبیح کے دانوں کو آگے پیچھے کرتا وہ ساتھ ساتھ لب بھی ہلا رہا تھا جب اس کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا گیا۔

"کم ان۔"،اس نے آنکھیں بند کیے ہی کہا تو کبریٰ اندر آتی دکھائی دی۔

"حیدر، تمہارا کوئی دوست آیا ہے۔"،وہ اس وقت سیاہ شلوار قمیض پہنے، بالوں کو سیاہ دوپٹے سے ڈھکے بہت اچھی لگ رہی تھی۔

"اور یقیناً اس دوست نے اپنا نام نہیں بتایا ہوگا۔"،اس نے کہا تو کبریٰ مسکرا دی۔

"نام تو نہیں بتایا مگر ہاں، کہہ رہا تھا کہ تم اسے جانتے ہو۔"،کبریٰ نے کہا تو وہ محض سر ہلا کے رہ گیا۔

Posted On Kitab Nagri

"بھیج دیں اسے۔"، حیدر نے کہہ کر آنکھیں دوبارہ بند کر دیں پر کچھ ہی لمحوں بعد اسے احساس ہوا کہ کبری اب تک وہیں کھڑی ہے۔ اس نے آہستہ سے آنکھیں کھول کے اسے دیکھا جو دروازے میں کھڑی پریشان نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"کیا ہوا آپی؟ سب ٹھیک ہے؟"، اس نے کسی احساس کے تحت پوچھا تو اس نے کبری کی آنکھوں کو چھلکتا دیکھا۔ وہ فوراً اٹھ کے اس تک آیا اور اس کو شانوں سے پکڑ کے بیڈ پر لا کے بٹھایا۔

"کیا ہوا ہے؟"، اس نے نرمی سے پوچھا۔

"میری کلاس کا ایک لڑکا ہے۔۔۔"، اس نے بات شروع کی ہی تھی کہ حیدر کے ماتھے پہ بل پڑنے شروع ہو گئے۔

"اس نے مجھے تنگ کر کے رکھا ہوا ہے۔ ہر وقت پیچھے پیچھے آتا رہتا ہے۔ اس دن جب میں گھر آ رہی تھی نا، میرے پیچھے پیچھے یہاں تک آ گیا تھا وہ۔۔۔ اور"، اب کے اس کی آنکھ سے ایک آنسو ٹپک پڑا۔ حیدر نے ہاتھ جلدی سے آگے بڑھا کر اس کا آنسو پونچا۔ "اور بڑے بابا نے اسے دیکھ لیا۔۔۔ کیا سوچ رہے ہونگے وہ میرے بارے میں۔۔۔ مجھے تو سوچ سوچ کر ہی شرمندگی ہو رہی ہے۔ اس دن کے اگلے دن ہی وہ بابا سے میرے ہی بارے میں کوئی بات کر رہے تھے۔ میں آئی تو فوراً رخ موڑ گئے۔ حیدر۔۔۔ مجھے تو لگ رہا ہے کہ وہ بابا سے میری شادی کرنے کا کہہ رہے ہونگے۔"، وہ روتے روتے کہہ رہی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

"کیا ہوا ہے آپی۔۔۔کوئی آپ کے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتا۔۔۔آپ کے بھائی اور باپ ابھی زندہ ہیں۔۔۔اور رہی اس لڑکے کی بات، تو مجھے صرف اس کی تصویر اور اس کا موبائل نمبر دے دیں، میں نمٹ لوں گا اس سے۔"، حیدر نے بہن کو تسلی دیتے ہوئے کہا تو وہ اسے دیکھنے لگی۔

"لیکن حیدر، وہ برا لڑکا نہیں ہے۔اس نے مجھ سے کہا کہ اسے مجھ سے شادی کرنی ہے۔۔۔پر تمہیں تو پتا ہے نا ہمارے گھر کا۔۔۔میں نے اسے منع کر دیا کہ ایسا ممکن نہیں ہے۔۔۔پر وہ سن نہیں رہا۔۔۔بہت اچھی فیملی ہے اس کی۔کافی اثرورسوخ والے لوگ ہیں وہ۔تم اس کے ساتھ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔"، کبریٰ نے کہا تو اس نے کچھ لمحے اسے دیکھا پھر سمجھ کے سر ہلایا۔

"تم بس مجھے نمبر اور تصویر دکھاؤ۔آگے میرا کام ہے۔"، اس نے اس کا ہاتھ ہلکا سا دبا کے کہا تو وہ سر ہلا کے اٹھ گئی۔مگر حیدر نے اس کا ہاتھ اب بھی تھام رکھا تھا۔

"اور میری بات سنو ایک۔"، حیدر نے کہا تو کبریٰ ٹھہر کر اس کی بات سننے لگی۔

"یہ ایسے رویا مت کرو۔لڑکی روئے تو اپنی کمزوری عیاں کر دیتی ہے۔بالکل ویسے ہی جیسے لڑکے کر دیتے ہیں۔ہر کسی کو اپنا سمجھ کر اس کے سامنے آنسو نہیں بہانے چاہئے۔میں تو تمہارا بھائی ہوں مگر اور کسی کے سامنے رونا مت۔ سمجھی؟"

کبریٰ نے دھیرے سے سر ہلایا اور کمرے سے چلی گئی۔کچھ دیر بعد دروازہ کھول کے عامر اندر آیا۔وہ آج نیوی بلیو شلوار قمیض پہنے بہت اچھا لگ رہا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"السلام علیکم۔"، وہ کہتا ہوا آگے بڑھا اور حیدر کو گلے لگا کے پلنگ پہ بیٹھ گیا۔

"وعلیکم السلام۔"، حیدر نے کہا تو مسکرا کے، مگر ذہن اس کا اب بھی کبری کے آنسوؤں کی طرف ہی تھا۔

"کیا ہوا؟ خیر ہے؟"، عامر نے مسکرا کر کہا تو وہ ہلکا سا مسکرا کر سر اثبات میں ہلانے لگا۔

"آج کی اچھی بات۔۔۔جب انسان پریشان ہو تو اسے چاہئے کہ اپنی پریشانی کسی سے ڈسکس کر لے۔۔۔اگر کسی انسان سے نہیں تو اللہ سے سہی۔۔۔اللہ بہترین راستہ دکھاتا ہے۔ آزما کے دیکھ لو۔"، وہ کہتا ہوا حیدر کو شاک میں ڈال گیا تھا۔ حیدر شاید بھول گیا تھا کہ اس دن ہسپتال میں اللہ کی طرف سے کیسے جواب آیا تھا۔۔۔اب بھی تو اللہ جواب دے سکتا تھا۔۔۔ہاں بالکل۔ اب کے وہ کھلے دل سے مسکرایا تھا۔ راہ نظر آگئی تھی۔ مدد حاصل ہو گئی تھی۔ اب اسے اپنے کاندھوں سے بوجھ سرکتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

"تھینکس عامر۔۔۔ تھینکس آلاٹ۔"، اس نے کہہ کر مسکرا کر عامر کو دیکھا۔

"تم سب چھوڑو۔۔۔پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ تم شادی کر رہے ہو؟ مطلب، ہاؤ کین یو ڈو دس ود آؤٹ ٹیلنگ می؟"، عامر نے ذرا خفگی سے کہا تو وہ زور سے ہنس دیا۔

Posted On Kitab Nagri

"تم سے تھوڑی کرنی تھی جو تمہیں بتاتا۔۔۔ہاں اور ابھی صرف نکاح ہے۔شادی بعد میں دھوم دھام سے ہو گی۔۔۔اور تم سے ملاقات نہیں ہوئی تھی نا۔اس لیے تمہیں نہیں بتا سکا۔ورنہ تمہیں تو انوائٹ کرنا ہی تھا مجھے۔"، حیدر نے آرام سے کہا تو وہ مسکرا کر اس کے گلے لگا۔

"بہت بہت مبارک ہو تمہیں۔"، عامر نے کہہ کر اسے گلے لگایا۔کچھ دیر ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد عامر خدا حافظ کہہ کر چلا گیا تو وہ جائے نماز لے کر نفل ادا کرنے لگا۔ظہر کی نماز وہ پہلے ہی ادا کر چکا تھا۔دو نفل ادا کرنے کے بعد اس نے شیلف سے اپنا سیاہ جلد والا قرآن پاک اٹھایا اور رحل لے کر جائے نماز پہ ہی بیٹھ گیا۔ قرآن پاک کھولنے سے پہلے اس نے آنکھیں بند کر کے چند گہرے گہرے سانس لیے۔کیا ہو اگر اس میں جواب نہ مل پایا؟ پھر وہ کیا کرے گا؟ صحیح کام کیسے کر پائے گا؟ قرآن کو بیچ سے پکڑ کے اس نے کھولا تو جو پہلی آیت اس کے سامنے آئی وہ اس کا جواب ہرگز نہیں تھی۔اسے مایوسی ہوئی تھی۔شاید وہ ابھی اتنا بھی مومن نہیں تھا کہ اللہ ہر بار اسے جواب دیتا۔

"بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔"

اس نے یونہی دوسرا صفحہ کھولا اس امید پر کہ شاید اب جواب مل جائے، مگر جواب اب بھی نہ تھا۔

"اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیے ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لیے ہیں۔"

www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

وہاں سیاہ روشنائی سے یہ الفاظ لکھے تھے۔ وہ سر جھٹک کر صفحہ بدلنے ہی والا تھا کہ ایک دم سے رک گیا۔ اس نے دوبارہ سے سورہ نور کی یہ آیت پڑھی۔۔۔ پھر ایک بار اور۔۔۔ پھر دوبارہ۔ اللہ کچھ بھی بے مقصد نہیں کہتا۔

اتنا تو اسے بھی اندازہ ہو ہی گیا تھا کبری کی باتوں کو سن کر کہ وہ اس لڑکے کو پسند کرتی ہے۔ تو اللہ نے اسے مایوس نہیں کیا تھا۔ وہ اسے مایوس کر بھی کیسے سکتا تھا؟ اللہ ہی تو وہ واحد ہستی ہے جو کبھی مایوس نہیں لوٹاتی۔ تو اسے اب کچھ کرنا تھا۔۔۔ اپنی بہن کے لیے۔ اللہ تعالی کے حکم کے مطابق!

وہ زائرہ کی آواز پہ واپس حال میں آیا تھا۔

"حیدر، تم خوش ہو نا؟"، وہ ہلکی باریک سی آواز میں اس سے پوچھ رہی تھی۔

"ہاں ہاں۔۔۔ بالکل۔"، اس نے جواب دیا تو زائرہ مسکرانے لگی۔ وہ مسکراتے ہوئے اور پیاری لگ رہی تھی۔

"مجھے تو یقین ہی نہیں آ رہا کہ اب میں تمہاری بیوی بن چکی ہوں۔"، اس نے دوبارہ سے کہا تو وہ بھی مسکرانے لگا۔ وہ اپنی پریشانی میں اس لڑکی کو ہرگز نظرانداز نہیں کر سکتا تھا۔

"بہت اچھی لگ رہی ہو۔"، اس نے دھیرے سے کہا تو وہ اور مسکرانے لگی۔

"تھینک یو سو مچ۔"، اس نے جواب دیا۔ حیدر کی نظریں اس مہمانوں سے بھرے ہجوم میں ایک چہرہ تلاش کر رہی تھیں۔ تبھی اسے عامر اور راحم اپنی طرف آتے دکھائی دیے۔ ان کے ساتھ وہ بھی

Posted On Kitab Nagri

تھا۔۔۔ہاں وہی۔۔۔ جس کا اسے انتظار تھا۔ وہ لڑکا تقریبا چھبیس ستائیس سال کا تھا۔ لمبا اور کسرتی جسامت کا مالک وہ لڑکا کافی خوش شکل تھا۔ سیاہ بال اور سیاہ ہی آنکھیں۔۔۔اس وقت وہ بھورے شلوار قمیض پہنے بہت ڈیسنٹ لگ رہا تھا۔ سیاہ بال جیل سے سیٹ کیے ہوئے تھے اور اس کی نظریں حیدر پہ ہی جمی ہوئی تھیں۔

حیدر تک وہ جونہی آیا، حیدر جلدی سے کھڑا ہو کر اس سے سلام کرنے لگا۔

"حیدر شاہ زادہ۔"، اس نے اپنا تعارف کروایا تو لڑکے کے وجیہہ چہرے پہ ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

"زاویار خان۔"، لڑکے نے اپنی بھاری سی آواز میں کہا تو حیدر سر ہلا کے مسکرا دیا۔

"ہیو آ سیٹ۔"،اس نے اپنے صوفے کے برابر والے خالی صوفے کی طرف اشارہ کیا تو وہ سر ہلا کے بیٹھ گیا۔

"حیدر، مجھے میری اور تمہاری ماما بلا رہی ہیں۔ میں گیسٹس کے پاس چلی جاؤں؟"، زائرہ نے خود ہی کہا تو وہ مسکرا کے سر ہلانے لگا۔ جب زائرہ اٹھ کے چلی گئی تو وہ بھی زاویار کی طرف متوجہ ہوا۔

"جی تو زاویار۔۔۔ آپ کو ان دونوں نے مسئلے سے آگاہ تو کر ہی دیا ہو گا۔"، حیدر نے سوالیہ انداز میں کہا تو زاویار سنجیدگی سے سر اثبات میں ہلانے لگا۔

Posted On Kitab Nagri

"تو پھر، کیا چاہتے ہیں آپ؟"، حیدر نے بھی اسی سنجیدگی سے پوچھا تو وہ پہلو بدل کے پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوا۔ راحم اور عامر پہلے ہی وہاں سے جا چکے تھے۔

"دیکھیں مسٹر حیدر۔۔۔ آئی ایم آ جینٹلمین۔ میں سمپل طریقے سے آ کے آپ کی بہن کا رشتہ مانگنا چاہتا ہوں۔ اور کچھ نہیں۔"، زاویار نے اپنی بھاری آواز میں کہا البتہ آواز میں تشویش اور پریشانی جھلک رہی تھی۔

"اور کچھ؟"، حیدر نے آرام اور سکون سے کہا تو زاویار کچھ پل کے لیے واقعی گڑبڑا گیا۔ اسے ایک بھائی سے اس سکون کی توقع ہرگز نہیں تھی، جس کی بہن کے کوئی پیچھے ہو۔ وہ کچھ پل اسے حیرت سے دیکھے گیا۔

"اور آپ کی بہن نے مجھے منع کر دیا ہے کہ میں رشتہ لے کر نہ آؤں کیونکہ آپ کے خاندان میں پسند کی شادی کا رواج نہیں ہے۔۔۔ مگر مسٹر حیدر، یہ کہاں کا انصاف ہے؟ کیا آپ کی اپنی شادی بھی پسند سے نہیں ہوئی؟ کیا آپ کے بڑے بھائی کی بھی شادی اس کی پسند سے نہیں ہوئی؟ تو یہ رول صرف اور صرف کبری پہ ہی کیوں لاگو ہوتا ہے؟"، زاویار کے کہنے پہ حیدر نے ایک سکون کی سانس خارج کی۔

"دیکھیں زاویار، میں آپ کے سوالوں کا تب تک جوابدہ نہیں ہوں جب تک میری بہن آپ کے لیے رضامندی ظاہر نہ کر دے۔ اب کیوں نہ کبری سے بھی پوچھ لیا جائے۔۔۔ اگر اس نے ہاں کہہ دی، تو یہ میرا وعدہ ہے کہ میں اس کی پسند سے شادی کرواؤں گا۔"، حیدر نے کہتے ہوئے راحم کو آواز

Posted On Kitab Nagri

دی جو کچھ فاصلے پہ ہی کھڑا عامر سے بات کر رہا تھا۔ حیدر کے کہنے پر وہ فوراکبری کو بلانے کے لیے گیا تھا۔ زاویار کے چہرے پر اب کے پریشانی صاف واضح تھی۔ اگر کبری نے ہی منع کر دیا تو؟ وہ کس منہ سے مزید بات کر سکے گا؟

کبری دور کھڑی انعم کے ساتھ زائرہ کو چھیڑنے میں مصروف تھی جب راحم اس کی جانب آیا اور اسے مخاطب کیا۔

"کبری آپی۔۔۔ آپ کو حیدر ا سٹیج پہ بلا رہا ہے۔"، اس نے کہا تو کبری سر ہلا کر ان دونوں سے معذرت کرتی راحم کے پیچھے پیچھے چلی گئی۔ مگر جو نہی اسے اسٹیج نظر آیا، اسٹیج پہ بیٹھے شخص کو دیکھ کر اس کا گلا تک خشک ہو گیا۔ وہ دونوں بالکل خاموشی سے بیٹھے اسی کی راہ تک رہے تھے۔

وہ تیز دھڑکنوں کے ساتھ۔۔۔ بھاری قدموں کے ساتھ۔۔۔ اور ڈوبتی سانسوں کے ساتھ چھوٹے چھوٹے قدم اسٹیج کی جانب بڑھا رہی تھی۔ جبھی حیدر کی نظر اس پر پڑی تھی۔ وہ جو آنسوؤں کو روکے بمشکل چل رہی تھی، حیدر کے اس کے جانب دیکھنے پر اس کا دل ڈوب کر ابھرا تھا۔

کیسی ذلت تھی یہ؟ کیسی شرمندگی تھی یہ؟ کتنا مشکل لمحہ تھا یہ؟

حیدر ا سٹیج سے اتر کر اس تک آیا تھا اور اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اس نے کبری کا ہاتھ تھاما تھا۔ وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے گھسیٹتی جا رہی تھی۔ دل اب بھی بے ترتیبی سے دھڑک رہا تھا۔ پیشانی پہ پسینے کے چھوٹے چھوٹے قطرے نمودار ہو رہے تھے۔

Posted On Kitab Nagri

اسٹیج تک پہنچنے پر حیدر نے کبری کا ہاتھ پکڑ کر اسے اس جگہ بٹھایا تھا جہاں کچھ دیر پہلے زائرہ بیٹھی تھی۔ وہ نظریں نہیں اٹھا پا رہی تھی۔ وہ اس شخص کی آنکھوں میں کیسے دیکھتی؟ اس کی ہمت وہ خود میں نہیں پاتی تھی۔

حیدر اس کے ساتھ بیٹھا تھا۔

"کبری آپی۔"، اس نے کہا تو کبری نے آہستہ سے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ زاویار کو دیکھنے کی ہمت اب بھی اس میں نہ تھی۔

"زاویار آپ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ آپ کیا چاہتی ہیں؟"، حیدر نے آہستہ سے پوچھا تو کبری کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ اٹکنے لگا۔ وہ کیسے بتاتی اسے کہ وہ بھی یہی چاہتی تھی۔ لفظوں نے اس کے حلق میں ہی دم توڑ دیا تھا۔ وہ بس نم آنکھیں لیے حیدر کے چہرے کو دیکھتی رہی۔

"آپی۔۔۔ آپ سے کچھ پوچھ رہا ہوں میں۔"، حیدر نے دوبارہ کہا تو کبری نے بہت ہی مشکل سے ہمت جمع کر کے دھیرے سے گلا کھنکھارا۔

www.kitabnagri.com

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

Posted On Kitab Nagri

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

"میں اپنے خاندان کے رواج کے خلاف نہیں جا سکتی۔"، اس نے ہلکے سے کہا تو زاویار نے ضبط سے آنکھیں بند کیں۔ اسے کبری سے اسی بزدلی کی امید تھی۔

"آپی، میں نے آپ سے پوچھا ہے کہ آپ کیا چاہتی ہیں۔ یہ نہیں پوچھا کہ آپ کیا کر سکتی ہیں اور کیا نہیں؟ مجھے میرے سوال کا سیدھے لفظوں میں جواب دیں۔"، حیدر نے کمال سنجیدگی سے کہا تو جہاں کبری کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی، وہیں زاویار نے بھی بے چینی سے پہلو بدلا۔

Posted On Kitab Nagri

"کبری بنت عثمان شاہ زادہ۔۔۔میں آپ سے کچھ پوچھ رہا ہوں۔"، حیدر نے ہولے سے اس کا ہاتھ تسلی کے سے انداز میں دبایا۔ کبری نے نم آنکھوں کو رگڑ کر صاف کیا اور پھر گردن سیدھی اکڑائی۔ وہ کبری شاہ زادہ تھی۔ کوئی ایری غیری نہیں جو وقت، حالات اور لوگوں سے ڈر جاتی۔

"میں نہیں چاہتی اس سے شادی کرنا۔ میں اپنے خاندان کے رواج کے مطابق ہی شادی کروں گی۔"، کبری نے سخت اور مضبوط لہجے میں کہا تو حیدر تپ گیا۔ زاویار نے بھی ضبط سے سرخ پڑتے چہرے کو دوسری جانب موڑا۔ اسے غصہ آرہا تھا۔۔۔بہت زیادہ۔۔۔ کبری پہ بھی اور خود پہ بھی۔ خود پہ پتا نہیں کیوں آرہا تھا؟

"کبری شاہ زادہ۔۔۔ یہ رواج ہیں۔ کوئی اسلام کی شریعت نہیں جو توڑی اور بدلی نہیں جاسکتی۔"، حیدر نے ذرا سنجیدہ مگر غصے سے بھرے لہجے میں کہا تو زاویار نے جھٹکے سے گردن اس کی جانب موڑی۔ اس کی آنکھوں میں بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔

کبری نے حیدر کے چہرے کو دیکھا تو تاثرات اور سخت ہو گئے۔ وہ جان گئی تھی کہ حیدر وہ جان گیا ہے جو وہ خود کو بھی جاننے نہیں دینا چاہتی تھی۔

"میں نے بابا سے بات کی ہے۔ کل)زاویار کی طرف دیکھا اور سنجیدگی برقرار رکھی(زاویار خان اپنی فیملی سمیت آپ کا رشتہ لے کر آرہے ہیں۔ بابا سے تایا نے تمہاری زاویار سے شادی کرنے کا ہی کہا

Posted On Kitab Nagri

تھا۔"، حیدر نے ان دونوں کے ہی سر پر بم پھوڑا تھا۔ وہ دونوں ہی اب بے یقین نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔

وہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا تھا اور زاویار کو دیکھا۔

"اللہ حافظ زاویار صاحب۔ اور آئندہ شریفوں کی طرح رہئے گا۔ کسی کی بیٹی کا پیچھا کرنا جینٹلمین والی حرکت ہر گز نہیں ہے۔"، اس نے سنجیدگی سے کہہ کر کبری کو جانے کا اشارہ کیا۔ وہ تیز دھڑکتے دل کے ساتھ اٹھ کے اسٹیج سے فوراً چلی گئی تھی۔ زاویار بھی شرمندہ سا اٹھ کے چلا گیا تھا۔ کچھ دیر بعد زائرہ آ کے اس کے ساتھ بیٹھی تو وہ مسکرا رہی تھی۔

"اتنا مسکراتی کیوں رہتی ہو ہر وقت؟"، حیدر نے بھی مسکرا کر کہا تو اس کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی۔

"کیا کہا انہوں نے؟"، زائرہ نے کہا تو اس نے سانس خارج کی۔

"کل آئے گا وہ۔"، حیدر نے جواب دیا تو وہ سر ہلا کے کبری کو دیکھنے لگی جو دور انعم کے ساتھ بیٹھی لال ٹماٹر ہوئی جا رہی تھی۔

اگلے کچھ دنوں میں کبری کا رشتہ اور شادی کی ڈیٹ پکی ہو گئی تھی۔ دو مہینے بعد کی تاریخ رکھی گئی تھی۔ آج کل تو صائم اور انعم کی رخصتی اور ولیمے کی تیاریاں شروع ہو چکی تھیں۔ شاپنگ مالز کے

Posted On Kitab Nagri

چکر۔۔۔ ٹیلرز کے چکر۔۔۔ محض سب گھن چکر بن کے رہ گ ئے تھے۔ انعم ابھی تک صائم سے ناراض ہی تھی۔ حیدر کی بات پوری طرح مانی جا رہی تھی۔ صائم اسے بارہاں سوری کر چکا تھا مگر وہ بھی حیدر کی بہن ہونے کا پورا حق نبھا رہی تھی۔ مجال ہے جو ٹس سے مس ہو جائے۔

ایسے میں بہت ہی مشکل سے ٹائم نکال کے حیدر آج عامر کے ساتھ شاپنگ پہ آیا ہوا تھا۔ ان کو راحم کو برتھ ڈے کا سرپرائز دینا تھا۔ اسی لیے کچھ چیزیں لے رہے تھے۔ راحم سے عامر کی دوستی بھی اچھی خاصی ہو گئی تھی۔ شاید عامر ان لوگوں میں سے تھا جو جلد ہی سب کے ساتھ گھل مل جانے کے بعد دوسروں کو بھی اپنے ساتھ گھلنے ملنے دے دیتے ہیں۔

خیر، شاپنگ کے بعد وہ اپنی گاڑی میں بیٹھے اور گاڑی اسٹارٹ کر کے مین روڈ پر گاڑی ڈالی۔ عامر ڈرائیو کر رہا تھا۔ ساتھ ساتھ حیدر سے باتیں بھی جاری تھیں۔ وہ دونوں ہنستے ہنستے باتیں کر رہے تھے جب اچانک ہی عامر کو محسوس ہوا کہ گاڑی کے بریک فیل ہو گ ئے ہیں۔

"حیدر، بریکز آر ناٹ ورکنگ۔"، اس نے پریشانی سے کہا تو حیدر بھی گھبرا کے سیدھا ہو بیٹھا۔

"عامر، پارک دا کار اوور ہیئر۔"، حیدر نے پریشانی سے کہا تو بیچ سڑک سے ہی عامر نے گاڑی سائیڈ پہ موڑی۔ سامنے ہی دو عبائے میں ملبوس لڑکیاں جا رہی تھیں۔ بریکز وقت پہ نہ لگنے کے باعث گاڑی ان کے بالکل آگے جا کے جھٹکے سے رکی۔ وہ دونوں لڑکیاں ہی جھٹکے سے ڈر کے سائیڈ پہ ہوئی تھیں اور بری طرح سے ایک دوسرے سے ٹکرائی تھیں۔ ان میں سے ایک لڑکی، جس کا نقاب اتر گیا تھا، اس

Posted On Kitab Nagri

نے پلٹ کر گاڑی کو دیکھا جس سے وہ دونوں اب باہر آرہے تھے۔ وہ دونوں ہی لڑکیاں چھوٹی عمر کی تھیں۔ تقریباً سترہ اٹھارہ سال کی لگتی تھیں۔ دونوں ہی معمولی سے گھرانوں سے لگ رہی تھیں۔ ان کے عبائے بھی کوئی خاص نہیں تھے۔ نارمل سے سستے سے عبائے تھے۔

"واٹ از دس؟"، ان میں سے ایک لڑکی نے تپ کر بلند آواز میں کہا تو وہ دونوں معذرت خواہانہ انداز میں ان کی طرف بڑھے۔

"سوری سسٹر۔ ایکچوئلی، گاڑی کے بریک اچانک ہی فیل ہو گئے تھے۔"، عامر نے معذرت کرتے ہوئے کہا تو دوسری نقاب لگائے لڑکی بھی بلند آواز میں بول اٹھی۔

"آئی مین۔۔۔ اگر آپ کی گاڑی کے بریک فیل ہونے کی وجہ سے ہمیں گاڑی ہٹ کر دیتی تو؟ گاڑی کو صحیح کروائیں جناب۔"، دوسری نے بھی کہا تو حیدر منہ کھولے ان دونوں کو دیکھے گیا۔ اتنی تیز لڑکیاں۔۔۔ اف اللہ۔ شکل سے تو بہت ہی معصوم لگ رہی تھیں۔ خیر، شکل بھی تو دونوں کی نہیں نظر آرہی تھیں۔ نقاب والی لڑکی نے اپنا ہونٹ سہلایا تو اچانک ہی بلند آواز میں چیخ اٹھی۔

"ہائے اللہ۔۔۔ میرا ہونٹ پھاڑ دیا۔"، اس نے جلدی سے کہتے ہوئے اپنا نقاب کھینچ کے ہٹایا تو ایک خوبصورت سا چہرہ ان کے سامنے آیا۔ کھلی کھلی سی گوری رنگت۔۔۔ سیاہ آنکھوں میں آنسو بھرنے لگ گئے تھے۔۔۔ گلابی گال۔۔۔ چہرے کی ابھری ہوئی گال کی ہڈیاں۔۔۔ وہ کوئی پٹھان یا کشمیری

Posted On Kitab Nagri

لڑکی معلوم ہوتی تھی۔ فی الوقت اس کے گلابی ہونٹوں کے سائیڈ سے سرخ خون کی گاڑھی بوند ٹپک پڑی تھی۔ اس نے جلدی سے اپنے ہونٹ پہ ہاتھ رکھا تھا اور دوسری والی کی جانب مڑی تھی۔

"قرت، میرا ہونٹ پھٹ گیا۔۔۔ قرت، میرا ہونٹ پھاڑ دیا ان ظالموں نے۔"، وہ موٹے موٹے آنسو ٹپکاتی بولی تو عامر گھبرا کر مزید معذرت کرنے لگا۔

"اگر زیادہ لگ گیا ہے تو چلیں آپ کو ہسپتال لے چلتے ہیں۔"، عامر نے پریشانی سے کہا۔ حیدر تو اب تک اس لڑکی کے چہرے کو ہی تک رہا تھا۔ اتنا مکمل حسن تو اس نے آج تک نہ دیکھا تھا۔ ایسا حسن تو پھر چھپانے کے ہی قابل تھا تا کہ کسی کی بری نظر نہ لگ جائے۔

"کیسے لے کے جاؤ گے ہسپتال؟ اس گاڑی میں؟ جس کے بریک فیل ہیں؟"، ان میں سے ایک، جس کا نام غالباً قرت تھا، غصے سے بپھر کے بولی تو وہ لوگ شرمندہ سے ہو گئے۔

'آپ ٹھہریں۔ میں کار سے آئس پیک لے کر آتا ہوں۔۔۔"، حیدر کہتا ہوا جلدی سے گاڑی تک بھاگا تھا۔ پھر اندر داخل ہو کے تھیلے سے آئس پیک نکالا۔ اتفاق سے ہی ماما نے ایکسٹرا آئس پیک خریدنے کا کہا تھا۔ وہ بھاگتا ہوا آئس پیک لے کے آیا اور قرت کے ہاتھ میں دیا۔ اس کی آنکھیں اب بھی دوسری لڑکی پہ ہی اٹکی ہوئی تھیں جو اب تک آنسو بہا رہی تھی۔ قرت نے اس کے سیاہ عبایے کے دوپٹے سے اس کا ہونٹ دبا رکھا تھا۔ آئس پیک جلدی سے اس نے اس کے ہونٹ پہ رکھ کر ہلکا ہلکا دبایا۔

"اس کو پکڑ کے رکھو، حرم۔"، قرت نے کہا تو حیدر کو پتا نہیں کیوں ایک خوشی سی ہوئی۔

Posted On Kitab Nagri

توحرم نام تھا اس لڑکی کا!

"دیکھیں۔۔۔اگر گاڑی چلانی نہیں آتی تو گاڑی لے کر سڑک پر نکلا ہی نہ کریں۔"، قرت نے ان کی طرف مڑ کر غصے سے کہا۔ حرم اب بھی آئس پیک ہونٹوں پہ دبائے چپ چاپ کھا جانے والی نظروں سے ان دونوں کو ہی دیکھ رہی تھی۔ دل چاہ رہا تھا کہ ان کا ہونٹ نہیں، سر ہی پھاڑ ڈالے۔

"گاڑی میں اچانک ہی مسئلہ آیا۔"، اب کی بار حیدر نے کہا تو قرت غصے سے اس کی طرف مڑی۔

"اللہ نے اگر اتنے پیسے دیے ہیں کہ مہنگی گاڑی خرید سکو تو اتنے بھی دیے ہی ہونگے کہ اس مہنگی گاڑی کی مینٹیننس کر سکو۔"، قرت نے غصے سے ان کی گاڑی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ نظروں اور لہجے میں واضح طنز تھا۔

"جی وی آر سوری۔"، عامر نے معاملہ ختم کرنے کو کہا تو حرم منہ موڑ گئی۔

"ہونہہ۔۔۔وی آر سوری۔"، اس کی بڑبڑاہٹ صاف سنائی دی تھی کیونکہ وہ محض ان کو سنانے کے لیے ہی کی گئی تھی۔

"اگر آپ کو کسی۔۔۔"، ابھی حیدر کہہ ہی رہا تھا کہ حرم غصے سے پیچھے مڑی۔

"نہیں ہے کسی مدد کی ضرورت۔ ضرورت ہوئی تو اپنے باپ کے پاس جائیں گے۔ تمہارے پاس نہیں۔ آئے بڑے، خدمت خلق کا دعوی بولنے والے۔"حرم نے مڑ کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر

Posted On Kitab Nagri

کہا تو وہ تپ گیا۔ یہ لڑکیاں کچھ زیادہ ہی بد تمیز تھیں۔ جبکہ قرت کے چہرے پر کچھ ندامت سی ابھری تھی۔

وہ مڑ کے آگے بڑھ گئی تو قرت نے دھیرے سے مڑ کر ان کو دیکھا۔

"سوری، ہم بھی زیادہ ہی ری ایکٹ کر گ ئے۔ دراصل دماغ پہلے سے کسی اور بات پہ خراب ہوا تھا، سارا غصہ آپ لوگوں پہ نکل گیا۔"، وہ نادم لگ رہی تھی۔

"نہیں اٹس اوکے، غلطی ہماری ہی تھی۔ بلکہ غلطی اس گاڑی کی تھی۔ وی آر سوری۔"، عامر نے مسکرا کر کہا تو وہ سنجیدگی سے خدا حافظ کہتی مڑ گئی۔ حیدر کی نظروں نے دور تک ان کا پیچھا کیا تھا۔ وہ نظروں سے اوجھل ہو گئیں تو اس نے گہرا سانس خارج کر کے عامر کو دیکھا۔

"کیا کریں اب؟"، عامر نے پریشانی سے کہا تو حیدر نے شانے جھٹکائے۔

"مجھے کیا پتا۔۔۔ خود ہی مدد نہیں لے رہیں یہ لوگ۔"، حیدر نے بھی پریشانی سے کہا تو عامر تو مانو تپ ہی گیا۔

"باہر نکل آٹرانس سے۔۔۔ میں گاڑی کی بات کر رہا ہوں۔"، اس نے کہہ کر گاڑی کی طرف قدم بڑھائے۔ پیچھے حیدر شرمندہ سا اس کے پیچھے آ رہا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

اندھیرا گھپ تھا۔ اور اے سی کی ٹھنڈک محسوس ہو رہی تھی اور ہلکی سی اے سی چلنے کی آواز بھی آ رہی تھی۔ ایسے میں راحم کی آواز گونجی۔

"ارے یار حیدر۔۔۔ میں کوئی لڑکی تھوڑی ہوں جو ایسے آنکھیں بند کی ہوئی ہیں میری۔"، وہ کہہ رہا تھا۔ البتہ نظر اب بھی کچھ نہ آ رہا تھا۔

"ارے میرے یار۔۔۔ تو فکر کیوں کرتا ہے۔ آنکھیں تو بہت چھوٹی چیزیں ہیں۔ ابھی تو تیرے چودہ طبق روشن کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ہم۔"، حیدر نے مزے سے جواب دیا۔ نظر اب بھی کچھ نہ آ رہا تھا۔ بالکل اندھیرا تھا۔

"چل اب آنکھیں کھول دے۔"، حیدر نے کہہ کر اس کی آنکھوں سے ہاتھ ہٹائے تو اس کی بصارت دھندلی ہو رہی تھی مگر ہر جانب اندھیرا ہی اندھیرا نظر آ رہا تھا۔ اس نے آنکھیں پوری کھول کے غور سے ادھر سے ادھر دیکھا مگر کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔

"ابے کہاں لے آئے ہو مجھے؟ کہیں اغوا تو نہیں کر رہے؟"، راحم کی آواز گونجی تھی۔

"ہاں یہی کام رہ گیا ہے کہ تجھے اغوا کریں۔ تاوان تو ملنا نہیں ہے کنگلے۔"، قیصر کی آواز بھی کمرے میں گونجی تھی۔

"ہاں تجھے بچانے کے لیے آنٹی انکل ایک روپیہ نہ دیں۔۔۔ کہاں تاوان کی بھاری رقمیں؟؟؟"، کامران کی آواز ابھری تو راحم پکار اٹھا۔

Posted On Kitab Nagri

"ابے تم دونوں بھی ہو یہاں؟"

"ہاں تو اور کیا۔۔۔سب موجود ہیں آج یہاں راحم آفاق کی برتھ ڈے سیلیبریٹ کرنے کے لیے۔"،

یہ عامر کی آواز تھی جو کہیں آس پاس ہی ابھری تھی۔اس کی آواز میں چھپی شرارت راحم کو خوب محسوس ہوئی تھی۔

"ہائے اللہ مار ڈالا۔"، تبھی کامران کی بہت زور کی آواز گونجی تھی تو وہ سب ہی کان کھڑے کیے پیچھے کی جانب مڑے۔

"کیا ہوا؟"،راحم نے پریشانی سے پوچھا تو کامران اور زور سے چیخا۔

"ابے گدھے نے گردہ توڑ دیا میرا۔"،وہ کہہ کر پھر سے اوہ اوہ کرنے لگ گیا۔

"ابے جاہل انسان۔۔۔کب سے کہہ رہا ہوں ہلکی آواز میں کہ سوئچ بورڈ کے پاس کھڑا کرنے کی وجہ وقت پر لائٹ کھولنا تھی۔فضول باتوں میں وقت ضائع کیے جا رہا ہے۔کھول لائٹ۔"،حیدر کی تپی ہوئی آواز گونجی تو پھر سے کامران کی تکلیف بھری "اچھا اچھا" کی آواز گونجی۔

اگلے ہی پل پورا کمرہ روشنی میں نہا گیا تھا۔ان کی آنکھیں یکدم ہی چندھیائی تھیں۔کچھ پل بعد جب راحم نے آنکھیں دھیرے سے کھولیں تو سامنے کا خوبصورت منظر دیکھ کر اس کا سر واقعی کچھ دیر کے لیے گھوم کے رہ گیا تھا۔وہ منہ کھولے شاک سے اس ساری سجاوٹ کو دیکھ رہا تھا جو وہ شام سے بہت

Posted On Kitab Nagri

محنت سے کرتے رہے تھے۔ اس وقت وہ پینٹ شرٹ پہنے کافی اچھا لگ رہا تھا۔ بہت محنت اور لگن سے وہ آج کی سیلیبریشن کے لیے تیار ہوا تھا مگر اب ساری تیاری ضائع ہو چکی تھی۔

اس نے گردن موڑ کر لب بھینچ کر ان سب کو دیکھا جو بہت ہی مزے سے اس کے چاروں اور کھڑے مسکراتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔ اس نے مٹھیاں ضبط سے بھینچی اور حیدر کی طرف غصے سے بڑھا۔

"ہیئی پلیز۔۔۔ آدم خوری کسی اور کے اوپر آزما۔۔۔"حیدر ہاتھ اوپر کر کے کہتا ہوا پیچھے ہوا۔ راحم کی حالت وہ سب خوب انجوائے کر رہے تھے۔

"ابے مجھے پتا ہے یہ گھٹیا آئیڈیا تیری ہی دین ہے۔۔۔ بول دے یہ جھوٹ ہے۔ بول!"، وہ غصے سے بپھر کر بولا تو حیدر نے مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا پھر شرٹ کے کالر کھڑے کیے۔ ہاتھوں کو پھیلا کر مسکرا کے اسے دیکھا۔

"میرے علاوہ اتنا نیک کام کوئی کر سکتا ہے؟"، حیدر نے مزے سے کہا تو راحم تپ کے مڑ گیا۔ حیدر کو کون کچھ کہہ سکتا تھا اور کہہ بھی لے، تو اس پہ کون سا اثر ہوتا تھا؟

آنکھیں اب اس محنت سے کی گئی سجاوٹ کو دیکھ رہی تھیں۔ ہر جگہ گلابی غبارے، گلابی رنگ کا بڑا سا "ہیپی برتھ ڈے" دیوار پہ چسپاں تھا۔ اطراف میں باربی کی تصویریں بڑی بڑی کر کے چسپاں تھیں۔ وہ

Posted On Kitab Nagri

راحم آفاق، جو بچپن سے ہی ان چیزوں سے سخت چڑتا تھا، یہ اس کا برتھ ڈے سرپرائز تھا۔ وہ اب بھی لب بھینچے ہوئے تھا۔

"تو اس لیے تم لوگ مجھے اندر گھسنے نہیں دے رہے تھے۔۔۔ اور جاہلو، لگایا بھی میرے کمرے میں ہے۔ پتا نہیں نیند کیسے آئے گی مجھے!"، وہ تپا ہوا تھا۔ بہت زیادہ!

"چلو اب ہم کیک کاٹتے ہیں۔"، حیدر نے کہتے ہوئے کامران کو اشارہ کیا تو وہ شیطانی سی مسکراہٹ اس کی طرف اچھالتا باہر چلا گیا تھا۔ اس کی مسکراہٹ سے راحم کو کسی اور گڑبڑ کا احساس ہوا تھا۔

"کہیں کیک بھی پنک اینڈ پرپل تو نہیں بنایا تم لوگوں نے؟"، اس نے کسی احساس کے تحت پوچھا تو عامر مزے سے سر نفی میں ہلاتا ہوا اس کے سامنے آیا۔

"بالکل بھی نہیں۔۔۔ تم ہمیں ایسا سمجھتے ہو؟"، وہ ابرو اچکا کر پوچھنے لگا تو راحم نے اسے برہمی سے دیکھا۔

"تم بھی ان کے ساتھ رہ کر ان کے جیسے ہی ہو گئے ہو۔"، وہ خفا تھا اور اپنی خفگی صحیح سے ظاہر بھی کر رہا تھا۔

مگر مجال ہے جو ان سب ڈھیٹوں پہ تھوڑا سا بھی اثر ہو جائے۔ مسکراہٹ اب بھی برقرار تھی۔

Posted On Kitab Nagri

دو منٹ بعد کامران احتیاط سے دروازہ کھول کے اندر داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں پکڑی ٹرے پہ رکھے کیک کو دیکھ کر راحم کا خون کھول گیا۔ وہ بڑا سا باربی کیک تھا۔ ایک باربی ڈول تھی جس کے پر بھی بنے ہوئے تھے۔

"سرپرائز۔"، کامران چنگھاڑتا ہوا اس کی طرف مسکراتے ہوئے آیا تھا۔ راحم کا تو جی چاہ رہا تھا کہ اپنے ساتھ ساتھ ان سب کا سر بھی پیٹ دے۔

"چلو چلو راحم۔ کیک کٹ کرو۔"، قیصر نے کہہ کر اس کا کاندھا تھپتھپایا۔ وہ ضبط سے آگے بڑھ گیا۔ اور کر بھی کیا سکتا تھا؟

چھوٹے بڑے مکانوں کے درمیان اس پتلی سی گلی میں وہ دونوں جاتی ہوئی نظر آرہی تھیں۔ عبایا پہنے آگے پیچھے بڑھتی نظر آرہی تھیں۔ گلیوں میں کھڑی بائیکوں اور گاڑیوں سے سائیڈ ہوتیں، ایک دوسرے سے کچھ کہہ بھی رہی تھیں۔ کچھ قریب جا کے سنو تو ان کی آوازیں واضح ہوئی تھیں۔

"وہ تو نہیں دے رہے پیسے۔۔۔ اب کیا کرو گی؟"، قرت حرم سے پوچھ رہی تھی۔ اب دونوں نے نقاب لگائے ہوئے تھے۔

Posted On Kitab Nagri

"کیا کروں گی؟ دوبارہ جاؤں گی۔۔۔ تنگ کرتی رہوں گی۔ جب تک دے نہ دیں، سکون سے رہنے نہیں دوں گی میں انہیں۔"، حرم نے غصے سے بھرے لہجے میں کہا تو قرت نے اسے مڑ کے دیکھا جو اس سے کچھ قدم ہی پیچھے تھی۔

"اور اگر پھر بھی نہ دیں تو؟"، ایک اور بھی امکان تھا۔ قرت اس کی طرف دیکھتے ہوئے جواب کی منتظر تھی۔

"تو میں ان کے بیٹے کو اغواہ کر لوں گی۔ تاوان تو دیں گے نا۔"، حرم نے مزے سے کہہ کے شانے جھٹکے۔ البتہ لہجہ اب بھی کوئی میٹھا نہیں تھا۔ اور اس کی اس بات پہ قرت کا زور دار قہقہہ چھوٹتے چھوٹتے بچا تھا۔

"حرم۔۔۔ تم بھی نا۔"، قرت نے کہتے ہوئے اس کے کاندھے پہ ایک چپت ماری تو حرم بھی سر جھٹک کے ہنس دی۔ ایسی باتیں کر کے بہت مزا آتا تھا۔ دل کے تھوڑے دکھ شاید کم ہو جاتے تھے۔

"ویسے ان دونوں کو فضول میں بہت سنا دی میں نے۔"، کچھ دیر بعد حرم نے جھکے سر کے ساتھ کہا تو قرت مسکرانے لگی۔ حرم نادم تھی اور یہ صاف ظاہر تھا۔

"ہاں سنا تو بہت دی۔۔۔ اور اس دوسرے والے کا تو واقعی منہ بن گیا تھا۔ ایسے غصے سے دیکھ رہا تھا جیسے ابھی کھا جائے گا۔"، قرت نے مزے سے کہا تو حرم ہنس دی۔

Posted On Kitab Nagri

"چلو میڈم جی۔۔۔خدا حافظ۔میرا گھر آگیا۔"، حرم کہتی ہوئی اپنے داہنے طرف والے چھوٹے ہرے رنگ کے مکان میں دروازہ کھول کر داخل ہو گئی۔قرت خدا حافظ کہتی ہوئی آگے بڑھ گئی تھی۔

گھر میں اندھیرا تھا۔صرف کونے کے ایک کمرے کی بتی جلتی ہوئی نظر آرہی تھی۔وہ قدم قدم چلتی ہوئی کمرے کی جانب بڑھ گئی۔نانو ضرور ادھر ہی تھیں۔اندر سے زور سے کچھ پڑھنے کی آواز آرہی تھی۔۔۔ہاہ!نانو کا پسندیدہ کلام۔

دنیا کے اے مسافر۔منزل تیری قبر ہے۔

طے کر رہا ہے جو تو دو دن کا یہ سفر ہے

جب سے بنی ہے دنیا،لاکھوں کروڑوں آئے

باقی رہا نہ کوئی مٹی میں سب سمائے

اس بات کو نہ بھولو سب کا یہی حشر ہے

دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے

آنکھوں سے تو نے اپنی دیکھے کئی جنازے

ہاتھوں سے تو نے اپنے دفنائے کتنے مردے

انجام سے تو اپنے کیوں اتنا بے خبر ہے

دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے

Posted On Kitab Nagri

یہ عالیشان بنگلے کچھ کام کے نہیں ہیں

محلوں میں سونے والے مٹی میں سو رہے ہیں

دو گز زمین کا ٹکرا چھوٹا سا تیرا گھر ہے

دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے

نانو اپنی بوڑھی آواز میں زور سے پڑھ رہی تھیں۔ اس کلام کو سننے کے لیے وہ باہر ہی کھڑی ہو گئی تھی۔ جیسے ہی نانو نے پڑھ کر گہرا سانس لیا، وہ اندر داخل ہوئی۔ ایک ضعیف سی خاتون کمرے میں رکھے بیڈ پہ بیٹھیں، آنکھیں بند کیے ہوئے تھیں۔ اس کے قدموں کی چاپ سن کے انہوں نے آنکھیں کھولیں اور اسے دیکھ کے مسکرائیں۔

"کیا بنا؟"، انہوں نے سلام دعا کے بعد پوچھا۔ حرم نقاب اتارتے ہوئے ہی ان کے سامنے جا بیٹھی۔ اس کے سوجے ہوئے ہلکے نیلے ہونٹ کو دیکھ کے وہ تشویش سے سیدھی ہو بیٹھیں۔

"یہ کیا ہوا ہے؟ کیا امین نے تمہیں پٹوایا ہے؟"، ان کو جلدی میں جو سمجھ آیا، وہی کہنے لگیں۔ ان کی بات سن کر حرم کا زوردار قہقہہ پورے گھر میں گونجا تھا۔ وہ بیچاری بھی شرمندگی سے جھینپ کے مسکرا دی تھیں۔

Posted On Kitab Nagri

"ان میں ہمت ہے مجھے، حرم امین، کو پٹوانے کی؟"، وہ جتا کر مسکراتے ہوئے پوچھنے لگی تو روبیہ ناحید بھی مسکرانے لگیں۔ وہ روبیہ ناحید تھیں۔ حرم امین کی نانو۔۔۔زہرہ امین کی والدہ اور امین جمال کی پھوپھو۔ وہ امین جمال جو لاہور کے جانے مانے بزنس مین تھے۔۔۔ جن کا کنسٹرکشن انڈسٹری میں بڑا نام تھا۔۔۔ جو حرم امین کے والد تھے۔

"پھر یہ کیا ہوا ہے؟"، نانو نے پریشانی سے پوچھا تو حرم نے گہرا سانس خارج کیا۔ وہ پریشان تھی اور پریشانی اس کے چہرے سے عیاں تھی۔

"ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچا ہے میرا۔"، حرم نے کہا تو نانو کا تو اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا سانس نیچے ہی رہ گیا۔

"کیسا ایکسیڈنٹ؟ کہا بھی ہے اتنی دفعہ کہ دعائیں ساری پڑھ کر نکلا کرو۔۔۔ لیکن نہیں، سفر کی دعا تک نہیں پڑھتی ہو۔"، نانو تو غصہ ہی ہو گئی تھیں۔

"ارے پڑھی تھی میں نے دعائیں ساری۔ تبھی تو ایکسیڈنٹ ہوا نہیں۔ بچ گئی میں۔"، حرم نے مسکرا کر کہا۔

"دو لڑکے تھے۔ ان کی گاڑی کے اچانک ہی بریک فیل ہو گ ئے تھے۔"، حرم نے عام سے لہجے میں کہا تو وہ اور قریب ہوئیں۔

"تو کیا گاڑی آ کے سیدھی تمہارے ہونٹ پہ لگی تھی؟"، نانو نے طنز سے پوچھا تو وہ ہنسے بغیر نہ رہ سکی۔

Posted On Kitab Nagri

"ارے نہیں نا۔۔۔ ہم ڈر کے آگے پیچھے ہوئے تو میرا منہ قرت کے سر سے بہت زور سے ٹکرایا۔ تبھی ہونٹ پھٹ گیا۔"، حرم نے ہلکے سے کہا۔ نانو کچھ اور قریب ہوئیں۔ ان کی تسلی اتنی آسانی سے نہیں ہونی تھی۔ اور حرم یہ بات اچھے سے جانتی تھی۔

"اور پھر امین کا سارا غصہ ان دو بیچاروں پہ نکلا ہو گا۔"، نانو نے معصومیت سے کہا تو اس کی آنکھوں کے سامنے ان کے پریشان چہرے لہرائے تھے۔ حیدر کا غصے سے بھرا چہرہ بھی آنکھوں کے سامنے آیا تو وہ مسکرائے بنا نہ رہ سکی۔

"جی، پھر میری صلاحیتوں کا تو پتا ہی ہے نا آپ کو؟"، اس نے شانے جھٹک کے کہا تو نانو سر ہلا کر رہ گئیں۔

"اچھا، چھوڑو۔ امین سے اپنے حصے کی بات کی تم نے؟ اور زہرہ کے حصے کی؟"، نانو نے پوچھا تو وہ خالی خالی نظروں سے انہیں دیکھے گئی۔

"کی تھی۔"، دھیرے سے کہا تو نانو نے گہرا سانس لیا۔ پھر اس کے کاندھے پہ ہاتھ رکھا۔

"منع کر دیا پھر سے؟"، انہوں نے پوچھا تو اس نے محض سر اثبات میں ہلا دیا۔

"اب کیا کرو گی؟ میں تو کہہ رہی ہوں کہ شیخوپورہ والی زمین بیچ دیتے ہیں۔ کافی پیسے مل جائیں گے۔"، نانو نے آہستہ سے کہا۔ وہ جانتی تھیں کہ حرم مر جائے گی مگر نانو کی وہ زمین ہرگز نہ بیچے گی۔ اور ان کی اس بات پہ حرم نے گھور کر انہیں دیکھا۔ آنکھوں میں پتا نہیں کہاں سے سختی آ گئی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

"نانو۔۔۔ہم اس مسئلے پہ بات نہیں کریں گے۔"، حرم نے نہایت سخت لہجے میں کہا۔ کبھی کبھی وہ بھی سخت ہو جاتی تھی اور جب وہ سخت ہوتی تھی، تو سب چپ کر جاتے تھے۔۔۔ورنہ وہ بھگو بھگو کر مارتی تھی۔

نانو خاموشی سے سر ہلاتی اٹھ کھڑی ہوئیں۔ ہلکے سبز رنگ کی قمیض کی سلوٹیں درست کیں اور دوپٹہ بھی صحیح سے شانوں پہ پھیلایا۔ سر کے سفید بالوں میں بندھی پونی کو کھینچ کے ٹائٹ کیا۔

"سلش بنایا تھا۔۔۔لے کر آتی ہوں تمہارے لیے۔ گرمی سے آئی ہو۔"، وہ کہتی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئیں تو وہ بھی سر دائیں سے بائیں ہلاتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کا رخ اب اپنے کمرے کی جانب تھا۔

آج رات صائم اور انعم کی مایوں تھی۔ پوری حویلی دلہن کی طرح سجی ہوئی تھی، بلکہ خود دلہن سے بھی زیادہ۔ یہ شاہ خاندان کی پہلی شادی تھی۔ صائم اور انعم دونوں اس وقت حویلی کے بڑے سے لان میں رکھے ایک لکڑی کے خوبصورت جھولے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ جھولے کو گیندے، گلاب اور موتیے کے پھولوں سے سجایا ہوا تھا۔

سفید شلوار قمیض پہنے، بالوں کو جیل سے سیٹ کیے، ہاتھوں کو باہم ملائے، صائم کسی پرستان کا شہزادہ معلوم ہوتا تھا۔ ہونٹوں پہ خوبصورت سی جاندار مسکراہٹ ہٹنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ اس کے برابر میں بیٹھی انعم بھی کسی سے کم نہیں لگ رہی تھی۔ پیلے رنگ کے سادہ شلوار قمیض پہ بڑا سرخ

Posted On Kitab Nagri

دوپٹہ شانوں اور سر پہ پھیلائے، بال کھلے چھوڑے، ہاتھوں میں رنگ برنگی چوڑیاں پہنے، فنکشن کے حساب سے ہلکا پھلکا میک اپ کیے، وہ بہت ہی خوبصورت لگ رہی تھی۔

اس وقت رابی ان دونوں کی رسم کر رہی تھیں۔یوں تو انعم سب سے بہت ہی خوشی اور اخلاق سے بات کر رہی تھی، خوش تھی بھی وہ۔۔۔ مگر حیدر کی بہن ہونے کا فرض اب تک نبھایا جا رہا تھا۔ تبھی صائم کو حیدر دور سے آتا ہوا نظر آیا۔ سفید شلوار قمیض پر گہری سبز واسکٹ پہنے وہ بہت ہینڈسم لگ رہا تھا۔اس کے ایک طرف زائرہ جب کہ دوسری طرف راحم بھی اسی کے ساتھ ان کی ہی طرف آرہے تھے۔وہ مسکراتے ہوئے آپس میں کوئی بات بھی کر رہے تھے۔

صائم کے ذہن میں اچانک ہی ایک آئیڈیا لپکا تھا۔وہ شرارتی سی مسکراہٹ لیے اٹھ کھڑا ہوا تو انعم ایک دم سے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے بٹھانے لگی۔

"ارے پاگل۔ رسم چل رہی ہے۔رسم کے وقت دولہا اٹھتا نہیں ہے۔۔۔ بیٹھو واپس۔"، وہ سرگوشی میں کہہ رہی تھی۔ صائم دھیرے سے واپس بیٹھا اور مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔

"انعم صائم شاہ زادہ، آپ اپنے مجازی خدا سے ناراض نہیں تھیں؟"، صائم نے شرارتی انداز میں کہا تو انعم نے شانے جھٹکے اور رخ موڑ گئی۔

"میری بلا سے جا کے پہاڑ سے کود جاؤ۔"، وہ بولی۔ انداز میں مست بے نیازی تھی۔ جیسے اسے تو فرق ہی نہ پڑتا ہو بیوہ ہونے سے۔

Posted On Kitab Nagri

"وہیں جا رہا تھا۔"، صائم مسکراتے ہوئے کہہ اٹھا۔اس کے قدم حیدر لوگوں کی جانب بڑھ رہے تھے۔

"حیدر۔۔۔"، اس نے قریب جا کے پکارا تو راحم اور زائرہ نے سلام کر کے جلدی سے مبارک بادیں پیش کیں۔

وہ خیر مبارک کہہ کر جواب دیتا ہوا حیدر کی جانب دیکھتے ہوئے مسکرایا تو حیدر بھی جواباً مسکرایا۔

"بھائی، ہم وہیں آ رہے تھے۔ آپ کیوں آ گئے یہاں؟"، اس نے فرمانبرداری سے کہا تو صائم سر ہلانے لگا۔

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

Posted On Kitab Nagri
آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔
Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

"ارے کوئی بات نہیں۔۔۔وہ میں کہہ رہا تھا کہ ذرا میری بھابھی کو بھی تو بتاؤ نا۔۔۔کہ تم شادی سے پہلے کیا کیا کرتے رہے ہو۔"، صائم نے شرارت سے ابرو اچکا کر کہا تو حیدر ڈھٹائی سے مسکرانے لگا۔

"کیا ہوا ہے بھائی؟ کیوں پھنسانا چاہ رہے ہیں؟"، حیدر نے مسکرا کر کہا تو صائم کی تپی صورت بن گئی۔

"ابے گدھے۔۔۔میری بیوی کو مجھ سے ناراض کروا کے خود مزے کر رہا ہے۔"، صائم اب حیدر تو تھا نہیں کہ خاموشی سے اتنا عرصہ کسی کو بھی بے وقوف بنا لے۔ اب ہر کوئی حیدر تو نہیں ہوا کرتا نا؟

"نہیں بھائی۔۔۔ایسا کچھ نہیں ہے۔"، اتنی سنجیدگی اور فرمانبرداری تھی کہ بس۔

"سب پتا ہے مجھے۔۔۔بھول گیا تو کہ کیسے میں نے تجھے منایا تھا شادی کے لیے۔۔۔میں نے۔"، وہ اپنے سینے پہ دستک دیتا بولا۔"میں نے منایا تھا اسے، ورنہ یہ شادی نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔اور میری بیوی کے بھائی، تو نے میرے ساتھ ہی یہ کیا۔ میں تجھے کبھی معاف نہیں کروں گا۔"، صائم کی بیچاری صورت دیکھ کے حیدر کو اس پہ ترس آیا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"اچھا آؤ۔۔۔ دوستی کروادیتے ہیں۔"، وہ کہتا ہوا صائم کی مذمت کے باوجود اسے انعم تک لے آیا تھا۔ وہ جو ناز سے جھولے پہ بیٹھی پاس کھڑی صائمہ سے کچھ کہہ رہی تھی، اپنے جان اور دل عزیز بھائی کے ساتھ اپنے مجازی خدا کو آتے دیکھا تو ماں سے ہوتی بات کو جلدی جلدی ختم کیا اور ان کے جاتے ہی رخ ان سب کی طرف کیا جو ابھی ابھی اس تک پہنچے تھے۔

"جی پیارے ویر، کیا حال ہیں آپ کے؟ اور راحم اور میری دیورانی صاحبہ آپ کیسی ہیں؟"، صائم کو بری طرح نظر انداز کرتی وہ کہہ رہی تھی۔ انداز میں کمال بے نیازی تھی۔ صائم کھول کے حیدر کی جانب گھوما تھا۔ لب بھینچے اور مٹھیاں ضبط سے بند کیں۔ آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔

"حیدررررر!"، تپ کے اس نے حیدر سے کہا۔ ابرو بھی بھینچ رکھے تھے۔

"بھابھی۔۔۔ بھائی اب آپ سے بہت شرمندہ ہیں۔ آئندہ ایسی گستاخی ہر گز نہیں کریں گے۔ معاف کر دیں انہیں۔"، حیدر نے سفارشی انداز میں کہا تو صائم تو اور تپ گیا۔ دیور کو اتنی عزت اور شوہر کو اتنا ہی نظر انداز؟

"چلو تم کہتے ہو تو ٹھیک ہے۔۔۔ معاف کیا۔۔۔ آؤ بیٹھ جاؤ اب ادھر۔"، انعم نے حیدر کو دیکھتے ہوئے صائم پر بھی نظر دوڑائی۔ نظروں سے برابر میں بیٹھنے کا اشارہ بھی کیا گیا تھا۔ صائم مٹھیاں بھینچے آ کے برابر میں بیٹھا۔ "چلو۔۔۔ اللہ حافظ۔ اب تم لوگ جاؤ۔ میں ذرا اب کچھ بات کر لوں اپنے مجازی خدا سے۔"، مسکرا کر کہتی وہ سبھی کو بہت پیاری لگی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

ان سب نے مسکراتے ہوئے رخ دوسری جانب موڑا۔ ان کے جاتے ہی وہ صائم کی طرف مڑی تھی جس کے تنے تاثرات اب تھوڑے بہتر تھے۔ مسکراہٹ تو نہیں خیر، پر غصہ بھی نہ تھا۔

انعم نے کچھ دیر تک اس کے ہینڈسم چہرے کو دیکھا۔ ہلکے بھورے بال بالکل حیدر اور کبری کی طرح تھے۔ بادامی ہی آنکھیں۔۔۔ البتہ فیس کٹ اور چہرے کے خدوخال عثمان سے مشابہت رکھتے تھے۔ وہ ستائیس اٹھائیس برس کا خوبروجوان تھا۔ گوراچٹا۔۔۔ لمباچوڑا۔۔۔ اس نے کچھ دیر اس کو دیکھا پھر گلا ہلکا سا اس کی توجہ حاصل کرنے کو کھنکارا۔ ہمت اور الفاظ جمع کیے جارہے تھے۔ آخر کو غلطی تو اس کی بھی تھی۔ اور ایک وہ صائم تھا، اب شاید واقعی غصہ ہو گیا تھا۔ اس کی طرف دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔ اور پھر وہ سنہری الفاظ اس کی زبان سے ادا ہوئے تھے جس کو سننے کی توقع صائم نے کم از کم اس زندگی میں تو نہیں کی تھی۔ شاید جنت میں اس کی خواہشات میں سے ایک خواہش ہو سکتی تھی یہ۔

"آئی ایم سوری۔"، اس کے الفاظ پہ بھی، اور آواز میں گھلی نمی پہ بھی، صائم نے اس زور سے گردن جھٹکے سے گھمائی تھی کہ ہڈی کے چٹخنے کی آواز آئی تھی۔ سامنے اس کی بیوی آنکھوں میں ہلکی سی نمی لیے کہہ رہی تھی۔ کسی بھی وقت رونے ہی والی تھی شاید۔

"سوری؟۔۔۔ کس۔۔۔ کس لیے؟"، اس نے بے یقینی سے اٹک اٹک کے پوچھا تو انعم نے آنسو ہاتھ کی پشت سے ہلکے سے رگڑے۔ پھر متورم آنکھیں اٹھا کے اسے دیکھا۔

Posted On Kitab Nagri

"میں نے۔۔۔ تمہاری سب۔۔۔ کے سامنے اتنی انسلٹ کی۔۔۔"، وہ رک رک کر ندامت سے بول رہی تھی۔ انگلیاں بھی کنفیوژن سے مروڑ رہی تھی۔ صائم نے اسے نرمی سے دیکھا۔

"ارے اب تو مجھے عادت سی ہے ایسے جینے کی۔۔۔ تمہاری باتیں سننے کی۔۔۔ ذلیل ہونے کی۔۔۔ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں نے مائنڈ نہیں کیا تھا۔"، وہ نرمی سے کہتا انعم کو اور نادم کر گیا تھا۔ اس سے ندامت کے مارے پلکیں اٹھانا دوبھر ہو گیا تھا۔

"آئی ایم سوری صائم اینڈ آئی ریئلی مین اٹ۔"، اس نے پھر سے نم آواز میں کہا تو صائم نرمی سے اسے دیکھے گیا۔

"اچھا چلو کوئی بات نہیں۔۔۔ میں نے تو تمہیں تب بھی معاف کر دیا تھا جب تم نے بچپن میں اپنی پرانی سڑی ہوئی گڑیا کے لیے میرا سر پھاڑ دیا تھا۔ کسی کو ایک لفظ تک نہیں بولنے دیا تھا تمہیں۔۔۔ اب اپنی وجہ سے کبھی بھی تمہیں نادم یا روتا ہوا نہیں دیکھنا چاہتا میں۔ وائپ یور ٹیئرز۔ ہری اپ۔"، وہ نرمی سے کہتا ہوا اسے بہت اچھا لگا تھا۔ اب اگر ہر کوئی حیدر نہیں ہو سکتا تو ہر کوئی صائم شاہ زادہ بھی نہیں ہو سکتا۔۔۔ وہ جو بچپن سے اپنی محبت سے وفادار رہا تھا۔۔۔ جرمنی جیسے آزاد ملک میں آٹھ سال گزارنے کے باوجود اس نے اپنی وفا نبھائی تھی۔۔۔ وہ ہر لحاظ سے بہت اچھا تھا، سوائے لڑنے جھگڑنے اور فساد پھیلانے جیسے کاموں کے۔۔۔ یہ کام صرف حیدر اور اس کے تین چوزوں پر ہی جچتے تھے۔ اب تو چوتھا چوزہ بھی قطار میں شامل ہو گیا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

وہ ایک شاندار آفس کی عمارت تھی۔ اونچی، ماڈرن اور شیشوں سے بنی وہ عمارت کیا شان سے کھڑی تھی۔ اس وقت آفس کے اندر بہت چہل پہل سی تھی۔ ورکرز فائلز اٹھائے ادھر سے ادھر آجا رہے تھے۔ ایسے میں آفس کے ٹاپ فلور کا دروازہ وا کر کے وہ داخل ہوئی تھی۔ وہی سیاہ عبایا پہنے، چہرے پہ نقاب لگائے، چمکتی سیاہ آنکھوں سے اطراف کا جائزہ لیتی، وہ بہت وقار اور اعتماد سے چلتی آفس میں قدم آگے بڑھا رہی تھی۔ پیچھے قرت بھی تھی۔ اسی دن جیسے حلیے میں۔

سیکریٹری کی ڈیسک تک پہنچ کے اس نے ڈیسک ہلکا سا ہاتھ سے بجایا۔

"ٹیل سر امین ڈیٹ حرم از ہیئر۔"، خالص انگریزی میں کہتی وہ بہت پر وقار اور پڑھی لکھی معلوم ہوتی تھی۔ سیاہ آنکھوں میں ہلکی سی نمی تھی۔ سیکریٹری اندر گئی اور پھر جب باہر آئی تو تھوڑی پریشان لگتی تھی۔

"سر بزی ہیں۔ آپ کل آجایئے گا۔"، وہ سہمے ہوئے لہجے میں کہہ رہی تھی۔ ایک طرف باس تھے تو دوسری طرف باس کی اکھڑ اور بدلحاظ بیٹی۔ کیا کرتی وہ؟

"چلیں اوکے۔ قرت۔ تم ویٹ کرو۔ میں آتی ہوں۔"، کہتی ہوئی وہ آگے بڑھ گئی تھی۔ قدم آفس کے دروازے کی جانب تھے۔ کسی میں ہمت نہیں تھی اسے روکنے کی۔۔۔ کیوں کہ وہ امین جمال کی بیٹی بالکل امین جمال کا ہی عکس تھی۔ بالکل انہی کے جیسی!

Posted On Kitab Nagri

آفس کا دروازہ وا کیا تو سامنے ہی وہ بیٹھے تھے۔ گرے سوٹ پہنے، آنکھوں پہ نظر کا چشمہ لگائے، سفید و سرمئی بالوں والے، سیاہ آنکھیں جیسے اسی کا انتظار کر رہی تھیں۔ جیسے وہ جانتے تھے کہ وہ جانے والوں میں سے نہیں۔۔۔ جیسے وہ جانتے تھے کہ وہ آئے گی۔۔۔ جیسے وہ جانتے تھے کہ وہ انہی کا عکس ہے، انہی کے جیسی۔ ہاتھ پھیلا کے کرسی کے ہتھوں پہ رکھے ہوئے تھے۔۔۔ کیا شان تھی ان کی۔۔۔ کیا ایٹیٹیوڈ تھا۔ کیا غرور تھا!

"آپ سے بات کرنی تھی۔"، وہ سیدھے کہتی ہوئی ان کی طرف آئی اور لاپرواہی سے کرسی کھینچ کے ان کے سامنے بیٹھی۔ نقاب کی پن کھینچ کے نقاب اتارا تو کھلا کھلا سا چہرہ سامنے آیا۔۔۔ اور اس چہرے کو دیکھ کے وہ ہر بار یہ ماننے پر تیار ہو جاتے تھے کہ ہاں وہ انہی کی بیٹی ہے۔۔۔ چہرہ بالکل ان کی کاپی تھا۔۔۔ گوری رنگت۔۔۔ گالوں کی ابھری ہڈی۔۔۔ سیاہ آنکھیں۔۔۔ ہونٹوں کی ساخت۔

"تمہیں کسی نے تمیز نہیں سکھائی کہ بغیر اجازت کمرے میں داخل نہیں ہوتے؟"، انہوں نے آرام سے کہنی ہتھے پہ ٹکائی اور چہرہ ہاتھ کے پیالے میں دیتے ہوئے کہا۔

www.kitabnagri.com

"نہیں۔۔۔ ماں تو پیدا ہوتے ہی مر گئی تھی۔ باپ کو توفیق نہیں ہوئی۔"، اس نے بھی اسی آرام سے کہا تو وہ مسکرانے لگے۔

"بہت حاضر جواب ہو بھئی۔"، انہوں نے ستائش سے کہا تو وہ مسکرانے لگی۔

"اپنی ماں پہ گئی ہوں نا۔"، اس نے فخر سے کہا تو وہ اور مسکرا اٹھے۔

Posted On Kitab Nagri

"اور بد تمیز بھی۔"، حملہ ہوا تھا مگر حرم امین حملوں سے ڈرنے والوں میں سے نہیں تھی۔

"ظاہر ہے۔۔۔ آپ کی بیٹی ہو اور بد تمیز نہ ہو۔۔۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟"، آنکھیں پٹپٹا کے معصومیت سے کہا تو وہ تلخی سے مسکرانے لگے۔

"کیا ہوا؟ اب تک ایڈ میسشن نہیں ملا تمہیں لاہور یونیورسٹی میں؟ حیرت ہے بھئی۔ اتنی قابل، ٹاپر بچی اور اس کو ایڈ میشن نہیں مل رہا۔"، وہ حیرت ظاہر کرتے ہوئے بولے تو وہ تلخی سے مسکرانے لگی۔

"جب باپ ہی دشمن بنا ہو تو بندہ کسی دوسرے سے کیا شکوہ کرے۔ بہت مزا آتا ہے نا آپ کو میرے چھلیے ہاتھ دیکھ کے؟ جیت محسوس ہوتی ہو گی نا؟ کہ آپ اپنی ہی بیٹی سے جیت گ ئے۔"، وہ تلخی سے کہتی ہوئی بالکل اپنی ماں جیسی لگ رہی تھی۔

"ارے ایسا کچھ نہیں ہے۔ اب تم خود ہی دیکھو۔ ماہر کو تو ایڈ میشن مل گیا ادھر۔ تمہیں کیوں نہیں مل رہا؟"، وہ کمال حیرت کی اداکاری کر رہے تھے۔

"آپ کا وہ نالائق بیٹا اس قابل نہیں ہے۔ آپ نے پیسا کھلایا ہے۔"، وہ کہتی ہوئی سیدھی ہو کے قریب ہوئی۔ "خیر، آج میں ایک مطالبہ کرنے آئی ہوں۔۔۔ اور مجھے یقین ہے کہ آپ کو بالکل یقین نہیں آئے گا۔۔۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ میں ایسا کروں گی۔"، وہ کہتی ہوئی مزید قریب ہوئی۔ اپنی سیاہ آنکھیں ان کی سیاہ آنکھوں میں گاڑھیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

"امین جمال خان۔۔۔مجھے میرا حصہ چاہئے۔۔۔اور اپنی ماں کا بھی۔۔۔کل شام کو۔"، وہ چبا چبا کر کہتی انہیں شاک میں ڈال گئی تھی۔ اندر کچھ کرچی کرچی ہوا تھا۔ یہ امید تو نہ تھی انہیں زہرہ لیاقت کی بیٹی سے۔ مگر وہ ان کی بھی تو بیٹی تھی اور تھی بھی ان کے جیسی ہی۔ وہ کافی دیر تک کچھ بھی بولنے کے قابل نہیں رہے تھے۔ چہرے پہ دکھ شدید تھا۔ آنکھیں بھی ہلکی ہلکی نم ہو رہی تھیں۔

"مزید یہ، امین جمال خان۔۔۔ کہ میں نے وکیل ہائر کر لیا ہے۔ اگر آپ نے مجھے میرا اور میری ماں کا حصہ کل تک نہ دیا تو، میرا یقین مانیں۔۔۔میں آپ پر ثابت کر دوں گی۔۔۔ کہ میں۔۔۔حرم امین۔۔۔ آپ ہی کی بیٹی ہوں۔"، وہ رک رک کر کہہ کر اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ آنکھیں اب بھی ان کے بے رنگ چہرے پر ہی جمی تھیں۔ ان کا جھریوں زدہ چہرہ سفید ہو رہا تھا۔۔۔بالکل برف کی مانند ٹھنڈا اور سفید۔

وہ تو کہہ کر مڑ گئی۔ تبھی وہ اپنے ہوش میں آئے تھے۔

"اگر میں تمہیں عاق کر دوں تو؟"، ان کی آواز کمرے میں اس کے پیچھے سے گونجی تو اس کے قدم پتھرا گئے۔ یہ تو اس نے سوچا ہی نہیں تھا۔ وہ آہستہ سے مڑی تو ان کی نظروں کو خود پر ہی پایا۔

"پھر کیا کرو گی تم؟ حرم امین؟"، ان کے لہجے میں طنز نہیں تھا۔ وہ شاید واقعی جاننا چاہتے تھے کہ وہ کس حد تک جا سکتی ہے۔ اس کے حلق میں گلٹی ڈوب کر ابھری تھی۔

Posted On Kitab Nagri

"کیا مجھے ذلیل کر کے رکھ دو گی؟ یا مجھے رسوا کر دو گی؟ کیا سوشل میڈیا پر میرے خلاف بولو گی؟"، وہ کہہ رہے تھے۔

وہ چاہے کچھ بھی کہہ دے، کتنا ہی برا کر لے، مگر وہ یہ نہیں کر سکتی تھی۔ کہیں اندر اب بھی چاہ تھی کہ اس کا باپ اسے قبول کر لے۔۔۔ اسے اپنی بیٹی مانے اور اسے اتنا ہی پیار دے جتنا ایک باپ اپنی بیٹی سے کرتا ہے۔ مگر وہ جانتی تھی کہ ماں تو وہ بہت پہلے ہی گ ئے تھے کہ وہ ان کی ہی بیٹی ہے۔۔۔ شاید اس کی پیدائش کے وقت ہی۔۔۔ مگر اس کی ماں کے کیے کی وجہ سے اس سے بھی دور ہو رہے تھے۔۔۔ غلطی ان کی نہیں تھی پر غلطی تو اس کی بھی نہیں تھی۔ غلطی تو زہرہ امین کی تھی، وہ جو سالوں سے قبر میں بے خبر سو رہی تھیں۔

"نہیں۔"، اس کی ہلکی ہلکی سی آواز گونجی اور ان کی سماعت سے ٹکرائی۔ "اس بار میں آپ کے ساتھ کچھ نہیں کروں گی۔ اس بار جو کروں گی، اپنے ساتھ کروں گی۔ خود کو غائب کر کے وہاں چھپا لوں گی کہ آپ میرا سایہ تک دیکھنے کو ترسیں گے۔ جیسے میری ماں کو معاف کرنے کے لیے ترستے ہیں۔ پر اب وہ بھی وہیں ہیں جہاں میں چلی جاؤں گی۔ پھر کبھی نہیں آؤں گی۔ کبھی تنگ نہیں کروں گی۔" وہ آہستہ سے کہتے مڑ گئی تھی اور وہ پیچھے ششدر کھڑے تھے۔۔۔ بالکل منجمند۔ جیسے ان کی ساری جان نکال لی گئی ہو۔۔۔ جیسے ان کا سارا خون نچوڑ لیا گیا ہو۔۔۔ جیسا ان کے منہ پر خود انہی کے ہاتھوں سے زوردار تمانچا لگا ہو۔ حرم یہ کیسے جانتی تھی؟

Posted On Kitab Nagri

راہداری سے گزرتی، لمبے لمبے ڈگ بھرتی، وہ ان ہی کی طرح لگ رہی تھی۔۔۔امین جمال کی طرح۔۔۔مگر اس کی شخصیت کچھ الگ ہی تھی۔۔۔وہ اعتماد کچھ الگ ہی تھا۔۔۔وہ ایٹیٹیوڈ کچھ الگ ہی تھی۔۔۔وہ غرور بھی الگ تھا۔ کیونکہ وہ خود بھی تو الگ تھی۔۔۔سب سے جدا۔۔۔سب سے الگ۔۔۔حرم امین خان!

آسمان پہ آج سورج پوری طرح سے چمکتا اپنی گرمی لاہور کی دھرتی پہ برسا رہا تھا۔ ہوا کے نام پہ لو چل رہی تھی۔ آسمان پہ بادل نہ ہونے کے برابر تھے۔ گرم گرم ہوا کے تھپیڑے آ کے جسم سے لگتے تو دل چاہتا کہ شیخوپورہ کی نہر میں جا کر ڈبکی لگا لو۔

ایسے میں اپنے کمرے میں وہ بیٹھا موبائل پہ کچھ کرتا نظر آ رہا تھا۔ ہلکی پھلکی سی ٹی شرٹ اور ٹراؤزر پہن رکھی تھیں۔ بال بھی گیلے تھے جیسے ابھی ابھی ہی نہا کے باہر آیا ہو۔ چہرے پہ تازگی نظر آتی تھی۔

یکدم ہی کچھ دیکھ کے اس کے چہرے پہ مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ اس نے سیدھے ہوتے ہوئے کچھ نمبر موبائل پہ ڈائل کیے اور فون کان سے لگا یا۔

گھنٹی جا رہی تھی۔۔۔اور پھر فون اٹھا لیا گیا۔

"السلام علیکم۔"، دوسری جانب سے زائرہ کی تازہ دم سی آواز ابھری تو وہ اور مسکرانے لگا۔

Posted On Kitab Nagri

"تو جناب کا رزلٹ آگیا ہے؟"، اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ساتھ ساتھ بیڈ شیٹ کے ڈیزائن پہ انگلیاں بھی پھیری جا رہی تھیں۔ وہ زائرہ کے لیے خوش تھا۔۔۔اور خوشی اس کے چہرے سے عیاں ہو رہی تھی۔

"جی جناب۔ بالکل۔"، دوسری جانب اپنے کمرے میں بیٹھی زائرہ بھی خوشی سے تمتماتا چہرہ لیے کہہ رہی تھی۔ اس وقت اپنے بیڈ پہ بیٹھی، ٹی شرٹ اور ٹراؤزر پہنے وہ بھی بہت فریش لگ رہی تھی۔ ہلکے بھورے رنگ کے بال بکھرے ہوئے جوڑے میں مقید تھے۔ ایک لٹ کو انگلی پہ پھیرتی وہ بہت معصومیت سے اس کی باتیں سن رہی تھی۔

"تو پھر ٹریٹ تو بنتی ہو نا؟"، حیدر نے مسکرا کر کہا۔

"پھر تو گفٹ بھی بنتا ہے۔"، زائرہ نے اگلی جانب سے شوخ لہجے میں کہا تو حیدر ہنس پڑا۔

"ہاں ہاں بالکل۔۔۔ٹریٹ پہ چلیں گے تو تمہیں گفٹ بھی ضرور دوں گا۔۔۔تو کل پک کروں تمہیں؟"، حیدر نے مسکراتے لبوں کے ساتھ پوچھا تو زائرہ کی سبز آنکھیں چمکنے لگیں۔

"شیور۔۔۔ٹائم بتا دینا مجھے۔ ریڈی ہو جاؤں گی میں۔۔۔اوکے؟"، اس نے مسکراتے ہوئے کہا تو حیدر بھی ہاں کرتا بنا۔

Posted On Kitab Nagri

"چلو اب خدا حافظ۔۔۔خیال رکھنا اپنا۔"، حیدر نے کہتے ہوئے اس کے خدا حافظ کہنے پر فون بند کر کے سائیڈ ٹیبل پہ رکھا۔ اس کو اپنا آپ خوش قسمت محسوس ہونے لگا تھا جب سے زائرہ اس کی زندگی میں آئی تھی۔۔۔اپنی محبت حاصل کر لینا خوش قسمتی نہیں تو اور کیا ہے؟

وہ دور خلاء میں دیکھتا یہ سوچ رہا تھا جبھی اس کے موبائل کا نوٹیفیکیشن بجا تو اس نے یونہی موبائل اٹھا کے نظروں کے سامنے کیا۔ گوگل کا کوئی نوٹیفیکیشن تھا۔

"حرم پاک کا منظر۔۔۔"، آگے اور بھی کچھ لکھا ہوا تھا مگر اس کا ذہن بھٹک چکا تھا۔ پہلا لفظ ایک بار پڑھ لینے کے بعد اس نے کئی دفعہ زیر لب دہرایا تھا۔ جانتا تھا کہ زبر اور پیش میں بہت فرق ہے۔۔۔پر اسے اچھا لگ رہا تھا اس کا نام پڑھنا۔ نجانے اس کا ہونٹ ٹھیک ہوا بھی ہو گا یا نہیں؟ اسے اس کا نمبر لے لینا چاہئے تھا۔۔۔پر وہ کون سا اسے اپنا نمبر دے دیتی؟ وہ تو آواز سے ہی خونخوار معلوم ہوتی تھی۔

وہ سر جھٹک کے ذہن ہٹانا چاہتا تھا مگر کچھ لوگ ہمارے ذہن میں نقش ہو کر رہ جاتے ہیں۔ جنہیں ہم چاہ کر بھی ذہن کے پردہ سے مٹا نہیں سکتے۔ حرم بھی ان ہی میں سے ایک تھی۔

لاہور یونیورسٹی میں طلباء کی گہما گہمی تھی۔ نوٹس بورڈ پہ ٹائم ٹیبل چسپاں ہو چکا تھا۔ اس کے علاوہ روز ہی نئے اسٹوڈنٹس ایڈمیشن کی غرض سے آجا رہے تھے۔ حیدر اس وقت درخت کے نیچے بیٹھا عامر اور راحم کے ساتھ کمبائنڈ اسٹڈی کرنے میں مصروف تھا۔ توجہ پوری طرح بک پہ ہی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

آج اسے زائرہ کو لے کر شاپنگ اور پھر ڈنر پہ جانا تھا۔ اس لیے وہ چاہتا تھا کہ زیادہ سے زیادہ ابھی ہی پڑھ لے تا کہ بعد میں زائرہ کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گزار سکے۔

"یار حیدر۔۔۔اوہ نوٹس تو وہیں کاؤنٹر پہ رکھے رہ گ ئے۔ جا یار، جا کے جلدی سے لے آ۔"، راحم نے مصروف سے مگر پریشان انداز میں کہا تو حیدر نے منہ اٹھا کے اسے شاک سے دیکھا۔ آنکھیں شاک سے پھیلی ہوئی تھیں۔

"کس کے نوٹس تھے؟"، بس یہ پوچھنا تھا کہ راحم کے گلے میں گلٹی ڈوب کر ابھری۔ پھر گلا کھنکارا۔

"تیرے۔"، بس یہ کہنا تھا اور حیدر بھوکے شیر کی مانند اس کی طرف بڑھا تھا مگر بیچ میں عامر نے بیچ بچاؤ کروا کے اسے پیچھے رکھا۔

"یار اب کیا سارا ٹائم لڑ جھگڑ کر گزارنا ہے؟ اگر نوٹس وہاں رہ گ ئے ہیں تو جا کے لے آؤ۔"، وہ تپا ہوا تھا۔ اتنی دیر سے سوال سالو ہو کے ہی نہیں دے رہا تھا۔ اور اوپر سے ان دونوں کا فضول کا جھگڑا۔

حیدر منہ پھلاتا اٹھ کھڑا ہوا اور قدم کاؤنٹر کی جانب بڑھا دیئے۔ چہرے پہ خفگی تھی اور قدم بھی جلدی جلدی بڑھا رہا تھا۔ کہیں نوٹس مس پلیس نہ ہو جائیں۔ اور یہ تب ہی تھا کہ اسے اپنے پیچھے آواز سنائی دی تھی۔ کافی مانوس سی آواز۔۔۔وہ جو اس کے ذہن میں پچھلے ڈیڑھ ہفتے سے چل رہی تھی۔۔۔وہ باریک مگر متوازن سی نسوانی آواز۔

Posted On Kitab Nagri

"سنئیے۔"، وہ کہہ رہی تھی اور وہ پیروں کے بل گھوما تھا۔ منہ حیرت اور شاک کے مارے کھلا ہوا تھا اور آنکھیں بھی پھیلی ہوئی تھیں۔ سامنے کھڑی لڑکی کی آنکھوں میں بھی نا سمجھی کے بعد بے یقینی ابھری تھی۔ نقاب سے جھانکتی سیاہ آنکھیں بھی بے یقین معلوم ہوتی تھیں۔

"آپ؟"، اس لڑکی نے حیرت سے کہا تو وہ بھی ایک قدم پیچھے ہوا۔ آنکھیں اب بھی بے یقین تھیں۔

"تم؟"، اس نے خود کو بولتے سنا تھا۔

"ارے آپ یہاں؟"، یہ قرت کی آواز تھی جو حرم کے پیچھے سے ابھری تھی۔ وہ بھی بے یقینی اور حیرت کے ملے جلے تاثرات لیے کہہ رہی تھی۔ وہی اس دن والا نقاب اور عبایا پہنے۔ سیاہ آنکھیں بے یقین معلوم ہوتی تھیں۔

"آپ دونوں یہاں؟"، اب کے وہ تھوڑا ہوش میں آکر بولا تھا۔ بے یقینی پہلے کے مقابلے میں اب کے کم تھی۔

"جی، وہ دراصل ہم یہاں ایڈمیشن لینے کی غرض سے آئے تھے مگر آپ سے ملنے کی توقع ہرگز نہیں کی تھی۔"، قرت نے ہلکا سا مسکرا کر کہا تو وہ سر ہلا کر مسکرا دیا۔

"کسی مدد کی ضرورت ہو تو بتایئے گا۔"، کچھ دیر خاموشی کے بعد حیدر نے کہہ کر باری باری دونوں کو دیکھا۔

Posted On Kitab Nagri

"جی ضرور۔"، قرت نے ہی خوش اخلاقی سے کہا۔ حرم تو اب شرمندہ سی تھی۔ پچھلی بدتمیزی اگر حیدر نہیں بھولا تھا تو وہ بھی نہیں بھولی تھی۔ ندامت نے اسے آگھیرا تھا۔

"ویسے سبجیکٹ کیا ہے آپکا؟"، حیدر نے نرمی سے نظریں حرم پہ جما کے کہا تو اس نے آہستہ سے نظریں اٹھائیں۔ قرت اب حرم کے بولنے کا انتظار کر رہی تھی۔

"وہ۔۔۔کامرس۔"، حرم نے دھیرے سے کہا تو حیدر خوشگوار حیرت سے مسکرا اٹھا۔

"ارے۔۔۔کیا اتفاق ہے۔ میں بھی کامرس کا ہی اسٹوڈنٹ ہوں۔ کسی بھی ہیلپ یا گائیڈینس کی ضرورت ہو تو ضرور بتایئے گا۔"، حیدر نے نرمی سے کہا تو حرم سر ہلا کر رہ گئی۔

"ویسے وہ دوسرے صاحب کہاں ہیں؟ اصل میں حرم کو آپ دونوں سے اس دن کے رویے کی معذرت کرنی تھی۔ ہے نا حرم؟"، قرت نے مزے سے مسکرا کر کہا تو جہاں حرم نے جھینپ کر نظریں پھیر کر اسے دیکھا، وہیں حیدر نے شاک سے منہ کھولا۔

"آپ سیریئس ہیں؟"، حیدر نے حیرت سے کہا تو حرم نے گلا کھنکارا۔ حیدر کی بے یقین نظریں اس پر ٹکی ہوئی تھیں۔

"وہ دراصل اس دن ہمارا دماغ کسی اور بات پر خراب تھا۔ موڈ پہلے ہی آف تھا اور۔۔۔پھر آپ لوگوں کی غلطی پر ہمارا۔۔۔مطلب کہ۔۔۔میرا سارا غصہ آپ پر نکل گیا۔۔۔کیا سوچ رہے ہوں گے آپ لوگ، کہ کتنی بدلحاظ اور بدتمیز لڑکی ہے۔۔۔تو اسی لیے، آئی ایم ریئلی سوری۔۔۔میں ہر کسی کے ساتھ

Posted On Kitab Nagri

اتنی روڈ نہیں ہوتی۔ سوائے ایک شخص کے ساتھ۔"، آخری الفاظ اس نے کافی آہستہ بولے تھے مگر حیدر نے سن لیے تھے۔

"اور کہیں وہ ایک شخص میں تو نہیں؟"، اس نے آہستہ سے پوچھا تو حرم ہنس پڑی۔ زور سے۔۔۔اور حیدر اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔اس کی بادامی شکل کی سیاہ آنکھیں ہنستے ہوئے چھوٹی ہو جاتی تھیں۔

"حرم امین اب اتنی بھی گئی گزری نہیں کہ آپ جیسے دشمن رکھے۔ میرے دشمنوں کا بھی لیول ہوتا ہے۔۔۔ آپ ان ایک شخصیت کے سامنے کچھ نہیں، میرے لیے تو بالکل بھی نہیں۔"، وہ اپنی دھن میں کہتی ہوئی آخر میں ٹھٹھکی تھی۔ دل کی بات زبان پر آخر آ ہی گئی تھی۔ حیدر نے اسے ذرا حیرت سے دیکھا پھر سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ کوئی بات نہیں۔ دشمنی نہیں تو دوستی ہی سہی۔ اب تو ویسے بھی آپ کو یونیورسٹی میں میری بہت ضرورت پڑے گی۔ اور اس بات کا حیدر شاہ زادہ کو یقین ہے۔"، حیدر کہتا ہوا ہنس بھی رہا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

"تو حیدر شاہ زادہ نام ہے آپ کا؟"، قرت نے بیچ میں پوچھا تو وہ سر اثبات میں ہلانے لگا۔ لبوں پہ مسکراہٹ تھی۔

"اور آپ دونوں کا؟"، حیدر نے پوچھا تو قرت سامنے آ کے حرم کے برابر کھڑی ہوئی۔

Posted On Kitab Nagri

"میں قرت ہوں۔۔۔ قرت العین اسماعیل۔۔۔اور یہ میری بچپن کی سہیلی پلس بہن ہے، حرم امین۔"، قرت نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ مسکرا کر سر اثبات میں ہلانے لگا۔

"تو قرت اور حرم۔)حرم کے نام پہ زیادہ زور دیا تھا(، امید ہے کہ آپ کو جلد میری ضرورت پڑے گی۔تب تک کے لیے خدا حافظ۔"، وہ مسکرا کر کہتا مڑ گیا تھا۔اب تک تو ذہن سے نوٹس محو ہو چکے تھے۔کون سے نوٹس؟ کہاں کے نوٹس؟ حیدر کے نوٹس؟ جو راحم نے گھما دیئے تھے؟ پتا نہیں!!! وہ دونوں بھی اپنی رجسٹریشن کروانے چلی گئی تھیں۔واپس آ کے عامر سے سو سلواتیں سننے کے بعد وہ پھر کاؤنٹر تک بھاگا تھا۔

صبح کا سورج شیخوپورہ پہ طلوع ہوا تو چرند پرند بھی اپنے آشیانوں سے رزق کی تلاش میں نکل پڑے۔ کسان اپنے کھیتوں کی اور بڑھ گ ئے۔ہر سو ٹھنڈی سی ہوا چل رہی تھی۔یہ مایوں کے چھ دن بعد کا ذکر ہے۔ایسے میں اگر شاہ حویلی کے بڑے لان میں دیکھا جاتا تو وہاں تیاریاں زور و شور سے جاری نظر آتیں۔

ایک جانب بڑا سا اسٹیج سیٹ کیا جا رہا تھا۔سامنے ایک سرخ روش ڈالی گئی تھی جس سے دولہا دلہن کی اینٹری ہونی تھی۔روش کے دائیں اور بائیں جانب مہمانوں کے لیے صوفے اور میزیں سیٹ کی جا رہی تھیں۔ہر جانب ورکرز ہی ورکرز نظر آ رہے تھے۔

Posted On Kitab Nagri

اگر حویلی کے اندر جھانکا جاتا تو کافی مصروف سا ماحول سامنے آتا۔ ملازمین ادھر ادھر گھوم رہے تھے۔ ہر کوئی ہی مصروف نظر آ رہا تھا۔ انعم کو تیار کرنے کے لیے میک اپ آرٹسٹ آن پہنچے تھے۔ ایک ہی دن میں لاہور جا کر پارلر سے تیار ہو کر واپس آنا تھوڑا مشکل ہو جاتا۔ یہی وجہ تھی کہ میک اپ آرٹسٹ کو گھر پر ہی بلا لیا گیا تھا۔

خیر، شام تک حیدر کو بھی پہنچ جانا تھا۔ آج ولیمے کا فنکشن تھا۔ پھر دو دن بعد انعم اور صائم کو جرمنی کے لیے نکلنا تھا۔ انعم رخصت ہو کر صائم کے ساتھ جرمنی جا رہی تھی۔ اسٹیج سفید گلابوں سے سج چکا تھا۔ اور ابھی اس وقت صائم لان میں کھڑا کچھ انتظامات دیکھ رہا تھا۔ ہدایات دیتا، وہ آج بہت خوش لگ رہا تھا۔ خوشی اس کے چہرے سے صاف عیاں ہو رہی تھی۔

یونیورسٹی میں پیپر ختم ہو چکا تھا۔ طلباء اب اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو رہے تھے۔ ایسے میں نئے آنے والے طلباء اب بھی اپنی کلاسس لے رہے تھے۔ اس وقت سورج سوا نیزے پر تھا۔ لاہور میں گرمی بہت تھی، مگر ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔

ایسے میں عامر اور حیدر درخت کے نیچے بیٹھے باتیں کرنے میں مصروف تھے۔ ہلکے سبز رنگ کی ٹی شرٹ کے ساتھ سیاہ جینز پہنے وہ اس وقت عامر کی کسی بات کا جواب دے رہا تھا جس پر عامر خود ہی بول کے خود ہی بہت زور سے ہنسا تھا۔ حیدر بھی ساتھ ہی ہنسا تھا۔ ہنسنے کے بعد پھر سے خاموشی حائل ہو

Posted On Kitab Nagri

گئی تھی۔ آج راحم یونیورسٹی نہیں آیا تھا۔ اس لیے ان دونوں کے پاس ہنسنے کے لیے کوئی بات نہیں تھی۔ خود ہی عجیب و غریب سی باتوں پہ زبردستی کے قہقہے لگا رہے تھے۔

"ویسے حیدر۔۔۔ تم نے مجھ سے کہا تھا کہ تم قرآن حفظ کرنے کا سوچ رہے ہو۔۔۔ میں تو کہتا ہوں کہ حفظ کرنے کے ساتھ ساتھ تفسیر و تدبر میں بھی ان رول ہو جاؤ۔ ویسے بھی قرآن کو مطلب کے ساتھ سمجھ کر پڑھنا چاہیئے۔ اگر ہم قرآن کو پورا پڑھ لیں، پھر بھی اس کے حکم کی بجا آوری نہ کر پائیں، تو قرآن پڑھنے میں اور نہ پڑھنے میں کیا فرق ہوا؟ قرآن ہماری زندگی میں کیا چینج لایا؟"، عامر نے آرام سے مسکراتے ہوئے کہا۔ "میں حفظ تو نہیں کر رہا مگر تفسیر و تدبر کر رہا ہوں۔ اور بیلیو می۔۔۔ یہ بہت اچھا ہے۔"

"ہاں صحیح کہہ رہے ہو۔۔۔ شاید مجھے اس کی ضرورت بھی ہے۔"، حیدر نے ہلکے سے سر اثبات میں ہلاتے ہوئے کہا۔ پھر یونہی سر اور نگاہیں اٹھا کر عامر کو دیکھا۔ آنکھوں میں ویرانی اور پریشانی واضح تھی۔ اسلام کی طرف آنے کے بعد پہلی بار عامر نے اس کی آنکھوں میں ایسی اذیت ناک ویرانی دیکھی تھی۔

"کیا ہوا ہے؟"، عامر نے نرمی سے پوچھا تو حیدر کی آنکھوں کو چھلکتے دیکھا۔ وہ مزید قریب ہوا اور اس کا کاندھا نرمی سے تھپتھپایا۔ "مجھ پہ بھروسہ کر سکتے ہو۔"، اور حیدر کو اس لمحے احساس ہوا کہ وہ واقعی اس پہ بھروسہ کر سکتا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"اب جب نماز میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتا ہوں، نماز میں اللہ کا نام لیتا ہوں، وہ شرمندگی نہیں ہوتی، جو پہلے ہوا کرتی تھی۔۔۔"، وہ رک رک کے نظریں جھکائے نفی میں سر ہلاتے کہہ رہا تھا۔ آواز میں دکھ کی لہریں سر اٹھا رہی تھیں۔ عامر دم سادھے اسے سن رہا تھا اور وہ کہہ رہا تھا۔۔۔ انتہائی اذیت اور کرب سے۔۔۔ جیسے اس کے اندر ایک جنگ عظیم چل رہی ہو اور وہ اس کو روکنے سے قاصر ہو۔ حیدر کے گلے میں گلٹی ڈوب کر ابھری۔ نظریں اب بھی زمین پہ پڑی مٹی سے کھیلتے پیر کی طرف تھیں۔ البتہ دھیان کہیں اور تھا۔

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

Posted On Kitab Nagri

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

"مگر، عامر۔۔۔ میں۔۔۔ مجھے سمجھ نہیں آتا کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔۔۔"، وہ بے بسی سے کہہ رہا تھا، جیسے وہ ابھی اس وقت پھوٹ پھوٹ کے رونا چاہتا ہو مگر رونے سے بھی قاصر ہو۔ پیروں سے مٹی سے کھیلنا اب بند ہو چکا تھا۔ نظریں البتہ اب بھی زمین پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ آواز میں نمی گھلی ہوئی تھی۔

"پتا ہے۔۔۔ میں بہت پریشان ہوں۔۔۔ میرے ذہن میں جنگ چل رہی ہے اور میں خود کو ایسے سپاہی کی طرح سمجھتا ہوں جو ڈر کے ایک کونے میں دبک کر بیٹھ جاتا ہے۔"، عامر اسے اب بھی دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ کچھ قریب ہوا اور اس کے گھٹنے پہ نرمی سے ہاتھ رکھا۔

"ایک بات کہی تھی میں نے۔ اگر یاد ہو تو۔ اپنی بات شیئر کرو۔۔۔ تم جس کے ساتھ بھی کمفرٹیبل ہو اس کے ساتھ۔"، عامر نے نرمی سے کہا تو حیدر نے سر اٹھایا۔ آنکھیں شدت سے سرخ پڑ رہی تھیں۔ اور وہ آنسو روکنے کے لیے لب بھینچے ہوئے تھا۔

"میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں۔"، حیدر کی آواز عامر کی سماعت سے ٹکرائی تو وہ مسکرا اٹھا۔

Posted On Kitab Nagri

"اوکے۔۔۔پھر بتاؤ۔"، آواز میں اب بھی نرمی تھی۔

"میں جب بھی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہوں، کلب کے مناظر میری آنکھوں کے آگے آنے لگتے ہیں۔۔۔اس وجہ سے میں اکثر ہی بھول جاتا ہوں کہ کس رکعت پہ تھا؟ التحیات پڑھی ہے یا نہیں؟ غلطی سے درود ابراہیم تو نہیں پڑھ لیا؟ ایسا تو نہیں کہ ان وجوہات کی بنا پر اللہ تعالی میری نماز نہ قبول کر رہا ہو؟"، وہ ڈرا ہوا لگتا تھا، سہما ہوا بھی۔ وہ بیس سال کا مرد کہیں سے نہیں لگ رہا تھا۔ وہ تو ایک بچہ لگ رہا تھا۔ عامر کو بے اختیار اس پہ ترس سا آیا تھا۔

"حیدر، اب میری بات سنو۔۔۔"، عامر نے اپنی متوازن آواز میں بات کا آغاز کیا تو حیدر نے آنکھوں کو رگڑا اور پوری طرح اس کی جانب متوجہ ہوا۔ "یہ وسوسے ہیں۔۔۔اور وسوسے شیطان لاتا ہے۔ اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں ہے۔

چار طرح کے وسوسے اکثر انسان کو گھیرتے ہیں۔ پہلے تو وہ جو ہمیں اکثر نماز کے وقت آتے ہیں۔ ایسے ہی جیسے تمہیں آتے ہیں۔ دوسرے وہ جو او سی ڈی سے تعلق رکھتے ہیں۔ تیسرے وہ جو اکثر ہمیں گندے خیالات آتے ہیں۔۔۔اور چوتھے وہ سوالات جو ہم سوچتے ہیں کہ ان کو زبان سے ادا کرنے سے بہتر ہے کہ ہم مر جائیں۔ ان چاروں کے لیے حل موجود ہیں۔ قرآن جب پڑھو گے تو ہر شے مزید کلیئر ہو جائے گی۔ مگر فی الحال میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔"، عامر کا لہجہ بہت اپنائیت لیے ہوئے تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"جب ہم نماز پڑھتے ہیں تو شیطان کو اچھا نہیں لگتا۔ تم خود بتاؤ۔ کیا وہ چاہے گا کہ کوئی مسلمان صدق دل سے نماز پڑھے؟) حیدر نے نفی میں سر ہلایا تو عامر مسکرانے لگا۔ گالوں کے ڈمپل واضح ہوئے تھے (تو بس اسی لیے وہ نماز کے وقت ایسے وسوسے ہمارے ذہن کو نماز سے بھٹکانے کے لیے ڈالتا ہے۔ اس کا ایک آسان سا حل یہ ہے کہ پہلے تو تم نماز دل سے پڑھو یا نہ پڑھو، مگر عقیدت اور توجہ سے پڑھو۔ اگر پھر بھی توجہ بھٹک جاتی ہے تو۔۔۔ مثال کے طور پہ اگر تم بھول گئے ہو کہ تم چوتھی رکعت پہ تھے یا تیسری، تو اپنے دل کی سنو۔ تمہیں کیا لگتا ہے کہ تم کونسی رکعت پہ تھے۔ اور جو دل کہے اس پہ لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھو۔ لیکن اگر پھر بھی تم فیصلہ نہ کر پاؤ کہ کونسی رکعت پر تھے، تو جو کم تعداد ہو، اس کو لے کر چلو۔ یعنی اگر شک تیسری اور چوتھی رکعت پر ہے تو تیسری رکعت لیتے ہوئے آگے بڑھو۔"، کتنی آسانی سے حل بتا دیا تھا عامر نے۔ وہ اب تک اس کے الفاظ کے سحر میں تھا جبکہ عامر مزید کہہ رہا تھا۔ "اب آتی ہے دوسری بات او سی ڈی والی۔۔۔ آبسیسو کمپلسو ڈس آرڈر۔۔۔ یہ ایک بیماری ہے۔ جس میں انسان اکثر ایک ہی عمل کو بار بار دہراتا ہے۔ یہ بھی وسوسے کی ہی ایک قسم ہے۔ شیطان تمہارے حواس پہ حاوی ہونے لگ جاتا ہے۔ مثلاً تم ابھی وضو کر کے آئے ہو اور وہ تمہارے ذہن میں خیال ڈال دے کہ حیدر، تم نے مسح صحیح سے نہیں کیا۔۔۔ یا فلاں جگہ صحیح سے نہیں دھوئی۔ جبکہ تمہیں یاد پڑتا ہو کہ نہیں تم نے صحیح سے دھوئی تھی۔۔۔ تو آگے بڑھ جاؤ۔۔۔"، عامر سانس لینے کو رکا۔ نظریں اب بھی حیدر کے جھکے چہرے پر ہی تھیں۔ "اگر تم دوبارہ سے وہ جگہ

Posted On Kitab Nagri

دھونے یا وہ چیز کرنے گ ئے جس کا وسوسہ شیطان نے ڈالا تھا، تو تم شیطان کے آگے ہار گ ئے۔ اور اس کے علاوہ، مثلا، تم نے ظہر میں وضو کیا ہو اور اب عصر کا وقت ہو، مگر تمہیں بھول جاتا ہے کہ آیا تم نے وضو توڑا ہے یا نہیں، مگر تمہیں وضو کرنا تو یاد ہے مگر وضو توڑنا تو نہیں، تو تمہارا وضو قائم ہے۔ تم آگے بڑھ سکتے ہو۔۔۔

پھر آتی ہے ان خیالات کی باری جو ہمارے ذہن میں آتے ہیں۔۔۔ جن کو عموماہم گندے خیالات کہتے ہیں۔۔۔ مثلا کلب کے مناظر۔۔۔ کلب میں تم سے اور دوسروں سے سرزد ہوئے گناہ وغیرہ۔۔۔ تو یاد رکھو۔۔۔ کہ دماغ میں اگر کوئی چیز آئے اور تم اسے روک سکو، تو سمجھ جانا کہ یہ تمہاری اپنی سوچ ہے۔ اس کے لیے دماغ میں اچھی باتیں سوچو۔ بری باتوں سے دھیان خود بخود ہٹ جائے گا۔ لیکن اگر تم ہزار کوششوں کے باوجود اس سوچ اور خیال کو اپنے ذہن سے نہ جھٹک سکو، تو سمجھ جانا کہ یہ تمہاری سوچ نہیں۔۔۔ یہ شیطان کا ڈالا ہوا وسوسہ ہے۔ اور اس کو تم نہیں نکال سکتے۔۔۔ تو پھر اس بات پر یقین کر لو کہ سوچوں اور خیالوں کا گناہ نہیں ہے۔ تم اپنے اعمال صالح ہی رکھو۔۔۔ نیک کام کرو۔۔۔ ذہن پہ عمل کر کے جب تم کوئی برا کام کرو گے ہی نہیں تو شیطان تھک ہار کے خود ہی چلا جائے گا۔ یہ بات یاد رکھو کہ جہاں خزانہ ہوتا ہے، وہاں چور بھی ہوتے ہیں۔ تمہارے ذہن اور دل میں خزانہ ہے جس کو چرانے کے لیے شیطان وسوسے ڈال رہا ہے، مگر تم اپنے اعمال کے گارڈز اس خزانے

Posted On Kitab Nagri

کی اطراف میں بٹھاؤ، پھر دیکھتے ہیں کہ کیسے شیطان خزانے کی اور بڑھتا ہے۔"، عامر نے مسکرا کر اسے دیکھا جواب بھی سر جھکائے اثبات میں گردن ہلا رہا تھا۔

"پھر آتے ہیں آخری اور چوتھے وسوے کی طرف۔۔۔جو ہمارے خیال میں سب سے برا ہے۔۔۔سوچوں کے وسوسے کی طرف۔ اللہ ہے بھی یا نہیں؟ اسلام غلط دین تو نہیں؟ اللہ سے پہلے کون تھا؟ ہمیں اللہ نے بنایا تو نعوذبی اللہ، اللہ کو کس نے بنایا؟ یہ سوال غلط نہیں ہیں حیدر۔۔۔ظاہر ہے اللہ نے ہمیں دماغ دیا ہے۔ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت دی ہے۔ تو ہم اس ذہن سے یہ سب سوچ سکتے ہیں۔۔۔خود صحابہ کرام نے ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے فرمایا کہ 'یارسول اللہ۔ ہمارے ذہن میں ایسے سوالات اور ایسی باتیں آتی ہیں کہ ان کو زبان سے نکالنے سے بہتر ہے کہ ہم اپنی جان لے لیں۔')حیدر کی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں (اس پر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسی طرح کہا تھا کہ سوچ پر گناہ نہیں ہے۔ تو اسی لیے، اس بات پر یقین رکھو کہ اللہ تمہاری سوچ پر تمہیں گناہ گار تصور نہیں کرتا۔ نیت پر کرتا ہے۔ اور جب تک نیت صاف ہو، کوئی سوچ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔"، عامر کی بات اختتام کو پہنچی تو حیدر نے آہستہ سے سر اٹھایا۔ آنکھیں اب سوکھ چکی تھیں۔ آنسو بہہ کر گالوں پہ سوکھنے کے نشان چھوڑ چکے تھے اور اس کی آنکھوں کی ویرانی اب غائب تھی۔ وہ آگے بڑھا اور عامر کو زور سے بھینچ کے گلے لگا لیا۔

Posted On Kitab Nagri

"تھینک یو عامر۔۔۔ تھینک یو سو مچ۔"، وہ بس یہی کہے جا رہا تھا۔ وہ بس عامر کو خود سے کبھی دور نہیں جانے دینا چاہتا تھا۔ ہمیشہ اپنے ساتھ رکھنا چاہتا تھا۔ عامر بھی ہلکے ہلکے اس کی پیٹھ تھپک رہا تھا۔

تبھی وہ دونوں سامنے سے آتی دکھائی دی تھیں۔ ان کو دیکھتے ہی حیدر نے فوراً عامر کو چھوڑا تھا۔ عامر بھی مسکراتا ہوا تھوڑا سائیڈ ہوا تو ان دونوں کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ وہ دونوں جو بہت تیزی سے ان کی طرف آ رہی تھیں، ٹھہر کر حیرت کے تاثرات سے انہیں دیکھنے لگیں۔ پھر وہ دونوں قدموں کی رفتار سلو کرتی ان کی طرف آئیں۔

"السلام علیکم۔"، حرم نے کہا۔ سیاہ آنکھیں نقاب سے جھانکتی ہوئی کچھ پریشان دکھتی تھیں۔ عبائے کی کھلی آستینوں میں چھپے ہاتھوں کو بھی کنفیوژن میں مروڑا جا رہا تھا۔ ساتھ ہی قرت بھی کھڑی تھی۔ اسی عبائے میں، البتہ کاندھے پہ اپنا سیاہ بیگ لٹکایا ہوا تھا۔

"وعلیکم السلام۔۔۔ کیا حال ہیں؟"، عامر نے ہی مسکرا کر کہا۔ حیدر تو اب تک شرمندہ سا تھا۔ عامر کو حیدر ان دونوں کے یہاں ایڈمیشن کا بتا چکا تھا۔

"لگتا ہے کہ غلط وقت پر آگئے ہم دونوں۔ یو پلیز کیری آن۔ ہم کسی اور وقت آجائیں گے۔"، قرت کھسیانی سی کہہ رہی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

"ارے نہیں اصل میں میری بہت بڑی پرابلم میرے بھائی نے حل کر دی ہے۔۔۔ تو اس لیے میں اسے تھینکس کر رہا تھا۔"، حیدر نے سر کھجاتے ہوئے شرمندہ سے لہجے میں کہا تو وہ دونوں مسکراتی آنکھوں سے سر نفی میں ہلانے لگیں۔

"وہ۔۔۔ دراصل۔۔۔ آپ کی مدد کی ضرورت تھی مجھے۔"، حرم نے آہستہ سے انگلیاں مروڑتے ہوئے کہا تو حیدر مسکرا اٹھا۔ پھر عامر کے کاندھے پہ ایک اسٹائل سے کہنی ٹکائی، حرم کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے مزے سے بولا، "ہاں تو بھئی، کس کو گڑھوانا ہے؟"، انداز اور لہجے میں شرارت چھلک رہی تھی۔

حرم نے فوراً نظریں جھکائی تھیں۔ "نہیں گاڑھ تو ہم خود لیں گے۔ آپ سے صرف یہ پوچھنا تھا کہ گاڑھنے کے لیے کوئی سزا تو نہیں دی جاتی یہاں پر؟"، قرت نے مزے سے کہا تو وہ دونوں حیرت سے پہلے ایک دوسرے کو تکنے لگے، پھر آہستہ سے نظریں پھیر کر ان دونوں کو دیکھا۔ عبائے میں ملبوس وہ دونوں آج بھی اتنی ہی معمولی اور کمزور لگ رہی تھیں جتنی پہلی نظر میں لگی تھیں۔ البتہ اب وہ ان کے اصل سے واقف تھے، تو ان سے گاڑھنے کی امید بھی رکھی جا سکتی تھی۔

"اچھا آپ مسئلہ بتاؤ۔ کیا ہوا ہے؟"، عامر نے سمجھداری سے کہا تو حرم نے نظریں اٹھا کے کہنا شروع کیا۔

Posted On Kitab Nagri

"ہم لوگ کیفٹ ایریا میں تھے۔۔۔کچھ لڑکوں کا گروپ ہم سے کچھ کرسیاں چھوڑ کر بیٹھا تھا۔ہم دونوں اٹھ کر کچھ دیر کے لیے گ ئے، تو میرا بیگ وہیں پڑا رہ گیا۔لیکن فوراً ہی یاد آنے پر میں جب واپس بھاگی تو بیگ وہاں نہیں تھا۔۔۔ہم نے ان لڑکوں سے بھی پوچھا۔۔۔صرف وہی تھے اس وقت کینٹین میں۔۔۔کینٹین والے انکل بھی کہہ رہے تھے کہ انہوں نے ان لڑکوں کو ہماری ٹیبل کی طرف آتے دیکھا تھا۔مگر ہم نے پوچھا تو اونچی اونچی آواز میں جھگڑنے لگ گ ئے کہ ہم ان پر الزام لگا رہے ہیں۔۔۔نمٹ تو ہم ان سے لیں گے۔۔۔"، حرم نے اب کے دونوں کو باری باری دیکھا پھر کہنا جاری رکھا۔"لیکن کہیں وہ ہماری کمپلین تو نہیں کر دیں گے؟بس یہی ڈر تھا۔"

حیدر نے مسکرا کر گہرا سانس لیا پھر گلا کھنکار کر گویا ہوا۔"حرم امین۔۔۔آپ صرف چلیں۔جو کرنا ہے کریں۔ہم آپ کے پیچھے پیچھے ہیں۔آگے ہم دیکھ لیں گے۔"، ان کو گویا اطمینان سا ہوا تھا۔دونوں مسکراتے ہوئے سر ہلا کر مڑ گئیں۔وہ دونوں بھی ان کے پیچھے پیچھے ہی بڑھے تھے۔دیکھیں تو کون ہے ذرا جو آج ان کے ہاتھوں ذلیل ہونے والا ہے؟

وہ لوگ کیفٹ ایریا میں داخل ہوئے تو لڑکوں کا وہ گروپ ہنوز وہیں بیٹھا تھا۔وہ چار پانچ لڑکے تھے جو حیدر اور عامر سے دو سال جونیئر تھے۔ان کے ساتھ حیدر اور راحم لوگوں کے ساتھ ساتھ عامر بھی بہت تفریحاں کر چکا تھا۔وہ بیچارے ہمیشہ لحاظ کر کے چپ ہو جاتے تھے۔اس وقت بیٹھ کے وہ لگتا تھا کہ قرت اور حرم کا انتظار ہی کر رہے تھے۔عامر اور حیدر باہر ہی کھڑے ہو گ ئے۔

Posted On Kitab Nagri

حرم لب بھینچے آگے بڑھی تھی اور جا کے ان کی میز پر بہت زور سے مٹھیاں پٹخی تھیں۔ قرت بھی ساتھ ہی آ کے کھڑی ہوئی تھی۔ وہ دونوں نقاب والی لڑکیاں آنکھوں میں شدید غصہ لیے ان سب کو باری باری دیکھ رہی تھیں۔

"بی بی کیا ہو گیا ہے؟ اگر ٹیبل توڑ دی نا تو خان بابا کو پیسے بھر کے خود ہی دینا۔"، ان لڑکوں میں سے ایک نے کہا تو قرت نے مسکرا کر سر ہلایا۔

"بالکل۔۔۔ لیکن اب ایک آخری بار پوچھیں گے۔۔۔ بیگ کہاں ہے؟"، قرت نے کہا تو وہ لوگ مسکرانے لگے۔

"بی بی کون سا بیگ؟ ہم نے تو کوئی بیگ نہیں دیکھا۔"، ان میں سے ایک ہلکی شیو والے لڑکے نے مسکرا کر کہا تو اب کی بار حرم سیدھی ہوئی اور ہاتھ باندھے انہیں کڑی نظروں سے دیکھنے لگی۔

"میں آخری بار پوچھ رہی ہوں۔۔۔ اس کے بعد جو کروں گی، اس کے ذمے دار تم لوگ خود ہو گے۔"، وہ اپنی رعب دار آواز میں کہہ رہی تھی۔ آواز کی باریکی اور نرمی عنقا تھی۔ نظریں اب بھی ان پانچوں پر ہی جمی تھیں۔

"کر لو بی بی۔ کر لو جو کرنا ہے۔ جب ہمیں پتا۔۔۔"، ایک لڑکا کہہ ہی رہا تھا جب حرم زور دار آواز میں گرجی تھی، جس سے باہر کھڑے حیدر اور عامر بھی ہل کر رہ گئے تھے۔

Posted On Kitab Nagri

"حرم۔۔۔ حرم امین نام ہے میرا۔۔۔بی بی نہیں ہوں میں۔"، اس کی دھاڑ سن کر بوڑھے سے خان بابا بھی کاؤنٹر سے نکل کر باہر آگ ئے تھے۔ وہ لڑکے پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھے گ ئے۔ اتنا غصہ، اتنا جلال؟

"دیکھیں آپ جو کوئی بھی ہیں، ہم نہیں جانتے کہ آپ کا بیگ کہاں ہے۔"، ایک لڑکے نے تھوڑا ایفیشنٹ بن کے اسٹائل سے کہا تو حرم پھر سے میز پر اپنے سفید ہاتھ رکھ کر جھکی۔ نظریں اس لڑکے پر گاڑھیں۔ آنکھوں میں سختی بے حد تھی۔

"تمہارا آخری موقع ختم۔۔۔ میں حرم امین ہوں۔ میں تھپڑ نہیں مارتی۔۔۔میں گالیاں نہیں دیتی۔۔۔ مگر جو میں کرتی ہوں نا، وہ اب تم لوگ دیکھو گے۔"، اس نے کہتے کے ساتھ ایک لڑکے کا بستہ کرسی کے نیچے سے اٹھایا۔ وہ لڑکا اچانک ہی اٹھا تھا اور اپنا بیگ تھامنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھانے ہی لگا تھا کہ اس کے سر پہ زوردار بک لگی تھی۔ اس کا سر کچھ پل کے لیے چکرا کر رہ گیا تھا۔ یونیورسٹی اس کے سر پہ گول گول گھوم رہی تھی۔

www.kitabnagri.com

"قریب مت آنا۔"، قرت بک ہاتھ میں اٹھائے، کڑی تیوریوں سے اسے گھورتے کہہ رہی تھی۔

"دیکھو، زیادہ جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ بیگ واپس کرو۔ ہم تمہیں تمہارا بیگ دے رہے ہیں۔"، ان میں سے ایک نے کہا تو وہ تنک کر اس کی طرف مڑی اور بیگ کھینچ کے اس کے منہ پہ دے

Posted On Kitab Nagri

مارا۔ وہ لڑکھڑا کر نیچے جا گرا تھا۔ وہ سب بدک گ ئے تھے۔ جبکہ حرم دو قدم آگے بڑھتی اس کے پاس آئی تھی، ہلکا سا اس کی طرف جھکی۔

"کیا کہا تھا؟ بی بی کون سا بیگ؟ ہم نے تو کوئی بیگ نہیں دیکھا؟"، اس نے کہتے ہوئے دوسرا بیگ اٹھایا اور پھر ایک اور۔ قرت نے دو بیگز ہاتھ میں اٹھائے تھے۔ وہ سب کھڑے ہو کر اب خونخوار نظروں سے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

"بہت عزت کر لی۔۔۔ حرم امین، یہی نام ہے نا تمہارا؟"، وہی لڑکا اٹھ کر اس کی آنکھوں میں دیکھ کر چبا چبا کر کہہ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں حرم کو عجیب وحشت اترتی نظر آئی تھی۔

"جو تم نے کیا ہے نا، تمہیں اس کا بدلہ دینا ہو گا۔۔۔ سمجھی؟ اور ایک اور بات، حرم امین۔"، اس نے اس کی سیاہ آنکھوں میں آنکھیں گاڑھ کر دیکھا۔ "ایک بات یاد رکھنا۔۔۔ اب تم اپنے گھر سے کم سے کم نکلنا۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری عزت خراب ہو جائے۔"، اس کی آواز وہاں موجود ہر ذی روح کی سماعت تک پہنچی تھی۔ حیدر اور عامر لب بھینچ کر اندر داخل ہوئے تھے۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتے، حرم نے کام کر دیا تھا۔

حرم نے لڑکے کو سر سے پکڑ کر اس کا سر بہت زور سے ٹیبل میں دے مارا تھا۔ غیر متوقع حملہ کے باعث وہ کچھ نہ کر پایا تھا۔ اس کا سر میز سے لگائے، حرم نے اس کے سر پہ اس کا بیگ رکھا تھا، اور پھر جھک کر اس کے کان کے پاس بولی۔۔۔ اور اس کی آواز بھی صاف سنائی دی تھی۔ اس کی آواز اتنی

Posted On Kitab Nagri

سرد تھی کہ وہاں موجود لوگوں کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی خیز لہر دوڑ گئی۔ خود وحید زبیر کی بھی، جو اس وقت جھکا ہوا میز سے لگا ہوا تھا۔

"میں حرم امین ہوں۔۔۔وہ نہیں ہوں جو تمہیں نظر آ رہی ہوں۔۔۔میری عزت کی طرف آنکھ اٹھا کے بھی دیکھا تو جو تم میرے ساتھ کرو گے، وہی ایک ایک چیز تمہارے ساتھ بھی کروں گی۔۔۔میں جان نہیں چھوڑوں گی تمہاری۔۔۔قبر تک تمہارا پیچھا کروں گی۔۔۔تیزاب سے تمہارا جسم جلا کے رکھ دوں گی، تمہارے جسم کے ساتھ ہر روز تمہاری روح بھی جھلسے گی اور کراہے گی۔۔۔یاد رکھنا۔"، وہ الفاظ چباچ-اکے ادا کرتی گویا، وحید زبیر کے کانوں میں گرم سیسہ انڈیل رہی تھی۔ وہ جم کر رہ گیا تھا۔

حرم دھیرے سے اوپر ہوئی، اور اس کے بال اور سر چھوڑ دیا، پھر آہستہ سے قرت کی طرف مڑی جو بالکل مطمئن سی اسے دیکھ رہی تھی۔ شاید وہ حرم کا یہ روپ پہلے بھی دیکھ چکی تھی۔ جبکہ عامر اور حیدر پتھر کا بت بنے کھڑے رہ گ ہئے تھے۔ جیسے ہاتھ لگاؤ گے تو ٹوٹ کر بکھر کر چورا چورا ہو جائیں گے۔

حرم قدم قدم چلتی اس تک آئی تھی۔ قرت بھی اس کے پیچھے ہی تھی۔ عامر اور حیدر تک پہنچنے پر وہ دونوں رکی تھیں۔ آنکھوں سے کچھ دیر پہلے والی سختی غائب تھی۔

"آپ دونوں نے کہا تھا کہ شکایت نہیں ہو گی۔"، حرم نے ہلکی آواز میں کہا تو حیدر کے گلے میں گلٹی ڈوب کر ابھری۔ اس کی بادامی آنکھیں اب بھی بے یقین نظر آتی تھیں۔ "حیدر شاہ زادہ، آپ سے بات کر رہی ہوں میں۔"، حرم نے پھر سے کہا تو حیدر حواس میں آ کر سر اثبات میں ہلانے لگا۔

Posted On Kitab Nagri

"آپ فکر مت کریں۔ شکایت نہیں ہو گی۔ آپ ریلیکس ہو جائیں۔"، وہ ہلکے سے کہنے لگا تو وہ مسکراتی ہوئی سر اثبات میں ہلاتی چلی گئی تھی۔ پیچھے کیفٹ ایریا میں اب تک خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔۔موت جیسی خاموشی۔

وہ قرت کے ہمراہ اسی درخت کے نیچے بیٹھی ہوئی تھی جہاں کچھ دیر پہلے عامر اور حیدر بیٹھے تھے۔اس کا بیگ ساتھ ہی پڑا تھا۔ قرت اس کے مقابل بیٹھی کہیں دور خلا میں دیکھ رہی تھی۔ حرم کی آنکھوں کا سرد تاثر اب عنقا تھا۔

"پتا ہے حرم، آج میں نے بہت دنوں بعد پہلے والی حرم کو دیکھا ہے۔ تم تو بدل گئی تھی۔ پھر تم نے پھر سے ویسی ہی باتیں کیوں کیں؟"، قرت نے دھیرے سے کہا تو حرم کے گلے میں گلٹی ڈوب کر ابھری۔

"پتا نہیں قرت۔۔۔ میں بہت ڈسٹربڈ ہوں بابا کی وجہ سے۔۔۔اور اس لڑکے نے میرا دماغ خراب کرنے والی بات کہی تھی۔ اس لئے میں نے اپنا ٹیمپر لوز کر دیا۔ میں دوبارہ ویسی نہیں بننا چاہتی قرت۔۔۔"، حرم عجیب سی کیفیت میں کہہ رہی تھی۔ نظریں گود میں رکھے ہاتھوں پہ جمی تھیں، جبھی اسے اپنے پیچھے آواز آئی تھی، جس پہ اس نے آہستہ سے سر اٹھایا تھا۔

"حرم۔"،وہ کہہ رہا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

قرت نے بھی سر اٹھا کر دیکھا، پھر "ایکسکیوز می" کہتی، حرم کو آنکھوں سے تسلی کا اشارہ کرتی چلی گئی تھی۔

حرم یونہی ہاتھ گود میں رکھ کر بیٹھی رہی۔ وہ قدم قدم چلتا اس تک آیا پھر دھیرے سے اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"میری طرف دیکھو۔"، وہ اب کہہ رہا تھا۔ بہت ہی بھاری، متوازن اور اچھی سی آواز تھی اس کی۔

حرم نے اب بھی نظریں نہیں اٹھائیں تو اس نے قریب آکے اس کا ہاتھ تھاما۔

"ادھر دیکھو مجھے۔"، وہ پھر سے کہنے لگا تو حرم نے آہستہ سے آنکھیں اٹھائیں۔ سامنے ہی وہ بیٹھا تھا۔ سیاہ چمکدار آنکھیں، حرم جیسی ہی گوری رنگت، گال کی ابھری ہوئی ہڈیاں، سیاہ چمکتے بال جو اس کے ماتھے پر گر رہے تھے، سیاہ ٹی شرٹ اور سیاہ ہی جینز پہنے، وہ تقریباً اٹھارہ انیس سال کا ہینڈسم سا لڑکا تھا۔ ٹی شرٹ کی چھوٹی آستینوں سے کسرتی بازو جھلک رہے تھے۔

"کیا کیا ہے تم نے؟"، وہ نرمی سے پوچھنے لگا تو حرم کی آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ کر گرا۔

اس نے اس کا ہاتھ ہولے سے دبایا پھر آنکھیں بند کر کے اسے تسلی دی۔ "بتاؤ مجھے۔"

"تم بابا کو بتا دو گے۔"، حرم نے گہرا سانس لے کر کہا تو وہ انتہائی بدمزہ ہوا۔

"ہونہہ۔ پہلے کتنی بار ان کو تمہارے کارنامے بتائے ہیں جو اب بتاؤں گا؟"، وہ ناراض ہوا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"ماہر، میں نے لڑکوں کو مارا ہے۔۔۔اور۔۔۔ان کو دھمکایا بھی ہے۔"، وہ اٹک اٹک کے بول رہی تھی۔ماہر امین اسے دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا۔اس کی مسکراہٹ بہت پیاری تھی۔

"اور؟ بس اور کچھ نہیں کیا؟ یار میری بہن ہو اور بس اتنا ہی کیا تم نے؟ بڑا افسوس ہوا۔ خیر، اب رو کیوں رہی ہو؟"، ماہر نے ہلکے پھلکے موڈ میں کہہ کر اسے مسکرا کر دیکھا۔

"میں نے اس لڑکے کو تیزاب سے جلانے کی دھمکی دی ہے۔"، اس نے ہلکے سے کہا تو ماہر امین کا زوردار قہقہہ وہاں گونجا تھا۔

"رئیلی؟"، وہ بے یقینی سے کہہ رہا تھا۔ساتھ ساتھ ہنس بھی رہا تھا۔اس کو ہنستے دیکھ حرم بھی ہنس پڑی۔ پتا نہیں کیوں، اس سے بات کر کے دل ہلکا سا ہو جاتا تھا۔

"ہاں۔۔۔اور وہ اتنا ڈر گیا تھا۔"، حرم اب بھی ہنستے ہنستے کہہ رہی تھی۔

کافی دیر تک ہنسنے کے بعد جب گلا سوکھنے لگا، تو وہ چپ ہوئے۔ پھر مسکراتے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"اور نالائق، ایڈمیشن کیسے ملا تمہیں یونیورسٹی میں؟"، ماہر نے مسکراتے ہوئے تپانے والے انداز میں کہا۔

Posted On Kitab Nagri

"ویسے تو تمہارے والد محترم نے مجھے ایڈمیشن سے روکنے کے لیے کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی، مگر میں بھی ان ہی کی بیٹی ہوں، ان ہی کی طرح ڈھیٹ ہوں۔"، حرم نے کاندھے اچکا کے کہا تو وہ ہلکا سا ہنس دیا۔

"اور پراپرٹی کا کیا بنا؟"، ماہر نے پوچھا تو حرم سیدھی ہو بیٹھی۔

"کہہ رہے تھے کہ دے دوں گا۔"، اس نے آہستہ سے کہا تو ماہر کی آنکھوں میں بے یقینی ابھری۔ منہ حیرت سے کھل گیا۔ مگر وہ مزید کہہ رہی تھی۔

"مگر ان کی ایک شرط ہے۔"، حرم نے اس کی طرف آنکھیں اٹھا کے اس کی حیرت میں پنہاں آنکھوں کو دیکھا اور کھلکھلا اٹھی۔

"کیا ہو گیا ہے ڈاکٹر صاحب؟ اتنی حیرت؟"، وہ مزے سے پوچھ رہی تھی۔

"کیسی شرط؟"، ماہر نے ہلکی سی آواز میں پوچھا۔

"بعد میں بتاؤں گی۔"، حرم نے کہا اور پھر مسکراتی نظروں سے اسے دیکھا۔ "ویسے میں نے انہیں کچھ کہا تھا۔ تمہیں نہیں بتایا انہوں نے؟"، لہجے میں شرارت چھپی تھی۔ ماہر نے ہلکے سے نفی میں سر ہلایا۔

"میرے سامنے تمہارے بھرم مارنے لگے تو میں نے کہا کہ آپ کا وہ نالائق بیٹا اپنی محنت سے یونیورسٹی نہیں گیا۔ آپ نے یونیورسٹی والوں کو پیسے کھلائے ہیں۔"، اس کے کہنے پر ماہر نے خفگی سے اسے دیکھا اور منہ پھلایا۔

Posted On Kitab Nagri

"یعنی میرے پیٹھ پیچھے تم میری برائیاں کرتی ہو۔۔۔ٹھیک ہے بھئی ٹھیک ہے۔ دیکھ لی تمہاری اصلیت۔"، ماہر خفگی سے کہتا رخ موڑ گیا تو وہ اور زور سے ہنسی۔ اس کی ہنسی ماہر نے بہت دنوں بعد سنی تھی۔ ملا بھی تو اتنے دنوں بعد تھا وہ اس سے۔

"یہی نہیں۔ میں نے تمہیں اغواہ کر کے تمہارے والد محترم سے تاوان وصول کرنے کا بھی سوچ رکھا تھا۔"، حرم مزے سے کہہ کے شانے جھٹکتی اسے دیکھ رہی تھی۔

"ویسے بڑی خونخوار قسم کی بہن پائی ہے میں نے۔۔۔درندی نہ ہو تو۔ ہونہہ۔"، وہ منہ موڑ گیا تو حرم نے بھی اسے مسکرا کر دیکھا۔

"اب درندے کی بہن تو درندی ہی ہو گی نا۔"، انداز میں کمال بے نیازی تھی۔ اس کی بات پہ ماہر بھی ہنس پڑا تھا۔

"بڑی چیز ہو تم۔"، اس نے ہنستے ہوئے کہا تو حرم سر ہلا کر داد وصول کرنے لگی۔

"چلو، قرت کو بھی بلا لو۔ گھر ڈراپ کر دیتا ہوں۔ نانو سے بھی مل لوں گا۔"، وہ کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ حرم بھی سر ہلا کر اس کے ساتھ ہی کھڑی ہوئی تھی۔ وہ دونوں اب ہنستے ہنستے باتیں کرتے، ایک دوسرے کو چھیڑتے ہوئے جا رہے تھے۔ آس پاس کے درخت، قدموں تلے بچھی گھاس اور پیڑوں پہ چہکتے پرندوں نے بھی شام کے اس پہر ان دونوں کو ہنستے ہوئے ان کی باتیں سنتے ہوئے مسکرا کر دیکھا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

یوں تو وہ امین جمال کا بیٹا تھا، مگر حرم امین کا فیورٹ تھا۔

رات کے اس پہر شیخوپورہ کی شاہ حویلی تاروں کی طرح جھلملا رہی تھی۔ پوری حویلی کو دیوں اور قمقموں سے سجایا گیا تھا۔ اس وقت حویلی کے وسیع لان میں بہت سے مہمان نظر آتے تھے۔ روشنیوں نے ہر سو رونق بکھیری ہوئی تھی۔

دولہا دلہن اسٹیج پہ ایک شان سے بیٹھے تھے۔ سرخ اور سفید کے امتزاج کا لہنگا پہنے انعم فنکشن کے حساب سے میک اپ کیے، انتہا کی حسین لگ رہی تھی۔ بال گھنگھریالے کر کے آدھے جوڑے میں باندھے ہوئے تھے جبکہ باقی کے آدھے، کرل کر کے آگے کو ڈالے ہوئے تھے۔ سر پہ سفید مخمل کا دوپٹہ پھیلا کے شانوں پہ بھی پھیلایا ہوا تھا۔ مناسب جیولری پہنے، مسکراتی ہوئی وہ شان سے سر اٹھائے ہال میں موجود لوگوں کو دیکھ رہی تھی۔

برابر میں بیٹھا صائم سفید پینٹ کوٹ پہنے، بالوں کو پیچھے جیل کیے، کلائی میں برینڈڈ گھڑی پہنے، مسکراتا ہوا ہال میں پھیلے لوگوں کو دیکھ رہا تھا۔

عثمان اور ریحان حاجی وسیم کے ساتھ صوفوں پر براجمان محو گفتگو تھے۔ عثمان کی نظریں بار بار داخلی راستہ کی طرف اٹھتی تھیں۔ جیسے وہ کسی کا انتظار کر رہے ہوں۔

Posted On Kitab Nagri

"کیا ہوا عثمان؟ کس کے منتظر ہو؟"، ریحان نے ذرا حیرت سے پوچھا تو عثمان صاحب سر جھٹک کر مسکرانے لگے۔

"آنے تھے کچھ مہمان، مگر شاید آ نہیں سکے۔"، انہوں نے کہہ کر دور اسٹیج پر بیٹھے دولہا دلہن کو دیکھا جو ہلکی ہلکی آواز میں سرگوشیاں کر رہے تھے۔ تبھی ان کی نظر داخلی راستہ کی طرف اٹھی تھی۔ سامنے سے امین جمال خان اپنے بیٹے اور بیٹی کے ساتھ تشریف لا رہے تھے۔ سیاہ ڈنر سوٹ پہنے وہ بہت شاندار لگ رہے تھے۔ ان کے کچھ پیچھے آتا ان کا بڑا بیٹا سفید پینٹ کوٹ میں ملبوس شان سے آ رہا تھا۔ سیاہ بال جیل سے پیچھے کر کے سیٹ کیے ہوئے تھے۔ عثمان مسکراتے ہوئے اٹھے تھے۔

"ایکسکیوز می۔"، ریحان اور وسیم سے کہتے وہ امین کی فیملی کی جانب بڑھے تھے۔

امین بھی انہیں دیکھ کر مسکراتے ہوئے ان کے گلے لگے تھے۔

"بڑا انتظار کروایا آپ نے امین صاحب۔"، عثمان صاحب نے مسکراتے ہوئے کہہ کر ماہر کے سلام کا جواب دے کر اس سے مصافحہ کیا۔ پھر ان کی چھوٹی بارہ سالہ بیٹی کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا۔

"ماشاءاللہ۔ کیا نام ہیں آپ دونوں کے؟"، وہ مسکراتے ہوئے اب بچوں سے پوچھ رہے تھے۔

"ماہر۔"، ماہر نے مسکرا کر جواب دیا تو چھوٹی بیٹی بھی چہکتی ہوئی کہنے لگی۔

Posted On Kitab Nagri

"آئرہ۔"، وہ بارہ سال کی درمیانے قد کی بچی تھی۔ چہرے کے خدو خال امین اور ماہر سے ذرا مختلف تھے۔ گوری چٹی، بھورے بالوں کا باب کٹ ہوا ہوا تھا۔ وہ ہلکے پھلکے سے جامنی رنگ کے گرارے میں دمک رہی تھی۔ ماہر اس کے بالکل برابر میں ہی کھڑا ہوا تھا۔

"ماشاءاللہ۔ آیئے نا امین صاحب۔ بھائی جان سے بھی ملواتا ہوں آپ کو۔"، وہ کہہ کر آگے بڑھنے ہی لگے تھے کہ سامنے سے حیدر آتا دکھائی دیا۔

نہ جانتے ہوئے بھی وہ ان سب سے ایک نرم مسکراہٹ کے ساتھ ملا اور انہیں سلام کیا۔ ہاں مگر عثمان کے منہ سے وہ بارہا ان کے نئے دوست کے بارے میں سن چکا تھا تو جان گیا تھا کہ یہ وہی دوست ہیں۔

"بابا، آپ کو وسیم انکل بلا رہے تھے۔ میں نے کہہ دیا ہے کہ آپ کے مہمان آئے ہوئے ہیں۔"، وہ کہتا ہوا جانے کے لیے مڑا ہی تھا کہ عثمان نے اس کا ہاتھ تھاما۔

"امین۔۔۔ یہ میرا بیٹا ہے۔ حیدر۔ اور حیدر، یہ امین جمال ہیں۔ میرے بہت اچھے دوست۔ اور یہ ان کا بیٹا ہے، ماہر امین۔۔۔ اور یہ ان کی بیٹی ہیں، آئرہ۔"، عثمان مسکراہٹ کے ساتھ اس سے تعارف کروانے لگے تو وہ بھی ماہر سے ہائی ہیلو کرنے لگا۔

"چلیں امین۔ آیئے اب بیٹھ کے گپے لگاتے ہیں۔"، وہ ہنستے ہوئے کہہ کر آگے بڑھنے لگے تو امین ایک سیکنڈ کو رک کر ماہر سے کہنے لگے۔

Posted On Kitab Nagri

"ماہر۔ ہم جا رہے ہیں۔ تم اس کو لے کے ساتھ ہی آنا۔ کہیں وہ گم ہی نہ جائے۔"، امین نے کہا تو ماہر مسکرانے لگا۔

"وہ چھوٹی بچی تھوڑی ہے بابا۔"، وہ سر جھٹک کر مسکراتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ حیدر واپس راحم اور عامر کے پاس چلا گیا جو کچھ ہی فاصلے پر کھڑے قہقہے لگا رہے تھے۔ راحم کی نظر یونہی ماہر پر پڑی تو ذرا ٹھہر کر دیکھنے لگا۔

"یہ کون ہے حیدر؟"، اس نے پوچھا تو حیدر نے ماہر کی طرف دیکھ کر ہلکا سا مسکرا کر کہا،" یہ بابا کے نیو فرینڈ کا بیٹا ہے۔ ماہر۔"

"یہ تو ہماری یونیورسٹی میں پڑھتا ہے۔ ڈینٹل ڈیپارٹمنٹ میں ہے۔"، راحم نے نظریں ہنوز ماہر پہ جمائے کہا تو حیدر اور عامر نے تھوڑی نا سمجھی سے سر اثبات میں ہلا دیا۔

ماہر مڑ کے داخلی راستہ کے باہر دیکھ رہا تھا۔

سیاہ مرسیڈیز سے باہر وہ نکلی اور اس نے سیاہ ہیلز پہنے پیر زمین پر رکھے۔ آس پاس اندھیرا تھا۔ اس نے آج سیاہ کام والا لباس پہن رکھا تھا جو امین نے اس کے لیے بھجوایا تھا۔ سیاہ آنکھوں پہ میک اپ کیا ہوا تھا، البتہ نقاب اب بھی لگا ہوا تھا تو صرف ماتھا اور آنکھیں نظر آتی تھیں۔ ہاتھ میں چھوٹا سا سیاہ کلچ پکڑے وہ بہت ہی گھبرائی ہوئی لگ رہی تھی۔ اس طرح وہ پہلی بار امین کے ساتھ کسی فنکشن میں شامل ہوئی تھی۔ سب اندر جا چکے تھے۔ وہ آخر میں اپنا نقاب سیٹ کر کے نکل رہی تھی۔ گاڑی کا دروازہ بند

Posted On Kitab Nagri

کر کے وہ جو نہی مڑی، سامنے ماہر منتظر سا کھڑا نظر آیا۔ اسے اپنی جانب دیکھتا پا کے ہلکی سی بلند آواز میں تھوڑا قریب آ کے بولا۔

"آجاؤ۔ اور کتنا سلو چلو گی؟" اس کا ذہن بھٹک رہا تھا۔

یونہی کچھ دن پہلے کا منظر اس کی آنکھوں کے آگے لہرایا تھا۔

دو ہفتے پہلے۔۔۔

اس کا چھوٹا گھر رات کے اس پہر اندھیر ہو رہا تھا۔ نانو کمرے میں سونے جا چکی تھیں۔ وہ بھی اس وقت اپنے چھوٹے سے کمرے میں پلنگ پر بیٹھی قرت سے محو گفتگو تھی۔ ہلکی گلابی رنگ کی قمیض شلوار پہنے، بالوں کا ڈھیلا سا جوڑا بنائے، وہ تھکی سی لگتی تھی۔

"یونیورسٹی کے ایڈمیشنز کلوس ہو جائیں گے حرم۔۔۔ انکل نے کانٹیکٹ نہیں کیا تم سے؟"، قرت دوسری جانب سے پریشانی سے پوچھ رہی تھی۔

"نہیں یار۔۔۔ میں تو خود پریشان ہوں۔ اگر ان پر میری دھمکی کا کوئی اثر نہ ہوا تو؟"، حرم بھی پریشانی سے کہہ رہی تھی۔ ساتھ ہی اس نے دو انگلیوں اور انگوٹھے سے اپنا ماتھا دبایا۔ سر میں ہلکا ہلکا درد ہو رہا تھا۔

جبھی باہر دروازے کی گھنٹی بجی تھی۔ اس نے اچھنبے سے فون کان سے ہٹا کے فون پر ٹائم دیکھا۔ رات کے بارہ بج رہے تھے۔ اس وقت کون آسکتا تھا؟ وہ پریشانی سے اٹھی۔

Posted On Kitab Nagri

"اچھا قرت۔ کل بات ہو گی۔ خدا حافظ۔"، اس نے کہتے ہوئے فون کاٹا اور پیروں میں جوتی اڑستی باہر لاؤنج میں آئی۔ لاؤنج کی بتی جلائی اور قدم مین گیٹ کی جانب بڑھا دیئے۔ سر پہ دوپٹہ پوری طرح سے لپیٹ لیا تھا اور ہلکا سا نقاب بھی کر لیا تھا۔ دروازے تک پہنچ کے اس نے دروازے کے ساتھ کان لگائے اور سننے لگی۔ باہر کوئی آواز نہیں آ رہی تھی۔

"کون ہے؟"، اس نے دھیرے سے ڈر کر پوچھا۔ نہ جانے اس وقت کون آ گیا تھا!

"میں ہوں۔ امین جمال۔"، باہر سے آنے والی اس آواز نے اس کی دھڑکنیں کچھ پل کے لیے روک دی تھیں۔ وہ شاک کے عالم میں سیدھی ہوئی۔ سانس اٹک گیا تھا۔ اور ہاتھ کانپنے لگے تھے۔

"حرم۔ دروازہ کھولو۔"، ان کی آواز دوبارہ اس کی سماعت سے ٹکرائی تو اس نے کانپتے ہاتھوں سے دروازے کا قفل ہٹایا اور دروازہ وا کیا۔ سامنے وہ ہلکی پھلکی سی ٹی شرٹ پہنے رف سے حلیے میں کھڑے تھے۔ لیکن اس حلیے میں بھی ایک الگ ہی شان تھی ان کی۔

"السلام علیکم۔"، انہوں نے بغیر کسی مسکراہٹ کے کہا۔ سنجیدہ جانچتی نظریں حرم پر اٹکی ہوئی تھیں۔

"وعلیکم السلام۔"، اس نے شاک کے عالم میں جواب دیا۔ امین جمال، وہ بھی اس ڈربے پہ؟ یقین کرنا مشکل تھا۔ اس کا نقاب والا ہاتھ نیچے گر گیا تھا۔ وہ اب بھی دروازے کی اوٹ میں ہی تھی۔

"اندر آ جاؤں؟"، انہوں نے نرمی سے پوچھا تو وہ سر ہلا کر دروازہ پوری طرح سے وا کر کے سائیڈ پر ہو گئی۔ وہ قدم قدم چلتے اندر آئے تو وہ دروازہ بند کر کے اندر چلی آئی۔ وہ سر گھما کر گھر کا معائنہ کر رہے

Posted On Kitab Nagri

تھے۔ان کی جانچتی نظریں ہر چیز کو اسکین کر رہی تھیں۔لاؤنج میں آ کے وہ چھوٹے سے لکڑی کے صوفے پہ بیٹھے تو وہ بھی ان کے مقابل آ کے بیٹھ گئی۔

"پھپھو کہاں ہیں؟"،انہوں نے نرمی سے پوچھا۔

"سو رہی ہیں۔"، مختصر سا جواب دے کر وہ ان کے چہرے پہ کوئی بد مقصد تلاشنے لگی۔۔۔کوئی بری نیت۔۔۔کوئی حقیرانہ تاثرات۔۔۔لیکن وہاں خلوص تھا۔کوئی نفرت نہیں تھی۔

"اٹھارہ سال بعد آیا ہوں میں اس گھر میں۔"،انہوں نے ہلکا۔۔۔بالکل ہلکا سا مسکرا کر کہا۔مگر اس کو تو جیسے اس بات سے کوئی فرق ہی نہ پڑتا تھا۔وہ انہیں خالی خالی نظروں سے تکتی گئی۔

"کیوں آئے ہیں؟"،کچھ دیر خاموشی حائل رہنے کے بعد حرم نے پوچھا تو ان کے چہرے پہ کوئی تاثر آیا تھا۔۔۔دکھ کا تاثر۔۔۔پچھتاوے کا تاثر۔۔۔

"تم سے بات کرنی تھی۔"، انہوں نے دھیرے سے کہا اور ٹیک ہٹا کر سیدھے ہو بیٹھے۔ اپنی سیاہ آنکھیں اس کی سیاہ آنکھوں میں گاڑھیں اور گلا کھنکارا۔

"کہیۓ۔"،یک لفظی جواب موصول ہوا تھا۔خیر، حرم سے کوئی اچھی امید تو وہ ویسے بھی نہیں لے کر آئے تھے۔

Posted On Kitab Nagri

"تم میرے ساتھ چلو۔۔۔ میرے گھر۔۔۔"، انہوں نے دھیرے سے کہا تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ وہ خواہش کیا کرتی تھی یہ الفاظ سننے کی۔ مگر سننے پر یہ احساسات ہونگے، یہ اسے پتا نہیں تھا۔ وہ ہونق بنی ان کا چہرہ دیکھتی رہی، جو کسی بھی قسم کے جذبات سے خالی معلوم ہوتا تھا۔

"میں ؟"، اس نے اپنے سینے پہ دستک دے کر بے یقینی سے کہا۔ "میں چلوں آپ کے ساتھ ؟ آپ کے محل ؟"

"ہاں حرم۔"، انہوں نے آرام سے جواب دیا تو اس کے لب بھینچ گ ئے۔ بھنویں اکھٹی ہو گئیں اور ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ گئیں۔

"نہیں جاؤں گی۔"، اس نے پیچھے ہو کر ہاتھ باندھتے ہوئے ٹیک لگا کر کہا تو وہ ہکا بکا سے ہو گ ئے۔ وہ تو سمجھ رہے تھے کہ وہ بہت خوش ہو کر روتے ہوئے ان سے گلے آ لگے گی۔۔۔ ان سے پیار کرے گی۔۔۔ مگر وہ تو غلط تھے۔ وہ شاید بھول گ ئے تھے، کہ ورثے میں اسے انا انہوں نے ہی دی تھی۔ کچھ دیر اسے یونہی حیرت سے دیکھنے کے بعد انہوں نے ایک اور کوشش کرنی چاہی۔

"حرم۔۔۔ میں تمہارا مستقبل روشن بنادوں گا۔ تمہیں تمہارے پیروں پر کھڑا کروں گا۔ تم ایک دفعہ میرے پاس آؤ تو سہی۔"، وہ دکھ اور ملال سے کہہ رہے تھے، مگر اس پر تو جیسے اثر ہی نہیں ہو رہا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"نہیں آنا۔۔۔جب ضرورت تھی آپ کی، تب آپ نے مڑ کر بھی اپنی بیٹی کو نہیں پوچھا۔اب صرف مجھے میرا اور میری ماں کا حصہ چاہیے۔"، وہ قطیعت سے کہتی ان کو بالکل ان کے جیسی لگی تھی۔وہ تو اپنی انا اونچی کرنے آئے تھے یہاں۔مگر یہاں تو اس کی انا ان سے بھی بڑی تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔میں تمہیں تمہاری اور تمہاری ماں کے حصے کی جائیداد دے دوں گا۔۔۔مگر بدلے میں تمہیں میرے ساتھ چلنا ہو گا۔"، انہوں نے شرط رکھی تو اس نے سہولت سے سر نفی میں ہلایا۔

"نہیں جاؤں گی۔"، اس نے آرام سے کہا۔ان کے ماتھے پر بل پڑنے لگے۔

"کیوں؟"، انہوں نے پوچھا تو وہ سیدھی ہو بیٹھی۔

"میں نانو کو چھوڑ کر کہیں نہیں جارہی۔"، اس نے وجہ بتائی تو وہ مسکرانے لگے۔پھر ٹیک لگا کر سیدھے ہو بیٹھے۔

"وہ تو خود میرے ساتھ چلنے پر آمادہ ہیں۔پھر؟"، اس کی آنکھوں میں جھانکتے وہ اسے حیران کر گئے تھے۔وہ حیرت سے آنکھیں پھیلائے انہیں دیکھے گئی۔

"ٹھیک ہے۔پھر آپ انہیں ہی لے جائیں۔میں پھر بھی نہیں جارہی۔"، وہ ڈھیٹ تھے تو وہ ماہا ڈھیٹ تھی۔انہوں نے لب بھینچ کر اسے ناگواری سے دیکھا۔

"بہت ہی ضدی ہو بھئی۔"، انہوں نے جھڑکنے کے انداز میں کہا تو اس سارے وقت میں وہ پہلی بار کھل کے مسکرائی۔

Posted On Kitab Nagri

"ہاں وہ تو میں ہوں۔ ظاہر ہے آپ کی بیٹی ہوں۔ ضدی نہ ہوئی تو آپ کی بیٹی کیسے کہلاؤں گی؟"، وہ کہہ کر ان کے جواب کا انتظار کرنے لگی مگر وہ صرف ہلکا سا مسکرائے۔ پھر سر اثبات میں ہلایا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔میں کل آ کے پھپھو کو لے جاؤں گا۔ مگر تمہیں میری پراپرٹی کا حصہ صرف ایک صورت میں ملے گا۔ جب میں تمہیں اپنے سر کل میں اپنی بیٹی کے نام سے متعارف کرواؤں گا۔ منظور ہے تو بتاؤ۔"، وہ مسکراتے ہوئے کہ کر اسے گہری سوچ میں مبتلا کر گئے تھے۔ تھوڑی کے نیچے ہاتھ ٹکائے وہ سوچ میں گم تھی۔ پھر کچھ دیر بعد گلا کھنکار کر سیدھی ہوئی، نظریں ان پر جمائیں۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن میں آپ کے ساتھ نہیں چلوں گی۔"، اس نے اپنا فیصلہ سنا دیا تھا۔ ان کو دکھ تھا پھر بھی مان گئے۔ اب وہ اسے منا کر ہی رہیں گے۔ انہوں نے فیصلہ کر لیا تھا۔ چاہے انہیں سالوں ہی کیوں نہ لگ جائیں اسے منانے میں۔

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

اسلام علیم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

Posted On Kitab Nagri
ابھی ای میل کریں۔
knofficial9@gmail.com
آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔
Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

وہ مسکرا کر کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"پھپھو کا سامان باندھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ان کے لیے ساری نئی چیزیں لے لی ہیں میں نے۔خدا حافظ۔"، کہہ کر وہ رکے نہیں تھے۔بڑے بڑے ڈگ بھرتے چلے گئے تھے۔

یادوں کا بلبلہ پھٹا تو وہ سر جھٹک کر آگے بڑھ گئی۔ماہر وہاں کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا۔

"میری گڑیا رانی، اب اگر میلو ڈرامہ اور ہیروئن کی ایکٹنگ بند ہو گئی ہو، تو اندر چلیں؟"، وہ تپا ہوا کہنے لگا تو وہ سر ہلاتی اس کے ساتھ اندر داخل ہو گئی۔وہ حیدر اور عامر کے برابر سے گزری تھی، پر انہوں نے اسے دیکھا تک نہیں۔وہ کسی اور ہی موڈ میں تھے۔ایسے میں سیاہ اسکارف اور نقاب والی وہ شناسا لڑکی ان کے ساتھ سے گزری تو نہیں وہ بالکل شناسا معلوم نہ ہوئی۔

Posted On Kitab Nagri

میز پہ رونق تھی۔ایک جانب صوفے پر عثمان اور امین بیٹھے تھے جبکہ دوسری جانب آئرہ بیٹھی ماہر اور حرم کا انتظار کر رہی تھی۔ جبھی وہ دونوں آتے نظر آئے تو اس کے چہرے پہ مسکراہٹ سی در آئی۔

"السلام علیکم۔"، قریب آ کے ماہر نے سلام کیا تو حرم بھی اس کی پیروی کرتے ہوئے سلام کرنے لگی۔

اس کے سلام کا جواب دینے کے بعد عثمان نے کنفیوژڈ نظروں سے امین کو دیکھا۔

"Who is she?"، انہوں نے قدرے حیرت سے اس نقاب پوش لڑکی کو دیکھا جو حلیے سے تو کافی اچھی معلوم ہوتی تھی۔

"She is my daughter, Hurrem Ameen."، امین نے آرام سے کہا تو عثمان سمجھ کر سر ہلانے لگے۔

"ارے بیٹھیں نا بیٹا۔"، وہ صوفے کی طرف اشارہ کرتے ان دونوں سے نرمی سے کہنے لگے۔

وہ دونوں مسکرا کر سر اثبات میں ہلا کر بیٹھنے لگے تھے جب عامر، راحم اور حیدر وہاں آئے۔

"ماہر، آپ ہماری یونیورسٹی میں پڑھتے ہیں نا؟"، یہ راحم کی آواز تھی جس پر ماہر نے اچھنبے اور نا سمجھی سے اسے دیکھا۔ حیدر اور عامر کچھ پیچھے تھے جبھی حرم آرام سے صوفے پہ بیٹھ چکی تھی۔ ماہر آہستہ سے بیٹھا۔ پھر سر اٹھا کر سامنے کھڑے راحم کو دیکھنے لگا۔

"کون سی یونیورسٹی میں پڑھتے ہیں آپ؟"، اس نے تحمل سے پوچھا جبکہ حرم چہرہ دائیں طرف موڑ کے اسٹیج پہ بیٹھے دولہا دلہن کو دیکھنے لگی۔ اسے وہ دونوں ایک ساتھ بہت اچھے لگے تھے۔

Posted On Kitab Nagri

"پنجاب یونیورسٹی لاہور۔"، اور خیالوں میں کھوئی ہوئی وہ لڑکی اس آواز پر کرنٹ کھا کر پلٹی تھی۔ اور سامنے موجود دونوں نفوس کو حیرت اور شاک سے دیکھ رہی تھی۔

سرمئی پینٹ کوٹ میں ملبوس ہینڈسم سا حیدر ماہر سے کہہ رہا تھا۔ جونہی اس نے اسے دیکھا، حیدر نے بھی ذرا کی ذرا نظریں پھیر کر اسے دیکھا۔ پھر رخ موڑ گیا۔ پتا نہیں کیوں حرم امین کو اس کا یہ رویہ اچھا نہیں لگا تھا۔ پتا نہیں کیوں اس کا اپنی طرف چہرہ کر کے چہرہ پھیر لینا حرم کو اچھا نہیں لگا تھا۔

"ڈینٹل ڈیپارٹمنٹ میں ہیں نا آپ؟"، حیدر اب پوچھ رہا تھا۔ ماہر نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔ حرم اب بھی ٹکٹکی باندھ کر اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ ساتھ کھڑا عامر بھی مسکرا کر ماہر سے کچھ کہہ رہا تھا۔

"میرے ماشاءاللہ سے دونوں بچے وہیں پڑھتے ہیں۔ وہ بھی اسکالرشپ پہ۔"، امین نے گردن ناز اور فخر سے اٹھا کر کہا تو عثمان مسکرا کر ماشاءاللہ کہنے لگے۔

"اور کون سے بچے پڑھتے ہیں آپ کے وہاں؟"، عامر نے یونہی پوچھا تو امین نے مسکرا کر ہکا بکا سی بیٹھی حرم کی طرف اشارہ کیا۔ ان دونوں نے نظریں گھما کر وہاں بیٹھی حرم کو دیکھا۔ یونہی حیدر کو گمان سا گزرا کہ وہ حرم ہے۔ مگر خیال جھٹک کے سلام کیا۔

"کس ڈیپارٹمنٹ میں ہیں آپ؟"، اس کے سلام کا جواب سنے بغیر ہی دوسرا سوال کیا۔ حرم کے حلق میں گلٹی ڈوب کر ابھری۔ پھر گلا کھنکار کے ہلکی سی آواز میں

Posted On Kitab Nagri

"وعلیکم السلام۔" کہا تو جہاں حیدر نے حیرت سے اسے دیکھا، وہیں عامر کی گردن گھماتے وقت چٹاخ کی آواز نکلی۔ وہ دونوں آنکھوں میں بے پناہ حیرت لیے اسے دیکھ رہے تھے۔ وہ خود بھی اب تک شاکڈ ہی تھی۔ ان دونوں کو یہاں دیکھنے کی امید تو خیر سے اسے نہیں تھی۔

"ج۔۔۔جی؟"، حیدر کی شاکڈ سی آواز سب کی سماعتوں سے ٹکرائی تو سب گردن موڑے اسے دیکھنے لگے۔

"ارے۔۔۔ آپ تو حرم امین ہیں۔۔۔ ہے نا؟ ویری گڈ ٹو میٹ یو اگین۔"، عامر نے ہی سیچویشن تھوڑی بہتر کرنے کے لیے بولا تو عثمان اور امین سیدھے ہو بیٹھے۔

"آپ جانتے ہیں میری بیٹی کو؟"، امین نے حیرت میں ڈوبی آواز میں کہا۔

"جی انکل۔۔۔ ایک بار غلطی سے ایکسیڈنٹ ہونے والا تھا ان کا اور ان کی دوست کا ہماری گاڑی سے۔ بریک فیل ہوگئے تھے ہماری گاڑی کے اچانک۔"، عامر نے سب کی حیرت کم کرنے کے لیے بولا تو سب سمجھ کر سر ہلانے لگے۔

"اور پھر اس نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟"، یہ ماہر کی شرارتی سی آواز تھی جس پر حرم نے بھی لب بھینچ کر اسے دیکھا تھا۔ بد تمیز نہ ہو تو!

"یا پھر مجھے پوچھنا چاہئے کہ کیا کچھ نہیں کیا؟"، ماہر اب بھی مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ حیدر ہلکا سا سر جھٹک کر مسکرانے لگا۔ عامر بھی مسکرا رہا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"ویسے بہت ہی خونخوار قسم کی ہیں یہ۔"، حیدر نے لقمہ دیا تو حرم گھور کر اسے دیکھنے لگی۔ امین حیدر کی بات پر سر ہلاتے زور سے ہنس دیے تھے۔

"ارے نہیں ایسا نہیں ہے۔۔۔میری بیٹی بہت اچھی ہے۔ بس غصے کے معاملے میں ذرا مجھ پہ گئی ہے۔۔۔سو میں سمجھ سکتا ہوں۔"، انہوں نے مسکرا کر حرم کو دیکھا تو حرم کی آنکھیں بھی مسکرائیں۔ آج پہلی بار بابا واقعی بہت اچھے لگے تھے۔

"دیکھا۔ کہا تھا نا میں نے کہ تم درندی ہو۔"، ماہر اس کے کان کے پاس جھک کے ہلکی آواز میں بولنے لگا تو اس نے اسے ایک خطرناک قسم کی گھوری سے نوازا۔

"آپی، بھائی ٹھیک کہہ رہا ہے۔ آپ دونوں ہی ایسے ہو۔ صرف میں ہی اچھی ہوں۔"، اس کے قریب ہو کر آئرہ نے ہلکی سی سرگوشی کی تو حرم نے مسکرا کر ماہر کو شانے جھٹکتے ہوئے دیکھا جو اب آئرہ پر برس رہا تھا۔

"بگڑ رہی ہو تم بہت۔۔۔بڑوں سے بات کرنے کی تمیز ہی نہیں رہی۔ ٹھہرو ذرا۔ گھر چل کر بتاتا ہوں تمہیں۔"، ماہر نے بات اپنی طرف اٹھتے دیکھی تو فوراً خفگی سے بول اٹھا۔

"ارے آپی، گھر سے یاد آیا۔ آپ ہمارے ساتھ چلیں گی نا؟ ہمارے گھر؟"، آئرہ آنکھوں میں امید لیے پوچھ رہی تھی۔ وہ ہمیشہ حرم سے کم رابطے میں رہنے کے باوجود اس کے بہت قریب رہی تھی۔ تینوں بھائی بہن ہمیشہ سے بہت کلوز رہے تھے۔

Posted On Kitab Nagri

حرم نے ہلکا سا مسکرا کر سر نفی میں ہلایا تو ماہر بھی اسے حیرت سے دیکھنے لگا۔

"کیا ہو گیا ہے؟ اس گھر میں اکیلی رہو گی؟ دماغ خراب ہو گیا ہے؟ پتا ہے نا کہ وہ علاقہ کیسا ہے؟ نا نو ہو تیں تو بات اور تھی۔۔۔اکیلے تو بالکل نہیں رہو گی تم وہاں۔"، وہ قطعیت سے سر نفی میں ہلاتا کہہ رہا تھا۔ وہ بڑا بھائی تھا۔ اسے گوارہ نہ تھا اپنی بہن کا یوں رہنا۔ وہ تو پہلے بھی بہت بار اسے کہہ چکا تھا کہ وہ ساری ناراضگی بھلا کر ان کے ساتھ گھر چلے۔۔۔ مگر وہ ہی ہمیشہ سہولت سے منع کر دیا کرتی تھی۔

حیدر اور عامر اب بھی وہیں کھڑے تھے۔ عامر اب امین صاحب سے باتیں کرنے میں مصروف تھا جبکہ حیدر اب بھی یک ٹک اسے ہی دیکھ رہا تھا جو نفی میں سر ہلاتی ماہر سے کچھ کہہ رہی تھی۔ اسے آج پہلی مرتبہ اس طرح سے تیار دیکھا تھا اور محسوس ہو رہا تھا کہ حیدر شاہ زادہ نے تو حرم امین کو دیکھا ہی آج ہے۔

جبھی اسے زائرہ اپنے بائیں جانب کھڑی محسوس ہوئی۔ وہ جھک کر عثمان سے کچھ کہہ رہی تھی۔

"انعم آپی کہہ رہی ہیں کہ میں دلہن ہوں۔ میرے سسرجی کے مہمانوں کا مجھ سے ملنا بے حد ضروری ہے۔ میں ملنے جا رہی ہوں ان سے۔"، وہ کہہ رہی تھی۔۔۔ ہلکی سی آواز میں۔

"اوہ او کے۔۔۔ میں ان سب کو وہاں لاتا ہوں۔۔۔ اسے بٹھا کر رکھو"، وہ اس کی بات سننے کے بعد ہنستے ہوئے کہہ رہے تھے۔ پھر سب کی نظریں زائرہ پہ محسوس کیں تو جلدی سے بتانے لگے۔

Posted On Kitab Nagri

"یہ زائرہ ہے۔۔۔حاجی وسیم کی بیٹی۔۔۔اور میری بہو۔حیدر کی بیوی۔"،انہوں نے یہ الفاظ کہے تھے اور ایک ساتھ حیدر اور حرم کے حلق میں گلٹی ڈوب کر ابھری تھی۔حرم کے دل کی دھڑکن مس ہوئی تھی۔وہ زائرہ کو نہیں دیکھ رہی تھی،وہ کسی کو بھی نہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔وہ صرف حیدر کو دیکھ رہی تھی۔۔۔یک ٹک۔۔۔بے یقینی سے۔۔۔نم آنکھوں کے ساتھ۔۔۔وہ جو خود عجیب وغریب حالت میں کھڑا تھا،اس نے نظریں پھیر کر حرم کو دیکھا تھا۔۔۔اس کی نم آنکھیں اسے خوب محسوس ہوئی تھیں۔۔۔پر ابھی تک شاید وہ سمجھ نہیں آئی تھی اسے۔

"ارے ماشاءاللہ۔۔۔بہت پیاری بچی ہے۔"،امین نے مسکرا کر کہا تو حرم نے نظریں گھما کر زائرہ کو دیکھا۔وہ سبز رنگ کی گھٹنوں سے نیچے آتی فراک کے ساتھ چوڑی دار پائجامہ پہنے،گلے میں سبز دوپٹہ ڈالے،بالوں کو کھولے۔۔۔ہلکے پھلکے میک اپ میں بہت حسین لگ رہی تھی۔یک دم ہی حرم امین کو اپنا آپ وہاں پر کم تر محسوس ہوا تھا۔اسے اپنا آپ ایکسٹرا فیل ہوا تھا وہاں پر۔

تبھی اسے زائرہ اپنی جانب آتی نظر آئی تھی۔وہ مسکرا کر اسے دیکھتی اس تک آئی۔

"ہیلو السلام علیکم۔۔۔آپ کا نام کیا ہے؟"،زائرہ نے بہت نرمی سے پوچھا تو حرم نے چہرہ نیچے جھکا کر جلدی سے آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کیا پھر مسکرا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"وعلیکم السلام۔۔۔میرا نام حرم ہے۔"،وہ مسکرا کر کہتی سیدھا زائرہ کی سبز آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔دونوں نے گال سے گال مس کیا۔

Posted On Kitab Nagri

"بہت پیاری لگ رہی ہیں آپ۔"، حرم نے صدق دل سے تعریف کی تو زائرہ کھل اٹھی۔

"تھینک یو سو مچ۔۔۔ آپ بھی بہت پیاری لگ رہی ہیں۔ کم آن۔ میں آپ کو برائڈ اور گروم سے ملواتی ہوں۔"، زائرہ اس کا ہاتھ تھامتی آئرہ کو بھی ایک ہاتھ سے اٹھاتی، مسکراکر اسٹیج کی طرف بڑھ گئی تھی۔ پیچھے پیچھے باقی سب بھی اٹھ کر اسٹیج کی جانب ہی آ رہے تھے۔ جبکہ حیدر اب تک بت بنا وہیں کا وہیں کھڑا تھا۔۔۔ ساکت۔۔۔ جامد۔

وہ اسٹیج کی جانب بڑھ رہی تھی تو اس نے خوبصورت سی دلہن کی نظریں خود پر ہی جمی دیکھیں۔ وہ مسکراتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ حرم نظریں ہلکی سی جھکاتے ہوئے اسٹیج پہ زائرہ کے ہمراہ چڑھی۔ قریب جاکر دولہا دلہن کو سلام کیا جس کا انہوں نے بہت ہی ادب سے جواب دیا۔

جو اگر حیدر یہاں ہوتا تو ان کی اس ادبی پر گش کھاکر گر پڑتا۔

کبری بھی ساتھ ہی اسٹیج پر آگئی تھی اور اب حرم سے مل رہی تھی۔ اسٹیج بہت بڑا تھا۔ تین بڑے صوفے ایک طریقے سے رکھے ہوئے تھے۔ بیچ والے صوفے پر صائم اور انعم بیٹھے تھے۔

"کیا نام ہے آپکا؟"، انعم نے بے صبری سے حرم کی طرف جھک کر کہا تو حرم نے مسکراکر نام بتایا۔

"امین انکل کی بیٹی ہیں آپ؟ ماشاءاللہ۔ پردہ کرتی ہیں۔ اللہ آپ کو قائم رکھے۔"، انعم کی زبان بند ہی نہیں ہو رہی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

"نہیں شرعی پردہ تو نہیں کرتی۔۔۔بس وہ بچپن سے ایسے ماحول میں رہ کر عادت پڑ گئی ہے ہر جگہ نقاب کرنے کی۔"، حرم نے مسکراتے ہوئے کہا تو انعم سمجھ کر سر ہلانے لگی۔

"اچھا۔۔۔اںج کیا ہے آپ کی؟"، انعم نے دوسرا سوال کیا تو حرم تھوڑا جھجھک کر کہنے لگی۔

"اٹھارہ سال کی ہو جاؤں گی اس سال۔"، وہ نرمی سے کہہ رہی تھی۔

"کون سے مہینے میں؟"، دوسرا سوال بھی تیار تھا۔ حرم نے پوری طرح چہرہ انعم کی جانب موڑ لیا۔ سامنے کھڑے حیدر سے اب وہ نظریں نہیں ملانا چاہتی تھی۔

"دسمبر۔"، اس نے جواب دیا تو انعم مسکرا کر سر ہلانے لگی۔

"پڑھ رہی ہو تم ابھی؟"، اچانک ہی انعم 'آپ' سے 'تم' پر آئی تھی۔ حرم نے رک کر دیکھا پھر مسکرا کر سر اثبات میں ہلا دیا۔

"جی۔۔۔ابھی یونیورسٹی شروع ہوئی ہے۔۔۔اور کامرس پڑھ رہی ہوں۔۔۔بی کام کرنے کا ارادہ ہے۔ اس کے بعد باہر ملک جاؤں گی ماسٹرز کرنے کے لیے۔۔۔پھر جب بابا بولیں گے شادی کر لوں گی۔"، اس نے مسکرا کر سارے ممکنہ سوالات کے جواب دے دیئے تھے۔ انعم نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"ہاں مگر وہ تو صحیح ہے۔ میں دراصل پوچھ رہی تھی کہ تمہاری منگنی وغیرہ۔۔۔یا بات وغیرہ پکی ہوئی ہوئی ہے کہیں؟"، انعم آخرکار مدعے پر آگئی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

"جی؟؟؟جی نہیں۔ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ کیوں پوچھ رہی ہیں؟"، اب کے حرم کو دال میں کچھ کالا لگا۔

"نہیں وہ تو میں ایسے ہی پوچھ رہی تھی۔۔۔وہ دراصل میرا بھائی ہے نا، ذیشان۔ آرمی کی ٹریننگ چل رہی ہے فی الوقت اس کی۔ اکیڈمی ہوتا ہے۔۔۔ آیا تھا میری مہندی پر۔ پر پھر چھٹیاں ختم ہو گئیں تو جانا پڑا۔۔۔ دکھاؤں گی تمہیں تصویر۔۔۔ موبائل نمبر دے دینا مجھے اپنا۔۔۔اب تو ہم ویسے بھی دوستیں ہیں نا۔۔۔ کیوں زائرہ؟"، انعم نے بات پوری کر کے زائرہ سے کہا جو شرمندہ سی سر جھکائے ساتھ ہی کھڑی تھی، حرم کے بالکل پیچھے۔

"ج۔۔۔جی انعم آپی۔۔۔بالکل۔"، زائرہ نے جبراً مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔ حرم نے زندگی میں پہلی دفعہ دلہن کو اتنا بولتے دیکھا تھا۔ وہ سر جھٹک کر ہلکا سا ہنس دی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

کچھ دیر بعد وہ زائرہ کے ساتھ اسٹیج سے اتری تو زائرہ دھیرے سے اس کی طرف چہرہ موڑے گویا ہوئی۔

"وہ سوری حرم۔۔۔ ایکچوئلی، انعم آپی بہت بولتی ہیں۔ آپ برا مت ماننا ان کی باتوں کا۔"

"ارے نہیں نہیں۔ وہ تو مجھے بہت اچھی لگیں۔ نمبر بھی دیا ہے نا میں نے ان کو اپنا۔ فوراً ایس ایم ایس بھی کیا ہے انہوں نے مجھے۔"، حرم مسکراتے ہوئے کہتی زائرہ کو دیکھ رہی تھی۔ اسے زائرہ اچھی لگی

Posted On Kitab Nagri

تھی۔۔۔ سلجھی ہوئی سی۔۔۔شائستہ مزاج کی۔حیدر اسی کو ڈیزرو کرتا تھا۔حرم جیسی بے لحاظ اور بدتمیز لڑکی کو نہیں۔اس نے اپنے دل کو پتا نہیں کیوں تسلی سی دی تھی۔

"ایک بات کہوں؟"، حرم نے ہلکا سا رک کر پوچھا تو زائرہ نے چلتے چلتے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔

"آپ بہت اچھی ہیں۔"، اس کے کہتے ہی زائرہ سرخ پڑی تھی شرم سے۔اس نے پہلی دفعہ کسی لڑکی کو کسی لڑکی کی باتوں پہ ہی شرم سے سرخ ہوتے دیکھا تھا۔

"تھینک یو سو مچ حرم۔۔۔ تم بھی بہت اچھی ہو۔"، زائرہ نے حیدر کے قریب سے گزرتے ہوئے کہا تو حیدر حیرت سے چہرہ موڑے ان دونوں کو دیکھے گیا جن کی کچھ ہی دیر میں بہت اچھی دوستی ہو گئی تھی۔ مگر دل پہ ایک بھاری سا بوجھ اب بھی محسوس ہو رہا تھا۔پتا نہیں کیوں؟وہ سمجھنے سے قاصر تھا۔

گلی میں گپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ایسے میں ماہر کی گاڑی آ کے گلی کے دہانے پہ رکی۔ماہر اور حرم سامنے کی سیٹوں سے دروازہ کھول کر باہر آئے۔ماہر نے گاڑی لاک کی اور پھر حرم کے ساتھ ہی گھر کی اور بڑھ گیا۔

گھر پہنچ کر ان لوگوں نے گھر کا دروازہ اچھی طرح لاک کیا۔پھر ماہر کو لے کر حرم اپنے کمرے ہی میں آ گئی۔نقاب وغیرہ اتار کر ایک سائیڈ پر رکھا۔پھر ماہر کے ہاتھ میں پکڑا سرمئی بستہ دیکھا۔اس میں ماہر کے کپڑے تھے۔

Posted On Kitab Nagri

"آر یو شیور ماہر۔۔۔ تم یہاں رہ لوگے ؟"، وہ پوچھنے لگی تو ماہر نے مزے سے پلنگ پر بیٹھتے ہوئے بیگ اپنے برابر میں رکھا پھر اسے دیکھ کر مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔

"بالکل۔ جب تم رہ سکتی ہو تو میں کیوں نہیں رہ سکتا؟"، اس نے ابرو اٹھا کر پوچھا تو حرم نے دوپٹہ کاندھوں پہ پھیلاتے ہوئے اسے دیکھا۔

"تم میں اور مجھ میں بہت فرق ہے ماہر۔ مجھے یہاں رہنے کی عادت ہے۔"، حرم نے کہا تو ماہر نے پھر سے ابرو اچکائے۔

"اچھا۔۔۔ خیر۔ جاؤ ایک کپ اچھی سی کافی بنا کر لاؤ میرے لیے۔ جب تک میں فریش ہو جاؤں۔"، کہتے ہوئے اس نے بیگ سے کپڑے نکالنے کے لیے زپ کھولی۔

"یہاں اے سی نہیں ہے۔"، اور حرم کی اس بات پہ وہ جھٹکے سے سر موڑ کر اسے دیکھ رہا تھا۔ آنکھوں میں بے یقینی کے سمندر تھے۔

"اے سی۔۔۔ نہیں۔۔۔ ہے؟"، اس نے کنفرم کرنے کے لیے پوچھا تو وہ اثبات میں سر ہلانے لگی۔

"کل ہی لگوا تا ہوں۔۔۔ اور کچھ ؟"، ایک ہی سیکنڈ میں صحیح ہو کر وہ کہنے لگا تو حرم نے اسے دیکھا۔

"یہاں رات کے بیچ میں لائٹ بھی جاتی ہے۔"، حرم نے نہایت آرام سے اس کے سر پر دوسرا بم پھوڑا تو اس کے گلے میں گلٹی ڈوب کر ابھری۔ اب اتنے بڑے بڑے دعوے تو وہ پہلے ہی کر چکا تھا۔ اب کیا کرتا؟

Posted On Kitab Nagri

"کوئی بات نہیں۔۔۔کل جینیریٹر لے آؤں گا۔اور کچھ؟"، ماہر نے دل پہ پتھر رکھ کے جیسے دوسرا مسئلہ بھی چٹکی میں حل کر دیا۔

"اس کھڑکی سے رات کو چوہے بھی آتے ہیں۔"، تیسرا مسئلہ بھی تیار تھا۔ مگر یہ مسئلہ سن کر حرم کی توقع کے برعکس وہ دل کھول کر ہنسا تھا۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے۔۔۔ویسے بھی بہت دن ہو گئے کسی کا خون نہیں بہایا۔"، ماہر نے ہنسنے کے درمیان مزے سے کہا تو حرم بھی زور سے ہنس پڑی۔

"پھر تو درندے تو تم ہوئے نا۔"، حرم نے اس کے سر پہ ہلکی سی چپت لگا کر مزے سے ہنستے ہوئے کہا تو اس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے برابر میں بٹھایا۔ پھر اسے کی طرف جھک کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے سنجیدگی سے گلا کھنکارا۔

"میری بہن۔۔۔درندے کی بہن بھی تو درندی ہی ہوتی ہے نا۔"، آنکھیں پٹپٹا کر دیکھا تو حرم کو تپ چڑھ گئی۔

"دفع ہو جاؤ۔"، وہ کہتی ہوئی اپنی الماری کی طرف بڑھی، کھول کر اپنا سادہ سا سوٹ نکالا، پھر مڑ کر اسے دیکھا جو بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے، پلنگ پر ٹانگیں پھیلائے، بازوؤں کا تکیہ سر کے نیچے رکھے، اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

"کب تک یہاں رہنے کا ارادہ ہے؟"، اس نے سنجیدہ نظریں حرم کے اوپر جما کر کہا تو اس نے گہری سانس لی، پھر مسکرا کر بیڈ کے قریب آئی۔ ہاتھوں میں سوٹ اب بھی موجود تھا۔

"میرا تو اب یہیں رہنے کا ارادہ ہے۔ کیوں کیا ہوا؟ آدھے گھنٹے میں ہی گھبرا گئے؟ گھر جانے کی جلدی پڑ گئی؟"، حرم نے مزے سے آنکھیں پٹپٹا کر پوچھا تو وہ سخت بدمزہ ہوا۔ ناک بھوں چڑھا کر اسے دیکھا۔

"نہیں جی۔۔۔ جاؤ جا کر کافی لے کر آؤ میری۔"، ماہر نے برہمی سے کہا۔ وہ ابھی تک اسی پوزیشن میں بیٹھا ہوا تھا۔

"فریش ہو کر بناؤں گی۔ کچھ دیر ویٹ کرو۔"، وہ کہتی ہوئی کپڑے ہاتھ میں اٹھائے باہر چلی گئی تو وہ پلنگ پر سیدھا ہو بیٹھا۔

چلو چوہے کا تو کوئی مسئلہ نہ تھا۔۔ مگر اے سی کے بغیر وہ کیسے سوئے گا؟ اور اوپر سے اگر رات کے بیچ میں یہ مرا ہوا پنکھا چلنا بھی بند ہو گیا تو؟ اس نے چھت کی طرف سر اٹھا کر پرانے خستہ حال پنکھے کو دیکھا۔ گلٹی پھر سے ڈوب کر ابھری۔ آج ماہر امین کا امتحان تھا!

اگلی صبح لاہور پہ کھلی کھلی سی اتری تھی۔ گرمی آج بھی بہت تھی۔ مگر ہواؤں نے گرمی کے زور کو کچھ کم رکھا تھا۔ ایسے میں لاہور کی یونیورسٹی کی ایک کلاس میں جھانکا جاتا تو حرم امین اور قرت بیٹھی لیکچر لیتی

Posted On Kitab Nagri

نظر آتیں۔ لیکچرار سنجیدگی سے لیکچر دینے میں مصروف تھے۔ وہ دونوں بھی عبایوں میں ملبوس لیکچر میں منہمک نظر آتی تھیں۔

جبھی دروازہ کھول کر ظاہر صاحب اندر داخل ہوئے تھے۔ سر نے کچھ پل کے لیے رک کر پھر ان کو اشارہ کیا تو وہ ان تک چلے آئے۔ سر کے قریب جا کر ہلکی سی آواز میں کچھ کہا تو سر نے سر ہلایا۔ پھر با آواز بلند گویا ہوئے۔

"حرم امین اور قرت العین اسماعیل۔۔۔ آپ دونوں کو ڈین اپنے آفس میں سمن کر رہے ہیں۔ گو۔"،

ان دونوں نے اچھنبے سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر سر ہلاتی کھڑی ہو گئیں۔

ظاہر صاحب کے پیچھے پیچھے چلتی وہ دونوں بہت کشمکش کا شکار نظر آتی تھیں۔

"کہیں ان جاہلوں نے شکایت تو نہیں کر دی ہماری؟"، قرت نے ڈرتے ڈرتے کہا تو حرم کو بھی کھٹکا ہوا۔ یہ واقعی ممکن تھا۔

"مگر وہ حیدر اور عامر نے تو کہا تھا کہ آپ بے فکر رہیں۔ کچھ نہیں ہو گا۔"، حرم نے پریشانی سے کہا۔ پتا نہیں کیا ہونے والا تھا؟ وہ لوگ ظاہر صاحب کی معیت میں چلتی ڈین کے آفس تک پہنچی تو ظاہر صاحب چلے گئے۔ وہ آہستہ سے، بے ترتیب دھڑکنوں کے ساتھ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئیں۔ تو اندر کا منظر دیکھ کر وہ دونوں واقعی حیران و پریشان رہ گئیں۔ اندر ایک طرف حیدر اور عامر کے ساتھ ماہر بیٹھا تھا، جبکہ دوسری طرف وہ پانچوں لڑکے چہرہ اٹھائے انہیں ہی دیکھ رہے تھے۔

Posted On Kitab Nagri

"کم ان بوتھ آف یو۔"، ڈین نے سنجیدگی سے کہاتو وہ دونوں قدم قدم چلتی اندر داخل ہوئیں۔ سر جھکا رکھا تھا۔

"آپ دونوں سامنے آیئے میرے"، ڈین نے کہاتو وہ سر ہلاتیں ان کے سامنے جا کھڑی ہوئیں۔

"امین جمال صاحب کا فون آیا تھا میرے پاس۔"، ڈین نے کہا تو حرم نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔ آنکھوں میں بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔ ڈین نے اسے دیکھا پھر چہرہ ان پانچوں کی جانب سنجیدگی سے موڑا۔

"آپ پانچوں۔۔۔ معافی مانگیں۔"، انہوں نے سنجیدگی سے کہا تو قرت اور حرم نے بے یقینی سے ایک دوسرے کو دیکھا، پھر چہرہ موڑ کر ساتھ بیٹھے ان تینوں کو دیکھا۔ حیدر کی نظریں تو کمرے میں گھوم رہی تھیں۔ البتہ ماہر نے ان دونوں کو دیکھ کر آنکھ بند کر کے تسلی دی۔ ان دونوں نے واپس سر موڑ کر ڈین کو اور پھر ان پانچوں لڑکوں کو دیکھا۔

"وی آر سوری۔۔۔ آئندہ ایسا کبھی نہیں ہو گا۔"، وہ پانچوں ایک کے بعد ایک کہہ رہے تھے۔

"ہونا بھی نہیں چاہیئے۔"، ڈین نے جتانے والے انداز میں سنجیدگی سے کہاتو وہ سر ہلانے لگے۔

"ناؤ یو آل کین گو۔"، ڈین نے کہاتو ان پانچوں سمیت حرم اور قرت بھی چلی گئیں۔ ان کے جاتے ہی ڈین صاحب ان تینوں مسٹنڈوں کی طرف مڑے۔

"آپ کی بہن نے بھی بہت کچھ کیا تھا، مسٹر ماہر۔"، وہ ماہر سے مخاطب تھے۔

Posted On Kitab Nagri

"جی آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ مگر شروات اس نے نہیں کی تھی۔وہ لڑکا اس کی عزت پر بات کرے گا تو خاموش تو اسے ویسے بھی نہیں رہنا چاہیئے تھا۔"، ماہر تو پوری طرح بہن کا سائیڈ لے رہا تھا۔

"اینڈ حیدر اور عامر۔۔۔ آپ دونوں کو مسئلہ حل کروانا چاہیئے تھا نا۔۔۔ آپ لوگوں نے مسئلہ اتنا بڑھنے ہی کیوں دیا؟"، اب تفتیش ان دونوں سے کی جا رہی تھی۔

"سر وہ قابو سے باہر ہو چکی تھی جب وحید زبیر نے اس کی عزت پر کہا۔۔۔ لیکن سر، ڈونٹ مائنڈ۔ اس نے بالکل ٹھیک کیا۔"، عامر نے بھی اسی کی سائیڈ لی تھی۔

باہر کوریڈور میں حرم اور قرت آگے آگے چل رہی تھیں جبکہ وہ پانچوں پیچھے پیچھے تھے۔ تبھی وحید تیزی سے دوڑ کر ان دونوں کے سامنے آیا۔

"حرم، مجھے آپ سے معافی مانگنی ہے۔ آپ پلیز اپنے فادر سے کہیے گا کہ میری ماما کو جاب سے فائر نہ کریں۔ وہ آپ کے والد کی کمپنی میں جاب کرتی ہیں۔ پلیز۔"، وہ اس وحید زبیر سے بالکل مختلف لگ رہا تھا جو ایک روز پہلے اس سے لڑ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں منت تھی۔

"وہ ایسا کیوں کریں گے؟"، حرم نے ذرا حیرت سے پوچھا۔

"ظاہر ہے ان کی بیٹی کی عزت پہ بات کی ہے میں نے۔ سزا تو دیں گے ناوہ۔"، وہ بے حد پریشان لگتا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"آپ فکر نہ کریں۔ آپ کی ماما کا کوئی قصور نہیں ہے۔ ان کو کوئی جاب سے فائر نہیں کرے گا۔"، حرم سنجیدگی سے کہتی اس کے برابر میں سے گزر گئی تھی۔ پیچھے مڑ کر دیکھنا تک گوارا نہ کیا تھا۔ وحید اب تک پیچھے خوفزدہ سا کھڑا تھا۔ کون سی اکڑ؟ کہاں کی اکڑ؟

شام کے وقت وہ دونوں گھر پر پہنچے تو حرم گھر کے باہر سوزوکی کھڑی دیکھ کر حیرت سے آگے آئی۔ گھر کے اندر کچھ لوگ تھے۔ وہ پیچھے مڑی تو ماہر گاڑی کا دروازہ بند کر کے اسی کی طرف آ رہا تھا۔ ماہر سے کچھ آگے قرت بھی تھی۔ قرت ان لوگوں کے ساتھ ہی آ جا رہی تھی۔

"ماہر، گھر میں کون ہے یہ؟"۔ اس نے حیرت سے کہا تو ماہر مسکراتا ہوا اس تک آیا۔ قرت نے بھی سر اٹھا کر گھر کے اندر دیکھا پھر وہ بھی سوالیہ نظروں سے ماہر کو دیکھنے لگی۔

"ارے، اے سی منگوایا تھا۔۔ اور جینیریٹر کے بجائے سولر پینلز لگوا لیے ہیں۔۔۔ اور کل پینٹرز آ کر پینٹ بھی کر لیں گے۔"، اس نے آرام سے مسکراتے ہوئے کہا تو قرت سمجھ کر سر ہلاتی خدا حافظ کہتی آگے بڑھ گئی۔ پیچھے حرم حیرت سے اب تک اس کا منہ تک رہی تھی۔

"تمہیں یہ سب کرنے کا کس نے کہا ہے؟"، وہ سنجیدہ نظر آتی تھی۔

"میرے دماغ نے۔"، ماہر امین کا ٹکا کے جواب آیا تو وہ اور سنجیدہ ہو گئی۔

Posted On Kitab Nagri

"اپنے دماغ کو سمجھالو۔ میرے گھر کو ویسا ہی رہنے دے جیسا یہ تھا۔ ہاں اے سی لگوالو تم اپنے کمرے میں۔۔۔ یہ پینٹ وغیرہ کیا ہے؟"، وہ بے حد سنجیدگی سے آنکھوں میں چبھن لیے پوچھ رہی تھی۔

"حرم۔۔۔میں اس گھر کو تمہارے رہنے لائق بنا رہا ہوں۔ اس میں غلط کیا ہے؟"، وہ حیران ہوا تھا۔۔۔بہت زیادہ۔

"میں نے کہہ دیا ہے نا۔ تمہیں یہ سب کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب بابا مجھے پیسے دے دیں گے میرے حصے کے، تو میں ویسے بھی یہاں سے گھر چھوڑ کر چلی جاؤں گی۔"، حرم نے آنکھیں اس پر جمائے کہا تو وہ سر جھٹک کر بغیر کوئی جواب دیے گھر کے اندر چلا گیا۔ وہ غصہ ضبط کرتی باہر کھڑی رہ گئی۔

وہ ریسٹورنٹ بہت شاندار بنا ہوا تھا۔ چار منزلہ خوبصورت سی عمارت جس کے باہر گاڑیوں کی پارکنگ کے لیے بھی وسیع ایریا الاٹ کیا گیا تھا۔ ایسے میں ریسٹورنٹ کے بالائی فلور پہ بنے اوپن ایئر ڈائننگ ایریا بھی بنا ہوا تھا۔ وہیں ایک کونے کی میز پر حیدر اور زائرہ آمنے سامنے بیٹھے کھانے کے ساتھ ساتھ باتیں کرنے میں بھی مصروف نظر آتے تھے۔

Posted On Kitab Nagri

"حیدر۔۔۔یو ہیو چینجڈ۔"، زائرہ کے کہنے پہ وہ ہلکا سا مسکرا کر سر اثبات میں ہلاتا نوالہ چبانے لگا۔ پھر نوالہ ختم کر کے اسے دیکھا۔ آج گلابی پوری آستین کی شرٹ کے ساتھ سفید پینٹ پہنے، بالوں کو کھولے وہ بہت ہی پیاری لگ رہی تھی۔

"میں واقعی بدل گیا ہوں۔ ٹھیک کہہ رہی ہو۔"، وہ سر ہلاتا ڈرنک کا ایک گھونٹ لیتے ہوئے بولا۔

"کچھ تو بدلا ہے تم میں۔۔۔"، زائرہ نے جانچتی نظروں سے اسے دیکھا۔ سفید ٹی شرٹ اور سفید ہی پینٹ پہنے وہ ہمیشہ کی طرح ہینڈسم اور تازہ دم لگ رہا تھا۔ چہرے پر بلا کا سکون تھا۔

"بہت پر سکون رہنے لگے ہو تم۔"، وہ جانچتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"تو تم سے میرا سکون برداشت نہیں ہو رہا کیا؟"، وہ مزاقیہ انداز میں بولا تو زائرہ نے اسے ایک گھوری سے نوازا۔

"ویری فنی۔۔۔"، وہ منہ چڑا کر بولی تو وہ ہلکا سا ہنس دیا۔

"کیا ہوا ہے تمہیں؟"، وہ ایک بار پھر بولی۔ نظریں اب بھی کچھ مشکوک سی تھیں۔

"کچھ نہیں ہوا بھئی۔"، وہ بات کو ہوا میں اڑاتے ہوئے بولا مگر زائرہ کو اطمینان اب بھی نہ ہوا تھا۔

"نروس بریک ڈاؤن ہوا تھا نا تمہیں؟ اس کے بعد سے کافی پر سکون لگتے ہو۔"، زائرہ ایک ابرو اٹھائے، اپنی سبز آنکھیں اس پر جمائے کہہ رہی تھی۔ حیدر کے گلے میں گلٹی یکدم ہی ڈوب کر ابھری تھی۔ اس نے گلاس کو ٹیبل پر رکھا پھر ہاتھ باہم ملاتا اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا،

Posted On Kitab Nagri

"ہاں۔۔۔ شکر ہے کہ میں نے وہ دیکھا جو میں نے دیکھا ہے۔۔۔اور اب میں نہیں چاہتا کہ اس بات کو دوبارہ ڈسکس کیا جائے۔"، وہ اچانک ہی بے حد سنجیدہ ہو گیا تھا۔ آواز سرد محسوس ہوتی تھی۔

"اوکے۔"، زائرہ نے ایک آخری گھونٹ لیتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ "تم نہ بتاؤ۔ میں خود پتا لگا لوں گی۔"، وہ کہتی ہوئی اپنا بیگ اٹھانے لگی۔ "گاڑی میں آجاؤ۔ میں انتظار کر رہی ہوں۔"

"میں ابھی نہیں آرہا۔ زیادہ جلدی ہے تو خود چلی جاؤ۔"، پتا نہیں اسے کیا ہو گیا تھا۔ وہ پھر سے بد تمیز ہونے لگ گیا تھا۔

"اوکے پھر۔۔۔ گڈ بائے۔"، وہ غصے سے کہتی بڑے بڑے ڈگ بھرتی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی تھی۔ حیدر کے چہرے پر کوئی شرمندگی نہیں تھی۔ کوئی احساس، کوئی پچھتاوا۔۔۔کچھ نہیں۔۔۔وہ بس لب سیے، دور خلاء میں دیکھ رہا تھا۔ کھانے سے ہاتھ بھی روک لیا تھا۔ دور فلک پر سورج غروب ہونے کی تیاری میں لگتا تھا۔ پرندے اپنے آشیانوں کو جانا شروع ہو چکے تھے۔

آج اچانک ہی صبح سے بارش ہونے لگ گئی تھی۔ سرمئی بادلوں نے آسمان کو رات سے ہی ڈھکنا شروع کر دیا تھا۔ کل رات سے ہی اچھا خاصہ حبس ہو گیا تھا۔ اس وقت صبح کے ساڑھے پانچ بج رہے تھے۔ حرم نانو کے کمرے میں رہ رہی تھی کیونکہ اپنا کمرہ اس نے ماہر کو دے رکھا تھا۔ پچھلے کچھ دنوں سے

Posted On Kitab Nagri

جب سے سولر پینل اور اے سی لگا تھا، اس کی زندگی میں تھوڑا سکون در آیا تھا۔ اب رات میں لائٹ جانے کے باعث وہ اٹھ نہیں جاتی تھی۔ نیند بھی پوری ہو رہی تھی۔

اس وقت وہ فجر کی نماز پڑھنے کے بعد اٹھ کر ماہر کے کمرے کے پاس گئی اور ہلکے سے دروازہ وا کیا۔ ارادہ ماہر کو فجر پڑھنے کے لیے اٹھانے کا تھا۔ چہرے کے گرد نماز کے اسٹائل میں سفید دوپٹہ باندھے، اس کا دودھیالا چہرہ دوپٹے کے ہالے میں دمک رہا تھا۔ نہایت دھیرے سے دروازہ جونہی وا ہوا، سامنے اسے ماہر پلنگ پہ بیٹھا قرآن پاک پڑھتے ہوئے نظر آیا۔ سادہ سے صاف ستھرے کریم رنگ کے شلوار قمیض اور سر پر ٹوپی پہنے، وہ قرآن کی تلاوت میں منہمک نظر آتا تھا۔

حرم کا سانس جہاں تھا، وہیں رہ گیا۔ اسے ہرگز امید نہیں تھی کہ اس کا بھائی یوں اس طرح نماز اور قرآن بھی پڑھتا ہو گا۔ وہ حیرت سے منہ کھولے دروازے کی چوکھٹ میں استادہ ماہر کو دیکھ رہی تھی، جب اس نے یوں ہی کسی خیال کے تحت نظر اٹھائی، تو اسے دیکھ کر مسکرا اٹھا۔ ہاتھ اور آنکھوں سے اسے اندر آنے کا اشارہ کیا تو وہ قدم بڑھاتی اندر داخل ہوئی۔ آنکھوں سے ماہر نے اشارہ کیا تو وہ آ کے اس کے سامنے بیڈ پر بیٹھ گئی۔ اسے یونہی سردی کا شدید احساس ہوا تو یاد آیا کہ ماہر کے کمرے میں اے سی آن ہے۔ خود وہ رات کو اے سی نہیں چلا رہی تھی۔ ماہر نے رکوع ختم کیا، پھر قرآن بند کر کے اس کی سیاہ جلد چومی اور اٹھ کر شیلف تک گیا اور اس کے اوپر قرآن رکھا۔ پھر منہ پر ہاتھ پھیرتا مسکراتے ہوئے اس کے سامنے آ بیٹھا۔

Posted On Kitab Nagri

"ہاں جی؟ پڑھ لی نماز؟"، وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔ حرم اسے اب تک حیرت سے ہی دیکھ رہی تھی۔ماہر نے مسکراتے ہوئے اس کی نظروں کے سامنے چٹکی بجائی تو اس نے حیرت سے کھلا منہ بند کیا پھر اسے دیکھا۔

"ہاں۔۔۔میں نے تو پڑھ لی۔۔۔"، پھر کچھ وقفے کے بعد بولا۔"تم بھی نماز پڑھتے ہو؟"

ماہر نے خفگی سے اسے دیکھا، پھر چہرہ موڑ کر سامنے ٹیبل پہ رکھی جائے نماز کو دیکھا۔

"جی نہیں۔ میں مسلمان تھوڑی ہوں۔ میں کیوں نماز پڑھوں گا؟"، لہجے اور آواز میں خفگی صاف ظاہر ہو رہی تھی۔

"نہیں۔۔۔وہ۔۔۔دراصل۔۔۔خیر کچھ بھی نہیں۔"، حرم نے ہلکے سے نفی میں سر جھٹکا پھر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ناشتے میں کیا کھاؤ گے؟"، وہ ہاتھ باندھے پوچھ رہی تھی۔ماہر نے چہرہ موڑ کر اسے سر اٹھا کر دیکھا۔ پھر مسکرا کر سیدھا ہوا۔

Kitab Nagri www.kitabnagri.com

"دو لچھے دار پراٹھے۔۔۔ایک بڑا لسی کا گلاس۔۔۔ایک چیز آملیٹ۔۔۔آدھا کپ چائے۔"، بڑے اطمینان و آرام سے سب چیزیں گنوائیں تو حرم کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"یہ سب تم اکیلے کھاؤ گے؟"،وہ حیرت سے آنکھیں پھیلائے پوچھ رہی تھی۔

"ہاں۔۔۔تو کیا ہوا؟"،ماہر نے ہلکے سے کاندھے اچکائے۔

Posted On Kitab Nagri

”مگر مجھے تو صرف سادہ آملیٹ اور لسی بنانی آتی ہے۔ وہی بنا سکتی ہوں میں تو۔“، حرم نے کہا تو اب کی بار منہ کھلنے کی باری ماہر کی تھی۔ وہ سیدھا ہو کے آگے ہوا۔

”یہ کیا کہہ رہی ہو؟“، وہ حیرت اور شاک سے پوچھ رہا تھا۔

”تمہیں پراٹھے بنانے نہیں آتے؟“

”نہیں۔“، حرم نے سہولت سے منع کرتے ہوئے بڑا سا نفی میں سر ہلایا۔

”مگر میں تو پراٹھے کے بغیر دن کا آغاز ہی نہیں کر سکتا۔۔۔“، وہ اب بھی حیران تھا۔ ”فائدہ کیا ہوا اتنے سال تمہارے یہاں رہنے کا؟ جب تم سگھڑ لڑکی ہی نہ بن سکی؟“ وہ شدید تپا ہوا تھا۔

”میں تو کھانا وغیرہ نہیں بناتی تھی۔ نانو بناتی تھیں۔“، اس نے کاندھے اچکا کر پلنگ پر پھر سے بیٹھتے ہوئے کہا تو ماہر کا اور منہ کھل گیا۔

”تم ان سے اس عمر میں کام کرواتی تھی؟“، وہ تو اب مزید حیرت زدہ تھا۔ اتنا بڑا شاک جو لگا تھا آج اسے۔

”خود کرتی تھیں وہ سارے کام۔۔۔ مجھے کبھی سکھایا ہی نہیں۔“، حرم نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا تو وہ ابرو بھینچ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

"اٹھو۔۔۔میں سکھاتا ہوں تمہیں پراٹھے بنانا۔دیکھتا ہوں کیسے بنانے نہیں آتے تمہیں پراٹھے۔"،وہ غصے سے کہتا اس کا ہاتھ تھامے اپنے پیچھے گھسیٹتا ہوا اسے چھوٹے سے کچن میں لایا۔حرم واقعی حیران تھی اپنے بھائی کے یہ ٹیلنٹز دیکھ کے۔

کچھ دیر بعد وہ اسے ڈانٹتے ہوئے پراٹھے کو بیلنے کا صحیح طریقہ بتارہا تھا اور وہ خفگی سے سر ہلاتی"ہاں ہاں ٹھیک ہے۔"، کہہ رہی تھی۔کچھ دیر بعد پراٹھا توے پہ پلٹتے وقت ماہر نے اسے سر پہ پیچھے سے ہلکی سی چپت لگائی تھی۔

"میری ماں۔۔۔ایسے نہیں۔۔۔"،وہ کہہ رہا تھا۔حرم کو اچھا لگ رہا تھا آج کا دن۔اتنا اچھا دن تو اس کا اس گھر میں آج تک نہ گزرا تھا۔اوپر سے تیز بارش کی وجہ سے یونیورسٹی سے بھی چھٹی کا نوٹیفیکیشن آگیا تھا۔آج تو مزے ہی مزے تھے۔اوپر سے بارش کی وجہ سے لائٹ بھی نہیں گئی تھی۔سولر پینلز جو چارجڈ تھے۔۔۔اور جینیریٹر بھی لگوالیا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

شیخوپورہ سے وہ لوگ آج لاہور کے لیے نہیں نکلے تھے۔وہاں ہوتی بارش کے سبب فلائٹ ڈیلے ہو گئی تھی۔اسی لیے صائم اور انعم آج کے بجائے کل جارہے تھے۔

Posted On Kitab Nagri

ایسے میں صبح کے اس پہر وہ سب اپنے اپنے کمروں میں دبکے بیٹھے تھے۔ صائم بھی نماز پڑھ کر آنے کے بعد کمرے میں داخل ہوا تو انعم کو بازو آنکھوں پہ رکھے گہری نیند سوتے پایا۔ وہ نماز پڑھنے کے بعد واپس سو گئی تھی۔

وہ چلتا ہوا آیا اور سائیڈ ٹیبل سے موبائل اٹھا کے دیکھا۔ اس وقت ساڑھے چھ بج رہے تھے۔ موبائل واپس رکھ کر وہ کمرے سے باہر گیا۔ قدموں کا رخ اب کچن کی جانب تھا۔ کچن میں بڑی بی ناشتے کے انتظامات کرنے کے لیے اب تک نہیں پہنچی تھیں۔ حویلی کے لوگوں کو جلدی اٹھنے کی عادت نہ تھی۔ سو ناشتہ بھی دیر سے بنا کرتا تھا۔

وہ سلیب تک آیا پھر سر گھما کر ادھر ادھر دیکھا۔ نظریں کچھ تلاش کر رہی تھیں۔

کچھ دیر بعد اگر کچن میں جھانکا جاتا تو وہ ایک ٹرے اٹھائے کچن سے باہر آ رہا تھا۔ ٹرے ڈھکی ہوئی تھی۔

وہ نرم مسکراہٹ کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا تو تب بھی وہ سو ہی رہی تھی۔ وہ قدم قدم چلتا ٹرے اٹھائے بیڈ تک آیا۔ دوسری طرف سے آکر ٹرے بیڈ پر رکھی پھر چلتا ہوا دوبارہ سے اس تک آیا۔

"انعم۔" اس نے دھیرے سے پکارا تو وہ کسمسائی۔

"انعم۔۔۔ گیٹ اپ۔" ہلکا سا جھک کے اس نے اس کا شانہ ہلایا تو وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی اور ادھ کھلی آنکھوں کو مسلتے ہوئے اسے دیکھنے لگی۔

Posted On Kitab Nagri

"کیا ہوا؟"، اس کی بصارت دھندلائی ہوئی تھی۔ وہ زکام زدہ آواز میں پوچھ رہی تھی۔ صائم دھیرے سے اس کے سامنے بیٹھا اور مسکرایا۔

"ناشتہ بنایا ہے میں نے تمہارے لیے۔"، اس نے کہا تو انعم کے آنکھیں مسلتے ہاتھ رک گئے اور وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھے گئی۔ منہ حیرت سے کھل گیا تھا۔

"تم نے؟؟؟میرے لیے؟؟ناشتہ بنایا ہے؟"، وہ رک رک کر بے یقینی سے اپنے سینے پہ دستک دیتے ہوئے بولی تو صائم نے دھیرے سے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تمہیں کس نے سکھایا ناشتہ بنانا؟"، آواز اب بھی زکام زدہ تھی پر اب وہ کھلے لمبے بالوں کو گول مول کر کے جوڑا باندھتے ہوئے بولی۔ سائیڈ سے دوپٹہ اٹھا کر گلے میں ڈالا اور ناشتے کی ٹرے اپنی طرف کھینچی۔

"اتنے سال جرمنی میں رہا ہوں۔۔۔آتا ہے مجھے ناشتہ بنانا۔"، صائم نے کالر سے ان دیکھی گرد جھاڑتے ہوئے کہا۔

ٹرے کھولی تو اندر تین پراٹھے پڑے تھے۔۔۔ساتھ میں چائے کے دو کپ تھے۔۔۔دو ابلے ہوئے انڈے۔۔۔اور بھی کچھ چیزیں تھیں۔

"پریزینٹیشن تو بڑی اچھی کی ہے۔"، وہ مسکراتے ہوئے زکام زدہ آواز میں بولی تو صائم مسکرایا۔ اس نے پراٹھے کا ایک نوالہ لیا تو ستائش سے ابرو اٹھا کے صائم کو دیکھا۔

Posted On Kitab Nagri

"واہ بھئی میاں جی۔۔۔ آپ کی تو کیا ہی بات ہے۔۔۔ تو پھر ڈیسائڈ ہوا۔۔۔ جرمنی میں ناشتہ آپ بنایا کریں گے۔۔۔ مجھے تو ویسے ہی بہت کم چیزیں بنانی آتی ہیں۔۔۔"، وہ ایک اور نوالہ توڑتے ہوئے مزے سے بولی تو صائم نے ٹھہر کر اسے دیکھا، جو مزے سے نوالہ چباتے ہوئے ایک اور نوالہ بنا رہی تھی۔

"جی نہیں۔۔۔ ایسا تو بالکل نہیں ہو گا۔۔۔ اگر تم ناشتہ بھی نہیں بنا کر دو گی تو تم بیوی کس کام کی ہوئی؟"، وہ خفگی سے کہہ کر ناشتہ کرنے لگا۔

"لو۔۔۔ اتنے اچھے پراٹھے نہیں بنتے نا مجھ سے، اسی لیے کہہ رہی ہوں۔"، وہ نوالہ چباتے ہوئے بولی تو صائم مسکرایا۔

"میں جلے ہوئے پراٹھے ہی کھالوں گا۔ کوئی بات نہیں۔۔۔"، اس کے مزے سے کہنے پر انعم نے منہ بنایا اور پھر سے ناشتہ کرنے لگی۔ آج اس کا اس گھر میں آخری دن تھا۔

www.kitabnagri.com

یونیورسٹی میں ایگزامز ختم ہو چکے تھے۔ نیا سیمسٹر بھی شروع ہو چکا تھا۔ اسٹوڈنٹس اور ان کی مستیاں واپس اپنی اصل حالت پر آ رہی تھیں۔

دن کے ڈیڑھ بج رہے تھے اور راحم اور حیدر درخت کے نیچے بیٹھے عامر کا انتظار کر رہے تھے جو کینٹین سے کچھ کھانے پینے کے لیے لینے گیا تھا۔ ہلکی پھلکی ٹی شرٹ اور جینز پہنے حیدر فریش لگ رہا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"حیدر، زائرہ کے ساتھ کیا جھگڑا ہوا ہے تمہارا؟"، راحم نے دھیرے سے پوچھا تو حیدر نے منہ موڑ کر اسے دیکھا۔ آنکھوں میں برہمی در آئی تھی۔

"کچھ نہیں۔۔۔"، سخت لہجے میں کہہ کر اس نے پھر سے منہ موڑ لیا۔

"بتا نا یار۔۔۔وہ سب کچھ چھوڑ کر بیٹھی ہے۔ ابھی تین دنوں سے اتنی بیمار تھی کہ بس۔ میں نے کہا بھی کہ تمہیں فون کر کے بلا لے مگر سن ہی نہیں رہی۔ کیا ہوا ہے؟"، وہ واقعی پریشان لگتا تھا۔ زائرہ کی بیماری کا سن کر تو حیدر بھی پریشان ہوا تھا مگر ظاہر نہیں کیا۔

"پتا نہیں یار۔۔۔ کیا ہو گیا ہے اسے۔ میں نے اس سے کہا کہ مجھ سے نروس بریک ڈاؤن کی وجہ نہ پوچھے۔ مگر آگے سے ڈٹ گئی کہ میں تو پتا لگا لوں گی۔۔۔ اب جب ایک بندہ کمفرٹیبل نہیں ہے بتانے میں تو انسسٹ کیوں کر رہی ہے؟" وہ برہم لہجے میں بولا تو راحم نے اس کا کاندھا پکڑ کر اپنی طرف رخ کیا۔

"یہی بات تھی؟"، راحم نے حیرت سے پوچھا تو حیدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"یار تو نے اس سے کوئی نا کوئی بدتمیزی کی ہے۔۔۔ منا لے یار۔ اب تو اسی کے ساتھ رہنا ہے نا۔ بیوی ہے وہ اب تیری۔"، راحم نے سمجھانے والے انداز میں کہا تو وہ سامنے دیکھنے لگا۔ راحم کی بات ٹھیک تھی۔ وہ جانتا تھا۔ پر پتا نہیں کیوں دل میں شاید بدتمیزی کرنے کا گلٹ تھا کہ وہ زائرہ کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

عامر آیا تو وہ تینوں پھر سے ادھر ادھر کی باتوں میں لگ گۓ۔ وہ اب بھی وقت ضائع کر رہا تھا۔۔۔اپنی انا کے پیچھے۔۔۔اپنی ضد کے پیچھے۔ مگر حیدر شاہ زادہ کو اب بہت جلد پتا چلنے والا تھا کہ یہ انا اور یہ ضد کبھی کبھی کتنی اذیت ناک ہو سکتی ہے۔

کچھ دیر بعد وہ تینوں گراؤنڈ کی جانب جا رہے تھے تو حیدر کا اچانک ہی کچھ کھانے کا بہت دل چاہا۔ وہ ان دونوں کو کلاس میں جانے کا کہتے ہوۓ کیفٹ ایریا چلا آیا۔ ابھی وہ کیفٹ ایریا میں داخل ہونے ہی والا تھا کہ اندر سے آتی خوبصورت نسوانی آواز کو سن کر اس کے قدم تھم گۓ۔ وہ الفاظ جو اس کے منہ سے ادا ہو رہے تھے، وہ اس کے رونگٹے کھڑے کرنے کے لیے کافی تھے۔ وہ اب بھی ساکت نظروں سے سامنے دیوار کو دیکھ کر اسے ہی سن رہا تھا۔

اندر وہ قرت کے برابر میں بیٹھی، بلند مگر خوبصورت آواز میں پڑھ رہی تھی۔

دنیا کے اے مسافر۔ منزل تیری قبر ہے۔

طے کر رہا ہے جو تو دو دن کا یہ سفر ہے

جب سے بنی ہے دنیا، لاکھوں کروڑوں آۓ

باقی رہا نہ کوئی مٹی میں سب سماۓ

اس بات کو نہ بھولو سب کا یہی حشر ہے

Posted On Kitab Nagri

دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

Posted On Kitab Nagri

آنکھوں سے تو نے اپنی دیکھے کئی جنازے

ہاتھوں سے تو نے اپنے دفنائے کتنے مردے

انجام سے تو اپنے کیوں اتنا بے خبر ہے

دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے

یہ عالیشان بنگلے کچھ کام کے نہیں ہیں

محلوں میں سونے والے مٹی میں سو رہے ہیں

دو گز زمین کا ٹکرا چھوٹا سا تیرا گھر ہے

دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے۔

حیدر کے پورے وجود میں ایک سنسنی خیز لہر دوڑ گئی تھی۔ کچھ ہمت کر کے اس نے اندر جھانکا تو اندر کا منظر واضح ہوا۔ اندر بہت سے اسٹوڈنٹس بیٹھے دم سادھے حرم کو سن رہے تھے جو ہمیشہ کی طرح عبائے اور نقاب میں ملبوس خوبصورت آواز میں اب آخری کے مصرعے دہرا رہی تھی۔ آخری لائن پڑھ کر اس نے گہری سانس لی تو اندر چھایا سکوت اور خاموشی سب کے مشترکہ "سبحان اللہ" اور "ماشاءاللہ" سے ٹوٹا تھا۔ وہ مسکرا کر سب کا شکریہ ادا کر رہی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

حیدر نے یونیورسٹی میں گانے والے اسٹوڈنٹس بہت دیکھ رکھے تھے بلکہ خود وہ بھی بہت بار اس طرح سے سب اسٹوڈنٹس کے بیچ بیٹھ کر گانے گا چکا تھا، مگر ایسی آواز، ایسا کلام، ایسی خاموشی اور ایسی ستائش آج تک اس نے نہیں دیکھی تھی۔ سب ہی حرم کی تعریف کر رہے تھے۔ وہ خود اب تک خوف میں گھرا کھڑا تھا۔ دل کی دھڑکنیں ان الفاظ پر بے ترتیب ہو چکی تھیں۔ تبھی حرم کی نظر دروازے پہ کھڑے حیدر پر پڑیں تو اس نے فورا نظریں پھیر لیں۔ وہ اب تک اس کا سامنا نہیں کر پا رہی تھی۔

کچھ دن بعد۔۔۔

وہ کامرس پارٹ ون کے ڈیپارٹمنٹ سے گزر رہا تھا کہ اچانک ہی حرم سے ملنے کا خیال آیا۔ تو وہ کلاس تک چلا آیا۔ اسی وقت اندر سے دروازہ کھول کر قرت باہر آئی تھی۔

"اوہ السلام علیکم حیدر۔ کیسے ہیں آپ؟"، اس نے نرمی سے پوچھا تو وہ مسکرا کے سلام کرنے لگا۔

"حرم کہاں ہے؟"، اس نے سلام کے بعد پوچھا تو قرت مسکرا اٹھی۔

"اس کا کل نکاح ہے نا۔ جبھی آج نہیں آئی۔ تیاریوں میں مصروف ہے۔ پھر اگلے ہفتے تک ان شاء اللہ اپنے ہزبینڈ کے ساتھ ہی چلی جائے گی۔"، قرت کے الفاظ نے گویا اس کے اوپر ٹھنڈا پانی الٹ دیا تھا۔

وہ شل سا، ہونق بنا اسے دیکھے گیا۔ شاک سے منہ کھل گیا تھا۔

"کیا بول رہی ہو؟"، وہ حیرت سے صرف یہی پوچھ سکا۔

Posted On Kitab Nagri

"جی۔ اس کا نکاح ہے نا۔ پھر وہیں جا کے کامرس کی ڈگری کمپلیٹ کرے گی۔"، قرت نے مزید بتایا تو وہ بغیر کچھ کہے سنے وہاں سے مڑ گیا۔ پیر کپکپا رہے تھے۔ ہمت جواب دے رہی تھی۔ پتا نہیں کیوں دل میں درد سا اٹھا تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا یونیورسٹی کے پارکنگ ایریا میں پہنچا، کار تک پہنچ کے کار اسٹارٹ کی، اور زن سے گاڑی آگے بڑھا لے گیا۔

کافی دیر بعد وہ ساحل سمندر پر بیٹھا سمندر کے اٹھتے شور کو سنتا، سمندر کی ٹھاٹھیں مارتی لہروں کو دیکھ رہا تھا۔ آنکھیں ویران دکھتی تھیں۔۔۔ بالکل ویران۔ چہرہ سپاٹ اور بے تاثر۔ آنکھوں کے سامنے بار بار ایک ہی منظر چل رہا تھا۔۔۔

جب وہ اس سے پہلی بار ملا تھا۔ جب اس نے اسے پہلی بار دیکھا تھا۔ اور صرف تبھی تو اس نے اسے دیکھا تھا۔ اس کے بعد تو ہمیشہ وہ نقاب لگائے ہوئے ہوتی تھی۔ گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔ سانس گویا اٹک اٹک کے آرہا تھا۔ دل کی دھڑکنیں بھی تیز ہو رہی تھیں۔ اسے اپنی حالت اب تک سمجھ نہیں آرہی تھی۔

تبھی اس کا جیب میں پڑا فون تھرتھرایا تھا۔ اس نے منہ پہ ہاتھ پھیر کر جیب سے فون نکال کر سامنے کیا تو فون پہ "راحم کالنگ" جگمگا رہا تھا۔ اس وقت وہ کچھ بھی سننا یا بولنا نہیں چاہتا تھا مگر پھر بھی کال ریسیو کر ہی لی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

"ہیلو۔"، کان تک فون لے جا کے اس نے ہلکی آواز میں کہا تو دوسری جانب سے راحم کی پریشان سی آواز گونجی۔

"ہیلو۔۔۔حیدر۔ زائرہ بے ہوش ہو گئی ہے۔ ہم اس کو ہسپتال لے کے جا رہے ہیں۔ تم بھی آ جاؤ۔"، راحم کے کہنے پر وہ یکدم ہی سیدھا ہو بیٹھا تھا۔

"کیا ہوا ہے اسے؟"، وہ پریشان ہو گیا تھا۔۔۔بہت زیادہ۔ زائرہ نے جو بھی کیا، اس کے دل کا جو بھی حال فی الوقت تھا، مگر یہ بھی سچ تھا کہ زائرہ اس کی محبت تھی۔ وہ اس پہ ہمیشہ سے جان نچھاور کرتا آیا تھا۔۔۔وہ فون کاٹ کے جیب میں اڑستا، گاڑی کی چابی نکالتا گاڑی کی طرف تیزی سے لپکا تھا۔ وہ عجیب ہو گیا تھا۔

اس کو اپنا آپ دو کشتیوں میں سوار لگتا تھا۔

ہسپتال کی راہداری میں دوڑتے ہوئے، ڈاکٹرز کے آفسوں کے چکر لگاتے ہوئے، ادھر سے ادھر جاتے ہوئے، حرم کا خیال جیسے اس کے ذہن سے پوری طرح نکل گیا تھا۔

زائرہ کا بخار بہت ہائی ہو گیا تھا جس کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گئی تھی۔

وہ رات تک ہسپتال میں ہی تھا اور تب تک زائرہ کو ہوش نہیں آیا تھا۔ وہ ڈاکٹرز کے زیر نگرانی تھی۔

جب حیدر نے اسے شیشے کے پار سے دیکھا تھا تو اسے اس کا چہرہ سوجا ہوا لگا تھا۔ ہسپتال کے لباس میں

Posted On Kitab Nagri

ملبوس وہ پہلے سے کہیں زیادہ کمزور لگ رہی تھی۔ آنکھوں کے نیچے گہرے حلقے تھے۔ چہرہ مرجھایا ہوا لگتا تھا۔ رنگت بھی زرد لگتی تھی۔

وہ زیادہ دیر وہاں کھڑا نہیں رہ پایا تھا۔ وہ پلٹ گیا تھا۔ جب وہ نماز وغیرہ پڑھ کر فریش ہونے کچھ دیر کے لیے گھر گیا، تبھی اسے راحم کی کال آئی تھی۔ وہ بتا رہا تھا کہ زائرہ ہوش میں آگئی تھی۔ یہ سن کر حیدر کی جان میں جان آئی تھی۔ لیکن اس کے بعد وہ ہسپتال نہیں گیا تھا۔ شاید یہ اپنے رویے کا گلٹ تھا یا کیا، وہ زائرہ کا سامنا نہیں کر پا رہا تھا۔

اگلے دن دوپہر کے وقت لاہور میں سورج خوب برس رہا تھا۔ بے حد گرمی تھی۔ لو چل رہی تھی۔ ایسے میں سب ہی بہت نڈھال سے ہو رہے تھے۔ آج حرم کا نکاح تھا۔

حیدر یونیورسٹی پہنچا تو لاشعوری طور پر حرم کا منتظر تھا۔ لیکن پھر اسے خیال آیا تھا کہ وہ تو اب اپنی زندگی کے نئے سفر پر روانہ ہو رہی ہے۔ وہ تو اب یونیورسٹی نہیں آئے گی۔

وہ پتا نہیں کیوں اداس سا درخت کے نیچے بیٹھا تھا۔ آنکھوں میں ہلکی سی نمی نظر آ رہی تھی۔ ہلکی پھلکی ٹی شرٹ اور جینز پہنے، بیگ سائیڈ پر رکھے، وہ بہت زیادہ اداس لگ رہا تھا۔ آج عامر اور راحم سے ملنے کا بھی دل نہیں چاہ رہا تھا۔ جبھی اس نے اچانک ہی آنکھوں کی نمی کو رگڑا اور ہاتھ دعا کے سے انداز میں

Posted On Kitab Nagri

ہلکے سے اٹھائے۔ پھر چہرہ اٹھا کر آسمان کو دیکھنے لگا۔ مگر سورج کی تیز کرنوں کے باعث آنکھیں کچھ ہی پل میں واپس نیچے جھکا لیں۔

'اللہ۔۔۔''، وہ بولا تو آواز میں درد تھا۔۔۔تکلیف تھی۔۔۔بے بسی تھی!

''میں نہیں جانتا یا اللہ، مجھے کیا ہو رہا ہے۔ تو مجھے صبر دے۔۔۔مجھے میری بیوی کے ساتھ وفادار کر دے۔ میرے دل سے حرم کے خیال کو نکال دے۔۔۔مجھے ٹھیک کر دے یا اللہ۔ میرا دل بیمار ہو گیا ہے۔''، آواز اور لہجے میں عجیب سی تڑپ تھی۔۔۔ جیسے وہ بہت بے بس ہو۔

''یا اللہ۔۔۔اسے بھی اس کی نئی زندگی میں بہت خوشیاں دینا۔ اسے تمام رحمتیں اور نعمتیں دینا۔ اسے اس کے شوہر کے ساتھ وفادار رکھنا۔۔۔''، پتا نہیں کہاں سے ایک آنسو ٹوٹ کر رخسار پر بہہ گیا تھا۔ وہ اس آنسو سے بالکل بے خبر، اب بھی سر جھکائے دعا کر رہا تھا۔ آنسوؤں کا گولہ حلق میں اٹکنے لگا تو اس نے گہری سانس لی۔

''یا اللہ۔۔۔میرے بیمار دل کو شفا دے۔ اس گناہ گار کو شفایاب کر دے، میرے مولا۔''، آنسو اب تواتر کے ساتھ بہہ رہے تھے، جبھی اس کے کاندھے پہ کسی نے ہاتھ رکھا تو وہ جھٹکے سے سر اٹھا کے دائیں طرف دیکھنے لگا۔ وہاں راحم بیٹھا تھا اور وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ آنکھوں میں ہمدردی تھی۔۔۔شاید وہ کچھ جانتا تھا، یا شاید بہت کچھ جانتا تھا۔ کم از کم اس کی آنکھیں تو یہی کہہ رہی تھیں۔

Posted On Kitab Nagri

"صبر کر حیدر۔۔۔ کیا ہو گیا ہے؟ اتنی جلدی ہمت ہار رہا ہے؟"، راحم نے کہتے ہوئے اسے گلے لگایا تھا۔ حیدر بھی بچوں کی طرح اس سے لپٹ گیا تھا۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔ گراؤنڈ میں اس وقت اتنے لوگ نہ تھے جبھی وہ کمفرٹیبل تھا۔ ورنہ اپنے آنسو وہ ایسے کبھی نہیں بہایا کرتا تھا۔

"میں گھٹ رہا ہوں راحم۔۔۔ میرا گلٹ مجھے مار رہا ہے۔۔۔ اندر ہی اندر سے کھا رہا ہے۔۔۔ مجھے ختم کر رہا ہے۔۔۔ میں کیا کروں۔"، وہ رونے کے درمیان ہچکیاں لیتے ہوئے بولا تو راحم اس کی پیٹھ تھپتھپانے لگا۔

"رجوع کرو۔۔۔ اس اللہ کی طرف، جس نے تمہیں کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹایا۔۔۔ وہ اب بھی خالی ہاتھ نہیں لوٹائے گا۔۔۔ اللہ سب بہتر کرے گا۔"، راحم نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا اور خود سے دور کر کے دھیرے سے اس کے آنسو پونچھے۔

"تم دو کشتیوں میں سوار نہیں ہو سکتے۔۔۔ ایک کا چناؤ کرو۔۔۔ مگر یاد رکھنا کہ زائرہ میری بہنوں جیسی ہے۔۔۔ وہ تمہارے نام پر بیٹھی ہے۔۔۔ تم نے اب اسے اپنے نکاح میں لے لیا ہے۔ وہ تمہاری ہے۔۔۔ اور جہاں تک رہی حرم امین کی بات، تو وہ اب کسی اور کی ہو چکی ہے۔ تم ہمت کرو، اور اللہ سے حوصلے اور صحیح فیصلہ کرنے کی صلاحیت مانگو۔۔۔ وہ بہتر کرتا ہے۔"، راحم نے کہا۔ اس کی نرم آنکھیں حیدر کے متورم چہرے پر جمی تھیں۔

حیدر نے رگڑ کر آنکھیں صاف کیں، پھر راحم کو دیکھا۔ وہ اب بھی اسے یونہی تک رہا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

"آئی ایم سوری راحم۔۔۔"، حیدر نے نظریں چرا کر کہا تو راحم نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اس کی پیٹھ تھپتھپائی۔

"زائرہ میری خالہ کی بیٹی ہے۔۔۔ مگر وہ مجھے میری اپنی بہن کی طرح ہی عزیز ہے۔اس کے ساتھ کوئی زیادتی مت کر جانا، حیدر۔"، راحم کی آنکھوں میں التجا تھی۔حیدر نے نفی میں سر ہلا کر اس کا ہاتھ تھاما۔

"وہ میری ذمے داری ہے۔۔۔وہ میرا فرض ہے۔۔۔ تم فکر مت کرو۔ میں اس کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کروں گا۔"، اور بس حیدر کا یہ کہنا تھا اور راحم آفاق مطمئن ہو گیا تھا۔حیدر نے تسلی دے دی تھی تو یعنی وہ اپنی تسلی پر پورا اترے گا۔اس میں کوئی شک نہیں رہ گیا تھا۔

اور حیدر اب بھی کچھ کشمکش میں گھرا بیٹھا تھا۔ آج اسے یقین ہو گیا تھا کہ دوست واقعی دل کے حالات آنکھوں سے جان جاتے ہیں۔پتا نہیں کیسے اور کب سے وہ اس کی دلی حالت سے واقف تھا؟

کمرہ اندھیر تھا۔۔۔اے سی تیز چلا ہوا تھا اور کمرے میں ٹھنڈ حد سے سوا ہو چکی تھی۔ کھڑکیوں پہ دیوار گیر پردے گرے ہوئے تھے۔۔۔ایسے میں وہ فرش پر بیٹھا، چہرہ گھٹنوں پہ ٹکائے، گھٹنوں کے گرد بازو ڈالے، یک ٹک کسی غیر مرئی نقطے کو تک رہا تھا۔۔۔یقین اب تک نہ آپایا تھا کہ حرم کا نکاح ہو چکا ہے اور وہ اپنے شوہر کے ساتھ جا چکی ہے۔ماہر نے اسے حرم کے شوہر کی تصویر بھی دکھائی تھی، جو اس کے ذہن سے چاہ کر بھی محو نہیں ہو پا رہی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

وہ لمبا چوڑا تقریبا پچیس سال کا لڑکا تھا۔۔۔ عمر میں حرم سے کافی بڑا تھا مگر شکل و صورت کا بلا کا ہینڈسم اور گڈ لکنگ تھا۔ گورا چٹا۔۔۔ سبز آنکھوں والا وہ لڑکا پٹھانی خدوخال کا حامل تھا۔ کافی اچھا تھا اور حرم تو اس کے ساتھ اور ہی اچھی لگ رہی ہو گی۔۔۔ البتہ ماہر کا چہرہ بار بار اس کی نظروں کے سامنے آ رہا تھا۔ ماہر کے چہرے پر صاف لکھا تھا کہ وہ اس شادی سے خوش نہیں ہے۔ یا شاید، یہ صرف حیدر کا خیال تھا۔۔۔

اسے لاہور سے آئے دو ہفتے ہو چکے تھے۔ گرمی کی شدت کے باعث کچھ دن یونیورسٹی بند تھی۔ ایسے میں واپس گھر آنا اسے سب سے مناسب لگا تھا۔ ویسے بھی اب اس کا لاہور میں دل نہیں لگ رہا تھا۔ وہ گئی تو یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے سب ختم ہو گیا ہے۔۔۔ جیسے زندگی اختتام کو پہنچ چکی ہو۔۔۔ مگر اس کے باوجود ختم ہو کے ہی نہیں دے رہی ہو۔ اس کی بادامی رنگ کی آنکھیں ویران معلوم ہوتی تھیں۔

کبری کی شادی اسی ہفتے کے آخر میں شروع ہو رہی تھی۔۔۔ تیاریاں اپنے عروج پر تھیں۔ مگر اس کا کسی چیز میں دل نہیں لگ رہا تھا۔ اتوار کو انعم اور صائم بھی کبری کی شادی اٹینڈ کرنے آ رہے تھے۔ ذیشان کی بھی چھٹیاں ہونے والی تھیں سو وہ بھی ہو گا، یہ بھی کنفرم تھا۔ بس اس کا ہی کسی چیز میں دل نہیں لگ پا رہا تھا۔

اچانک ہی زائرہ کا خیال ذہن میں آیا تو وہ سیدھا ہو بیٹھا۔ وہ اس کی بیوی تھی، وہ اس سے یوں منہ نہیں موڑ سکتا تھا۔ اور ویسے بھی اس کی محبت اب تک حرم کی محبت پر حاوی تھی۔۔۔ اور اس کا وعدہ۔۔۔ جو

www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

اس نے راحم آفاق سے کیا تھا، اس وعدے کو بھی وہ نہیں بھولا تھا۔ راحم سے فون پر بات ہوئی تھی تو اس نے بتایا تھا کہ زائرہ گھر آچکی ہے، اس کے باوجود اس نے اب تک اسے فون کرنے کی ہمت نہیں کی تھی۔

اس نے اپنے دائیں طرف زمین پہ پڑے فون کو اٹھایا اور زائرہ کا نمبر ڈائل کیا جو اسے زبانی ازبر تھا۔ دوسری گھنٹی پہ ہی فون اٹھالیا گیا تھا۔ البتہ دوسری طرف بھی خاموشی ہی چھائی ہوئی تھی۔

"اہم۔۔۔"، اس نے ہلکا سا گلا کھنکارا تو دوسری طرف اپنے کمرے میں بستر پر لیٹی زائرہ کی آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ کر بستر میں جذب ہو گیا تھا۔ خاموش وہ اب بھی تھی۔

"زائرہ۔"، حیدر نے ہلکے سے کہا تو اس نے گہرا سانس لیا۔ اب کی بار دوسرا آنسو بھی ٹوٹ کر تکیے میں جذب ہو گیا تھا۔ اس کا چہرہ مرجھایا ہوا سا لگتا تھا۔۔۔ ویسے ہی بڑے بڑے حلقے۔۔۔ ویسی ہی زرد رنگت۔۔۔ ویسی ہی بیمار صورت۔ ویران سبز آنکھیں چھت کو تک رہی تھیں۔

"آئی ایم سوری۔"، حیدر نے ہمت جمع کرکے جونہی یہ الفاظ لبوں سے آزاد کیے، دوسری طرف سے اس کی سسکی گونجی تھی۔ حیدر نے پچھتاوے اور دکھ سے آنکھیں میچ کر سر بیڈ کے پائینتے سے ٹکا دیا تھا۔ وہ کم از کم اس کے رونے کی وجہ نہیں بننا چاہتا تھا۔

"زائرہ۔۔۔ مجھے معاف کر دو۔ میں ہسپتال آتا تھا مگر تم سے ملنے کی۔۔۔ تمہارا سامنا کرنے کی۔۔۔ تمہاری شکایتی نظریں برداشت کرنے کی ہمت نہیں تھی مجھ میں۔۔۔ مجھے معاف کر دو۔"، وہ

Posted On Kitab Nagri

رک رک کر گہرے گہرے سانس لیتے ہوئے کہہ رہا تھا اور وہ سسکیوں سے روتی اسے سن رہی تھی۔۔۔دم سادھے۔ نظریں اب بھی چھت پر اٹکی تھیں۔

"زائرہ۔۔۔کچھ بولو نا۔"، اس نے ایک بار پھر کہا تو وہ زکام زدہ سی آواز میں ہلکے سے کھنکاری۔

"آئی ایم سوری ایزویل، حیدر۔"، آواز بھی نم تھی۔۔۔اور لہجہ بھی ٹوٹا ہوا معلوم ہوتا تھا۔

"تم نے مجھے معاف کیا؟"، حیدر نے کسی احساس کے تحت آہستہ سے پوچھا تو زائرہ ہلکا سا مسکرائی۔

"ہاں کیا۔"، اس نے ہلکے پھلکے سے انداز میں کہا۔ البتہ آنسو اب بھی رکے نہیں تھے۔

"اب ناراض تو نہیں ہو مجھ سے؟"، حیدر نے ایک اور بار پوچھا۔۔۔شاید وہ اس سے کوئی شکوہ کرے۔۔۔مگر ناراض تو وہ اس سے کبھی نہیں ہو سکتی تھی، اس بات کا حیدر کو یقین تھا۔

"تم سے کبھی ناراض ہو سکتی ہوں میں؟"، اور اس لہجے میں۔۔۔ان الفاظ میں۔۔۔اس آواز میں۔۔۔جو مان تھا، اس نے حیدر کی روح کو اندر تک پر سکون کر دیا تھا۔اس نے آنکھیں موندیں اور ہلکا سا مسکرایا۔

"آئندہ ایسا کبھی نہیں ہو گا۔۔۔تم سے کوئی بات چھپانا نہیں چاہتا میں، مگر ہر بات بتانے والی بھی تو نہیں ہوتی نا۔"، حیدر نے دھیرے سے اسے سمجھاتے ہوئے کہا تو وہ دوسری جانب اثبات میں یوں سر ہلانے لگی جیسے وہ اسے اس وقت دیکھ رہا ہو۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

"ٹھیک کہتے ہو۔"، اب اس کی آواز اتنی نم محسوس نہیں ہوتی تھی۔ حیدر نے سکون کا سانس خارج کیا۔

"کبری آپی کی شادی میں تو آؤ گی نا؟"، حیدر نے موڈ اور موضوع بدلنے کو کہا تو وہ مسکرا اٹھی۔

"لو کبری آپی تو میری بہن ہیں۔ ان کی شادی میں میں نہیں آئی تو شادی کیسے ہو گی؟ نکاح کیسے ہو گا؟ اور بارات کیسے آئے گی؟"، زائرہ نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا تو حیدر مسکرانے لگا۔ چلو اب وہ پہلے والی زائرہ لگنے لگی تھی۔

"ٹھیک ہے پھر۔۔۔ آجانا۔ ایسا نہ ہو کہ دلہن ہی انکار کر دے کہ زائرہ نہیں آئی تو میں شادی نہیں کروں گی۔"، حیدر نے بھی مزے سے کہا تو وہ ہلکا سا ہنس دی۔

"چلو۔ اب میں آرام کر رہی ہوں۔۔۔ تم فون رکھو۔ خدا حافظ۔"، اس نے مسکراتے ہوئے کہہ کر فون بند کر دیا۔ دل خوش تھا۔۔۔ دنیا بھی اچھی لگنے لگی تھی۔۔۔ سب اچھا لگنے لگا تھا۔

شیخوپورہ کو رات نے اپنے آغوش میں لیا تو حویلی میں سب اپنے اپنے کمروں کی طرف چل دیے۔ ایسے میں وہ عشاء کی نماز کے بعد قرآن کی تلاوت کرنے میں مصروف تھا۔ سفید صاف ستھری سی شلوار قمیض زیب تن کر رکھی تھی اور سر پر سفید جالی دار ٹوپی بھی پہن رکھی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

وہ اب خود کو کسی ان دیکھے بوجھ سے آزاد محسوس کر رہا تھا۔کاندھے اب ہلکے محسوس ہو رہے تھے۔ چہرے پر بھی بشاشت تھی۔لب ہلکے ہلکے ہل رہے تھے۔کمرے میں اے سی چل رہا تھا۔۔اے سی کی ہلکی سی آواز بھی آتی تھی۔اس نے قرآن بند کر کے شیلف پہ رکھا اور چلتا ہوا بالکونی میں آ کھڑا ہوا۔ پیچھے سے سلائیڈنگ ڈور بند کیا اور ریلنگ پہ ہاتھ جمائے یونہی آسمان پر جگمگ کرتے تاروں کو سر اٹھا کر دیکھے گیا۔

ذہن ماضی کی کسی یاد میں بھٹکنے کو منتظر اور بے تاب تھا۔اور وہ نہ چاہتے ہوئے بھی ان یادوں میں بھٹک سا گیا تھا۔

یہ چند سال پہلے کی بات ہے جب وہ آخری بار مری سائیڈ پر گیا تھا۔اس کے تینوں چوزے بھی اس کے ساتھ ہی تھے۔وہ لوگ آج واپس جانے کی تیاریاں کر رہے تھے۔سامان اور کپڑے وغیرہ سوٹ کیسز میں بند کیے جا چکے تھے۔اور وہ آخری بار ایسے ہی چہل قدمی کی غرض سے قیصر کے ساتھ اوپر نیچی سڑکوں پر آ نکلا تھا۔وہ دونوں چہل قدمی کرتے ہوئے اونچائی کی طرف جا رہے تھے۔ساتھ ساتھ ہلکی پھلکی باتیں بھی جاری تھیں۔

ہلکے بھورے رنگ کے اوورکوٹ کے ساتھ جینز پہنے، ہاتھوں کو اوورکوٹ کی جیب میں ڈالے، بکھرے بال لیے، وہ کافی پرکشش لگ رہا تھا۔۔وہ تب سترہ سال کا تھا اور اب کی نسبت کافی دبلا پتلا

Posted On Kitab Nagri

اور ہینڈسم معلوم ہوتا تھا۔ وہ مسکراتے ہوئے اپنے ساتھ ساتھ چلتے قیصر سے کچھ کہہ رہا تھا جب اس کی نظر سڑک کے کنارے زمین پر بیٹھے ایک شخص پر پڑی تھی۔

وہ ہاتھوں میں کچھ قلم اور پینسلیں وغیرہ لیے بیٹھا تھا۔ وہ تقریبا چالیس پینتالیس سال کا آدمی تھا۔۔۔ چہرے پر ہلکی ہلکی داڑھی تھی۔۔۔ بال ہلکے سیاہ و سرمئی تھے۔ بھورے سوئیٹر کے ساتھ اونی ٹراوزر پہنے، وہ کافی اچھا معلوم ہوتا تھا۔ رنگت کا سانولہ تھا اور اس کے بالکل پیچھے ایک بائیک کھڑی تھی، جس پہ اسی طرح بیچنے کا کچھ اور سامان بھی موجود تھا۔ وہ وہاں آس پاس کا ہی رہائشی معلوم ہوتا تھا۔

"پین ختم ہوگئے ہیں میرے۔۔۔ ذرا ایک دو خرید لوں۔"، حیدر قیصر سے کہتا ہوا اس آدمی کے قریب جاکر آرام سے زمین پر بیٹھا تو اس آدمی نے بھی ہلکی بھوری آنکھیں اٹھا کے اسے دیکھا۔

"السلام علیکم بھائی۔۔۔ یہ پیکٹ کتنے کا ہے؟"، حیدر نے نرمی سے اس کے ہاتھ میں پکڑے پین کے اچھے خاصے بڑے پیکٹ کو دیکھ کر پوچھا تو وہ آدمی ہلکا سا مسکرایا۔

"آپ کو کتنے پین چاہئیں؟"، اس آدمی نے آہستہ سے کہا تو حیدر مسکرا کر سر نفی میں ہلانے لگا۔

"مجھے پورا پیکٹ ہی چاہئے۔۔۔ میرے بابا کا آفس ہے نا۔ اس آفس کے لیے لے رہا ہوں۔"، حیدر نے نرم لہجے میں کہا تو وہ آدمی سر جھٹک کر پھر سے مسکرادیا۔

Posted On Kitab Nagri

"ایک پین پندرہ روپے کا ہے۔ اس پیکٹ میں چالیس پین ہیں۔۔۔ تو یہ آپ کو چھ سو کا پڑے گا۔"، اس آدمی نے دھیرے سے کہہ کر اسے دیکھا۔ بھوری آنکھوں میں پتا نہیں کیوں ایک پر اسرار سی مسکراہٹ تھی۔

حیدر نے جلدی سے جیب سے اپنا والٹ نکالا اور پھر ہزار ہزار کے بہت سے نوٹوں کے درمیان دبے پانچ ہزار کے نوٹ کو دو انگلیوں سے پکڑ کر باہر نکالا، پھر اس کی طرف بڑھایا۔ ابھی وہ کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ اس آدمی نے خاموشی سے ہاتھ آگے بڑھا کر اس کے ہاتھ کو پیچھے کیا۔

"مجھے نہیں چاہئیں۔۔۔ آپ فری میں لے جاؤ پین۔"، اس کی آنکھوں اور لہجے میں کسی قسم کا کوئی طنز، کوئی تحقیر نہیں تھی۔۔۔ صرف معصومیت تھی۔ حیدر نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اس کا ہاتھ زبردستی کھول کر اس میں نوٹ تھمایا۔

"یہ احسان نہیں کر رہا میں۔۔۔ میرے پاس کھلے پیسے نہیں ہیں، اسی لیے دے رہا ہوں۔"، حیدر نے احتجاجاً کہا تو وہ پھر سے مسکرانے لگا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

"ہم اللہ کے بندے ہیں اور اسی کا کھاتے ہیں۔۔۔ آپ کا نہیں لیں گے۔"، اس آدمی نے سنجیدہ مگر نرم لہجے میں کہا تو حیدر کچھ سیکنڈ کے لیے واقعی لاجواب سا ہو گیا، پھر سر ہلکے سے نفی میں ہلایا۔

"مجھے بھی تو یہ اللہ نے ہی دیا ہے نا۔"، حیدر نے کمزور سی آواز میں کہا۔ جیسے اسے اپنی خود کی دلیل ہی کمزور معلوم ہو رہی ہو۔

Posted On Kitab Nagri

"تو اللہ نے یہ آپ کو دیا ہے نا۔۔۔جب مجھے دے گا تو میں بھی استعمال کر لوں گا۔"، اس آدمی نے پھر سے مسکراہٹ کے ساتھ کہا تو حیدر کے پیچھے کھڑے قیصر نے بیزاری سے اس کے کاندھے پہ ہاتھ رکھا۔

"حیدر چل یار۔ دیر ہو رہی ہے۔"، وہ یقیناً اس آدمی کی فضول کی ضد سے بیزار ہو گیا تھا۔

مگر حیدر نے اسے بری طرح نظر انداز کرتے ہوئے اپنا پورا دھیان اب بھی اس آدمی پر رکھا۔

"چلیں ٹھیک ہے پھر۔۔۔ایک ڈیل کر لیتے ہیں۔۔۔آج آپ یہ رکھ لیں۔ ایک دن میں یہاں واپس آؤں گا تو آپ مجھے لوٹا دیجئے گا۔۔۔اور ہاں، یہ صدقہ، خیرات یا فطرہ نہیں ہے۔"، حیدر نے بھی ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا تو وہ آدمی مسکرا کر سر نفی میں ہلانے لگا۔

"اپنے اللہ پہ اب تک اتنا بھروسہ قائم ہے مجھے کہ کم از کم صدقے کا تو نہیں کھلائے گا۔۔۔اور رہی بات پیسے لینے کی تو ٹھیک ہے۔ میں آج یہ لے رہا ہوں۔۔۔لیکن یہ لینے کی وجہ میری ضرورت نہیں ہے۔۔۔کچھ اور ہے۔ اور وہ وجہ میں آپ کو تب بتاؤں گا جب آپ "کسی" دن یہاں واپس آئیں گے۔ یہ ادھار رہا۔"، وہ آدمی کہہ کر اس کے ہاتھ سے نوٹ لے کر اپنے سوئیٹر کی جیب میں ڈالنے لگا جبکہ حیدر اب کچھ مضطرب۔۔۔کچھ کنفیوژڈ سا ہو کے اسے دیکھ رہا تھا۔

"آپ کا نام؟"، اس آدمی نے مڑ کر مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا تو حیدر بھی کسی خواب کے زیر اثر دھیرے سے۔۔۔بالکل ہلکی سی آواز میں کہنے لگا، "حیدر۔۔۔حیدر عثمان۔"

Posted On Kitab Nagri

اس آدمی نے مسکرا کر سمجھ کر سر ہلایا تو حیدر بھی اس سے پوچھ بیٹھا۔

"اور آپ؟"، اس آدمی نے بلا کسی تردد کے کہا، "عبد اللہ۔"، اور کہہ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ مسکرا کر ایک آخری نظر حیدر اور قیصر پر ڈالی اور اپنا سامان اٹھا کر سڑک کے نیچے اترنے لگا۔ حیدر کی نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔ وہ عجیب پر اسرار سا شخص تھا۔

بہت عجیب!

ایک آواز سے حیدر واپس حال میں آیا تھا۔ منہ موڑ کر دیکھا تو بالکونی کے دروازے میں عثمان ایستادہ تھے۔ وہ سونے کی تیاری میں لگتے تھے۔ حیدر ہی کی جیسی بادامی آنکھیں نیند میں ڈوبی معلوم ہوتی تھیں۔ یا شاید وہ سوتے میں سے اٹھ کر آئے تھے۔ آنکھوں میں خوف اور بے چینی کے ملے جلے تاثرات تھے۔

"یہاں کیوں کھڑے ہو؟"، انہوں نے عجیب کمزور سی آواز میں پوچھا تو وہ آگے بڑھ آیا۔

"ایسے ہی۔۔۔ کھلی ہوا میں آنے کا دل چاہ رہا تھا۔"، اس نے عام سے انداز میں کہا۔

"جا کے سو جاؤ۔۔۔ اور ساری دعائیں جو تمہاری ماں نے یاد کروائی ہوئی ہیں نا، وہ پڑھ کر سونا۔"، وہ اسی عجیب و خوف زدہ لہجے میں کہہ کر مڑ گئے۔ وہ کچھ کنفیوژن سے سر ہلاتا کمرے میں آ گیا۔ یقیناً عثمان نے اس کے متعلق کوئی برا خواب دیکھا تھا۔ وہ جب بھی اپنے کسی بھی قریبی کے بارے میں کوئی برا خواب دیکھا کرتے تھے، جا کر ایک دفعہ اس کی خیریت کی یقین دہانی ضرور کرتے تھے۔

Posted On Kitab Nagri

یوں تو وہ پچھلے ساڑھے تین سال میں عبداللہ کو پوری طرح بھول چکا تھا مگر پتا نہیں کیسے، آج اچانک ہی اس کی یاد آگئی۔۔۔عبداللہ کا ایک ایک تاثر اس کے ذہن کے پردہ پر آج بھی نقش تھا۔اب اس کا ذہن حرم کے علاوہ بھی کچھ اور سوچ رہا تھا۔۔۔اچھا ہے۔وہ اس کو سوچ سوچ کر زائرہ کے ساتھ ساتھ خود کو بھی دھوکہ دے رہا تھا۔

صبح کا سورج شیخوپورہ پر طلوع ہوا تو روشنی نے چاروں اور کے سبزہ زار کے ساتھ ساتھ شاہ حویلی کو بھی اپنی آغوش میں لے لیا۔آج گرمی بے حد تھی۔ایسے میں اگر اس کے کمرے میں جھانکا جاتا تو وہ بیڈ پہ بیٹھا فون پہ کسی سے بات کرتا ہوا دکھائی دیتا۔

ہلکی پھلکی سی ٹی شرٹ اور ٹراؤزر پہن رکھا تھا۔چہرہ تازہ دم معلوم ہوتا تھا۔

"ہاں ماہر۔۔۔تم بھی آنانا۔۔۔اپنے بابا اور بہن کے ساتھ۔۔۔اور ہاں،نانو کو بھی لے کر آنا۔"،حیدر خوشگوار موڈ میں کہہ رہا تھا۔

"آئی ایم رئیلی سوری حیدر بھائی۔ہمارا آنا ممکن نہ ہو گا۔دراصل نانو کی طبیعت کافی دنوں سے ناساز ہے۔وہ ہسپتال میں ایڈمٹ ہیں۔"،ماہر شرمندگی سے دوسری طرف سے کہہ رہا تھا۔

"اوہ۔۔۔اوکے۔کیا ہو گیا ان کو؟"،حیدر نے ازراہ ہمدردی کہا تو ماہر نے دوسری جانب جیسے ایک گہرا سانس لیا۔وہ کیا بتاتا حیدر کو۔۔۔اس نے سر جھٹکا پھر دھیرے سے گویا ہوا۔

Posted On Kitab Nagri

"وہ ان کو اکثر بخار وغیرہ رہتا ہے نا۔ تو اب بھی بخار بہت تیز چڑھا ہوا ہے۔"، ماہر نے کہا تو حیدر سر ہلا کر رہ گیا۔ اسے ماہر امین کی بات پر یقین آ گیا تھا۔

"چلو ٹھیک ہے۔۔۔ اللہ انہیں شفایاب کرے۔"، حیدر نے کہہ کر چند الوداعی کلمات کے بعد فون رکھ دیا اور کمرے سے باہر آ کے انتظامات وغیرہ دیکھنے لگا۔ صرف چند دن ہی تو رہ گ ئے تھے کبری کو اس گھر سے جانے میں۔۔۔ پھر کتنا خالی خالی ہو جائے گا نا یہ گھر۔ جس گھر میں وہ سب اپنا بچپن گزار چکے ہیں، وہ اب بالکل خالی ہو جائے گا۔۔۔ پھر جب تک صائم اپنی ڈگری مکمل کر کے واپس آ ئے، تو ہی رونق ہو گی۔ کیونکہ ان کے گھر کی رونق تو حیدر اور انعم ہی ہیں۔۔۔ انعم تو چلی گئی، حیدر بھی اگلے سال رخصتی کر کے زائرہ کو لے کر آگے پڑھائی کرنے کے لیے لندن چلا جائے گا۔ کبری تو پھر بھی لاہور میں ہی ہو گی سو آ جایا کرے گی ایک دو دن کے لیے۔

سوچ کر ہی دل اداس ہو رہا تھا کہ اب وہ لوگ بڑے ہو گ ئے ہیں۔۔۔ زندگی بچپن جیسی پھر سے نہیں ہوا کرتی۔ بچپن ایک ہی ہوا کرتا ہے۔۔۔ پھر جب کبھی ہم بڑے ہو جاتے ہیں تو وہ دن اور لمحے یاد کر کے دل چاہتا ہے کہ کاش ٹائم ٹریول کر کے واپس چھوٹے ہو جائیں۔

"حیدر۔"، اسے اپنے پیچھے کبری کی آواز آئی تو وہ پیچھے مڑا۔ وہ اس وقت لاؤنج کے دروازے کے پاس کھڑا تھا۔ کبری بھی نیلے رنگ کے شلوار قمیض پہنے اس کے سامنے کھڑی تھی۔

"جی؟"، اس نے کہتے ہوئے کبری کو دیکھا۔

Posted On Kitab Nagri

"وہ میں پوچھ رہی تھی کہ زائرہ آئے گی نا شادی میں؟ وہ۔۔۔ دراصل بابا کہہ رہے تھے کہ شاید اس کے پیپرز ہوں گے اور وہ نہ آئے۔"، کبری نے نظریں اس پر جما کر کہا۔

"نہیں نہیں۔۔۔ وہ آئے گی۔ اس نے مجھے کہا ہے کہ وہ آئے گی۔"، حیدر نے بھی سر نفی میں ہلاتے ہوئے کہا تو کبری مسکرانے لگی۔ پھر دو قدم قریب آئی اور ہاتھ باندھ کر اسے دیکھا۔

"اسے کہو نا کہ ابھی سے آ جائے۔ میں بہت اکیلی ہوں۔ انعم بھی چلی گئی ہے۔"، کبری اداس لگ رہی تھی۔ آنکھوں میں بھی اداسی صاف نظر آ رہی تھی۔

"ابھی نہیں آ سکتی وہ۔ کیونکہ اس کی طبیعت ابھی فی الحال اتنی ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ ہاں شادی یا مایوں تک آ جائے گی۔"، حیدر نے کہتے ہوئے ایک قدم کبری کی جانب بڑھایا اور نظریں جھکا کر اسے دیکھا۔ کبری حیدر سے قد میں کافی چھوٹی لگتی تھی۔

"اور آپ اکیلی کیوں ہیں؟ میں ہوں نا آپ کے ساتھ۔"، وہ مسکرایا تو کبری نے دھیرے سے نفی میں سر ہلایا۔

www.kitabnagri.com

"ارے نہیں نا۔۔۔ لڑکیاں ہوتی ہیں نا تو وہ ساتھ مل کر سیلون جاتی ہیں۔۔۔ مہندیاں لگواتی ہیں۔۔۔ کپڑے سیلیکٹ کرتی ہیں۔۔۔ ڈھولکیاں رکھتی ہیں۔۔۔ گپے لگاتی ہیں۔۔۔ اور بھی کیا کیا بتاؤں میں تمہیں۔"، کبری آرام سے کہہ رہی تھی اور وہ انگلی ٹھوڑی تلے رکھے اسے مسکراتے ہوئے سن رہا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"دیکھیں بھئی آپی۔۔۔ سیلون تو نہیں۔۔۔ مگر گھر پر فیشل وغیرہ کروا سکتا ہوں۔۔۔اور مہندی آپ لگوانا۔ میں آپ کے ساتھ بیٹھ کے گپے لگا لوں گا۔۔۔جہاں تک رہی کپڑوں کی بات تو آج ہی ہم شاپنگ پر چلیں گے اور پھر جب تک آپ مایوں نہیں بیٹھ جاتیں، روز شاپنگ پہ جایا کریں گے۔۔۔ڈھولکی کی بات ہے تو کس نے کہا کہ ڈھولک صرف لڑکیاں بجا سکتی ہیں؟؟؟اور بھی جو بتانا ہے، وہ شاپنگ پہ چلتے ہوئے بتانا۔"، اس نے اپنے دونوں ہاتھ پیچھے باندھ کے جھک کر کبری کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے شرارتی مسکراہٹ کے ساتھ کہا تو کبری کی آنکھیں چمک اٹھیں۔۔۔وہ منہ کھولے پہلے اسے حیرت سے دیکھنے لگی پھر لب ملا کر مسکرائی اور اثبات میں سر ہلاتی اچک کے اس کے گلے لگ گئی۔

"میرے بہت اچھے بھائی ہو تم۔۔۔میں ابھی اپنا پرس لے کر آتی ہوں۔"، کبری نے اسے چھوڑا اور کہتی ہوئی مسکرا کر اندر کمرے کی اور بھاگ گئی۔ وہ بہت ایکسائٹڈ تھی اور اس کی ایکسائٹمنٹ دیکھ کر حیدر بھی سر جھٹک کر ہلکا سا ہنس دیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

کچھ دیر بعد وہ دونوں گاڑی میں بیٹھے تھے اور گاڑی سڑک پر رواں دواں تھی۔ کبری برابر میں بیٹھی مسلسل پٹر پٹر کر رہی تھی اور وہ بھی مسکرا کر اس کا پورا پورا ساتھ دے رہا تھا۔

بولتے بولتے وہ کچھ دیر کے لیے تھک کر چپ کر جاتی اور پھر دوبارہ سے اس کی گاڑی اسٹارٹ ہوتی تو ایسی ہوتی کہ اللہ بچائے۔۔۔

Posted On Kitab Nagri

"اچھاتم ایسا کرو۔۔۔ کہ امین انکل کی بیٹی، حرم کو بھی پک کر لونا۔۔۔ بہت اچھی ہے وہ۔۔۔ اور اس کا فیشن سینس بھی اچھا ہے۔ میری بنتی بھی ہے اس کے ساتھ۔"، کبری تو مزید کہہ رہی تھی مگر حیدر کے دل کی دھڑکن تو حرم کے نام پر ہی مس ہوئی تھی۔ وہ اچانک ہی ان کمفرٹیبل سا ہو گیا تھا۔

"آپی، وہ یہاں نہیں ہے۔۔۔ اس کی شادی ہو گئی ہے۔"، حیدر نے دھیرے سے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا تو وہ یک دم چپ ہو گئی۔ حیرت سے سر موڑ کر اسے دیکھا۔ آنکھوں میں واضح بے یقینی تھی۔

'کیا؟"، وہ اب بھی حیرت سے کہہ رہی تھی۔ حیدر نے اثبات میں سر ہلایا۔

"دو ہفتے سے زیادہ ہو گ ئے ہیں۔ اپنے ہزبینڈ کے ساتھ ہی کسی اور ملک میں شفٹ ہو گئی ہے وہ۔"، یہ کہنا اب بھی اتنا ہی مشکل تھا جتنا اس وقت۔

"اس کی تو عمر کافی چھوٹی ہے ابھی۔۔۔ اور۔۔۔ اور اس نے ہمیں بلایا بھی نہیں۔۔۔ اور امین انکل نے بھی نہیں بلایا؟"، وہ اب حیرت بھلا کر شکایتی انداز میں کہنے لگی تھی۔ نظریں اب بھی حیدر پر ہی تھیں۔

"وہ دراصل اس کی نانو کی حالت سیریئس تھی۔۔۔ تو بالکل سادگی سے نکاح کر دیا ہے اس کا۔ رخصتی بھی ساتھ ہی ہو گئی ہے۔"، حیدر نے دھیرے سے بتایا تو وہ سمجھ کر سر ہلانے لگی۔ حیدر کے گلے میں گلٹی ڈوب کر ابھری تھی۔ ایک کرب سا پھیلا تھا اس میں۔ اس نے اپنے اندر کی بوجھل پن کو ختم کرنے کے لیے جلدی سے ٹاپک بدلنے کی کوشش کی۔

Posted On Kitab Nagri

"اچھا کہاں جانا ہے؟"، وہ پوچھ رہا تھا۔ ہونٹوں پہ مصنوعی مسکراہٹ بھی ایسی تھی کہ کوئی اس کے اندر چلتی جنگ سے باخبر ہو ہی نہ سکے۔

"ایمپوریم چلو۔۔۔ پھر اگر کچھ پسند نہ آیا تو پیکیجز چلیں گے۔"، کبری نے مسکرا کر کہا تو وہ سر ہلاتا اسٹیئرنگ موڑنے لگا۔

"ویسے حرم ہے بہت پیاری۔۔۔ اور بہت کائنڈ بھی۔ اچھی ہے بہت۔ انعم تو اس کا رشتہ ذیشان سے کروانا چاہ رہی تھی۔ اب تو انعم کو بھی شاک ملے گا بہت بڑا۔"، کبری نے مسکرا کر سر جھٹکتے ہوئے کہا تو حیدر نے نظریں چرا کر سائیڈ مرر دیکھا۔ دل ایک دم خالی خالی سا محسوس ہونے لگا تھا۔ وہ ایک بار ٹھیک ہوتا تو لگتا کہ شاید اسے بھولنے لگا ہے۔ مگر کچھ ہی دیر میں اندازہ ہو جاتا کہ حرم امین کو بھولنا اتنا بھی آسان نہیں ہے۔

وہ پورا دن مالز میں گزرا۔۔۔ یہاں تک کے رات چھا گئی اور وہ لوگ اپنے گھر کو لوٹے۔ آتے کے ساتھ دونوں ہی اپنے اپنے کمروں کی جانب بڑھے۔ بہت زیادہ تھکاوٹ ہو گئی تھی سو نماز پڑھ کر سیدھا سونے ہی چلے گئے۔

اتوار کی صبح شاہ حویلی پہ اتری تو وسیع لان میں تیاریاں ہوتی نظر آتیں۔ آج کبری کی مہندی تھی۔ کل نکاح تھا اور پھر پرسوں ولیمہ۔ پو پھٹتے ہی صائم اور انعم یہاں پہنچ چکے تھے اور لمبے سفر کے باعث کچھ

Posted On Kitab Nagri

دیر آرام کرنے کی غرض سے کمرے میں گ ئے تھے۔باہر لاؤنج میں بھی صفائیاں جاری تھیں۔کبری اپنے کمرے میں بیٹھی تھی۔

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

www.kitabnagri.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

Posted On Kitab Nagri

عامر بھی اپنے نانا کے گھر ہی آیا ہوا تھا تو مہندی میں بھی شرکت کرنے آ گیا تھا۔ اس وقت وہ اور حیدر، حیدر کے کمرے میں بیٹھے کل کے ایونٹ کے بارے میں ڈسکس کر رہے تھے جب حیدر کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گیا۔

"کیا ہوا؟"، عامر نے یونہی پوچھا تو حیدر نے "کچھ نہیں" کہہ کر سر نفی میں ہلایا۔ عامر نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"ایک بات کہی تھی نا میں نے۔ یاد ہے؟"، وہ مسکرا کر کہنے لگا تو حیدر کے اندر کا سارا شور یک دم ہی بیٹھ گیا۔ وہ منہ کھولے حیرت سے عامر کو دیکھنے لگا۔ کیسے وہ ہر بار اس کی پریشانی منٹوں میں حل کر لیا کرتا تھا؟

"کسی انسان سے نہیں کرنا چاہتے تو اللہ سے بات شیئر کرو۔۔ دل ہلکا بھی ہو جائے گا اور سکون کے ساتھ ساتھ مسئلے کا حل بھی مل جائے گا۔"، عامر نے اطمینان سے کہا تو حیدر مسکرا کر اس کے گلے لگ گیا۔

"یو آر سو گڈ یار۔۔۔ تھینک یو سو مچ میری زندگی میں آنے کے لیے۔"، حیدر نے اسے گلے لگاتے ہوئے کہا۔

"چلو اچھا بس۔۔۔ صحیح ہے۔"، عامر نے مسکرا کر اسے ہٹاتے ہوئے کہا۔

Posted On Kitab Nagri

"حیدر۔۔۔اللہ کے پاس آخر میں نہیں، سب سے پہلے جایا جاتا ہے۔"، عامر نے آنکھیں اس کی بادامی آنکھوں میں گاڑھ کر کہا تو حیدر نے بھی مسکرا کر سر ہلایا۔

وہ کیسے بھول گیا تھا یہ بات کہ جو اللہ اس ہسپتال کے بیڈ پر بیٹھے ہوئے بندے کو ہدایت کا راستہ دکھا سکتا ہے، وہ آگے اس کی مدد نہیں کرے گا؟

عامر پہ آج اسے پہلے سے کہیں زیادہ پیار آیا تھا۔وہ تھا ہی ایسا !

اور جو اگر عامر کی منگیتر یہاں ہوتی، اور اس کی سوچ پڑھ لیتی تو کیا کہتی؟ وہ سوچنا نہیں چاہتا تھا۔

مہندی کے فنکشن کی رونقیں اپنے عروج پر تھیں۔زاویار کی فیملی نہیں آئی تھی کیونکہ یہ مہندی صرف لڑکی والوں کی تھی۔ کبری پھولوں سے سجے اسٹیج پر بیٹھی، سبز اور ہرا لباس پہنے، پھولوں سے سجی اور ہلکا میک اپ کیے، بہت ہی حسین لگ رہی تھی۔۔۔حسین تو خیر اسے لگنا ہی تھا، حیدر کی بہن جو ٹھہری۔

ابھی رسمیں جاری تھیں۔انعم بھی مسلسل کبری کے ساتھ بیٹھی باتیں کرنے میں مصروف تھی۔حیدر دور سے بیٹھا انہی دونوں کو دیکھ رہا تھا۔سفید شلوار قمیض پہ سیاہ واسکٹ پہنے وہ بہت اچھا لگ رہا تھا۔ عامر بھی اس کے برابر میں ہی بیٹھا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"حیدر۔۔۔نانا کا فون آیا ہے۔میں ذرا ان لوگوں کو لے کر آجاؤں۔"، عامر فون بند کر کے جیب میں اڑستا ہوا اٹھ کھڑا ہوا تو حیدر نے سر ہلا دیا۔

حیدر کی نظریں اب بھی ان دونوں پر ہی تھیں جو ایک دوسرے کے کان میں کچھ کہتی ہنسے جا رہی تھیں۔ساتھ ہی کبری رسمیں بھی کروا رہی تھی۔انعم کہیں ہو اور وہاں خاموشی یا سنجیدگی ہو، ایسا کہاں ممکن ہو سکتا تھا؟ تبھی کبری نے انعم کے کان میں کچھ کہا تو اس نے انعم کے چہرے کو اداس ہوتے دیکھا۔انعم کی نظر اگلے ہی لمحے دور بیٹھے حیدر کی جانب اٹھی تھیں۔وہ جانتا تھا کہ کبری نے انعم کو کیا بتایا ہو گا جواب انعم بڑے بڑے ڈگ بھرتی اسی کی جانب آ رہی تھی۔

اس تک پہنچ کر انعم نے اسے حیرت سے دیکھا۔پھر دھم سے اس کے برابر آ بیٹھی۔

"حیدر۔"، اس نے اسے پکارا تو حیدر نے اسے سر موڑ کر دیکھا۔انعم کے چہرے پر اداسی تھی۔

"حرم کی شادی ہو گئی؟"، انعم نے اداسی سے پوچھا تو حیدر نے دھیرے سے سر اثبات میں ہلا دیا۔اب بھی دل میں ہلکی سی تکلیف اٹھی تھی۔پتا نہیں کیوں اس کے زخم ہرے ہی ہوئے جا رہے تھے؟ سب اسے دکھ دینے کے درپے کیوں بیٹھے تھے؟

"اس کو تو مجھے اپنی بھابھی بنانا تھا۔"، انعم نے ساتھ سے گزرتے لمبے، پتلے، گندمی رنگت کے حامل وجیہہ نقوش والے ذیشان کو دیکھتے ہوئے ایک ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے کہا۔ذیشان نے اس کی بات

Posted On Kitab Nagri

سن لی تھی جبھی گردن گھما کر کڑی نظروں سے اسے دیکھا تھا مگر انعم پہ تو جیسے کوئی اثر ہی نہیں ہوا تھا۔ اثر ہو جاتا تو وہ انعم کیسے کہلاتی؟

"اتنی اچھی تھی وہ۔ پتا نہیں کیسا دولہا ملا ہو گا اسے۔"، انعم نے جھر جھری لی۔ اتنی پیاری لڑکی کا بیکار سا دولہا ہوا تو؟

"بہت اچھا اور ہینڈسم ہے اس کا شوہر۔ ماہر نے تصویر دکھائی تھی مجھے۔"، حیدر نے ذیشان کے چہرے کے بیزاری کے تاثرات کو دیکھتے ہوئے انعم سے کہا۔ پھر ذیشان کی طرف متوجہ ہوا۔

"وہاں کیوں کھڑے ہو؟ ادھر آ جاؤ۔"، حیدر نے اسے پکارا تو وہ سر ہلاتا کچھ قریب آ گیا۔ ذیشان عمر میں حیدر سے دس مہینے چھوٹا تھا۔ قد بھی حیدر کے برابر ہی تھا۔

"کیا غم منا رہی ہیں اب آپ؟"، اس نے آتے ساتھ سنجیدہ لہجے میں انعم سے کہا تو وہ جل کے اسے دیکھنے لگی۔

"تم چپ کر جاؤ۔ تم سے بات نہیں کی میں نے۔"، انعم نے جل کر کہا۔ لگتا تھا کہ حیدر سے زیادہ دکھ میں تو وہ ہے۔

"میرے بارے میں تو بات کی ہے نا۔"، ذیشان نے چڑانے والے انداز میں اس سے کہا اور مڑ کر چلا گیا۔ وہ بہت کم گو تھا اور ٹریننگ کے باعث وہ ویسے ہی بہت رف اور ٹف سا بندہ بن گیا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

جبھی عامر حیدر کو اپنی جانب آتا دکھائی دیا۔ سفید شلوار قمیض میں ملبوس حاجی عبد الکریم الدین بھی اس کے ساتھ ہی آرہے تھے۔ ان کے برابر میں ایک لڑکی بھی چلتی ہوئی آرہی تھی۔ درمیانے قد کی نازک سی گندمی رنگت کی حامل وہ لڑکی کافی اچھی تھی۔ پر کشش ناک نقش اور گھرے سیاہ بال فرینچ بریڈ میں باندھے ہوئے تھے۔ ہلکا ہلکا میک اپ کیے، گلابی گھٹنوں تک آتی فراک کے ساتھ گھیر والی شلوار پہن رکھی تھی۔ عمر میں عامر کے برابر ہی لگتی تھی۔

حاجی عبد الکریم تو عثمان اور ریحان صاحب کے پاس چلے گ ئے تھے۔ البتہ عامر اس لڑکی کو لے کر ان کی طرف ہی آگیا تھا۔ حیدر سمجھ گیا تھا کہ وہ ممکنہ طور پر اس کی نہ ہونے والی سوتن ہی ہے سو جلدی سے ادب سے کھڑا ہو گیا۔ انعم اچھنبے سے اسے دیکھتی اس کی پیروی میں کھڑی ہو گئی تھی، پھر منہ موڑ کر سامنے سے آتی لڑکی کو دیکھا تو آنکھوں میں شناسائی کی چمک ابھری اور لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔

عامر نے ان تک پہنچ کر انعم کو سلام کیا۔ وہ لڑکی بھی انعم کو دیکھ کر مسکرائی تھی اور پھر اس کے گلے لگ کر گال سے گال لگایا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

"کیسی ہیں آپ؟"، اس نے انعم کے گلے لگتے ہوئے نرمی سے کہا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔۔ تم سناؤ۔"، انعم نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

Posted On Kitab Nagri

"حیدر۔ یہ آیت ہے۔ میری فیانسی۔"، عامر نے مسکرا کر تعارف کروایا۔ "اور آیت، یہ حیدر ہے۔ بتایا تھا نا تمہیں میں نے اس کے بارے میں۔" عامر نے آیت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو اس نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا پھر حیدر کو سلام کیا۔

سلام کا جواب دیتے ہوئے حیدر نے عامر کو ابرو اچکا کر دیکھا اور آیت سے گویا ہوا، "امید ہے کہ کچھ اچھا ہی بتایا ہو گا اس نے آپ کو میرے بارے میں۔" اس نے کہا تو آیت کھلکھلا کے ہنس دی۔

"جی جی بالکل۔"، اس نے ہنسنے کے درمیان سر اثبات میں ہلاتے ہوئے کہا۔ عامر اب تک کچھ حیران تھا کہ انعم آیت کو کیسے جانتی ہے مگر حیدر جانتا تھا کہ انعم سے یہ بات پوچھنا بیکار تھا۔ کیونکہ انعم کس کو نہیں جانتی؟ سب کو تو جانتی ہے وہ۔ گاؤں کے کسی گھر میں بکری بچہ بھی دیتی تھی تو وہ بھی انعم کو پتا ہوتا تھا۔ انعم تو آیت کو لے کر کبری کے پاس چلی گئی۔ حیدر اور عامر پھر سے بیٹھ گئے۔

"تو آج تو نے مجھے میری سوتن سے ملوا ہی دیا۔"، حیدر نے مسکرا کر ہلکے پھلکے انداز میں عامر سے کہا تو وہ ہلکا سا ہنس دیا۔

"تو بتا۔۔۔ راحم لوگ کب آئیں گے؟"، عامر نے پوچھا۔

"کل کے فنکشن میں آئیں گے وہ۔ قیصر اور کامران تو اپنا الگ سے آئیں گے۔ البتہ راحم انکل آنٹی کے ساتھ وسیم انکل لوگوں کے ساتھ ہی آئے گا۔"، حیدر نے دو انگلیوں سے کان کی لو مسلتے ہوئے کہا۔

"زائرہ آئے گی؟"، عامر نے پوچھا تو حیدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

Posted On Kitab Nagri

"اس نے کہا ہے کہ وہ آئے گی۔۔۔ کہا ہے تو آئے گی بھی ضرور۔بات کی بہت پکی ہے وہ۔"، حیدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو عامر بھی سر ہلا کر مسکرانے لگا۔

وہ اپنے کمرے میں بیٹھا عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد قرآن کھول کر رحل زمین پہ ہی رکھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے اب واسکٹ اتار دیا تھا۔ صرف سفید شلوار قمیض ہی پہنے ہوئے تھے۔ سر پر سفید جالی دار ٹوپی تھی۔ شہادت والی انگلی قرآن کی سیاہ روشنائی سے لکھی آیتوں پر تھی۔لب ہلکے ہلکے ہل رہے تھے۔ اے سی کمرے میں چلا ہوا تھا اور ٹھنڈک محسوس ہو رہی تھی۔

"الست بربکم۔"، وہاں لکھا تھا۔اس نے یونہی ترجمہ پڑھا تو وہ ٹھہر گیا۔

"کیا میں تمہارا رب نہیں؟"، اس نے یہ آیت اور ترجمہ اتنی بار دل میں دہرایا کہ بس۔ یہ الفاظ ہر بار پڑھنے پر اس کے بیمار دل کو الگ طریقے سے تسلی اور سکون دے رہے تھے۔۔۔ جیسے اللہ کہہ رہا ہو کہ اے حیدر، مجھ پہ یقین نہیں ہے؟ میں کیا وہی نہیں ہوں جس نے پہلے تمہارے سارے مسائل حل کر دیے؟ کیا میں ہی وہ نہیں ہوں جس نے تمہیں ہدایت کی راہ پہ بھیجا؟ کیا میں ہی نہیں وہ رب جس نے تمہیں زندگی عطا کی؟ کیا میں ہی نہیں وہ رب جس نے ابھی تمہاری سانسوں کو چلنے کی اجازت دی ہوئی ہے؟ کیا میں ہی تمہارا وہ رب نہیں ہوں جو مشکل وقت میں تمہارا ہاتھ تھام کر تمہیں تسلی دیتا ہوں؟ کیا

Posted On Kitab Nagri

میں ہی تمہارا وہ رب نہیں جس نے تمہیں سب دیا؟ تو کیا اس بار بھی میں تمہیں تسلی نہیں دے سکتا؟ کیا میں تمہیں شفایاب نہیں کر سکتا پھر سے ؟

اس سے یہ بات اللہ پوچھ رہا تھا۔۔۔اور وہ اللہ کی محبت کو اپنے دل میں مزید بڑھتا ہوا محسوس کر رہا تھا۔ آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔

گلے میں گلٹی ڈوب کر ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔ وہ بار بار وہ آیت پڑھے گیا۔ دل میں عجیب سا سکون در آیا تھا جو آج تک اسے اس دنیا میں میسر نہیں ہو پایا تھا۔ نم آنکھوں کے ساتھ وہ یونہی مسکرایا تھا۔ پتا نہیں کیوں مگر آج مسکرانے کا دل چاہ رہا تھا۔

شفا ملنا شروع ہو گئی تھی۔۔۔اس کے رب نے اس کی سن لی تھی۔ بیماری کی دوا مل گئی تھی۔ اور وہ دوا تھا۔۔۔قرآن۔

آج کے دن کبری کا نکاح تھا۔ شام کے سات بجے نکاح ہونا تھا۔ اس وقت شام کے چھ بج رہے تھے۔ وہ اپنے کمرے میں بالکل تیار ہوا بیٹھا تھا۔ نیوی بلیو رنگ کا پینٹ کوٹ پہنے، بالوں کو جیل سے پیچھے جمائے، وہ بہت اچھا لگ رہا تھا۔ چہرے پہ کل والی ویرانی بھی نہیں تھی۔ شفا جو ملنا شروع ہو گئی تھی۔

بالوں کو انگلی سے ہلکا سا سیٹ کر کے وہ پیچھے جا کر پلنگ پر بیٹھا اور پلنگ پر پڑا اپنا فون اٹھایا اور زائرہ کا نمبر ڈائل کیا۔

Posted On Kitab Nagri

تیسری گھنٹی پہ فون اٹھالیا گیا تھا۔

"ہیلو۔۔۔السلام علیکم۔"، حیدر نے خوشگوار موڈ میں کہا تو دوسری جانب اپنی گاڑی میں بیٹھتی زائرہ مسکرانے لگی۔وہ آج سنہرے رنگ کا ہلکے ہلکے کام والا گرارا پہنے ہوئے تھی۔ہلکا پھلکا میک اپ کیے، بالوں کو کھلا چھوڑے، شانوں پہ سنہری دوپٹہ پھیلائے وہ بہت حسین لگ رہی تھی۔۔۔بالکل کسی پری کی مانند۔

"وعلیکم السلام۔۔۔کیا حال ہیں؟"، وہ مسکرا کر پوچھنے لگی۔وہ پچھلی سیٹ پر تھی۔

آگے کی سیٹوں پر راحم اور اس کی ممی تھیں۔۔۔یعنی زائرہ کی خالہ۔

"میں تو ٹھیک ہوں۔۔۔آپ لوگ ابھی تک نکلے نہیں؟"، حیدر نے وال کلاک پر ٹائم دیکھتے ہوئے کہا۔

"بس گاڑی میں بیٹھ گئے ہیں۔نکل ہی رہے ہیں۔"، زائرہ نے مسکرا کر کہا۔شیخوپورہ پہنچتے پہنچتے کم از کم پونہ گھنٹہ تو لگنا ہی تھا۔

"حیدر کا فون ہے؟"، اگنیشن میں چابی گھماتے راحم نے مسکرا کر پوچھا تو زائرہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔راحم سیاہ شرٹ کے ساتھ سفید پینٹ کوٹ پہنے ہوئے تھا۔

"مجھے بھی دو۔"، راحم نے ہاتھ بڑھایا تو زائرہ نے فون اس کے ہاتھ میں تھمایا۔

Posted On Kitab Nagri

"ہاں بھئی ہیرو۔۔۔تیار ہو گیا؟"، راحم نے مسکرا کر فون کان سے لگایا اور گاڑی پورچ سے نکال کر آگے بڑھا دی۔

"ہاں بھئی۔۔۔میں تو تیار ہوں۔۔۔"، حیدر نے بھی دوسری طرف سے مسکرا کر جواب دیا۔

"چل پھر زائرہ اور میں آ رہے ہیں؟ اور ہاں، اپنی تصویر بھیجی ہے تجھے۔۔۔دیکھ کر بتا ہینڈسم لگ رہا ہوں نا۔"، راحم نے موڑ کاٹتے ہوئے مسکرا کر کہا تو حیدر کے ساتھ ساتھ اس کی ممی اور زائرہ بھی ہنس پڑیں۔

"مجھ سے زیادہ ہینڈسم تو نہیں لگ رہا ہو گا۔"، حیدر نے بھی شوخ انداز میں کہا تو راحم سر جھٹک کر ہنس دیا۔

"چل پھر۔وہیں ملاقات ہوتی ہے۔اللہ حافظ۔اپنا خیال رکھنا۔"، راحم نے کہتے ہوئے فون پیچھے زائرہ کی جانب بڑھایا تو اس نے فون تھام کر کان سے لگایا۔

"اچھا سنو۔۔۔میں نے بھی تصویر بھیجی ہے۔دیکھ لینا اور نظر اتار دینا۔بہت حسین لگ رہی ہوں۔"، زائرہ نے مسکرا کر کہا تو حیدر دل کھول کے ہنسا۔

"پھر تو ضرور نظر اتارنی پڑے گی۔صدقہ بھی اتار دوں گا۔۔۔چلو۔۔۔خیریت سے آؤ۔اللہ حافظ۔ تم بھی اپنا خیال رکھنا اور راحم کو بھی خدا حافظ کہہ دو۔اللہ کے حوالے۔"، حیدر نے کہہ کر فون رکھا اور

Posted On Kitab Nagri

موبائل پہ واٹس ایپ کھول کر باری باری راحم اور زائرہ کی چیٹس کھول کر ان کی تصویریں دیکھیں۔ وہ واقعی بہت اچھے لگ رہے تھے۔

نکاح سے دس منٹ پہلے وسیم صاحب اور ان کی اہلیہ پہنچی تھیں۔ نکاح کے وقت وہ دونوں موجود تھے۔

نکاح ہو گیا تو عثمان اور حیدر وسیم صاحب کے پاس آئے۔

"زائرہ لوگ کیوں نہیں پہنچے؟"، حیدر نے تجسس سے پوچھا۔ وہ ان دونوں سے اب ناراض بھی تھا کیونکہ ان کو پہلے ہی کہا تھا کہ ٹائم پہ گھر سے نکلیں ورنہ لیٹ ہو جائیں گے۔ مگر وہی ڈھٹائی۔ نتیجتاً اب انہوں نے نکاح مس کر دیا تھا۔

"وہ دراصل وہ لوگ گفٹ خریدنا بھول گئے تھے۔ تو شاید مال چلے گئے ہوں۔۔۔ زائرہ بھی اسی لیے ان کے ساتھ آ رہی ہے۔"، عثمان صاحب نے مسکرا کر بتایا تو وہ سر ہلاتا دوسری جانب چلا آیا اور موبائل نکال کر راحم کا نمبر ملایا۔ بیل جا رہی تھی مگر فون نہیں اٹھایا جا رہا تھا۔

ایسی بھی کیا لاپرواہی کہ فون بھی نہ اٹھاؤ۔ پھر اس نے زائرہ کا نمبر ڈائل کیا تو وہ بھی آف جا رہا تھا۔ حیدر کو اب غصہ آنے لگا تھا۔ ایسی بھی کوئی ضرورت نہیں تھی گفٹ لینے کی کہ نکاح ہی مس کر دیا جائے۔

تبھی عامر آکر اس کے برابر کھڑا ہوا۔

"کیا ہوا ہیرو؟"، اس نے ہلکے پھلکے موڈ میں پوچھا۔

Posted On Kitab Nagri

"عامر، تو نے راحم کو بتایا تھا کہ نکاح سات بجے ہے؟"، حیدر نے مڑ کر پوچھا تو عامر ذرا جھینپ گیا اور سر کھجاتے ہوئے اسے دیکھا۔

"میں تو بھول ہی گیا۔ ابھی یاد دلایا ہے تو نے۔"، وہ شرمندہ تھا۔ حیدر کو غصہ تو بہت آیا مگر لب بھینچ کر رخ موڑ گیا۔

"اچھا لیکن ابھی کچھ دیر پہلے ہی میں نے اسے فون کر کے بتا دیا ہے کہ اس نے نکاح مس کر دیا ہے۔ بیچارہ جلدی پہنچنے کی کوشش کر رہا ہے۔"، راحم نے بتایا تو حیدر کے تنے اعصاب ذرا ڈھیلے پڑے۔

تبھی وسیم صاحب عثمان کے ساتھ ان دونوں تک آئے تھے۔ وسیم صاحب پریشان لگتے تھے۔ آنکھوں میں فکر تھی۔

"فون لگا ان کا؟"، انہوں نے پریشانی سے پوچھا تو حیدر نے سر اثبات میں ہلایا۔ ان کی تو گویا جان میں جان آگئی۔ گہرا سانس لے کے ان دونوں کو دیکھا اور مسکرائے۔

"اصل میں آفاق کو کسی بزنس میٹنگ میں ایمرجنسی میں جانا پڑ گیا تھا۔۔۔ جبھی راحم ڈرائیو کر رہا ہو گا۔ وہ کافی سلو ڈرائیو کرتا ہے نا۔"، وسیم نے بتایا تو حیدر کے سر پر شاہ حویلی گھوم کر رہ گئی۔ وہ ہونق بنا انہیں دیکھتا رہا۔ پھر جب وہ اور عثمان وہاں سے پلٹ گئے تو وہ راحم کی طرف مڑا۔ راحم اسے ہی دیکھ رہا تھا مگر اس کی آنکھوں میں لہراتی غصے کی نمی نے اسے چونکنے پر مجبور کر دیا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"کیا ہوا حیدر؟"، اس نے کسی احساس کے تحت پوچھا تو حیدر نے لب بھینچ کر اسے کہنی سے تھاما اور ایک سائیڈ پر لے کر آیا۔

"تو نے راحم سے کیا کہا تھا؟"، حیدر نے تیورا کر پوچھا تو عامر نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"میں نے ؟؟؟"، اس نے اپنے سینے پر دستک دیتے پوچھا اور پھر آرام سے شانے اچکائے۔

"ہاں تو نے۔"، حیدر غرایا تھا۔ عامر کو اب تک اس کا رویہ سمجھ نہیں آیا تھا۔

"میں نے اسے کہا کہ نکاح ہو چکا ہے اور وہ جلدی سے پہنچ جائے ورنہ رخصتی بھی ہو جائے گی۔"، عامر نے آرام سے شانے اچکا کر کہا تو حیدر کو ٹھنڈے پسینے آنے لگے۔ ایک خدشے نے ذہن میں جنم لیا تھا اور ان کے اب تک وہاں نہ پہنچنے نے اس کے خدشے کو مزید پختہ کر دیا تھا۔

"عامر ۔۔۔راحم بہت رش ڈرائیونگ کرتا ہے۔۔۔ ایک دو بار ادھر ادھر گاڑی ٹھوک بھی چکا ہے۔۔۔ تجھے اسے جلدی کرنے کا نہیں کہنا چاہئے تھا۔"، حیدر مشکل سے خود پہ اور اپنے کپکپاتے وجود پہ ضبط کرتے ہوئے بولا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

"مجھے کیا پتا تھا کہ وہ رش ڈرائیونگ کرتا ہے؟ میں تو اس کے ساتھ کبھی گیا ہی نہیں ہوں۔۔۔ اور ویسے بھی میں نے تو اس لیے بولا تا کہ وہ جلدی پہنچ جائے۔"، عامر نے کچھ پریشانی سے جواب دیا تو حیدر پیشانی دبانے لگا۔ ذہن ہزاروں وسوسوں کا شکار ہو رہا تھا جبھی ایک آواز اس کے کانوں میں گونجی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

"دنیا کے اے مسافر۔۔۔منزل تیری قبر ہے۔

طے کر رہا ہے جو تو دو دن کا یہ سفر ہے

جب سے بنی ہے دنیا، لاکھوں کروڑوں آئے

باقی رہا نہ کوئی مٹی میں سب سمائے

اس بات کو نہ بھولو سب کا یہی حشر ہے

دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے۔

یہ آواز۔۔۔یہ کلام اور یہ لہجہ سب بہت جانا پہچانا تھا۔ یہ حرم نے ایک دن یونیورسٹی میں کیفٹ ایریا میں بیٹھ کے پڑھی تھی اور سب نے اس کی بہت تعریف بھی کی تھی۔ مگر اس وقت حیدر کے ذہن میں یہ آواز گونجی تو اسے ٹھنڈے پسینے آنے لگے۔ حلق اندر تک خشک ہو گیا تھا۔ سانس رکتی ہوئی معلوم ہو رہی تھی۔ جسم کپکپاہٹ کا شکار ہونے لگا تھا۔ پھوٹ پھوٹ کر رونے کا دل چاہ رہا تھا مگر اس وقت وہ مٹھیاں مضبوطی سے بند کیے، عامر کو ایک برہم نظر دیکھتے، وہاں سے چلا گیا تھا۔

اب وہ مسلسل پریشانی سے ہال میں ٹہلتا ان کا فون ٹرائے کر رہا تھا۔ اس نے راحم، زائرہ اور صباحت آنٹی۔۔۔وہ تینوں کو کئی بار فون کر چکا تھا مگر ان میں سے کوئی فون نہیں اٹھا رہا تھا۔ یہاں تک کے رخصتی کا وقت آن پہنچا۔ رات کے دس بج چکے تھے۔ وہ پریشانی کے باعث صبح سے کبری کو پیار اور دعائیں دے کر رخصت بھی نہیں کر سکا۔ عثمان اور وسیم صاحب بھی بارہا اس سے پوچھ رہے تھے کہ

Posted On Kitab Nagri

وہ اب تک کیوں نہیں پہنچے۔ مگر وہ انہیں کیا بتاتا؟ وہ تو خود کچھ نہیں جانتا تھا۔ سر درد سے سائیں سائیں کرنے لگا تھا۔ کبری سے مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ مل کے اسے خدا حافظ بولنے کے بعد وہ جو نہی اندر آیا، سامنے مدحت کھڑی تھیں۔ اسے دیکھتے ہی اس کی طرف دوڑتی ہوئی آئی تھیں۔

"حیدر۔۔۔ زائرہ اور راحم لوگ اب تک نہیں آئے۔۔۔ صباحت بھی ان کے ساتھ ہی ہے۔ میرا تو اب دل گھبرا رہا ہے۔۔۔ کہیں ان کے ساتھ کوئی حادثہ نہ پیش آگیا ہو۔"، وہ بمشکل خود کو رونے سے روکے ہوئی تھیں۔ حیدر کی برداشت اب ختم ہو گئی تھی۔ اس نے سامنے کھڑے عامر کو دیکھا۔

"عامر۔۔۔ میرے ساتھ چل۔ ہمیں چل کر ان کو راستے میں ڈھونڈنا ہو گا۔ کیا پتا ان کے ساتھ کوئی چوری وغیرہ کی واردات ہو گئی ہو تو فون ان کے پاس نہ ہوں۔"، حیدر نے پریشانی سے کہا تو عامر فوراً سر ہلاتا اس کے پیچھے لپکا۔ حیدر شاید دوسروں کے ساتھ ساتھ اپنے دل کو بھی تسلی دے رہا تھا۔ ابھی اس نے چند ہی قدم اٹھائے تھے کہ باہر سے ایمبولینس کے سائرن کی تیز آواز قریب آتی معلوم ہوئی تھی۔

وہ دل تھام کر کھڑا رہ گیا تھا۔ پیر ہلنے سے انکاری ہو گئے تھے۔ آنسو آنکھوں سے ٹپک پڑنے کو بے تاب تھے۔ وہ بس سوکھتے حلق کے ساتھ سن سا وہیں کھڑا رہا۔ ایمبولینس کی آواز بالکل گھر کے باہر آکر تھمی تھی۔ یوں محسوس ہو رہا تھا کہ رگوں میں دوڑتا خون تک جمنے لگ گیا ہے۔

Posted On Kitab Nagri

تبھی ایک ملازم دوڑتا ہوا شامیانے کے اندر داخل ہوا تھا۔ چہرے پر ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں جیسے رنگ نچڑ گیا ہو۔ وہ پریشانی سے پاس کھڑے عثمان سے کچھ کہہ رہا تھا۔ عثمان دور تھے جبھی ان تک کوئی آواز نہیں آرہی تھی۔

اس نے تو بس یہ دیکھا تھا کہ ملازم نے جو بھی کہا، وہ سن کر عثمان اندھا دھند باہر کی جانب بھاگے تھے اور وسیم صاحب صدمے سے اپنے دل پہ ہاتھ رکھ کے وہیں زمین پہ ڈھے گ ۓ تھے۔ خطرے کا الارم بج رہا تھا۔ کان سائیں سائیں کر رہے تھے۔ ان کے ساتھ کھڑی مدحت اور رابی بھی وسیم کی طرف دوڑی تھیں۔ عامر بھی اسے تھامتا آگے بڑھ رہا تھا۔ حیدر بھاری دل اور اس سے بھی زیادہ بھاری قدموں کو اٹھاتا آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا تھا۔ عامر نے اس کو کہنی سے تھام رکھا تھا۔ ورنہ وہ تو شاید ابھی اسی وقت وسیم انکل کی طرح ڈھے جاتا۔

کچھ آدمی ایک اسٹریچر اٹھاتے داخلی راستے سے اندر داخل ہوئے تھے۔ تبھی ایک اور اسٹریچر کو بھی اندر لایا گیا تھا۔ دونوں اسٹریچرز کو لا کر زمین پر رکھا گیا تو اس نے دیکھا کہ ان اسٹریچرز پر لیٹے وجودوں کے چہرے سفید چادر سے ڈھانپے ہوئے تھے۔ ایک شدید درد سا اس کے دل میں اٹھا تھا۔ ایک بھی مزید قدم اٹھانے کی سکت نہیں تھی۔ ان لڑکوں کے جاتے ہی داخلی دروازے سے عثمان اندر آئے تھے۔ ان کی آنکھیں نم تھیں اور انداز شکست خوردہ تھا۔ وہ جیسے کسی بھی وقت ڈھے جانے والے تھے۔

Posted On Kitab Nagri

حیدر کے گلے میں آنسوؤں کا گولہ سا اٹکنے لگا تھا۔وہ پھر بھی عامر کا سہارا لیے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا ان لاشوں کی جانب بڑھ رہا تھا۔وسیم نے رابی اور مدحت سے جو کہا،وہ سن کر مدحت کی زوردار چیخ پورے لان میں گونجی تھی۔۔۔اور رابی نے شاک اور صدمے سے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا تھا۔ دونوں کے آنسو تواتر کے ساتھ بہہ رہے تھے۔اسے صرف ان کے روتے چہرے دکھائی دے رہے تھے۔۔۔اور کچھ بھی نہیں۔۔۔آوازیں تو بہت دیر پہلے ہی پس منظر میں چلی گئی تھیں۔ دل کی دھڑکنیں بہت تیز تھیں۔

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

Posted On Kitab Nagri
آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔
Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

وہ لاشوں تک پہنچا تو عثمان اس کے ساتھ آ کھڑے ہوئے۔وہ نم آنکھوں سے اسے کچھ کہہ رہے تھے پر اسے کچھ بھی سنائی نہیں دے رہا تھا۔ اسے صرف چادر میں ڈھکے دو وجود دکھ رہے تھے۔ کانپتے ہاتھ آگے بڑھا کر اس نے پہلی چادر کھینچی تو مدحت کی زوردار چیخ گونجی تھی۔اس کا وجود بھی پتھرا گیا تھا۔ گلے میں گلٹی ڈوب کر ابھر کر معدوم ہوئی تھی اور بصارت دھندلانے لگی تھی۔۔۔ایک آنسو اس کے گال پر لڑھک کر اس کی کنپٹی میں جذب ہو گیا تھا۔۔سامنے وہ لیٹی تھی۔۔۔سنہرا میک اپ اب کہیں نہیں دکھ رہا تھا۔۔۔صرف خون میں لت پت ایک شناسا چہرہ سامنے آیا تھا جو شناسا ہونے کے ساتھ ساتھ غیر شناسا بھی تھا۔ ایسا چہرہ تو اس نے آج تک نہیں دیکھا تھا۔ اتنا سرد چہرہ۔۔۔اتنا ٹھنڈا چہرہ۔۔۔آہ۔

بین شروع ہو چکا تھا۔۔۔ماتم بھی۔۔۔ مہمان تو پہلے ہی جا چکے تھے۔ تو صرف کچھ قرابت دار ہی باقی تھے۔

Posted On Kitab Nagri

جواب چیخ چیخ کر جہان فانی کو اطلاع دے رہے تھے کہ آج دو اور وجود فنا ہوئے۔۔۔اپنی زندگی کے سفر کے اختتام کو پہنچے۔۔۔اپنی آخری منزل کی جانب رواں ہوئے۔ حیدر بت بنا اب تک اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ حلق دکھ رہا تھا اور سانس لینا دشوار ہو رہا تھا۔ تبھی اس کی ساکت نظریں اٹھی تھیں۔ آنکھیں دوسرے وجود کی جانب اٹھی تھیں۔۔۔اور وہ بالکل خاموشی سے خود بھی اٹھا تھا اور چند قدموں میں ہی اس دوسرے وجود کے پاس پہنچ چکا تھا۔ دھیرے سے بیٹھ کر بنا کسی تردد کے اس نے جونہی اس کے چہرے پر سے چادر ہٹائی، اس بار اس کی دل دہلا دینے والی چیخیں پورے شیخو پورہ میں گونجی تھیں۔ وہ اس کے بے جان وجود سے لپٹ کر دھاڑیں مار مار کر رونے لگا تھا۔۔۔اور اس بار راحم اسے چپ کرانے کے لیے وہاں موجود نہیں تھا۔ یہ بولنے کے لیے نہیں تھا کہ یار! تو اتنی جلدی ہمت ہار گیا؟

دل تڑپ رہا تھا اور زخمی ہو چکا تھا۔۔۔خون بھل بھل بہہ رہا تھا اور وہ آج اس خون کو بہنے دے رہا تھا۔۔۔آنکھوں سے بے رنگ خون نے بہہ کر اس کے چہرے کو بھگا دیا تھا۔ مگر وہ سب سے بیگانہ راحم کے وجود کو تھامے روئے جا رہا تھا۔ وہاں سب کی حالت ہی بہت غیر تھی۔۔۔ہر کسی کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

کبھی متورم آنکھیں اپنے سامنے رکھے راحم کے وجود کی جانب اٹھتیں تو کبھی کچھ ہی فاصلے پر رکھے زائرہ کے وجود پر جس سے اب مدحت لپٹ لپٹ کر رو رہی تھیں۔ وہ کتنا روتا؟ کتنا چیختا؟ کس کس سے لپٹ کر روتا؟ کس کس کے سرہانے بیٹھ کر بین کرتا؟ کس کس کے کاندھے پہ سر ٹکا کے آنسو بہاتا؟

Posted On Kitab Nagri

اور آج اس دن حیدر عثمان شاہ زادہ کا دل مر گیا تھا۔۔۔بالکل کھوکھلا ہو گیا تھا۔۔۔

کمرے میں نیم اندھیرا تھا۔۔۔کھڑکیوں پر قد آدم پردے لگے ہوئے تھے سو باہر کیا وقت ہو رہا ہے، یہ پتا نہ چلتا۔ایسے میں شدید گرمی کے عالم میں وہ زمین پر بیٹھا، سر پلنگ سے ٹکائے، دور خلاء میں گم تھا۔ چہرے پر کوئی تاثر نہ تھا۔آنکھیں کسی بھی تاثر سے خالی معلوم ہوتی تھیں۔بالکل ویران۔۔۔بالکل ویسے ہی جیسے اس کی زندگی ویران ہو گئی تھی۔

اب تک وہی شادی والے کپڑے پہن رکھے تھے۔کوٹ اتار کر پلنگ پر رکھا ہوا تھا اور سفید ڈریس شرٹ اور وہی نیوی بلیو پینٹ پہنی ہوئی تھی۔اس کی بادامی آنکھیں سیاہ معلوم ہوتی تھی۔۔۔بالکل ویسی جیسی اب اسے اپنی زندگی لگنے لگی تھی۔۔۔سیاہ، اندھیر۔

ذہن بھی بالکل تارک تھا۔شاید کچھ سوچنے کے لیے بچا ہی نہ تھا۔

جبھی دروازہ بجا تھا۔اس نے کوئی جواب نہ دیا۔بس یونہی بیٹھا رہا، بنا کسی جنبش کے۔ہلکی سی آواز کے ساتھ دروازکھلا تھا اور صائم اندر داخل ہوا تھا۔وہ قدم قدم چلتا اس تک آیا اور پھر اس کے پیروں کے پاس پہنچ کر دھیرے سے بیٹھا۔دروازے سے چھن کر آتی روشنی میں حیدر کا چہرہ واضح ہوا تھا۔ملگجہ سا حلیہ ہو رہا تھا۔صائم کو بے اختیار اس پر ڈھیر سارا ترس آیا تھا اور رونا بھی۔وہ آنکھوں میں نمی لیے اسے

www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

کچھ دیر تک دیکھتا رہا۔ پھر اس کے گھٹنے پہ ہاتھ رکھا۔ حیدر کی نظریں اس کی جانب اٹھی تھیں اور ان نظروں میں اتنی ویرانی تھی کہ بے اختیار صائم اس کے گلے آ لگا تھا۔

مگر وہاں اب کوئی شور نہیں تھا۔۔۔ یا شاید تھا بھی تو چھپایا جا رہا تھا۔ صائم اس کی پیٹھ تھپتھپا رہا تھا۔ وہ شاید خود بھی رو رہا تھا۔ پھر آہستہ سے اس سے الگ ہو کر اس نے اس کا چہرہ تھاما تھا۔

"جنازہ ظہر میں ہے۔۔۔ ہم نکل رہے ہیں۔ ہمارے ساتھ ہی چلو۔"، صائم نے دھیرے سے اس کا چہرہ تھامے کہا تو حیدر نے سر نفی میں ہلایا۔

"کیا مطلب؟ تم نہیں چلو گے؟"، صائم نے حیرت سے کہا تھا۔

"آپ جائیں۔ میں خود آؤں گا۔۔۔ جنازے سے پہلے آ جاؤں گا۔ میرے بغیر جنازہ مت اٹھانے دینا۔"، اور یہ کل رات سے پہلے الفاظ تھے جو کسی نے اس کے منہ سے سنے تھے۔ صائم نے کچھ دیر اسے دیکھا پھر سر ہلاتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"خود کو سنبھالو۔"، اس نے کھڑے ہو کر کہا تھا۔ حیدر نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔ انہی ویران آنکھوں کے ساتھ۔

"سنبھال ہی تو چکا ہوں۔"، یہ کہہ کر اس نے پھر سے چہرہ موڑ لیا تھا۔ صائم دروازہ اپنے پیچھے بند کرتا باہر چلا گیا تھا۔ پیچھے وہ اب تک ویسے ہی بیٹھا تھا۔۔۔ ساکت۔۔۔ جامد۔

Posted On Kitab Nagri

کافی دیر بعد وہ اٹھا تھا اور دکھتی ٹانگوں سے واش روم کی جانب بڑھا تھا۔ واش روم کی لائٹ کھول کر جو نہی نظر سامنے لگے شیشے پر پڑی تھی، اسے بے اختیار وہ رات یاد آئی تھی جب اس نے وہ ہولناک خواب دیکھا تھا۔۔۔وہ خواب اور اس کا ایک ایک پل۔۔۔ایک ایک تکلیف اس کے ذہن میں نقش ہو کر رہ گئی تھی۔

سوجی ہوئی سرخ آنکھیں۔۔۔جن میں اب تک ویسی ہی ویرانی تھی۔ بکھرے بال۔۔۔سفید رنگت بھی سرخ انگارے کی طرح دہک رہی تھی۔۔۔یا شاید اسے بخار بھی ہو رہا تھا۔اس نے آگے بڑھ کر نل کھولا اور وضو کرنا شروع کیا۔۔۔اب اسے سکون صرف اپنے رب کی آغوش میں ہی میسر ہو سکتا تھا۔ تپتے ہوئے جسم پر جو نہی پانی لگا گویا وہ کپکپا کر رہ گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کمرے میں آیا اور لائٹ جلائی تو اس کے بال گیلے تھے۔ چہرہ بھی دھلا ہوا تھا۔

اس نے سائیڈ ٹیبل سے جائے نماز اٹھائی اور زمین پر بچھائی۔ پھر چلتا ہوا قد آدم کھڑکی کی جانب بڑھا اور بلائنڈرز ہٹائے تو فجر کا اجلا اجلا سا جامنی آسمان آنکھوں کے سامنے آیا۔اس نے فجر کی نماز آج بہت دنوں بعد دیر سے ادا کی تھی اور اب اسے اس بات پر پچھتاوا ہو رہا تھا۔ نماز پڑھ کر اس نے دو نفل بھی ادا کیے تھے۔۔۔پھر دو اور۔۔۔پھر دو اور۔۔۔پھر دو اور۔۔۔وہ نہیں جانتا تھا کہ اب تک وہ کتنے نفل ادا کر چکا ہے، مگر آخر میں جائے نماز پر ٹانگیں سمیٹ کر بیٹھا اور ہاتھ دعا کے انداز میں اٹھائے۔

Posted On Kitab Nagri

"اللہ۔۔۔ایسا کیوں ہوا؟؟؟اتنا بڑا امتحان مجھے کیوں ملا؟؟؟یا کیا یہ میری سزا ہے ان سب گناہوں کی جو میں نے پہلے کیے تھے؟؟؟میں ٹوٹ گیا ہوں میرے اللہ۔۔۔میرا دل ٹوٹ گیا ہے۔۔۔میرا دل خالی ہو گیا ہے۔۔۔سب ختم ہو گیا ہے۔سب۔۔۔رہ گیا ہے تو صرف یہ بے جان وجود جو اب مجھے پتا نہیں کتنے سالوں تک لے کے گھسیٹنا ہو گا، جب تک میری موت کا وقت نہیں ہو جاتا۔۔یا اللہ۔۔۔اب کس چیز کی شفا مانگوں؟کچھ بچا ہی نہیں ہے اب میرے پاس۔۔۔تو بس ان دونوں کو قبر کا عذاب نہ دینا میرے مالک۔۔۔وہ نہیں سہہ پائیں گے، اللہ۔۔۔وہ نہیں سہہ پائیں گے۔"، وہ جا منی آسمان کو دیکھ کر کہہ رہا تھا۔۔۔ایک عجیب سی کیفیت ہوئی ہوئی تھی اس کی۔کوئی آنسو اب نہیں بہہ رہا تھا۔اس کے دماغ نے یہ قبول کر لیا تھا کہ وہ دونوں اب جا چکے ہیں اور اب واپس کبھی نہیں لوٹیں گے۔

"یا اللہ۔۔۔تو مجھے ہمت دینا اپنے وقت تک جینے کی۔۔۔اور کچھ نہیں چاہئے مجھے ابھی تجھ سے۔ان دونوں کو میں نے آخر میں تیرے حوالے کیا تھا،یا اللہ۔۔۔اب ان کا معاملہ تیرے ساتھ ہے۔۔۔تو بہتر جانتا ہے کہ ان کے ساتھ کیا کرنا ہے، مگر یہ تیرے ادنی سے بندے کی بہت بڑی خواہش ہے کہ ان پر رحم کرنا۔۔۔بے شک تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔۔۔بے شک تو سب جاننے والوں سے زیادہ جاننے والا ہے۔خطائیں معاف کرنے والا ہے، بخشش کرنے والا ہے۔ میرے مولا۔۔۔ان کی بھی خطائیں معاف کر دے۔ان کی بھی بخشش کر دے۔"، یہ کہہ کر اس نے

Posted On Kitab Nagri

اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا اور اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ جائے نماز اٹھا کے سائیڈ ٹیبل پر واپس رکھی اور شیلف سے قرآن پاک اٹھا کر پلنگ پر بیٹھا۔ رحل سامنے کھولی اور قرآن اس پر رکھ کر یونہی بیچ سے کھولا تو سامنے لکھی سیاہ روشنائی سے لکھی آیت کو پڑھنے پر مجبور سا ہو گیا۔

"انا اللہ وانا الیہ راجعون۔"

کیا اس نے یہ پہلے پڑھا تھا جب اسے علم ہوا تھا کہ وہ دونوں اس جہان فانی سے کوچ کر گئے ہیں؟ نہیں، اس نے نہیں پڑھا تھا۔۔۔ پتا نہیں کیوں ہم انسان اپنی خوشی اور غم کے موقع پر اللہ کو بھلانے میں ایک سیکنڈ بھی نہیں لگاتے؟ اگر اسی وقت ہمت اور ایمان کا مظاہرہ نہ کیا جائے تو کیسا ایمان؟ کیسی ہمت؟

وہ انہی الفاظ کو بار بار دہراتا گیا۔۔۔ دہراتا گیا۔۔۔ دہراتا گیا۔

کچھ دیر بعد جب صبح کی روشنی آسمان پر چھا چکی تھی، وہ اپنی گاڑی میں بیٹھ کر لاہور کے لیے روانہ ہو چکا تھا۔ گاڑی چلاتے وقت بھی اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہ تھا۔ سفید رنگ کے صاف ستھرے سے شلوار قمیض پہنے وہ بالکل احساسات سے خالی معلوم ہوتا تھا۔

وہاں زائرہ کے گھر پہنچ کر اس نے گاڑی پورچ میں روکی۔ پھر گاڑی بند کر کے باہر نکلا۔ لان میں مرد حضرات کھڑے وسیم صاحب سے افسوس کر رہے تھے۔۔۔ آج ان کی شاندار شخصیت نہیں

Posted On Kitab Nagri

تھی۔۔۔آج وہ ٹوٹے ہوئے لگ رہے تھے۔ بے حد ٹوٹے ہوئے۔۔۔ہارے ہوئے۔ شکست خوردہ۔۔۔ڈھے ہوئے۔

وہ ان کے پاس نہیں آیا تھا۔ وہ گھر کی جانب بڑھا تھا۔ گھر کے بڑے سے لاؤنج میں خواتین بیٹھی سپارے پڑھنے میں مصروف نظر آتی تھیں۔۔۔ہر جانب سفید چادریں بچھی تھیں جس کے ایک کونے میں مدحت، رابی اور صائمہ تائی بیٹھی تھیں۔ مدحت اپنے ہوش میں نہیں لگتی تھیں۔ ان کے ساتھ ہی انعم اور کبری تھیں۔ وہ مدحت کو دلاسے دے رہی تھیں۔ اور تبھی اس کا خیال کبری کی طرف گیا تھا۔ اس بیچاری کی تو شادی والی رات ہی یہ سب ہو گیا۔۔۔ مگر اس وقت وہ خود کو دلاسا دے دیتا، یہی بہت تھا۔۔۔دوسروں کو دلاسے دینے کی ہمت اب بھی نہ تھی۔ وہاں لاؤنج کے بالکل بیچ و بیچ دو تابوت رکھے تھے اور ان دونوں تابوتوں کے اندر وہ دونوں لیٹے تھے۔۔بے جان۔ وہ کچھ قریب گیا اور دونوں تابوتوں کے بالکل بیچ میں بیٹھا اور ایک ایک ہاتھ دونوں تابوتوں پر رکھا۔ پھر گردن موڑ کر راحم کے چہرے کو دیکھا۔ اس کے چہرے پر تکلیف نہیں تھی۔ وہ ایسے لیٹا تھا جیسے سکون کی نیند سو رہا ہو۔ ہونٹ سلے ہوئے تھے اور چہرہ کفن کے سفید ہالے میں عجیب سا لگ رہا تھا۔ حیدر کا گلا دکھنے لگا تھا آنسوؤں کو روکنے کے باعث۔ بہت سی عورتوں نے سپارے چھوڑ کر اس کی طرف دیکھنا شروع کر دیا تھا۔ مگر اب اسے کسی کی فکر نہیں تھی۔

Posted On Kitab Nagri

پھر اس نے اپنا چہرہ موڑ کر زائرہ کو لیٹے دیکھا تھا۔ وہ بھی لیٹی ہوئی تھی۔ بغیر کسی جنبش کے۔ آنکھیں بند کیے۔۔۔ ایسی تو وہ کبھی سوتے میں بھی نہیں لگی تھی۔ ایسے تو وہ مذاق میں بھی آنکھیں بند نہیں کیا کرتی تھی۔ اس کے ہونٹ نیلے پڑ رہے تھے، جیسے کافی دیر ٹھنڈ میں رہی ہو۔ چہرے پر اب کوئی سنہرا میک اپ نہیں تھا۔ وہ یک ٹک اسے دیکھے گیا۔ دل کی عجیب کیفیت ہو رہی تھی۔ وہ کبھی سر موڑ کر راحم کو دیکھتا تو کبھی زائرہ کو۔ آج تک کبھی اندازہ نہیں ہو پایا تھا کہ وہ دونوں اس کی زندگی میں اتنے اہم تھے کہ ان کے جانے کے بعد زندگی ایک دم ہی اتنی خالی خالی لگنے لگے گی۔

عورتیں ترحم سے اسے دیکھ رہی تھیں۔ اس کی حالت تھی ہی ایسی کہ کوئی بھی اسے دیکھے تو اس پر ترس آجائے۔

تبھی صائم اور کچھ اور مرد حضرات اندر آتے نظر آئے تو اس نے جلدی زائرہ کی جانب رخ موڑ کر اس کے چہرے پر کفن ڈالا تھا۔ اس کی یہ حرکت سب نے دیکھی تھی۔ مگر وہاں کوئی فکر تھی نہ ہی کوئی پرواہ۔ اس نے زائرہ کا کفن صحیح سے منہ پہ ڈالنے کے بعد راحم کا کفن بھی منہ تک بند کیا تھا اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ جبھی آفاق صاحب گھر کے پورچ میں رکی گاڑی سے باہر آتے نظر آئے تھے۔ ان کا چہرہ بھیگا ہوا تھا۔ وہ شلوار قمیض میں ملبوس تھے۔ اور دوڑتے ہوئے اندر آئے تھے۔ راحم کی جیسی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں اور گیلی بھی۔ وسیم اور وہ ایک دوسرے کے گلے لگ کر دھاڑیں مار مار کر روئے تھے۔ پھر وہ دوڑ کر راحم کی بڑی بہن کی جانب بڑھے تھے جو راحم کی میت کے سرہانے ہی بیٹھی رو رہی

Posted On Kitab Nagri

تھی۔ وہ دونوں باپ بیٹی گلے لگ کر بہت روئے تھے۔ انھوں نے راحم کا چہرہ آخری بار دیکھ کر چوما تھا۔۔۔ایک بار نہیں۔ بار بار۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ چہرہ چومنے کا موقع اب انہیں جنت میں ہی میسر ہو گا۔ ان کا بس چلتا تو کبھی اسے دور جانے ہی نہ دیتے۔ کوئی انہیں بتا رہا تھا کہ ان کی بیوی سیریئس کنڈیشن میں ہسپتال میں داخل ہیں مگر جب اولاد کا دکھ مل جائے تو باقی کوئی دکھ کوئی معنی نہیں رکھتا۔

میتیں اٹھائی جا چکی تھیں۔ وہ زائرہ کے تابوت کا ہتھا تھامے آگے آگے چل رہا تھا۔ وسیم صاحب اس کے دوسری طرف تھے۔ نہ جانے کیسے وہ اپنی اکلوتی بیٹی کی میت اٹھا رہے تھے۔ پیچھے صائم اور آفاق صاحب کے ساتھ کچھ اور لوگ راحم کی میت اٹھائے ہوئے تھے۔ قبرستان گھر کے قریب ہی تھا تو وہ لوگ پیدل ہی جا رہے تھے۔ قبرستان پہنچ کر انہیں دفنایا گیا تھا۔ حیدر نے زائرہ کی قبر میں اتر کر جب آخری بار اس کا سر زمین پر رکھا تو دل کی حالت بہت عجیب ہوئی تھی۔ ایک آنسو گر کر اس کے کفن میں جذب ہوا تھا۔ اس نے اس کا سر پکڑ کر کفن کے اندر سے ہی اس کا ماتھا پہلی اور آخری بار چوما تھا۔ دل میں جیسے ایک سکون سا پھیل گیا تھا۔ کشمکش اور کرب کچھ کم ہوا تھا۔

اور پھر دونوں قبروں پر مٹی ڈال دی گئی۔ فاتحہ پڑھ لی گئی۔۔۔ پھر آہستہ آہستہ سب چلے گئے۔ سب یہاں تک کہ وہ دونوں قبروں کے درمیان اکیلا بیٹھا رہ گیا۔ بالکل تنہا۔

Posted On Kitab Nagri

وہ جانتا تھا کہ جیسے ہی وہ ان دونوں کی قبروں سے چالیس قدم دور جائے گا، ان کا وہ عذاب شروع ہو جائے گا۔ اور وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پائے گا۔ اس نے دکھتے گلے اور متورم آنکھوں کے ساتھ ہاتھ ہوا میں بلند کیے تھے اور اپنے خالی ہاتھوں کو تکتا ہوا کہنے لگا تھا۔

"میں خالی ہاتھ ہوں۔۔۔ مگر تیرے پاس تو سب کچھ ہے نا؟ تو اپنے خزانے میں سے انہیں بخشش عطا کر دے۔ اے رب، ان کے لیے ہر قدم پر آسانی پیدا کر۔ ان کی آخری منزل دوزخ نہیں، جنت بنا دے۔ ان پر رحم کر میرے اللہ۔"، وہ کہہ کر متورم آنکھوں سے ان کی قبر کی گیلی مٹی کو دیکھے گیا۔ دل مر چکا تھا پھر درد کیوں ہو رہا تھا؟

وہ نہیں جانتا تھا۔

تھوڑی دیر کے لیے قبرستان جا اور

خاموشی سے بیٹھ

اور ان بولنے والوں کی خاموشی کو دیکھ

مولانا رومی

موسم اب تھوڑا کم گرم تھا۔ شام کا وقت ہو چکا تھا۔ آج تک زندگی میں کوئی شام ایسی نہ لگی تھی جیسی آج لگ رہی تھی۔ آسمان پر بادل بہت سے تھے۔ سورج بادلوں کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

وہ واپس شیخوپورہ پہنچا تو اسے لان میں عامر بیٹھا نظر آیا۔صاف ستھری سی کریم رنگ کی شلوار قمیض پہنے وہ بہت تھکا ہوا لگتا تھا۔ آج زائرہ اور راحم کے گھر پر بھی اس نے عامر کو ہر چیز میں آگے آگے بڑھ کر کام کرتے دیکھا تھا۔ مگر جب عامر اس کی جانب آتا تھا تو وہ رخ موڑ لیتا تھا۔وہ جانتا تھا کہ عامر کو دکھ ہو رہا ہے مگر اس دکھ سے تو کم ہی دکھ ہوگا نا جو اس کی وجہ سے حیدر کو ملا ہے۔اگر وہ اتنی جلدی کا نہ کہتا تو ان کی گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہی نہ ہوتا۔

وہ اسے نظر انداز کر کے اندر بڑھنے لگا تھا جب اس کے الفاظ اور نم آواز نے اس کے قدم پتھر کر دیئے تھے۔وہ اپنی جگہ پر بالکل ساکت ہو گیا تھا۔ جیسے نمک یا ریت کا مجسمہ ہو جو ایک ہی پھونک میں ڈھیر ہو جائے۔

"میرے مرنے کا انتظار کر رہے ہو؟"، عامر دکھ سے کہتا اس کے دل کو جھنجھوڑ گیا تھا۔اسے اس کے قدم اپنی جانب بڑھتے معلوم ہو رہے تھے۔وہ اس کی سانسوں کی آواز کو خود کے قریب آتا محسوس کر سکتا تھا۔پلکیں جھپکانا دوبھر ہو گیا تھا۔ آنکھوں میں نمی چھلکی تھی۔ہاتھ پہلو میں گرے ہوئے تھے۔

"کیوں ہو تم ایسے؟"، عامر اس کے برابر آ کھڑا ہوا اور اسے سر موڑ کر دیکھتے ہوئے وہ بہت دکھ میں لگ رہا تھا۔حیدر کے گلے میں گلٹی ڈوب کر ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔

"میں کون تھا حیدر؟ میں ان دونوں کا کوئی دشمن تھا جو چاہتا تھا کہ ان دونوں کو مار دوں؟"، عامر اب بھی دکھ میں لگتا تھا۔اس کی آواز میں کرب تھا۔بہت زیادہ اور یہ کرب حیدر خوب محسوس کر سکتا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"حیدر۔۔۔میں دوست تھا یار۔"، وہ جیسے ٹوٹ کر رو دیا تھا۔ حیدر کے گلے میں گلٹی ڈوب کر ابھری تھی مگر وہ اب بھی اس کی جانب نہ مڑا تھا۔ وہ ویسے ہی سامنے دیکھ رہا تھا۔ نم آنکھوں سے۔

"میں کیسے چاہ سکتا تھا کہ میں اسے کوئی نقصان پہنچاؤں؟ اور تو نے سارا نام، سارا الزام میرے ہی سر پہ ڈال دیا؟ تو ایسے کیسے کر سکتا ہے یار؟ اتنا سنگدل کیسے ہو سکتا ہے؟"، وہ پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ دکھ بہت بڑا تھا مگر جس نے دکھ دیا تھا، وہ زیادہ قریبی تھی۔

دکھ بڑے یا چھوٹے نہیں ہوتے۔ دکھ تو دکھ ہوتے ہیں۔ انہیں بڑا یا چھوٹا دکھ دینے والا بنا دیتا ہے۔ اور عامر مرزا کو آج حیدر نامی اس شخص نے بہت بڑا دکھ دیا تھا جس نے اس کی روح کو چھلنی کر کے رکھ دیا تھا۔

حیدر نم آنکھوں کو اب بھی اس کی طرف نہیں موڑ رہا تھا۔ تکلیف نئے سرے سے ہو جاتی جو اگر وہ اسے دیکھتا۔

"حیدر شاہ زادہ۔ اپنی سنگدلی کے خول سے نکل کر دیکھو تو پتا چلے کہ تم بہت ڈھیٹ ہو۔ جب انسان تمہارے پاس ہوتے ہیں تو ان کی قدر نہیں کرتے ہو۔ اور پھر اگر وہ چلے جاتے ہیں تو رونے اور دوسروں کو الزام دینے آ جاتے ہو۔"، عامر اپنی آنکھیں بے دردی سے رگڑتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

پچھلے چند ہی ماہ میں حیدر اس کی زندگی کا ایک اہم حصہ بن گیا تھا۔ عامر کا کبھی کوئی گہرا دوست نہیں رہا تھا۔ حیدر پہلا ہی تھا اور شاید آخری بھی۔

Posted On Kitab Nagri

جب حیدر نے کوئی جواب نہ دیا تو عامر نے غصے سے اس کا شانہ پکڑ کر اس کا رخ اپنی طرف کیا۔ حیدر نے نظریں جھکالی تھیں۔

"میں جب مر جاؤں گا تو کس کو الزام دو گے؟ سوچ لو۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی نہ ہو جسے تم الزام دے سکو۔"، وہ غصے سے بپھر کر بولا تو حیدر کی پلکوں کی باڑ توڑ کر اتنی دیر سے روکے ہوئے آنسو گرے تھے۔ گالوں سے لڑھک کے نیچے زمین پر گرے تھے۔ عامر اب بھی کہہ رہا تھا۔۔اسی دکھ اور اسی کرب کے ساتھ۔

"حیدر۔۔لوگوں کی قدر ان کی زندگی میں ہی کرنا سیکھو۔۔۔ان کا وقت آگیا تھا۔ تم، میں یا کوئی بھی ان کو جانے سے نہیں روک سکتا تھا، چاہے کتنی ہی کوششیں کر لیتے۔ مگر تم۔۔۔"، اس نے ہلکا سا استہزائیہ مسکراہٹ کے ساتھ سر جھٹکا تھا۔ "تم نہیں سمجھو گے۔۔۔میں چلتا ہوں۔ عامر مرزا محبت اور رشتوں کے معاملے میں زبردستی کا قائل نہیں ہے۔" عامر کہہ کر مڑا تھا اور قدم آگے بڑھائے تھے جب حیدر نے اس کی کلائی تھامی تھی۔ سرخ آنکھیں ضبط سے بند کی تھیں۔ کچھ قدم آگے کھڑے عامر نے بھی دکھ سے آنکھیں بند کی تھیں۔

"مجھے وقت دو۔۔۔میرا دل ٹوٹا ہوا ہے۔۔۔"، وہ آہستہ آہستہ کہتا اس کا ہاتھ تھامے آگے بڑھا تھا اور اس کے بالکل مقابل آکھڑا ہوا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"تم بہت اہم ہو۔۔۔اور یہ بات تم جانتے ہو۔جو مرا ہے وہ میرا بچپن کا دوست تھا۔۔۔اور جو مری ہے وہ میری بیوی تھی۔مجھے وقت دو۔ تمہیں خدا کا واسطہ ہے۔۔۔مجھے مت چھوڑو۔"،وہ تکلیف سے کہہ رہا تھا۔عامر ایک دم مڑ کر اسے دیکھنے لگا پھر آہستہ سے اپنی کلائی اس کے ہاتھ سے آزاد کروائی۔

"تم لو تمہیں جتنا وقت لینا ہے۔وقت ختم ہو جائے تو آ جانا میرے پاس۔میں چلتا ہوں۔اللہ کے امان میں۔خدا حافظ۔"،وہ کہہ کر چلا گیا تھا۔شاید واپس نہ آنے کے لیے۔اور وہ پیچھے ساکت بت بنا کھڑا رہ گیا۔

آج وہ پورے ایک مہینے بعد یونیورسٹی آیا تھا۔یونیورسٹی ویسی ہی تھی مگر راحم کے بغیر یونیورسٹی واقعی ویسی نہیں رہی تھی۔اس یونیورسٹی کا ہر ایک ایک کونہ،ہر ایک ایک جگہ اسے راحم آفاق کی یاد دلاتی تھی۔راحم آفاق تھا ہی ایسا۔۔کوئی بھلانے والی چیز تھوڑی تھا وہ۔

موسم آج قدرے ابر آلود تھا۔سورج کہیں بادلوں کی اوٹ میں چھپا اسی پہ نظریں گاڑھے ہوئے تھا،جو اسی درخت کے نیچے بیٹھا تھا۔آج قیصر اور کامران میں سے بھی کوئی نہیں آیا تھا۔وہ دونوں پچھلے سارے دن راحم کے گھر والوں کے ساتھ ہی تھے۔ہر چیز میں مدد کرنے سے لے کر ان کا ہر کام کر رہے تھے۔

Posted On Kitab Nagri

آج سے ان کو پریپیریشن لیو ملنی تھی کیونکہ پھر فائنلز ہونے تھے۔وہ خالی خالی نظروں سے یونیورسٹی کو دیکھے گیا جس کی کل رونق بھی بالکل خالی ہو گئی تھی۔راحم کے بغیر سب اتنا عجیب ہو گا، اسے کبھی اندازہ نہ تھا۔

سفید سیاہ شلوار قمیض پہنے بال پیچھے کیے، وہ بہت سنجیدہ لگتا تھا۔چہرے پہ کوئی تاثر نہ تھا۔جبھی اسے قرت اپنی جانب آتی نظر آئی۔اپنے ہمیشہ والے سیاہ عبائے میں، ہمیشہ کی طرح نقاب لگائے ہوئے، کاندھے پہ سیاہ بیگ لٹکائے۔وہ اسی کی طرف آرہی تھی۔

"السلام علیکم۔"، اس تک پہنچ کر اس نے سلام کیا تو حیدر نے جواب دیا۔

"سمجھ تو نہیں آرہا کہ کن الفاظ میں کہوں، مگر مجھے واقعی بہت افسوس ہوا آپ کے دوست اور آپ کی وائف کا سن کر۔ اللہ ان کے درجات بلند کرے اور ان کے لیے آسانیاں کرے۔"، قرت نے ہمدردانہ لہجے میں کہا تو اس نے بے اختیار آمین کہا۔ایک یہی تو دعا آج کل اس کے لبوں پر رہتی تھی۔

"آپ کیسی ہیں؟"، حیدر نے کہا تو قرت ہلکا سا مسکرائی۔کیسے یہ ہارا ہوا شخص، جو خود ٹھیک نہیں تھا، اس سے اس کی خیریت پوچھ رہا تھا۔

"ٹھیک ہوں اور نہیں بھی۔"، اس نے کاندھے اچکا کر کہا تو حیدر نے مروتاً پوچھ لیا۔

"کیوں؟ٹھیک کیوں نہیں ہیں آپ؟"، اس کو وجہ جاننے میں قطعاً کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

Posted On Kitab Nagri

"حرم کی وجہ سے پریشان ہوں نا۔۔۔اس کی طبیعت کل رات کو بے حد خراب تھی اور ڈاکٹر کے پاس بھی نہیں جا رہی تھی۔۔۔اور اب پھر اس سے کانٹیکٹ بھی نہیں ہو پا رہا۔ایک تو ویسے ہی مہینے میں مشکل سے ایک کال کرتی ہے۔"، قرت نے پریشانی سے کہا تو ایک سیکنڈ کے لیے اس کے دل کی دھڑکن واقعی تھم گئی تھی، مگر اگلے ہی پل پھر ٹھیک ہو گئی تھی۔ایک احساس تھا جو کہتا تھا کہ حیدر شاہ زاد، وہ شادی شدہ ہے۔تمہارا اس کے لیے پریشان ہونے کا کوئی حق نہیں ہے۔

"اللہ شفا دے۔"، اس نے آرام سے کہا تھا۔چہرے پر کوئی تاثر نہ تھا۔البتہ دل اب بھی دو کشتیوں پہ سوار تھا، جن میں سے ایک کشتی ڈوب چکی تھی اور دوسری سے وہ خود ڈوب چکا تھا۔عجب ہی کیفیت تھی۔

"آمین۔۔۔اور عامر بھائی کہاں ہیں؟"، قرت نے یونہی پوچھا تو حیدر کے چہرے پر ایک سایہ سا لہرایا۔ایک دکھ تھا جو قرت سے بھی مخفی نہ رہ سکا تھا۔وہ تڑپ کر آگے آئی تھی اور اس کے برابر میں کچھ فاصلے پر بیٹھی تھی۔

"ڈونٹ ٹیل می کہ آپ نے ان پر سارا الزام لگا دیا ہے۔"، وہ پتا نہیں کیسے یہ سب جان گئی تھی۔حیدر کا سر ایک سیکنڈ کے لیے چکرا کر رہ گیا تھا۔اس نے بمشکل اپنی حیرت کو قابو کرتے اسے دیکھا تھا، جو حیرت اور شاک سے پھیلی آنکھیں لیے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

"نہ۔۔۔ نہیں۔ ایسا کچھ نہیں ہے۔"، حیدر نے بمشکل کہا مگر وہ کہاں ٹلنے والی تھی۔ آخر کو تھی تو حرم کی ہی دوست نا۔

"ایسا ہی ہے۔۔۔ اور مجھے پورا یقین ہے کہ آپ نے ان سے تب سے بات بھی نہیں کی ہو گی۔ اور تو اور۔۔۔ وہ تو ہیں ہی اتنے شریف کہ بغیر کچھ کہے چلے گ ئے ہوں گے۔"، وہ اپنی بات پر مصر تھی۔

"کچھ نہیں کہا؟؟؟ وہ اور کچھ نہ کہے، ایسا ممکن ہے کیا؟؟؟ مجھے تھوڑے ہی الفاظ میں اچھے سے یہ باور کروا گیا ہے کہ میں کتنا ڈھیٹ، بے قدرا اور سب پر الزام دھرنے والا ہوں۔۔۔"، اس نے کہہ کر سر جھٹکا، پھر سر موڑ کر یونہی دور خلاء میں دیکھنے لگا۔ "خیر۔۔۔ کہا تو سب ٹھیک ہے اس نے میرے بارے میں۔۔۔ اب سوچا ہے تو اندازہ ہو گیا ہے مجھے۔"

"اب آپ کیا کریں گے؟"، قرت نے ٹھوڑی ہتھیلی پہ ٹکائی اور کہنی گھٹنے پہ ٹکا کے اسے دیکھا۔ نظریں متلاشی تھیں جیسے اس کے چہرے پر کوئی پچھتاوا تلاشنا چاہ رہی ہوں۔

"کچھ نہیں کروں گا۔"، اس نے شانے جھٹک کر کہا تو قرت سخت بدمزہ ہوئی۔

"ویسے ایک ڈیل کر سکتی ہوں میں آپ کے ساتھ۔۔۔ اگر منظور ہو تو۔"، اس نے ہاتھ آگے پھیلا کر ابرو اچکا کر کہا تو حیدر نے اسے حیرت سے دیکھا۔ پھر ابرو سوالیہ انداز میں اٹھا کر اس کی بڑھی ہتھیلی کو دیکھا پھر ہاتھ آگے بڑھا کر ہتھیلی پہ جونہی رکھنے لگا، وہ توبہ توبہ کرتی کانوں کو ہاتھ لگاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ پھر کمر پر ہاتھ رکھ کر اسے دیکھا۔

Posted On Kitab Nagri

"کیا ہو گیا ہے حیدر بھائی؟ ہاتھ رکھنے کا تھوڑی کہہ رہی ہوں۔۔۔میں لڑکوں سے ہاتھ نہیں ملاتی۔۔۔میں تو آپ سے آپ کا فون مانگ رہی ہوں۔"،وہ ایسے کہہ رہی تھی جیسے اسے اس کی کم عقلی پر بے حد افسوس ہوا ہو۔حیدر نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"فون؟"،اس نے نا سمجھی سے پوچھا تو وہ سر ہلا کر اس سے کچھ فاصلے پر پھر سے بیٹھ گئی۔

"بھئی دیکھیں۔۔۔آپ کے فون میں اپنا نمبر سیو کر رہی ہوں نا۔مجھے بھی کبھی کبھار ضرورت پڑ سکتی ہے نا آپکی۔۔۔اب میں آپ کے لیے کچھ کروں گی تو آپ کو بھی تو کچھ کرنا پڑے گا نا۔"قرت نے کہہ کر اسے دیکھا پھر جلدی سے نفی میں سر ہلاتی پھر سے بولی۔"نہیں اگر آپ کو کوئی پرائیویسی کا ایشو ہے تو بھلے مجھے مت دیں فون۔میں نمبر بتا دیتی ہوں۔میرا نہیں ہے۔میری آپی کا ہے۔وہ دراصل فون نہیں ہے نا میرے پاس۔آپ خود ہی سیو کر لیں۔"،اب کی بار انداز تھوڑا معذرت خواہانہ تھا۔وہ کیوں ہر بار بھول جاتی تھی کہ ہر کوئی حرم نہیں ہوتا جو کسی سے بھی اتنا فری ہوا جائے؟

"میں آپ کو کال لاگ کھول کے دیتا ہوں۔آپ اپنا نمبر سیو کر لیں۔"،حیدر نے کہتے ہوئے اپنا فون نکال کر فنگر پرنٹ سے فون کھولا اور کال لاگ کھول کر اسے دیا۔اس کا سیاہ اسمارٹ فون ہاتھ میں اٹھا کر قرت نے گھما کر دیکھا۔

"فون تو بہت اچھا ہے آپ کا۔۔۔کتنے کا لیا ہے؟میں بھی کچھ مہینوں بعد فون لوں گی تو یہی لے لوں گی۔۔۔کیسا؟"،وہ اشتیاق سے پوچھ رہی تھی۔حیدر ہلکا سا مسکرایا۔

Posted On Kitab Nagri

"آپ کی برتھ ڈے کب آتی ہے؟ میں آپ کی برتھ ڈے پر آپ کو یہی فون گفٹ کر دوں گا۔"، حیدر نے مسکرا کر کہا تو قرت نفی میں سر ہلانے لگی۔

"آپ قیمت بتا دیں مجھے۔"، وہ بضد تھی۔ حیدر نے ہلکا سا گلا کھنکارا۔

"ڈھائی لاکھ روپے کا ہے۔"، اس کا یہ کہنا تھا اور قرت نے ہونہہ کر کے سر جھٹکا تھا۔ اس کو لگ رہا تھا کہ وہ عام لوگوں کی طرح نہ افورڈ کر پانے پر شرمندہ ہو گی یا پھر جھینپ جائے گی۔

"اوہو۔۔۔ یہ تو بہت مہنگا ہے۔ میں کوئی دوسرا لے لوں گی۔ کوئی بات نہیں۔"، وہاں کوئی شرمندگی نہیں تھی۔ وہ کچھ دیر کے لیے واقعی حیران سا ہو گیا تھا۔

"اچھا اب یہ تو بتائیں ڈیل کس چیز کی ہوئی ہے ہماری؟"، حیدر نے تجسس سے پوچھا۔ دل اس لڑکی سے بات کر کے ہلکا پھلکا سا ہو گیا تھا۔ وہ اسے بالکل انعم جیسی ہی لگی تھی۔ پٹر پٹر کرنے والی۔

"پہلے میری ڈیل حرم کے ساتھ ہوئی ہوئی تھی۔"، ابھی وہ مزید کہہ ہی رہی تھی کہ حیدر نے ضبط سے آنکھیں بند کر کے اسے ٹوکا۔

"آپ پلیز حرم کو بار بار بیچ میں مت لایا کریں۔"، قرت نے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔

"کیوں بھئی؟ دیکھیں میرے ساتھ کام کرنا ہے اور میری ہیلپ چاہئے تو آپ کو حرم کا نام تو بار بار سننا ہی ہو گا۔ عین ممکن ہے کہ میں آپ کو بار بار حرم کہہ کر بھی پکاروں۔ سوری)اس نے کاندھے

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

اچکائے (آپ کو برداشت کرنا پڑے گا۔" وہ بالکل بے نیازی سے کہہ رہی تھی اور وہ اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔ یہ تو بالکل انعم تھی۔

"اچھا۔۔۔ سہی۔ ڈیل بتائیں۔"، حیدر نے کہا۔ لب بھینچ رکھے تھے اور ماتھے پر کچھ بل بھی تھے۔

"میں آپ کو روز ایک ایسی چیز بھیجوں گی جس سے آپ کے اندر کی جنگ اور کشمکش ختم ہو جائے گی۔۔۔ آپ کے دل کو شفا ملے گی۔۔۔ کیسا؟"، کہہ کر اس نے داد کے لیے دیکھا تو حیدر خوب حیران ہوا۔ ایسا کیا بھیجے گی یہ لڑکی؟

"کیا بھیجو گی؟"، اس نے پوچھ ہی ڈالا۔ آنکھوں میں تجسس تھا۔

"ہے کچھ۔۔۔ روز واٹس ایپ پر بھیجوں گی۔"، وہ کہہ کر اسے دیکھنے لگی۔ اسے آج پہلی بار حیدر پر خوب ترس آیا تھا۔ وہ واقعی بہت کچھ سہہ رہا تھا۔

حیدر جانتا تھا کہ وہ اسے کوئی آیات یا احادیث وغیرہ ہی بھیجنے کی بات کر رہی تھی۔ سو اس نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ دیکھتے ہیں کہ کیسے آپ میرے دل کو شفا دلواتی ہیں۔"، انداز میں چیلنج تھا لیکن شاید حیدر شاہ زادہ یہ بھول گیا تھا کہ وہ کوئی عام چیزیں نہیں ہوں گی۔۔۔ وہ کلام ہو گا۔ اللہ کا کلام۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

"چلیں میں اب چلتی ہوں۔ اپنا خیال رکھئے گا۔ اور حرم کے لیے بھی دعا کیجئے گا۔"، وہ کہہ کر اسے موبائل تھماتی چلی گئی تھی اور پیچھے حیدر کے دل نے واقعی حرم کی سلامتی اور خوشیوں کی دعا کی تھی۔ اس معاملے میں وہ اب تک بے بس تھا۔

یونیورسٹی آف ہو چکی تھی اور وہ ابھی پارکنگ ایریا میں کھڑا اپنی گاڑی کھول کر اندر بیٹھ ہی رہا تھا کہ سامنے سے عامرہ اور کشمالہ آتی نظر آئیں۔ چہرے سنجیدہ اور فکر مند لگتا تھا۔

"ناٹ اگین۔"، حیدر کے انداز میں شکست خوردگی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ وہ لوگ کیا بات کرنے آئی ہیں۔ اسی لیے چاہتا تھا کہ جلد از جلد ان کو دیکھے بغیر گاڑی میں بیٹھ کر چلا جائے۔ تبھی عامرہ نے دور سے ہی اسے آواز دی تو اسے نہ چاہتے ہوئے بھی ٹھہرنا پڑا۔

اذیت پھر سے ہونی تھی۔۔۔روح پھر سے زخمی ہونی تھی مگر وہ کیا کرتا، چاروناچار رکنا ہی پڑا۔

"کیسے ہو؟"، کشمالہ نے قریب آ کر پوچھا۔ حیدر زخمی سا مسکرایا۔

"ٹھیک ہوں۔"، اس نے کہہ تو دیا مگر انداز، لہجے اور چہرے سے وہ ٹھیک بالکل بھی نہیں لگ رہا تھا۔ کشمالہ اور عامرہ کو بھی اس پر بے اختیار ترس آیا تھا۔ انہوں نے اسے کچھ ہمدردی سے دیکھا۔

"حیدر۔۔۔ہمت کرو۔ تم ہمت نہیں کرو گے تو باقی سب کا کیا ہو گا؟"، عامرہ نے اسے سمجھاتے ہوئے دھیمے مگر سنجیدہ لہجے میں کہا۔ حیدر کی آنکھوں میں نمی چھلکی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

"ہم آئے تھے اس کے گھر۔۔۔اس کی ممی کی کنڈیشن بھی ٹھیک نہیں تھی۔اس کے بابا اور بہن سے ملے تھے ہم۔۔۔وہ بہت ٹوٹ گ ئے ہیں حیدر۔۔۔تم انہیں سنبھالو۔" کشمالہ نے کہا تو حیدر نے بے دردی سے آنکھوں میں آئی نمی رگڑی اور سر اثبات میں ہلایا۔وہ صباحت آنٹی کو تو بالکل بھول ہی گیا تھا۔آج اس نے ایک مہینے بعد ان کا سوچا تھا اور ان سے ملنے جانے کا تہیہ کر لیا تھا۔

"تم لوگ اس کے لیے دعا کرنا۔۔۔اللہ اس کے لیے آسانیاں پیدا کرے۔"حیدر نے لہجے کو مضبوط بنا کر کہا تو وہ دونوں آمین کہنے لگیں۔

"چلو۔ہم چلتے ہیں۔۔۔خیال رکھنا۔اپنا بھی اور دوسروں کا بھی۔جہاں تک رہی زائرہ کی بات، تو جنت میں تو ہو گے نا تم اس کے ساتھ۔رونا کیسا؟" کشمالہ نے موڈ کو ہلکا پھلکا بنا کر کہا تو وہ مسکرایا۔ایک یہی چیز تو دل کو تسلی دیتی تھی کہ وہ ان دونوں سے جنت میں ملے گا۔

"چلو۔خدا حافظ۔"وہ دونوں کہتی ہوئی وہاں سے چلی گئیں۔آج پہلی بار ان کی باتوں نے اسے تکلیف کے بجائے ہمت دی تھی۔وہ گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی اسٹارٹ کر کے روڈ پر لایا تو ذہن اب بھی ان کی باتوں میں ہی الجھا ہوا تھا۔کیا وہ اتنا کمزور تھا کہ ہر کوئی آ کر اس پر ترس کھائے؟ کیا وہ اتنا ترس کے لائق لگتا تھا؟اس نے چہرہ موڑ کر سائیڈ مرر میں خود کو دیکھا۔ویران بادامی آنکھیں۔۔۔مرجھایا ہوا چہرہ۔۔۔بے رونق مسکراہٹ۔کچھ بھی پہلے جیسا نہیں رہا تھا۔وہ سر جھٹک کر پھر سے ڈرائیو کرنے لگا۔

Posted On Kitab Nagri

مگر آج حیدر نے خود پر مضبوطی کا خول چڑھانے کا سوچ لیا تھا۔ آج سے وہ دکھی ہو کے بھی دکھی نہیں لگے گا۔ یہ فیصلہ اس نے آج کر لیا تھا۔

گاڑی کا رخ ہسپتال کی جانب کر کے اب وہ صباحت آنٹی سے ملنے جارہا تھا جو پچھلے ایک ماہ سے ہسپتال میں ہی داخل تھیں۔

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

Posted On Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

ہسپتال کا وہ کمرہ ویران اور سنسان معلوم ہوتا تھا۔ صرف اے سی کی ہلکی سی آواز پس منظر میں سنائی دیتی تھی۔ کمرے میں ایک دیوار کے ساتھ ایک ہسپتال بیڈ رکھا تھا جس پر صباحت آفاق آنکھیں موندے لیٹی تھیں۔ ہسپتال کے لباس میں ملبوس، راحم جیسے سیاہ بال کھلے ہوئے پیچھے تکیے پر بکھرے ہوئے تھے۔ ہاتھوں میں ڈرپ لگی تھی جس سے قطرہ بہ قطرہ ڈرپ کا مائع ان کے جسم میں سرایت کر رہا تھا۔ وہ بہت بیمار لگتی تھیں۔۔۔ جوان بیٹے کی موت کے ہی باعث وہ اب تک ہسپتال سے نہ نکل پائی تھیں۔ جسمانی زخم تو پھر بھی صحیح ہو رہے تھے۔ مگر جو زخم دل پہ لگا تھا، وہ کیسے ٹھیک ہوتا؟

ان کے چہرے پر جگہ جگہ زخموں کے نشان تھے۔ ماتھے پر خاص طور پر، ایک گہرا کٹ تھا جو اب تک پوری طرح مندمل نہیں ہوا تھا۔ ان کے بیڈ سے کچھ فاصلے پر ایک صوفے پر راحم کی بڑی بہن، ماہا، بیٹھی تھی۔ وہ بھی ایک مہینے سے اپنی ماں کے پاس ہسپتال میں ہی تھی۔ اس کا شوہر اور بچے بھی اکثر اس کے ساتھ وہیں ہوتے تھے۔ اس وقت وہ سر پر دوپٹہ ڈالے، لب ہلاتے ہوئے سورۂ ملک پڑھ رہی تھی۔

جبھی دروازہ کھٹکھٹایا گیا تو وہ سیدھی ہو بیٹھی۔

Posted On Kitab Nagri

"کون؟"، اس نے سپارہ بند کرتے ہوئے سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔ اگر آفاق ہوتے تو وہ دروازے پر دستک دینے کے بعد اندر بھی داخل ہو چکے ہوتے۔

"حیدر۔"، حیدر نے باہر سے آواز لگائی تو ماہا خوب حیران ہوئی۔ حیدر آیا تھا، اور وہ بھی ایک مہینے بعد؟

"آ جاؤ حیدر۔"، ماہا نے کہہ کر صوفے پہ جگہ بنائی تو وہ دروازہ کھول کر اندر آ گیا۔ وہ انہی شلوار قمیض میں ملبوس تھا جو وہ کچھ دیر پہلے یونیورسٹی میں پہنے ہوئے تھا۔

"السلام علیکم آپی۔"، وہ کہتا ہوا قریب آیا تھا۔ ماہا نے ہاتھ سے اشارہ کیا تو وہ صوفے پر ہی بیٹھ گیا۔ پھر نظر اٹھا کر بیڈ پر لیٹی صباحت کو دیکھا۔ اس کے گلے میں گلٹی ڈوب کر ابھری تھی۔

"کیسے آنا ہوا؟"، ماہا نے سوال کیا تو اس نے نظریں چرائیں۔ وہ جانتا تھا کہ اسے ان سوالوں کا جواب ضرور دینا پڑے گا۔

"آنٹی سے ملنے آیا تھا۔"، اس نے دھیمے لہجے میں کہا تو ماہا طنزیہ مسکرائی، پھر سر جھٹک کر اسے دیکھا۔ آنکھوں میں بے حد دکھ تھا۔

"تھوڑی دیر سے نہیں آئے؟"، لہجے کا طنز بھی اسے خوب محسوس ہوا تھا۔

حیدر نے ایک گہرا سانس لے کر اسے دیکھا۔

"ہمت نہیں ہوئی آنے کی۔"، اس نے دھیرے سے کہا تو ماہا نے اسے ترحم سے دیکھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

"اگر تم اس وقت آ جاتے ناحیدر، جس وقت ہمیں تمہاری ضرورت تھی، تو میں تمہارا بہت شکریہ ادا کرتی۔ مگر افسوس کے ساتھ، اب میں تمہارا کوئی شکریہ ادا نہیں کر سکتی۔"، ماہا کے لہجے کی تلخی اسے خوب محسوس ہوئی تھی۔ وہ سر جھکا کر سر اثبات میں ہلانے لگا۔

"آئی ایم سوری۔"، اس نے آہستہ سے کہہ کر ماہا کو دیکھا۔ وہ راحم سے بہت مشابہت رکھتی تھی۔ راحم کے جیسے ہی سیاہ بال اس کے دوپٹے کی اوٹ سے جھانک رہے تھے۔ بھوری آنکھیں دکھی لگتی تھیں۔ ہونٹوں پہ راحم ہی کی طرح جو ہر وقت تبسم پھیلا ہوتا تھا، آج وہ بھی غائب تھا۔

"حیدر، تم تو میرے لیے راحم جیسے ہی تھے۔ بچپن سے تمہیں دیکھا، تمہیں تمہاری غلطیوں پر ڈانٹا، بالکل اپنا حق سمجھ کر۔۔۔ جیسے میں واقعی کبری کی ہی طرح تمہاری بہن ہوں۔۔۔ مگر پھر جب بھی میں کوئی نئی ڈش بناتی تھی تو تمہیں بھی بلواتی تھی کہ تم اور راحم ساتھ کھا کر ٹیسٹ کر کے بتاؤ کہ کیسی بنی ہے۔۔۔ تم تو میرے بھائی ہو نا، پھر کیسے تم ہمیں ہمارے مشکل وقت میں ہی تنہا چھوڑ کر چلے گئے؟"، وہ دکھ سے کہہ رہی تھی۔ حیدر بھی آنکھوں میں نمی لیے سر اثبات میں ہلا رہا تھا۔ جب وہ چپ ہوئی تو اس نے کہنا شروع کیا۔

"آپ کے پاس تو اپنی امی تھیں نا۔۔۔ میرے پاس کوئی ایسا نہیں تھا جس سے میں اپنے دل کی حالت بیان کر پاتا، سوائے اللہ کے۔ کیونکہ میں جس سے بھی کچھ کہتا، وہ آگے سے کہتا کہ صبر کرو۔ اللہ کی چیز

Posted On Kitab Nagri

تھی، اللہ نے لے لی۔۔۔ ارے صبر کیا اتنا آسان ہوتا ہے جو ہر کوئی آرام سے کر لے؟"، وہ دکھ بھرے لہجے میں آہستہ آہستہ کہہ رہا تھا جب ماہا نے بیچ میں بات کاٹی۔

"حیدر، تمہارے پاس اللہ ہے پھر بھی تمہیں کوئی اور چاہئے؟ جب اللہ ہو تب تو اور کسی کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ تو تم کیوں دنیا والوں کا انتظار کر رہے تھے؟"، ماہا حیرت سے کہہ رہی تھی۔ "جب انسان اللہ کو اپنا دوست اور دکھ درد اور سکھ کا ساتھی بنا لے نا، تو پھر اور کسی کی ضرورت نہیں پڑتی۔ تم پھر بھی دنیا والوں کی راہ تک رہے تھے؟"

"جی۔۔۔"، اس نے سر اثبات میں ہلایا۔ "مگر پھر مجھے بھی اس بات کا اندازہ ہو گیا۔ اور جب اندازہ ہو گیا، تو میں یہاں آپ لوگوں سے ملنے چلا آیا۔"، اس نے کہہ کر صباحت کو دیکھا جو آہستہ سے آنکھیں کھول کر اسے دیکھ رہی تھیں۔ وہ جلدی سے اٹھ کر ان تک آیا، پھر ان کے قریب کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔ وہ اب آنکھوں میں نرمی لیے، انہیں دیکھ رہا تھا۔ ماہا نے جلدی سے آکر انہیں سہارا دے کر لیور اوپر کھینچ کر انہیں تکیوں سے ٹیک لگا کر بٹھایا۔

"کیسی ہیں آپ؟"، حیدر نے پوچھا تو وہ ہلکا سا مسکرائیں۔ مگر مسکراہٹ میں بھی تکلیف پنہاں تھی۔

"اللہ بہتر جانتا ہے۔"، انہوں نے نقاہت زدہ آواز میں جواب دیا۔ آنکھوں کے نیچے گہرے سیاہ حلقے تھے۔ چہرہ بھی بالکل ویران دکھتا تھا۔ پھر انہوں نے اپنی سیاہ آنکھیں پھیر کر سامنے بیٹھے لڑکے کو دیکھا جو ان کا بچپن سے ہی بہت لاڈلا رہا تھا۔ ان کے بیٹے کا سب سے اچھا دوست۔ ان کی آنکھوں سے ایک

Posted On Kitab Nagri

گرم آنسو ان کی پلکوں کی باڑ کو توڑتا ہوا گال پر لڑھک کر ان کے ہسپتال کے کپڑوں میں جذب ہو گیا تھا۔ "پتا ہے۔۔۔بیٹا؟ میرا بیٹا میری۔۔۔میری آنکھوں کے سامنے مرا۔"، وہ اپنے ہاتھ اٹھا کر بے بسی سے کہہ رہی تھیں۔ ماہا آنسو روکتی کمرے سے باہر چلی گئی۔ وہ یہ تکلیف دہ کہانی پچھلے ایک ماہ میں کئی بار سن چکی تھی۔ ایک بار اور سننے کی ہمت نہیں تھی۔ مگر حیدر آج پہلی بار یہ تکلیف دہ کہانی سننے والا تھا۔ اور وہ اتنا کچھ سننے کے لیے تیار نہ تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہہ پاتا، انہوں نے ہاتھ اٹھا کر اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔ وہ اپنی بات اس کو بتانا چاہتی تھیں۔

"پتا ہے۔۔۔ہم گاڑی میں بیٹھے تھے۔ تمہارے گھر کے بہت قریب تھے۔۔۔بس کچھ ہی دیر کا فاصلہ رہتا تھا۔۔۔ایک دکان پر رک کر میں کچھ کھانے پینے کے لیے لینے گئی تھی۔۔۔ہم نے صبح سے کچھ نہیں کھایا ہوا تھا نا، اسی لیے۔۔۔پیچھے میرے دونوں بچے گاڑی میں بیٹھے تھے۔۔۔ایک دوسرے کو تنگ کر رہے تھے نا وہ دونوں۔"، وہ کہتے کہتے ایک تکلیف دہ ہنسی ہنسی تھیں۔ ان کا درد ان کی آواز، ان کے لہجے اور ان کی ہنسی، حتی کہ ہر ایک چیز میں صاف عیاں تھا۔

"راحم اسے تمہارا نام لے کر چڑا رہا تھا اور زائرہ اسے شادی کا کہتے ہوئے چڑا رہی تھی۔۔۔میں تو ان کو ہنستا ہوا چھوڑ کر گاڑی سے نکلی تھی۔۔۔مجھے۔"، وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھیں۔ "مجھے کیا پتا تھا کہ میں ان کی ہنسی کی آواز آخری بار سن رہی ہوں۔۔۔"، وہ منہ پر ہاتھ رکھے روئے جا رہی تھیں مگر اب حیدر میں ان کو روکنے کی ہمت نہیں تھی۔ وہ تو اپنے آنسو نہیں روک پایا تھا۔ انہوں نے رونے کے

Posted On Kitab Nagri

درمیان کہنا جاری رکھا۔ "جب میں سامان لے کر واپس آئی تو واللہ، حیدر۔۔۔واللہ۔ اتنا خوفناک منظر میں نے آج تک نہیں دیکھا۔۔۔ کبھی نہیں۔۔۔ ایک ٹرک ہماری گاڑی کو کسی پتے کی طرح اڑاتا ہوا میری طرف دھکیلتا آگے جا چکا تھا۔۔۔)حیدر کی سسکی گونجی تھی(اب۔۔۔اب میں یہ سوچتی ہوں کہ کاش میں بھی۔۔۔ان۔۔۔ان کے ساتھ گاڑی میں ہوتی تو یہ روگ تو نہ رہتا ناساری زندگی۔۔۔ کہ میں نے یہ کیا دیکھ لیا۔ اللہ۔"، انہوں نے کہتے ہوئے اپنے دکھتے گلے پر ہاتھ رکھا تھا۔ حیدر ان کی ذہنی حالت اتنی سی دیر میں خوب سمجھ چکا تھا۔ اپنی تکلیف کو بار بار دہرایا جائے تو انسان کی ذہنی حالت کا پتا لگایا جا سکتا ہے کیونکہ یہ انسان بہت عجیب چیز ہے، اپنی تکلیف سے ایسے جان چھڑانا چاہتا ہے جیسے وہ تکلیف کبھی اس کی زندگی میں آئی ہی نہ ہو۔

"میرے ہاتھوں میں کھیلے تھے وہ دونوں۔۔۔ میری آنکھوں کے سامنے۔۔۔اور مرے بھی میری ہی آنکھوں کے سامنے۔"، وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

"گاڑی میرے اوپر آکر گری تھی۔۔۔اور جو آخری چیز میں نے دیکھی تھی، وہ۔۔۔)وہ کپکپا رہی تھیں(وہ زائرہ کی کراہ تھی۔ وہ خونم خون چہرے اور وجود کے ساتھ کراہتے ہوئے آنکھیں بند کر رہی تھی۔۔۔اور میرا راحم تو۔۔۔پہلے جھٹکے میں ہی۔۔۔"، وہ پھر سے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے رونے لگیں۔

حیدر کی تکلیف اب کچھ اور بڑھ گئی تھی۔۔۔اب شاید ہی اسے نیند آئے کبھی۔

Posted On Kitab Nagri

"آنٹی، آپ بس ان کے لیے دعا کریں۔۔۔ کہ اللہ ان کے لیے آسانیاں پیدا کرے۔"، حیدر نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

"کیوں؟ آسانیاں کیوں نہیں ہوں گی ان کے لیے؟ ایسی تکلیف دہ موت کے بعد بھی آسانیاں نہیں ہونگی کیا؟"، وہ عجیب سے لہجے میں پوچھنے لگیں۔

"یہ تو اللہ کے معاملات ہیں۔ وہ ہی بہتر جانتا ہے۔۔۔ خیر، اپنا بہت خیال رکھنا۔ میں چلتا ہوں۔ خدا حافظ۔"، وہ کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا تو انہوں نے بھی فوراً خدا حافظ کہتے ہوئے سر ہلایا اور آنکھیں موند کر سر پھر سے تکیے سے ٹکا دیا۔ حیدر کانپتے قدموں کے ساتھ ہسپتال سے واپس گھر تک پہنچا تھا۔ اسے وہاں نہیں جانا چاہیے تھا۔ اس بات کا احساس اب اسے بہت زیادہ ہو رہا تھا۔

شیخوپورہ پر آج صبح کا سورج طلوع ہوا تو کسان اپنے اپنے کھیتوں کو نکل پڑے۔ ایسے میں شاہ حویلی کے مکین اب تک اپنے اپنے کمروں میں دبکے بیٹھے تھے۔ صائم کی ایگزام تھے سو وہ واپس جرمنی چلا گیا تھا۔ البتہ انعم اب کچھ عرصے کے لیے یہیں تھی۔

آج صبح صبح ہی حیدر حویلی پہنچا تھا اور صبح سے ہی اپنے کمرے میں بند ہوا ہوا تھا۔ صائم کا بھی امتحان نہ ہوتا تو وہ کبھی بھی اپنے بھائی کو ایسی مشکل حالت میں چھوڑ کر نہ جاتا، مگر فی الحال مجبوری تھی۔

Posted On Kitab Nagri

حیدر جائے نماز بچھا کر جب سے آیا تھا تب سے ہی دوزانوں ہو کر بیٹھا تھا اور اپنے خالی خالی ہاتھوں کو تک رہا تھا۔ سب کچھ جیسے ختم ہو گیا تھا۔ کوئی دعا نہیں تھی سوائے ایک کے۔

"یااللہ! ان دونوں کے لیے آسانیاں پیدا کرنا۔"، اس کے لب بار بار ان ہی الفاظ میں ڈھلتے۔ چہرے پر عجیب سا تاثر تھا جو لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا تھا۔ انعم کئی بار اس سے بات چیت کرنے کی غرض سے کمرے میں آئی تھی مگر اس کو جائے نماز پر بیٹھا دیکھ کر واپس چلی گئی تھی۔

تبھی اس نے سر ہلکا سا اٹھا کر کھڑکی سے چھن کر کمرے میں آتی دھوپ کو دیکھا جو اس کی جائے نماز کے اوپری حصے پر پڑ رہی تھی۔ سنہری اور سرخ جائے نماز دھوپ میں چمک رہی تھی۔ اچانک ہی اس پل اسے عبداللہ یاد آیا تھا۔ دل میں اس سے ایک بار ملنے کی خواہش نے اچانک ہی جنم لیا تھا۔ عبداللہ کا پر سکون سا چہرہ اس کی نظروں کے سامنے لہرایا تھا۔

تبھی دروازہ پھر سے کھلا تھا۔ اس نے چہرہ نہیں موڑا۔

"میرے بھائی، تم سے ایک بات کرنی تھی۔"، انعم اندر آتے ہوئے بولی اور آ کے پلنگ پہ بیٹھ کر اسے دیکھنے لگی جو سادہ سے شلوار قمیض میں بہت سنجیدہ سا لگ رہا تھا۔ حیدر نے بادامی آنکھیں گھما کر اسے دیکھا پھر سر ہلاتا اٹھ کھڑا ہوا۔ جائے نماز اٹھا کر سائیڈ ٹیبل پر رکھی اور آتا ہوا اس کے ساتھ پلنگ پر بیٹھ گیا۔ درمیان میں کچھ فاصلہ تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"وہ۔۔۔ کریم الدین صاحب کی پوتی، آیت، کا نکاح ہے اگلے ہفتے۔ سادگی سے ہو رہا ہے نکاح۔ ساتھ ہی رخصتی بھی ہو جائے گی شاید۔ کنفرم نہیں ہے کچھ۔۔۔"، وہ ذرا دیر کو ٹھہری، اس کی جھکی ہوئی بادامی آنکھوں میں جھک کر دیکھا، پھر گلا کھنکارتے ہوئے سیدھی ہوئی۔ "تم چلو گے؟"

حیدر نے جھکا ہوا سر ہی دھیرے سے نفی میں ہلایا۔

"چل لو۔۔۔ عامر کو اچھا لگے گا۔۔۔"، انعم نے کہہ کر اسے دیکھا۔ "ادھر دیکھو۔"

حیدر نے سر اٹھا کر ویران نظروں سے اسے دیکھا۔ ان آنکھوں کی ویرانی دیکھ کر انعم واقعی کچھ دیر کے لیے چپ سی ہو گئی تھی۔

"تم اب تک اس کو غلط سمجھ رہے ہو؟ حیدر، کیا واقعی؟"، انعم نے حیرت سے پوچھا تو حیدر نے نظریں چرا کر چہرہ سیدھ میں موڑ لیا۔

"تم ایسا کیسے کر سکتے ہو، حیدر؟ مطلب، آئی مین۔۔۔ عامر کا کیا قصور جو بھی ہوا اس میں؟"، انعم کو غصہ آنے لگا تھا اور اس کا لہجہ بھی تیز ہو گیا تھا۔

www.kitabnagri.com

"مجھے وقت چاہئے آپی۔۔۔ میں نہیں جاؤں گا۔۔۔ آپ لوگ چلے جانا۔"، حیدر نے چہرہ ہنوز موڑے ہوئے کہا۔

"حیدر۔۔۔ تم سے کم از کم مجھے ایسی احمقانہ باتوں کی امید نہیں تھی۔۔۔ مطلب تم اس کے ساتھ ایسے کر بھی کیسے سکتے ہو؟ آئی کانٹ بلیو۔"، انعم کہہ کر کھڑی ہو گئی۔

Posted On Kitab Nagri

"جو دل چاہے کرو۔۔۔اب تم انعم کی ضد دیکھو گے۔۔۔عامر سے نہیں ملنا نا۔۔۔آج میں اسے بلواتی ہوں۔۔۔پھر تم دونوں کا ہر تعلق، ہر دوستی ختم کرواؤں گی۔اپنے سامنے بٹھا کر۔۔۔اور حیدر۔۔۔تم مجھے جانتے ہو۔ایک دفعہ یہ کر لیا نا میں نے۔تو اپنی زندگی میں کبھی بات نہیں کرنے دوں گی تم دونوں کو میں۔۔۔یاد رکھنا۔"، وہ انگلی دکھاتی مڑ کر دروازے میں غائب ہو گئی تھی اور وہ پیچھے لب کاٹتا ہوا آنسو پینے لگا تھا۔کیا کرے وہ؟وہ جانتا تھا کہ عامر بے قصور ہے، پھر بھی پتا نہیں کیوں ایسے کر رہا تھا؟

وہ اچانک ہی اٹھا تھا اور وارڈروب کی جانب بڑھا تھا۔اسے یہاں نہیں رہنا تھا۔اسے اب یہاں سے جانا تھا۔۔۔شام سے پہلے پہلے۔ایک چھوٹا سا سوٹ کیس نکال کر اس نے کچھ کپڑے اس میں رکھے، پھر سائیڈ ٹیبل سے کچھ اہم چیزیں نکال کر سوٹ کیس میں ڈالیں۔وہ جا رہا تھا یہاں سے۔۔۔پتا نہیں کتنے دنوں کے لیے؟

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

دو دن بعد۔۔۔

شام کا وقت تھا اور سورج غروب ہونے کو تھا۔۔۔ابھی ہلکا سا اندھیرا ہونا شروع ہو گیا تھا۔ایسے میں وہ مری کی پہاڑی سے نیچے جانے والے راستے پر رواں تھا۔وہ کل یہاں پہنچا تھا۔وہ بائے روڈ یہاں آیا تھا اپنی ہی گاڑی میں۔

Posted On Kitab Nagri

اس وقت سردی تو خیر نہیں تھی، البتہ تازہ دم سا موسم ہو رہا تھا۔ وہ سیاہ فل آستین والی شرٹ اور سیاہ جینز پہنے، بالوں کو پیچھے کو سیٹ کیے، خالی خالی سا چہرہ لیے، سر جھکائے، آگے آگے چلتا جا رہا تھا۔ آنکھیں جوتوں پر ٹکی تھیں۔ تبھی اس نے سر اٹھا کر سڑک کی دوسری جانب دیکھا تھا۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں ساڑھے تین سال پہلے وہ عبداللہ سے ملا تھا۔۔۔ بالکل اسی جگہ۔ مگر آج وہاں کوئی نہ تھا۔ وہ یونہی چلتا ہوا اس جگہ کے بالکل سامنے بیٹھ گیا۔ نظریں عبداللہ کے انتظار میں تھیں۔

سڑک پر چلتے کچھ لوگوں نے اس عجیب سے شخص کو گردن موڑ کر ضرور دیکھا تھا جو ایسے ہی آ کے سڑک پر بیٹھ گیا تھا۔ مگر وہ سب سے لاپرواہ اب بھی عبداللہ کا منتظر تھا۔ شام ڈھل رہی تھی۔۔۔ سورج غروب ہو چکا تھا۔ ہلکی ہلکی جامنی روشنی ہر سو پھیلی ہوئی تھی۔ وہ اب بھی اسی پوزیشن میں وہاں بیٹھا تھا۔ گود بنائے، اپنی بائیں ہاتھ کی کہنی کو گھٹنے پر ٹکائے، سر ڈھلکا کر بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے پیالے میں ڈالا ہوا تھا۔ آنکھیں وہیں اٹکی ہوئی تھیں۔

یہاں تک کہ اندھیرا سا ہر سو پھیل گیا تو وہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ عبداللہ آج نہیں آیا تھا۔ کیا پتا کہ وہ اب اس جگہ نہ آتا ہو۔ وہ یہ سوچ کر واپس اس ہوٹل کی جانب چلا آیا تھا جہاں وہ ٹھہرا ہوا تھا۔

یہ تو طے تھا کہ وہ یہاں سے عبداللہ کو دیکھے بغیر نہیں جانے والا۔۔۔ بالکل بھی نہیں۔

Posted On Kitab Nagri

وہ اپنے کمرے میں بیٹھا موبائل پر اسکرولنگ کرنے میں مصروف نظر آتا تھا۔ ہلکی پھلکی سی ٹی شرٹ پہن رکھی تھی۔ سیاہ بال بھی ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔ آنکھیں بے تاثر تھیں۔ لب سلے ہوئے تھے۔ وہ آج کل نکاح کے لیے شیخوپورہ ہی آیا ہوا تھا۔ پھر نکاح کے بعد ہی واپس جانے کا ارادہ تھا۔

جبھی دروازہ کھول کر آیت اندر آئی تھی۔ عامر نے جھنجھلا کر اسے سر اٹھا کر دیکھا تھا۔

"آیت، اتنی دفعہ کہا ہے کہ دروازہ کھٹکھٹا کر داخل ہوا کرو۔۔۔ مگر نہیں۔ اگر تم سن لو تو تم آیت عرفان کیسے کہلاؤ؟"، وہ سخت چڑا ہوا کہہ رہا تھا۔

اس کے سامنے کھڑی آیت نے کڑی تیوریوں سے اسے گھورا۔ جامنی رنگ کے سادہ سے شلوار قمیض پہنے، بالوں کو چوٹی میں باندھے، جامنی دوپٹہ گلے میں ڈالے وہ بلاشبہ اچھی لگ رہی تھی۔

"بالکل بجا فرمایا جناب نے۔۔۔ اگر سن لوں تو آیت عرفان کیسے کہلاؤں؟ تبھی تو نہیں سنتی۔۔۔ خیر۔"، وہ کہتی ہوئی قریب آ کر بیٹھی۔ عامر نے بھی فون بند کر کے سائیڈ ٹیبل پر رکھا پھر سیدھا ہو کر اسے دیکھا۔ وہ جانتا تھا کہ آیت کو اس کا تلخ رویہ برا لگا ہے، مگر پچھلے ایک مہینے میں اس نے اسی طرح اسے کئی بار جھڑکا تھا۔ وہ بس اس کے دکھ کا سوچ کر چپ کر جاتی تھی۔ ورنہ آیت چپ کر جانے والی چیز تو ہرگز نہیں تھی۔

"انعم آپی ملنے آئی ہیں تم سے۔۔۔ جا کر مل لو۔"، اس نے آرام سے کہا اور پھر جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔ پھر رک کر اسے دیکھا۔ غصہ صاف جھلک رہا تھا مگر لہجہ اب بھی نرم ہی تھا۔ "اور

Posted On Kitab Nagri

ہاں۔۔۔اب اور برداشت نہیں کروں گی میں۔۔۔اپنا غصہ آئندہ مجھ پر نہیں نکالنا ورنہ شادی سے صاف انکار کر دوں گی۔ ایسے شخص کے ساتھ ہر گز گزارا نہیں کر سکتی جو کسی اور کا غصہ کسی اور پر نکالے۔سوچ لو۔"، کہہ کر اس نے ایک قدم آگے بڑھایا ہی تھا کہ عامر نے اس کا ہاتھ زور سے تھام کر اسے واپس اپنے سامنے بٹھایا تھا۔

"آئی ایم سوری۔"، عامر نے دھیرے سے کہا تو وہ استہزائیہ سا ہنسی۔

"یہ سوری تم پچھلے کچھ دنوں میں ہر بار بد تمیزی کرنے کے بعد بہت بار کر چکے ہو۔اب اس سوری کی اہمیت ختم ہو چکی ہے، عامر مرزا۔"، وہ کہہ کر پھر سے اٹھنے لگی تھی۔عامر نے پھر سے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا۔

"آئی رئیلی ایم سوری۔ آئندہ ایسا کبھی نہیں کروں گا۔۔۔جس کی وجہ سے اپنی زندگی خراب کر رہا ہوں، اسے تو میرا چہرہ بھی نہیں دیکھنا، تو میں کیوں تمہیں دکھ دوں اس کی وجہ سے۔۔۔ آیت، آئی ایم سوری۔ آئندہ ایسا کبھی نہیں ہو گا۔"، آیت کے تنے اعصاب ڈھیلے پڑے اور ماتھے کی شکنیں بھی غائب ہوئیں۔وہ مسکرا کر سر ہلاتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"انعم آپی کو یہیں بھیج دوں؟" اس نے جاتے ہوئے پوچھا تو عامر سر نفی میں ہلاتا اس کے پیچھے پیچھے ڈرائنگ روم تک ہی آ گیا۔پھر آیت کچھ کھانے پینے کا لانے کی غرض سے کچن کی جانب چلی گئی۔

Posted On Kitab Nagri

وہ ڈرائنگ روم میں داخل ہوا تو انعم صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ سفید بے داغ چادر کے نیچے سیاہ کپڑے چھپے ہوئے تھے۔ سر کے گرد بھی سیاہ اسکارف باندھ رکھا تھا۔

"السلام علیکم آپی۔ پلیز بیٹھئے۔"، وہ کہتے ہوئے اس کے سامنے والے صوفے پہ آبیٹھا۔ انعم بھی سلام کا جواب دیتی واپس بیٹھ گئی۔

"عامر۔۔۔مجھے آپ سے ایک بہت ضروری بات کرنی تھی۔۔۔اسی لیے آئی ہوں۔"، انعم نے بات کا آغاز کیا۔ تو وہ متوجہ ہو کر سننے لگا۔ البتہ بولا کچھ نہیں۔

"دیکھیں آپ توحیدر کو جانتے ہی ہیں۔"، اس نے بات شروع کی تو عامر کے چہرے پر زخمی سا تاثر ابھرا جسے انعم نے خوب دیکھا تھا۔

"وہ شروع ہی سے اپنی ہی سننے والا اور ضدی سا ہے۔۔۔اور وہ میرا بھائی ہے اور بالکل ذیشان ہی کی طرح مجھے عزیز ہے۔"، انعم نے کہنا جاری رکھا۔ انداز بہت دوٹوک تھا۔"میں جانتی ہوں کہ اس نے آپ کو بہت ہرٹ کیا ہے۔ آپ کو دکھ دیا ہے۔ اور آپ کو اسے ہرگز معاف نہیں کرنا چاہئے۔ مگر۔۔۔"، اس نے ایک گہری سانس خارج کی۔ "وہ بہت تکلیف میں ہے۔۔۔پورا پورا دن جائے نماز پر بغیر کوئی دعا کیے ہی گزار دیتا ہے۔ چہرہ اس کا ہر وقت سپاٹ رہتا ہے۔ اپنے اندر کی جنگ سے وہ کسی کو بھی آگاہ نہیں ہونے دینا چاہتا۔۔۔اور یہی اس کی سب سے بڑی غلطی ہے۔۔۔ایسے وہ کمزور سے کمزور تر ہوتا جارہا ہے۔ اسے ایک ساتھی کی ضرورت ہے، مگر وہ اس بات سے بے خبر ہے۔

Posted On Kitab Nagri

میں اسے آپ کے سامنے لانا چاہتی تھی، مگر وہ پہلے ہی بھاگ گیا۔" انعم آہستہ آہستہ رک رک کر کہہ رہی تھی، عامر کی آنکھوں میں کرچیاں ابھری تھیں۔ دل میں ایک دکھ سا اٹھا تھا جو چہرے سے بھی ظاہر ہوا تھا۔ "اور پتا ہے کیا عامر! یہ سب سے زیادہ خطرناک بات ہے۔ کیونکہ حیدر عثمان مر تو جاتا ہے مگر کسی چیز سے فرار کبھی بھی اختیار نہیں کرتا، یہاں تک کہ اپنے دکھ سے بھی نہیں۔"

"تو آپ مجھ سے کیا چاہتی ہیں؟"، عامر نے آخر کار بولا تو لہجہ عجیب شکست خوردہ سا تھا۔

"کچھ نہیں چاہتی میں آپ سے۔۔۔ بس ایک شکوہ کرنے آئی تھی میں آپ سے۔ اس نے آپ کو جانے کا کہا اور آپ چلے بھی گئے؟ دوست وہ نہیں ہوتا جو کہنے پر چھوڑ کر چلا جائے۔۔۔ آپ رشتوں اور دوستی میں زبردستی کے قائل نہیں تھے۔۔۔ مگر دوستی میں ایسا نہیں چلتا۔ دوست کی خوشی میں اس کے بلانے پر جاؤ، مگر اس کے غم میں اس کے منع کرنے کے باوجود جاؤ۔"، وہ کہہ کر اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ عامر نے سر اٹھا کر اسے دکھی نظروں سے دیکھا۔

"خدا حافظ۔"، کہہ کر وہ بغیر کچھ بھی کہنے کا موقع دیئے آگے بڑھ گئی۔ وہ پیچھے یونہی بیٹھا رہ گیا۔ بالکل ساکت نظریں دروازے پر جمائے، اسے اب اپنی غلطی کا احساس ہو رہا تھا۔ وہ چاہے کچھ بھی کہتا، مگر عامر تو جانتا تھا کہ حیدر کو اس کی ضرورت ہے۔ زبردستی اسے گلے سے لگا کر اس کی پیٹھ تھپتھپاتا تو وہ اسے دور تو نہیں ہٹاتا نا، بلکہ وہ تو خود اس سے لگ کر روتا، چیختا، اسے برا بھلا کہتا۔ مگر ایسا خلاء تو ان دونوں کے درمیان نہ آتا نا۔

Posted On Kitab Nagri

مری پر شام چھائی تو ایک بار پھر وہ چلتا ہوا اسی جگہ آ کر رکا جہاں عبد اللہ بیٹھتا تھا۔ آج وہ ہلکی سبز رنگ کی فل آستین والی شرٹ پہنے، گیلے بالوں کو پیچھے کو سیٹ کیے، چلتا ہوا آ کے پھر سے اسی جگہ بیٹھا۔ آج اس کا وہاں تیسرا دن تھا اور وہ پچھلے دو دن کی طرح آج پھر عبد اللہ کے انتظار میں وہاں آ بیٹھا تھا۔

بادامی رنگ کی انکھیں تھکی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔۔۔ جیسے نا امید سی ہو گئی ہوں۔ نظریں وہیں پر ٹکائے وہ اسی پوزیشن میں بیٹھا تھا۔ جبھی ایک آدمی اس کے برابر میں آ کر کھڑا ہوا تھا۔ اس کو محض اس آدمی کے بوسیدہ چپل ہی نظر آرہے تھے۔

"برخوردار۔۔۔ کیا ہوا ہے؟ کیوں روز آ کے یہاں بیٹھ جاتے ہو؟"، وہ آدمی اپنی بوڑھی سی آواز میں کہنے لگا تو حیدر کھڑا ہو کر اسے دیکھنے لگا۔

سفید لمبی داڑھی والا وہ شخص بہت بوڑھا تھا۔ پرانے سے پیوند لگے بھورے رنگ کے شلوار قمیض پہن رکھے تھے۔ فکر مند نظریں اس پر ہی جمی تھیں۔

"یہاں ایک آدمی کے انتظار میں آتا ہوں روز۔ مگر مجھے بلا کر وہ آدمی خود آتا ہی نہیں ہے۔"، حیدر نے عجیب بے بسی سے کہا تو آدمی مسکرایا۔

Posted On Kitab Nagri

"نام بتاؤ مجھے اس آدمی کا۔ میں اسے ڈھونڈنے میں تمہاری مدد کرتا ہوں۔"، بوڑھے نے نرمی سے کہا تو حیدر کی آنکھوں میں امید کی چمک ابھری۔ وہ مسکراتا ہوا آدمی کے ساتھ چلتا ہوا پیچھے ہی بنے اس کے چھوٹے سے چھجے والی دکان تک آیا۔ پھر ساتھ رکھی کرسی پر بیٹھ کر بولنا شروع کیا۔

"عبداللہ نام تھا اس کا۔۔۔ یہیں، بالکل اسی جگہ بیٹھ کر پین بیچا کرتا تھا کچھ سال پہلے تک۔"، اس نے اسی جگہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو وہ بوڑھا حیرت سے نفی میں سر ہلانے لگا۔

"نہیں بچے۔ ایسا تو کوئی عبداللہ نامی شخص پچھلے دس سال سے یہاں نہیں آیا۔ پچھلے دس سال سے میری یہ دکان یہیں پر ہے۔۔۔ مگر ایسا تو کبھی کوئی نہیں آیا۔"، بوڑھے نے کہا تو حیدر حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔ یہ بوڑھا جھوٹ کیوں بول رہا تھا؟ عبداللہ سے تو وہ یہیں، بالکل اسی جگہ ملا تھا۔

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

Posted On Kitab Nagri

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

"نہیں۔۔۔میں ساڑھے تین سال پہلے اپنے دوست کے ساتھ یہاں چہل قدمی کی غرض سے آیا تھا۔۔۔ تبھی اس سے ملنے کا اتفاق ہوا تھا۔تب اس نے مجھے واپس یہاں آنے کا کہا تھا۔۔۔میں سچ کہہ رہا ہوں۔میرا یقین کریں۔"،حیدر شاک سے پھولے تنفس کے ساتھ کہہ رہا تھا۔

"نہیں میرے بچے۔ یہاں دو تین پنسل بیچنے والے کئی بار آچکے ہیں۔ مگر ان میں سے کسی کا بھی نام عبداللہ نہیں تھا۔ آپ کو شاید نام سننے میں غلطی ہو گئی ہو۔"،بوڑھے نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے نرمی سے کہا تو وہ واقعی اس نہج پر سوچنے پر مجبور ہو گیا۔ایسا عین ممکن تھا کہ اس نے نام غلط بتایا ہو۔ لیکن اتنا تو طے تھا کہ اس نے اپنا نام عبداللہ ہی بتایا تھا کیونکہ حیدر عثمان سے سننے میں اتنی بڑی غلطی نہیں ہو سکتی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

"اچھا میں چلتا ہوں۔ سلام۔"، وہ کہتا ہوا کنفیوزڈ سا اٹھ کھڑا ہوا تو بوڑھے نے نرمی سے اس کا ہاتھ دبایا۔

"دوبارہ کوئی ضرورت ہو تو میرے پاس بلا جھجک آ جانا۔"، وہ نرمی سے اسے کہتے ہوئے اسے بہت اچھے لگے تھے۔ وہ ہلکا سا مسکرا کر سر ہلاتا چلا گیا تھا۔ ان کی نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔ جب وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تو وہ بھی دکان کے اندر چلے گ ئے۔

اگلا دن اجلا اجلا سا مری پہ اترا تو وہ صبح سویرے ہی ہوٹل سے نکل آیا۔ قدموں کا رخ آج پھر سے اسی جانب تھا جہاں روز ہوا کرتا تھا۔ سفید رنگ کی پوری آستینوں والی شرٹ کے ساتھ جینز پہنے، بالوں کو پیچھے سیٹ کیے، وہ ویسا ہی لگ رہا تھا جیسا روز لگا کرتا تھا۔ سپاٹ!

آج صبح سے ہی اسے بخار تھا مگر وہ رک کیسے سکتا تھا؟

پیدل چلتے ہوئے وہ اس سڑک تک پہنچا جہاں وہ عبداللہ سے ملا تھا۔ آج اس کا ارادہ یہاں بیٹھ کر انتظار کرنے کا نہیں، بلکہ خود جا کر اسے ڈھونڈنے کا تھا۔ وہ پیدل پیدل چلتا ہوا نیچے کی جانب جا رہا تھا جہاں عبداللہ ساڑھے تین سال پہلے گیا تھا۔

اس وقت شام ہو رہی تھی اور ممکنہ طور پر وہ اپنے گھر ہی کی جانب رواں تھا۔ اور وہ اسی طرف گیا تھا تو یعنی اس کا گھر بھی اسی سمت میں ہو گا۔ وہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے سپاٹ چہرے کے ساتھ آگے

Posted On Kitab Nagri

بڑھتا جارہا تھا۔ ہر آنے جانے والے مرد کو بغور آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھتا کہ کیا پتا ان میں سے کوئی وہی عبداللہ ہو۔ مگر عبداللہ تو ایسے غائب تھا جیسے گدھے کے سر سے سینگھ۔

وہ کافی دیر تک پیدل چلنے کے بعد ایک چھوٹے سے علاقے میں پہنچا جہاں گلی کے دونوں اطراف میں چھوٹے چھوٹے مکان بنے ہوئے تھے۔ بغور ایک ایک شخص کو دیکھتے، ادھر سے ادھر بھٹکتے، اسے اندازہ ہی نہ ہو سکا کہ کب صبح کا سورج طلوع تک پہنچ گیا اور شام نے اپنے پنجے ہر جانب گاڑھ دیئے۔ ہر سو جامنی سا اندھیرا اپھیل گیا تھا۔ اور وہ اب تک عبداللہ کو ہی ڈھونڈ رہا تھا۔

ایسے میں ابھی وہ ایک گھر کے پاس سے ہی گزرا تھا کہ اچانک ہی اسے اپنا سر بھاری ہوتا محسوس ہوا۔ نظروں کے سامنے گہرا اندھیرا چھانے لگا۔ آنکھوں کے سامنے سے سب کچھ غائب ہو گیا۔ اس کا سر بری طرح چکرا رہا تھا اور اسے اپنا اونچا جسم زمین پر ڈھیتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اس کی ٹانگیں بے جان ہو رہی تھیں اور اس سے پہلے کہ اس کا جسم زمین کو چھوتا، کسی نے اسے تھاما تھا۔ دھندلی بصارت کے ساتھ جو آخری چہرہ اس نے دیکھا تھا وہ اسی شخص کا تھا جسے وہ چار دن سے ڈھونڈ رہا تھا۔

پھر اس کی آنکھیں بند ہو گئی تھیں۔ وہ نہیں جانتا کہ وہ کتنی دیر تک ہوش سے بیگانہ رہا مگر دوبارہ جب اس کی آنکھ کھلی، وہ سڑک پر نہیں تھا۔ بھاری ہوتی پلکوں کو اس نے بمشکل اٹھایا تو تیز روشنی کے باعث آنکھیں چندھیا گئیں۔

Posted On Kitab Nagri

"ارے اٹھ گ ئے تم؟"، یہ آواز عبداللہ ہی کی تھی۔ حیدر نے بمشکل بھاری سر کے ساتھ آنکھیں کھولیں تو خود کو ایک چھوٹے سے کمرے میں بستر پر لیٹا پایا۔ کمرے میں پیلا بلب روشن تھا جس سے پورا کمرہ بھی پیلی روشنی میں نہایا ہوا لگتا تھا۔ اس نے ہاتھ سے سر دبایا اور اٹھنے کی کوشش کی تو عبداللہ نے جلدی سے آگے بڑھ کر اسے سہارا دے کر تکیوں سے ٹیک لگا کر بٹھایا۔ وہ چھوٹا سا کمرہ تھا۔ ایک جانب بڑے بڑے دو صندوق ایک کے اوپر ایک رکھے ہوئے تھے۔ ایک لکڑی کا ڈبل بیڈ تھا جس پہ وہ فی الحال لیٹا ہوا تھا۔ ایک جانب چھوٹی سی لکڑی کی کھڑکی تھی جو اس وقت کھلی ہوئی تھی۔ باہر سیاہ آسمان نظر آرہا تھا۔

اس نے چہرہ موڑ کر دیکھا تو ایک کونے میں بنے دروازے سے ایک اس ہی کی عمر کا لڑکا یا شاید اس سے کچھ بڑا لڑکا کمرے میں ایک ٹرے پکڑے داخل ہوا۔ بھورے بالوں اور کنچے جیسی سنہری آنکھوں والا وہ لڑکا کافی ہینڈسم تھا۔ گورا چٹا، لمبا سا۔ اسے دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا پھر اس تک آکر ٹرے رکھی تو ٹرے میں چاول اور شوربا رکھا تھا۔ لڑکا آکے اس کے سامنے ہی بیٹھ گیا۔

حیدر نے چہرہ موڑ کر اپنے دائیں جانب کھڑے عبداللہ کو دیکھا جو مسکراتی نظریں اسی پر جمائے ہوئے تھا۔ وہ پہلے کی نسبت تھوڑا بوڑھا معلوم ہوتا تھا۔ سفید بال اور ویسا ہی چہرہ جیسے پہلے تھا، بس تھوڑی جھریاں پڑ گئی تھیں۔ وہ اس وقت سفید شلوار قمیض میں ملبوس نرمی سے اس کو ہی دیکھ رہا تھا۔

"کیسے ہو لڑکے؟"، وہیں سے کھڑے کھڑے اس نے پوچھا تو حیدر نے سر ہلکا سا ہلایا۔

Posted On Kitab Nagri

"ٹھیک ہوں۔"، وہ کسی خواب کی سی کیفیت میں کہہ رہا تھا۔عبداللہ مسکرایا تھا۔ پھر قدم قدم چلتا اس تک آیا تو لڑکا اٹھ کر اسی جگہ جا کر کھڑا ہو گیا جہاں کچھ دیر پہلے عبداللہ کھڑا تھا۔عبداللہ اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"پہچانا مجھے؟"، عبداللہ نے نرمی سے پوچھا تو حیدر نے خواب کی سی کیفیت میں سر اثبات میں ہلایا۔

"چار دن سے ڈھونڈ رہا ہوں میں آپ کو۔"، حیدر نے کہا تو عبداللہ مسکرا اٹھا۔ساتھ کھڑا لڑکا بھی ہلکا سا ہنسا تھا۔حیدر نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔۔۔ذرا حیرت سے۔

"یہ میرا بیٹا ہے۔فراز۔"، عبداللہ نے اسے بتایا تو وہ سمجھ کر سر ہلانے لگا۔

"تمہارا نام کیا ہے، عبداللہ؟"، حیدر نے یک دم ہی گردن موڑ کر عبداللہ کو دیکھا۔اس کی نظریں عجیب تھیں۔جیسے اس کو پورا یقین ہو کہ اس کا نام عبداللہ تو ہرگز نہیں ہے۔عبداللہ اس کی بات سن کر مسکرایا تھا۔

"میرا نام اہتشام معین ہے، عبداللہ۔"، اس نے مسکرا کر حیدر ہی کے لہجے میں کہا تو حیدر حیران سا اسے دیکھنے لگا۔

"تو تم نے مجھے اپنا غلط نام کیوں بتایا تھا؟"، وہ حیران ہونے کے ساتھ ساتھ پریشان بھی تھا۔عبداللہ پھر مسکرایا تھا۔یا پھر کہنا چاہیے کہ اہتشام مسکرایا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"میں نے تم سے جھوٹ تو نہیں بولا تھا، لڑکے۔۔۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ میں عبداللہ ہوں۔۔۔ اللہ کا بندہ۔"، اس نے دھیرے سے مسکرا کر کہا تو حیدر لاجواب سا ہو گیا۔ وہ منہ کھولے اسے حیرت سے دیکھے گیا۔ پھر سمجھ کر کچھ دیر بعد سر ہلایا۔

"کچھ چاہئے؟"، اہتشام نے پوچھا تو حیدر کی آنکھیں پتا نہیں کیوں نم سی ہو گئیں۔ اس نے نم آنکھوں کے ساتھ سر اثبات میں ہلایا۔

"چلو ٹھیک ہے۔۔۔ آج رات تم آرام کرو۔ کل تمہارا مسئلہ حل کریں گے۔ ٹھیک؟"، اہتشام کہہ کر اٹھنے لگا تو حیدر نے اس کا ہاتھ جلدی سے تھاما۔ وہ اسے جانے نہیں دینا چاہتا تھا۔ اہتشام مسکرا کر پھر سے بیٹھ گیا۔

"اچھا۔۔۔ مجھے اپنا مسئلہ بتاؤ۔"، اہتشام نے نرمی سے اسے دیکھ کر کہا۔ اتنا تو وہ جانتا تھا کہ حیدر کو کچھ "چیز" نہیں چاہئے تھی۔ اسے کچھ "مشورہ" چاہئے تھا۔

"میں ٹوٹ گیا ہوں عبداللہ۔۔۔ میں بکھر گیا ہوں۔"، وہ نم آنکھوں سے کہہ رہا تھا۔

اہتشام نے اسے نرمی سے دیکھا۔ آنکھوں میں ہمدردی نہیں تھی۔ بس ایک نرمی تھی۔ منفرد سی۔۔۔ ممتاز سی۔

"میرا دل میرے دوست اور بیوی کے ساتھ ہی مر گیا ہے۔ سب ختم ہو گیا ہے۔"، حیدر نے روتے ہوئے کہا۔ آنکھوں سے آنسو تواتر کے ساتھ بہنے لگے تھے۔ ساتھ کھڑا افراز اسے نرمی سے دیکھ رہا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"اے عبداللہ۔ دل مرا نہیں کرتے۔ کیونکہ دل تو اللہ کا گھر ہوتے ہیں۔ جب اللہ ہی ہمیشہ رہنے والا ہے، تو دل کیسے مر سکتے ہیں؟"، احتشام نے اسے نرمی سے سمجھاتے ہوئے کہا تو حیدر کے آنکھیں رگڑتے ہاتھ یکدم ہی تھم سے گئے۔ وہ آنکھوں میں بے پناہ حیرت لیے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نہج پہ تو اس نے کبھی سوچا ہی نہ تھا۔

"ایک بات یاد رکھو۔۔۔ زندگی میں بہت کچھ ہوتا ہے۔ اور یہ سب نہ ہو تو زندگی زندگی نہ لگے۔ زندگی تو نام ہی امتحان کا ہے۔ پھر تم اسے آسان سمجھ بھی کیسے سکتے ہو؟"، احتشام نے نرمی سے کہتے ہوئے اس کا ہاتھ دبایا۔ فراز مسکرایا تھا۔ اسے اپنے باپ کا یہی تو انداز سب سے اچھا لگا کرتا تھا۔

"دیکھو، اچھائی کو برائی سے پہچانا جاتا ہے۔ اگر برائی نہ ہو تو اچھائی کو پہچان سکتے ہو تم؟"، احتشام نے اس سے پوچھا تو اس نے کسی خواب کی سی کیفیت میں سر نفی میں ہلایا۔ "اسی طرح بری چیزیں نہیں ہوں گی تو ہمیں اچھی چیزوں کی پہچان کیسے ہو گی؟ برے وقت نہیں آئیں گے تو اچھے وقتوں کی پہچان کیسے ہو گی؟"، وہ نرمی سے کہتا ہوا اسے گنگ پہ گنگ کیے جا رہا تھا۔ حیدر حیرت سے اپنے سارے سوالوں، سارے شکووں کے جواب سن رہا تھا۔

"اگر اللہ نے تم سے کچھ لیا ہے، تو اس کی بدلی میں کچھ دیا بھی ہو گا۔۔۔ اگر تمہارا دوست گیا ہے، تو کوئی اور دوست بھی دیا ہو گا۔۔، اگر تمہاری بیوی گئی ہے، تو تمہارے لیے اس نے کسی اور کو بھی سوچ رکھا

Posted On Kitab Nagri

ہو گا۔ کوئی ہے تمہارے لیے جسے اس نے بنا رکھا ہے۔"، اہتشام نے کہا تو اس کے دل نے ایک دھڑکن مس کی تھی۔

بے ساختہ ہی عامر کا چہرہ اس کی آنکھوں کے آگے آیا تھا اور اس کے گلے میں گلٹی ڈوب کر ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔

"تم ان لوگوں کی قدر کرو جو تمہارے پاس ہیں۔۔۔ کیونکہ جو گ ئے ہیں، ان کا تو یہی وقت لکھا تھا، البتہ جاتے ہوئے تمہارے لیے آزمائش چھوڑ گ ئے۔ تمہیں تو اس آزمائش پر پورا اترنا تھا۔ ہمت تو نہیں ہارنی تھی۔"، اہتشام نے کہا تو وہ سر اثبات میں ہلانے لگا۔ اہتشام مسکرا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"اب تم آرام کرو۔۔۔ آج تمہارا احسان میں لوٹا چکا ہوں۔۔۔ اور اب تک تمہارا شکر گزار ہوں۔ اس وقت میری مدد کرنے کا بے حد شکریہ۔"، اہتشام کہہ کر مسکراتے ہوئے کمرے سے چلا گیا تھا۔ اس کے جاتے ہی فراز آکر اس کے پاس پلنگ پر بیٹھا تھا اور ٹرے اس کے سامنے کی۔

"پتا ہے حیدر؟ میں اس وقت سے تمہیں دیکھنا اور تم سے ملنا چاہتا تھا جب تم نے بابا کی مدد کی تھی۔ اگر تم اس وقت ہماری مدد نہ کرتے تو میری فیس ادا نہیں ہو پاتی۔ آج میں ایک ڈاکٹر بن رہا ہوں۔۔۔ اگر اس وقت تم وہ پیسے نہ دیتے تو میری فیس کی بقیہ رقم پوری نہیں ہو پاتی اور میں اپنے خواب سے محروم رہ جاتا۔"، فراز کہتا ہوا اسے حیران کر گیا تھا۔ اس نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ وہ کسی کے ایسے کام بھی آ سکتا ہے۔ فراز اس کا بے حد مشکور لگتا تھا۔ اور وہ اس سے بھی زیادہ اللہ کا مشکور تھا۔

Posted On Kitab Nagri

وہ فجر پر اٹھا تو جسم کا درد جو کل رات تک محسوس ہو رہا تھا، وہ قدرے کم تھا۔ سر کا درد بھی کم تھا۔ ہتھیلی کے سہارے وہ پلنگ پر اٹھ بیٹھا پھر سر موڑ کر کھڑکی سے باہر دیکھا تو فجر کا جامنی آسمان نظر آیا۔ وہ اب پہلے سے زیادہ ہلکا ہلکا محسوس کر رہا تھا۔ دل جیسے بوجھ سے ہلکا محسوس ہو رہا تھا۔ کاندھے بھی ہر قسم کے بوجھ سے آزاد معلوم ہو رہے تھے۔

وہ خود میں الگ سی توانائی محسوس کر رہا تھا۔ اپنے اوپر سے چادر ہٹا کے وہ کھڑکی کی جانب بڑھا۔ دور فلک پہ پرندے اپنے آشیانوں سے نکل کر رزق کی تلاش میں اڑ رہے تھے۔ ایک ہلکی سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر تھی۔ وہ رات کو ہی فراز کے ساتھ اپنے ہوٹل واپس آگیا تھا۔ اسے ان کے گھر میں رہ کر انہیں بلاوجہ کی زحمت دینا بالکل اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ وہ اب بھی اسی شرٹ میں ملبوس تھا۔ بھورے بال ماتھے پر پھیلے ہوئے تھے۔ واش روم میں جا کر وضو کیا اور پھر فجر کی نماز ادا کی۔ نماز پڑھنے کے بعد اس نے کل رات سے بند پڑا فون آن کیا تو نوٹیفکیشنز کی ایک کے بعد ایک آوازیں آنے لگیں۔

پہلی ہی نوٹیفیکیشن قرت کی تھی۔ اس نے اسے واٹس ایپ پر روز کی طرح ایک آیت یا حدیث بھیجی تھی۔ اس نے مسکرا کر نوٹیفیکیشن پر کلک کیا تو اس کی بھیجی ہوئی آیت اوپن ہوئی۔

"فان مع العسر یسرا"، سامنے سبز میسج کے ڈبے میں سیاہ رنگ کے یہ حروف لکھے تھے جنہیں پڑھ کر اس کے لبوں پر ایک خوبصورت مسکراہٹ رینگ گئی۔

Posted On Kitab Nagri

اللہ اس سے بات کر رہا تھا۔ اسے مخاطب کر رہا تھا۔ اسے بتا رہا تھا کہ کیسے اللہ نے اس کی مشکل میں ہی اس کی آسانی پوشیدہ رکھی ہوئی تھی، جس سے وہ اب تک بے خبر تھا۔ کیسے اللہ نے اس کے مشکل وقت کے لیے پہلے ہی سے آسانی پیدا کر دی تھی۔ بس وہ ہی بے خبر رہ گیا تھا۔ بے شک! وہی دیکھتا ہے جسے اللہ دکھانا چاہے۔ اور اللہ کو اسے دکھانا تھا، سمجھانا تھا سو سمجھا دیا۔

اس نے باقی نوٹیفکیشنز بھی چیک کیں۔ ایک چیٹ پر آکر وہ رک سا گیا۔

"عامر۔"، بس یہ ایک لفظ ہی کافی تھا۔ اس کے ساتھ کوئی لاسٹ نیم نہیں لکھا تھا۔ جیسے یہ ایک لفظ ہی کافی ہو۔ عامر نے کچھ بھیجا ہوا تھا۔ اس نے اس کی چیٹ کلک کی تو سامنے ایک تصویر لوڈ ہونے لگی۔ کچھ ہی سیکنڈز میں تصویر لوڈ ہو گئی تو اس نے اسے کلک کیا۔

وہ انویٹیشن تھا۔ عامر اور آیت کے نکاح کا انویٹیشن۔ شاید اس کے اتنے تلخ رویے اور زیادتی کے باوجود اب تک وہ اس کا منتظر تھا۔ اس نے شاید امید سے اسے یہ انویٹیشن بھیجا ہو گا۔ حیدر کو بے ساختہ ہی عامر پہ بے حد پیار آیا تھا۔ اس نے کچھ بھی نہیں جواب دیا اور موبائل بند کر کے سائیڈ پر رکھا اور الماری میں سے اپنے کپڑے نکال کر سوٹ کیس میں ڈالنا شروع کیے۔ اسے یہاں سے جانا تھا۔۔۔ اسے واپس جانا تھا۔ اپنی زندگی کی طرف۔ ان لوگوں کی طرف جو اس سے جڑے تھے۔

Posted On Kitab Nagri

شیخوپورہ پہ فجر اتری تو عامر مسجد نماز پڑھنے چلا گیا۔ نماز پڑھنے کے بعد وہ واپس گھر پہنچا تو کچن سے مزیدار سی مہک اٹھ رہی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ اس وقت کون سی بلا کچن میں موجود ہو گی تو دبے پاؤں کچن کی جانب بڑھا۔ کچن کے دروازے پر کھڑا ہوا تو سامنے اس کی پشت اس کی طرف تھی اور وہ چولہے پر کچھ بنانے میں مصروف نظر آتی تھی۔ نیلے رنگ کے شلوار قمیض پہنے، بالوں کا گول مول سا جوڑا بنائے، وہ شاید ابھی ابھی نماز پڑھ کر ہی نیچے آئی تھی۔

"اہم۔۔۔اہم۔"، اس نے پیچھے سے کھنکارا تو وہ جلدی سے مڑی اور کرسی کی پشت پہ پڑا اپنا دوپٹہ اٹھا کر شانوں پہ پھیلایا پھر مڑ کر اسے گھور کر دیکھا۔

"کوئی تمیز ہوتی ہے۔۔۔"، وہ مزید بول رہی تھی جب اس نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے اسے روکا اور دو قدم قریب آیا۔

"کوئی حیا ہوتی ہے۔ یہی کہنا تھا نا؟"، معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر پوچھا تو اس نے اسے ایک گھوری سے نوازا پھر مڑ گئی۔ البتہ مڑ کر بھی اس کی کلاس لی جا رہی تھی۔

"ایسے نہیں آتے۔۔۔اب دیکھو میں نے دوپٹہ نہیں پہنا ہوا تھا۔ کتنی بری بات ہے۔"، وہ اسے سمجھا رہی تھی۔ وہ وہیں کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا اور پھلوں کی باسکٹ سے ایک سیب اٹھا کر دانتوں سے لگایا۔

"تو میں رک تو گیا تھا نا۔۔۔میں کون سا اندر آ گیا تھا؟"، عامر نے سیب کا ٹکڑا منہ میں لیتے ہوئے کہا۔

"اپنی غلطی مت ماننا کبھی۔"، وہ منہ بگاڑ کر بولی۔ پھر اچانک ہی مڑی اور اسے دیکھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

"حیدر سے بات کی؟"

عامر نے سیب کھاتے ہوئے اسے دیکھا، پھر تسلی سے چبایا پھر سامنے گلاس میں پڑا پانی پیا، پھر گویا ہوا،

"انوائیٹ کر دیا ہے اسے۔"

"فون نہیں کیا؟"، اس نے کمر پر ہاتھ رکھ کر ابرو اٹھا کر پوچھا تو عامر نے سہولت سے سر نفی میں ہلایا۔

وہ مڑ کر توے پر پراٹھا پلٹنے لگی، پھر پکا ہوا پراٹھا چمٹے سے پکڑ کر اس کے سامنے پلیٹ میں رکھا۔

عامر نے پھر پراٹھے کے ساتھ انصاف کرنا شروع کر دیا۔ آیت نے اپنا پراٹھا بھی اٹھایا اور اس کے سامنے آبیٹھی۔

"تمہیں اس سے بات کرنی چاہئے تھی۔"، وہ نوالہ توڑتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"کروں گا بات۔۔۔ فون کروں گا ایک دو دن میں۔۔۔ ویسے اس نے انویٹیشن دیکھ کر بھی کچھ نہیں کہا۔ لیکن میں بھی عامر مرزا ہوں۔ اب اس کا پیچھا نہیں چھوڑوں گا۔"، عامر نے نوالہ چبانے کے درمیان کہا تو وہ بھی سر ہلا کر ناشتہ کرنے لگی۔

www.kitabnagri.com

وہ جا رہا تھا۔ اسے جانا ہی تھا! اس نے جانے سے پہلے اہتشام اور فراز کو خدا حافظ کہہ کر پھر کبھی ملنے کی خواہش بھی کی تھی۔ ان دونوں نے اسے بہت اچھے سے الوداع کہا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

شیخوپورہ پر شام چھا چکی تھی۔ایسے میں کریم الدین صاحب کے بنگلے میں خوب رونق لگی ہوئی تھی۔ایک جانب لگے صوفے پر آیت اور عامر بیٹھے تھے۔کچھ دیر میں ان کا نکاح شروع ہونا تھا۔

پیچ رنگ کا کام والا سوٹ پہنے، ہلکا پھلکا میک اپ کیے، ہلکی جیولری پہنے، آیت بہت پیاری لگ رہی تھی۔ اس کے برابر میں بیٹھے عامر نے سفید رنگ کے شلوار قمیض زیب تن کر رکھے تھے، بال جیل سے پیچھے کو سیٹ کیے ہوئے تھے۔وہ بہت تازہ دم اور خوش لگ رہا تھا۔

سامنے والے صوفے پہ انعم، رابی اور عثمان بیٹھے تھے۔جب کہ مہمانوں میں حیدر کے باقی گھر والے بھی موجود تھے۔ اچھے خاصے لوگ اس وقت وہاں موجود تھے۔کچھ ہی دیر میں مولوی صاحب آگ ۓ تھے۔وہ عرفان صاحب کے ساتھ بیٹھ کر نکاح نامہ پر کر رہے تھے۔عامر بیزار سا ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔پتا نہیں کب شروع ہونا تھا نکاح؟

تبھی اس کی نظر سامنے سے آتے حیدر پر پڑی تھی۔وہ نک سک سا تیار مسکراتا ہوا آرہا تھا۔راستے میں آتے ہر شخص کو رک رک کر سلام دعا کرنا تو ویسے بھی اس کا فرض ہوا کرتا تھا۔سیاہ شلوار قمیض کے ساتھ ہلکے بھورے رنگ کی شال اوڑھے، بالوں کو جیل سے پیچھے سیٹ کیے، وہ ہمیشہ کی طرح بہت ہینڈسم لگ رہا تھا۔

چہرے پر پرانی والی تازگی تھی۔اسے آتا دیکھ عامر مرزا کا منہ واقعی کھلا کا کھلا رہ گیا تھا۔اس کو کم از کم ایسے اس وقت اس طرح تیار حیدر کو دیکھنے کی توقع تو ہرگز نہیں تھی۔وہ حیرت اور شاک کے مارے

Posted On Kitab Nagri

منہ بند کرنا بھی بھول گیا تھا۔ جبھی آیت نے اس کی نظروں کی سمت میں دیکھا تو کچھ دیر کے لیے وہ بھی حیران سی ہو گئی۔

حیدر نظریں اب ان دونوں پر ٹکائے چلتا ہوا، ان تک آرہا تھا۔ الگ ہی شان تھی اس کی۔ ہر دیکھنے والے کو کچھ دیر کے لیے مبہوت ضرور کر دیا کرتی تھی۔ ان تک پہنچ کر اس نے ہلکا سا سر جھکا کر ہاتھ ماتھے تک لے جا کر ادب سے "آداب۔" کہا۔ عامر اب تک بالکل ساکت بیٹھا تھا۔۔۔ جامد۔۔۔ حیران۔۔۔ شاکڈ۔

"منہ بند کر میرے بھائی۔۔۔ اور آجا گلے لگ جا۔"، حیدر نے خود ہی کہتے ہوئے اس کا منہ بند کیا اور پھر اسے شانے سے تھام کر اٹھایا اور گلے لگ گیا۔ عامر اب خوشگوار حیرت سے مسکرایا تھا اور اس کی پیٹھ تھپتھپانے لگا تھا۔ اسے اب تک یقین نہیں آرہا تھا کہ حیدر اس وقت یہاں موجود ہے۔۔۔ وہ بھی اتنے اچھے موڈ میں۔

آیت نے بھی مسکراتے ہوئے اسے سلام کیا تو وہ سلام کا جواب دیتا مسکرانے لگا۔ پھر ادب سے آیت کو دیکھا۔

"سوتن جی۔ اگر آپ برا نہ مانیں تو کچھ دیر کے لیے اسے ساتھ لے جانا چاہتا ہوں۔"، وہ عامر کے کاندھے پر ہاتھ رکھے، نرمی سے کہہ رہا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"اجازت ہے۔۔لے جائیں اسے۔ مگر پلیز نکاح شروع ہونے سے پہلے لے آئیے گا۔"، آیت نے بھی مسکرا کر کہا تو وہ دونوں لوگوں کی بھیڑ میں سے راستہ بناتے گھر کے اندر داخل ہوئے۔لاؤنج میں پہنچ کر حیدر اس کی طرف مڑا جو اس کے بالکل پیچھے ہی تھا۔ بادامی آنکھیں اس کے چہرے پہ جمائے، وہ بہت پر سکون لگ رہا تھا۔ عامر نے بھی سیاہ آنکھیں اسی پر ٹکائی ہوئی تھیں۔ حیدر اسے دیکھ کر اچانک ہی آگے بڑھ کر زور سے اس کے گلے لگا تھا۔ عامر نے بھی اس کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے اسے حوصلہ دیا۔

"آئی ایم سوری، عامر۔۔۔ آئی ایم رئیلی سوری۔"، وہ دل برداشتہ سا کہہ رہا تھا اور شاید کسی بھی وقت رونے والا تھا۔ تبھی عامر نے اسے خود سے دور کر کے اسے دیکھا تھا اور اس کی آنکھوں میں در آئی نمی کو ہاتھ سے پونچا۔

"نو نیڈ۔۔۔میں نے تمہیں پہلے ہی معاف کر دیا تھا۔"، عامر نے مسکراتے ہوئے کہہ کر اس کا شانہ تھپکا۔ حیدر پھر سے اس کے گلے لگا تھا۔ اس بار آنکھوں سے تواتر کے ساتھ آنسو بہہ رہے تھے۔

"میں بہت اکیلا ہو گیا تھا عامر۔۔۔ میرا یقین کرو۔ میرے پاس کوئی نہیں بچا تھا جس سے میں ایسے آرام سے گلے لگ کر اس کے کاندھے سے سر ٹکا کر یوں رو سکتا۔ تھینک یو فار کمنگ ان ٹو مائی لائف۔"، وہ روتا ہوا کہہ رہا تھا اور عامر مسلسل اس کی پشت مسل رہا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"اچھا ٹھیک ہے۔۔۔ چلو۔ اب آنسو صاف کرو۔ ہری اپ۔"، عامر نے پیچھے ہوتے ہوئے کہا۔ حیدر نے بھی آنکھیں رگڑ کر صاف کیں پھر اسے دیکھا تو ہنس دیا۔ عامر بھی ساتھ ہی ہنس دیا تھا۔ وہ دونوں ساتھ ہی ہنسے تھے۔

"ہنسے کیوں؟"، عامر نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

"تم ہنسے تو میں بھی ہنس دیا۔۔۔"، حیدر نے ہنسی قابو کرتے ہوئے کہا۔

"اتنا برا ہنستا ہوں کیا میں؟"، عامر نے مسکرا کر پوچھا تو حیدر نفی میں سر ہلانے لگا۔

"نہیں نا۔ تم تو بہت پیارا ہنستے ہو۔"، حیدر نے کہا تو عامر سر جھٹک کر ہنس دیا۔ بہت دنوں بعد دل اتنا خوش ہوا تھا اور ایک ہی دن میں دو دو خوشیاں۔۔۔ واہ واہ واہ!

کچھ دیر بعد نکاح ہو چکا تو سب عامر کے گلے لگ کر اس کو مبارکباد دینے لگے۔ سب سے پہلے مبارکباد دینے والا حیدر ہی تھا۔

"آخر میری سوتن لے ہی آئے تم۔"، حیدر نے گلے لگ کر اس کے کان میں مسکرا کر سرگوشی کی تو عامر بھی ہنس دیا۔ بہت دنوں بعد اس کا اتنا اچھا موڈ ہوا تھا۔ اور موڈ ٹھیک بھی اسی نے کیا تھا جس نے خراب کیا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

آج بہت دنوں بعد اس کا موڈ یونیورسٹی میں بھی اچھا تھا۔ آج موسم صبح سے ہی ابر آلود تھا۔ گہرے سرمئی بادلوں نے آسمان کو صبح سے ہی ڈھک رکھا تھا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں بھی چل رہی تھیں۔ موسم کے ساتھ ساتھ اس کا موڈ بھی اتنا ہی خوشگوار تھا۔

ایسے میں وہ درخت کے نیچے بیٹھا عامر سے باتیں کرنے میں مصروف تھا۔ موضوع گفتگو اس کا تین دن پہلے ہونے والا نکاح ہی تھا۔ وہ دونوں اس کے نکاح کے بعد آج ایک ساتھ ہی تین دن بعد یونیورسٹی آئے تھے۔ سب سے مبارکبادیں بھی وصول کی جا چکی تھیں۔

ایسے میں دور ہی سے حیدر کو قرت ان کی طرف آتی نظر آئی تھی۔ آج اس نے نیا عبایا پہن رکھا تھا۔ چہرے کے گرد بندھا گہرا سرمئی رنگ کا اسکارف بھی نیا تھا۔ اسی اسکارف سے ہی نقاب کیا ہوا تھا۔ وہ مسکراتی آنکھیں لیے انہی کی طرف آ رہی تھی۔

"السلام علیکم۔"، اس نے قریب آکر بلند آواز سے دونوں کو سلام کیا۔

"وعلیکم السلام۔"، ان دونوں نے ہی مشترکہ جواب دیا تھا۔

"آپ دونوں کو ایک بات بتاؤں؟"، وہ ایکسائٹڈ لگ رہی تھی، بہت زیادہ۔

"جی بتائیں۔"، عامر نے مسکرا کر کہا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"میری نا آج حرم سے بات ہوئی ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی۔ ابھی کچھ دیر بعد ہی دوبارہ فون کرے گی وہ۔ میں نے اس سے کہا ہے کہ آپ دونوں سے بھی اس کی بات کرواؤں گی میں۔"، اس کے کہنے پر حیدر کے دل کی ایک دھڑکن مس ہوئی تھی۔ قرت بہت ایکسائٹڈ تھی۔۔۔بہت خوش بھی۔

"ارے واہ ماشاءاللہ۔۔۔ویسے اب کیسی ہے وہ؟" عامر نے ہی پوچھا تو قرت اس کو مزید تفصیلات سے آگاہ کرنے لگی۔ اس سب کے درمیان وہ خاموشی سے نظریں جھکائے بیٹھا تھا۔ مگر کان اب بھی ان کی باتوں کی ہی طرف لگے تھے۔ تبھی قرت کا فون دوبارہ سے بجا تھا۔ اس نے کال پک کر کے کان سے لگائی تھی۔ وہ آڈیو کال تھی۔

"ہاں ہیلو۔۔۔ویڈیو کال کیوں نہیں کی تم نے؟"، قرت پوچھنے لگی تو فون میں سے ابھرتی آواز ان کے کانوں تک خوب پہنچ رہی تھی۔ آج اتنے دنوں بعد اس کی آواز سن کے بہت اچھا لگا تھا۔

"قرت میں فون نہیں کر سکتی۔۔۔دراصل کہیں جا رہی ہوں اب۔ وہ نیچے انتظار کر رہے ہیں۔"، حرم کہہ رہی تھی۔ اور وہ سب سن رہے تھے۔

"اوہو۔۔۔ایک تو کبیر بھائی کو بھی ابھی ہی لے کر جانا تھا تمہیں۔۔۔ چلو خیر۔ اللہ حافظ۔ اپنا خیال رکھنا۔"، قرت نے کہہ کر فون رکھا پھر اداسی سے ان دونوں کو دیکھا۔

"اب کیا کریں؟"، وہ کاندھے اچکا کر پوچھنے لگی تو عامر مسکرایا۔

"آؤ تمہیں اپنی شادی کی تصویریں دکھاتا ہوں۔"، عامر نے مسکرا کر کہا تو وہ بھی فوراً تیار ہو گئی۔

Posted On Kitab Nagri

پتا نہیں کیسے ایک سال یوں تیزی سے گزرا جیسے کوئی کہانی کا پنا ایک دم سے اٹھا کر کافی صفحے آگے لے جاؤ۔ کافی چیزیں بدل گئیں۔ حیدر کی ڈگری مکمل ہو چکی تو وہ بھی لندن کو روانہ ہوا۔ انعم اور صائم بھی اپنی ایک مہینے کی بیٹی کے ساتھ صائم کی ڈگری مکمل ہونے کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کے لیے واپس پاکستان ہی آگ ئے۔

کبری بھی اپنے گھر میں خوش تھی۔ عامر اور آیت کی بھی رخصتی ہو چکی تھی۔ لندن جانے سے پہلے حیدر اور عامر نے اکھٹے قرت کی منگنی بھی اٹینڈ کی تھی۔ یہ ایک سال بہت تیزی سے گزرا تھا۔ بہت کچھ بدل گیا تھا۔ بہت چیزیں نئی ہو گئی تھیں۔ حیدر لندن میں کامرس میں ہی ماسٹر ز کر رہا تھا۔

پانچ سال بعد۔۔۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اسلام علیم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

Posted On Kitab Nagri

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

لندن کا موسم آج صبح ہی سے خوشگوار تھا۔ ہلکی ہلکی بوندا باندی ہو رہی تھی۔ سورج بھی کہیں بادلوں کے پیچھے چھپا لندن کی گلیوں میں چلتے لوگوں کو دیکھ رہا تھا۔ سرمئی بادلوں نے آسمان ڈھک رکھا تھا۔ دسمبر کے مہینے میں بارش ہونے کے باعث ٹھنڈ پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ چکی تھی۔

ایسے میں ایک سڑک پر ایک شخص چلتا نظر آ رہا تھا۔ اوپر سے چلتا ہوا وہ خیر خود تو نظر نہیں آ رہا تھا، صرف اس کے ہاتھ میں پکڑی سیاہ چھتری نظر آ رہی تھی۔ کچھ نیچے جا کے دیکھو تو وہ بالکل ناک کی سیدھ میں چلتا ہوا نظر آئے۔ چہرہ مفلر سے ڈھانپ رکھا تھا۔ گرے اوور کوٹ پہنے، اوور کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے، سیاہ جینز پہنے، وہ بہت تیز رفتار سے چل رہا تھا۔ وہ کافی جلدی میں لگتا تھا۔ کافی دور تک چل کر وہ اپنے دائیں طرف میں بنی ایک کافی شاپ میں داخل ہو گیا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

شیشے کے دروازے کو کھول کر وہ اندر داخل ہوا تو پیچھے کچھ پل بعد خود ہی دروازہ بند ہو گیا تھا۔ کافی شاپ کافی بینز کی خوشبو سے مہک رہی تھی۔ اکا دکا لوگ ہی اس موسم میں اپنے گھروں سے باہر تھے۔ یوں تو وہاں بارشیں ہوتی رہتی تھیں۔ مگر آج سردی زیادہ ہونے کے باعث کم ہی لوگ کافی شاپ میں موجود تھے۔

کافی شاپ میں داخل ہو کر اس نے یہاں وہاں نظریں گھمائیں پھر ایک شناسا چہرے کو دیکھتا مسکراتی نظروں سے اس کی جانب بڑھا تھا جو کونے والی میز پر بیٹھا اسی کا منتظر لگتا تھا۔ وہ ایک سیاہ فام لمبا چوڑا لڑکا تھا۔ سفید شرٹ پر سبز رنگ کا سوئیٹر پہنے، سر پر سبز ٹوپی پہن رکھی تھی۔ سیاہ پریشان آنکھیں اسی پر جمی تھیں جو ابھی ابھی آ کے کرسی گھسیٹ کر اس کے سامنے بیٹھا تھا۔

بھورا سوئیٹر اور جینز پہنے وہ کافی دیر سے اس کا منتظر لگتا تھا۔ نئے مہمان نے آتے کے ساتھ اپنے چہرے کے گرد گھمایا ہوا مفلر ہٹایا تو روشن اور تر و تازہ چہرہ نظروں کے سامنے آیا۔ بادامی آنکھوں میں الوہی چمک اور خوشی نظر آتی تھی۔ سفید چہرہ سردی کی زیادتی کے باعث سرخ سرخ لگتا تھا۔ لبوں پہ جاندار سی مسکراہٹ تھی، جیسے وہ بہت خوش ہو۔ اپنی بادامی آنکھیں اپنے سامنے بیٹھے لڑکے پر جمائے وہ مسکرا کر اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"حیدر۔"، اسے دیکھ کر وہ لڑکا انگریزی میں مخاطب ہوا اور آگے کو ہو کر دونوں ہاتھ باہم ملائے پھر اس کی بادامی رنگ کی آنکھوں میں جھانکا۔ "مجھے تم سے بات ضروری بات کرنی تھی۔"، وہ کہہ رہا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

اس کی بات سن کر حیدر بھی ہاتھ باہم ملائے آگے کو ہوا تھا، پھر مسکرایا۔

"موسس ڈیئر۔۔۔پہلے کچھ کھانے پینے کو منگوا لو پلیز۔۔۔یقین کرو صبح کا ناشتہ کیے بغیر ہی تمہاری ایک کال پر دوڑا دوڑا یہاں آیا ہوں۔"، حیدر نے مسکراتے ہوئے کہہ کر ویٹر کو آواز دی تو ویٹر آرڈر بک اٹھائے ان تک چلا آیا۔ آرڈر نوٹ کروانے کے بعد حیدر پوری طرح سے موسس کی جانب متوجہ ہوا۔ ہاتھ اب بھی باہم ملائے ہوئے ہی تھے۔

"جی تو۔۔۔ایسی کون سی ایمرجنسی ہو گئی ہے جناب؟"، حیدر نے مزے سے کہہ کر اسے دیکھا تو موسس گلا کھنکار کر کچھ قریب ہوا پھر قدرے جھجک کر کہنا شروع کیا۔

"حیدر، تم مسلم ہو نا؟"، اس کا یہ سوال حیدر کے لیے کافی غیر متوقع تھا۔ موسس نامی وہ شخص جس سے شروع کے دنوں میں حیدر کا اسلام اور عیسائیت کو لے کر بہت برا جھگڑا ہوا تھا، آج اس سے اسلام ہی کے بارے میں سوال کر رہا تھا۔

"بالکل۔"، حیدر نے یک لفظی جواب دے کر اگلے سوال کے انتظار میں اس کی جانب دیکھا تو وہ انگلیاں مروڑ کر پھر سے اسے دیکھنے لگا۔

"تم نے پچھلے ہفتے کرسٹوفر کو اسلام قبول کروایا تھا نا؟"، موسس نے اگلا سوال کیا تو حیدر نے بغیر کچھ کہے سر اثبات میں ہلا دیا۔

Posted On Kitab Nagri

"اور تم ہر ہفتے پارک میں جا کر لوگوں کو اپنے دین کی طرف دعوت دیتے ہو نا؟"، موسس نے اگلا سوال کیا تو حیدر مسکرایا، پھر کچھ مزید قریب آیا۔

"جو پوچھنا ہے ڈائریکٹ پوچھو۔ سوال اور بات گھماؤ نہیں۔"، حیدر نے آرام سے کہا تو موسس نے پھر سے گلا کھنکارا۔ پھر بہت زیادہ گھبرا کر بات کا آغاز کیا۔

"مجھے اسلام کے بارے میں بتاؤ، حیدر۔۔۔ مجھے ثابت کر کے دکھاؤ کہ میرا مذہب غلط ہے اور تمہارا مذہب صحیح ہے۔"، موسس بول کر خاموش ہوا تو حیدر نے سمجھ کر سر ہلایا، پھر مسکرایا۔

"بس؟ اتنی سی بات؟ چلو ٹھیک ہے۔۔۔ اور اگر میں ثابت کر دوں تو؟؟؟ تم اسلام قبول کر لو گے؟"، حیدر نے پوچھا تو موسس نے بے صبری سے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ واقعی دو چیزوں کے بیچ اٹکا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے اس کا دل کچھ اور کہتا ہو اور اس کا دماغ کچھ اور۔

"چلو مجھے بتاؤ کہ تمہیں پہلے عیسائیت سے منہ موڑنا ہے یا سیدھا اسلام میں ہی آنا ہے؟ اور پلیز۔"، موسس کچھ کہنے لگا تھا جبھی حیدر نے ہاتھ اٹھا کر اسے روکا اور پھر کہنا جاری رکھا۔ "یہ مت کہنا کہ دونوں باتوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ فرق تو ہے۔"، وہ کہہ کر پیچھے کرسی سے ٹیک لگا کے بیٹھ گیا۔ آنکھیں پرسوچ انداز میں سکڑی ہوئی تھیں۔ تبھی ویٹر ان کا آرڈر لے کر آگیا اور ان کی میز پر سرو کر کے چلا گیا۔ گرم گرم کافی اور چاکلیٹ کیک کی مہک نتھوں سے ٹکرائی تو حیدر سے تو ہرگز صبر نہ ہوا۔ وہ

Posted On Kitab Nagri

فوراہاتھ مسلتا ہوا کھانے لگا۔ موسس نے اسے دیکھا پھر آہستہ سے اپنی کافی اپنے قریب کرتے ہوئے دھیرے سے گویا ہوا۔

"پہلے عیسائیت کو میری زندگی سے نکال دو۔۔۔اور ایک بات اور، عیسائیت اب میرے لیے سینس نہیں بناتی۔ تو زیادہ فوکس مجھے اس بات پہ قائل کرنے پہ رکھنا کہ اسلام ہی اصل دین ہے۔"، موسس نے کہہ کر کافی کا ایک گھونٹ بھرا۔

"کیوں؟ عیسائیت اب سینس کیوں نہیں بناتی؟"، حیدر نے چاکلیٹ کیک کا ٹکڑا چمچ سے منہ میں رکھتے ہوا پوچھا تو موسس نے کاندھے لاعلمی سے جھٹکے۔

"پتا نہیں۔۔۔ مگر اب بہت سی چیزوں میں مجھے عیسائیت سے غلط وائبز آتی ہیں۔۔۔ جیسے ہمیں مس گائیڈ کیا جارہا ہے۔۔۔ ہمارے اصل سے ہمیں ہٹایا جارہا ہے۔۔۔اور بھی بہت کچھ۔"، موسس نے کہہ کر حیدر کو دیکھا جو چاکلیٹ کیک کے ساتھ انصاف کرنے میں مصروف نظر آتا تھا۔

"یار حیدر، میری بات کی طرف توجہ دو نا۔"، موسس نے تپ کر کہا تو حیدر نے تنک کر اسے دیکھا۔

"کانوں سے سنتا ہوں میں۔۔۔ ہاتھوں اور منہ سے نہیں۔"، جواب بے حد تپا ہوا موصول ہوا تھا۔ موسس نے گہری سانس لے کر کہنا جاری رکھا۔

"مجھے لگتا ہے کہ میں نے اپنی زندگی کے چھبیس سال ضائع کر دی ئے ہیں۔۔۔"، موسس نے کہا تو حیدر نے جھکا ہوا سر اٹھا کر حیرت سے اسے دیکھا۔ آنکھوں میں بے پناہ شاک تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"موسس۔۔۔ تم مجھ سے بڑے ہو عمر میں ؟"، حیدر نے حیرت سے پوچھا تو موسس حیران و پریشان سا اسے دیکھنے لگا۔ اسے حیدر پر پاگل ہونے کا گمان گزرا تھا۔ وہ یہاں اتنی سنجیدہ بات کر رہا تھا اور حیدر کیا کیا سوچنے میں لگا ہوا تھا۔

"حیدر۔۔۔ پلیز۔ میں چلا جاؤں گا اب۔"، موسس نے تپ کر انگلی اٹھا کر وارن کیا تو حیدر نے بھی ہار مانتے ہوئے ہاتھ اٹھا دیئے گویا اب وہ سنجیدہ ہو رہا تھا۔

"ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ زندگی ضائع کر چکا ہوں۔ اور زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔ تو اس لیے چاہتا ہوں کہ مرنے سے پہلے پہلے سیدھے راستہ پر آجاؤں۔"، موسس نے کہہ کر حیدر کو دیکھا تو حیدر سمجھ کر سر اثبات میں ہلانے لگا، پھر سنجیدگی سے آگے کو ہو کر بیٹھا۔

"میں تم سے کچھ سوال کروں گا۔۔۔ بالکل صحیح صحیح جواب دینا، ٹھیک؟"، کافی کا گھونٹ لیتے ہوئے پوچھا تو موسس نے سر اثبات میں ہلایا۔

"ملحد تو نہیں ہو؟"، اس نے پوچھا تو موسس نے سنجیدگی سے سر نفی میں ہلا دیا۔

"یہ یقین تو نہیں ہے نا کہ کوئی خدا نہیں ہے؟"، حیدر نے دوسرا سوال پوچھا تو اس نے سر پھر سے نفی میں ہلایا۔

"اوکے۔۔۔ اب مجھے بتاؤ کہ اسلام کے بارے میں کیا خیالات ہیں تمہارے؟"، حیدر نے اگلا سوال کیا تو موسس نے انگلی ٹھوڑی تلے رکھ کے کچھ دیر کی خاموشی کے بعد کہنا شروع کیا۔

Posted On Kitab Nagri

"اسلام سے مجھے بچپن سے نفرت رہی ہے۔۔۔میرے ڈیڈ ایکس مسلم تھے۔۔۔اور ماں عیسائی۔ڈیڈ نے ہمیشہ میری ماں کو بہت مارا ہی ہے، اس کی وجہ سے مجھے اسلام اور مسلمانوں سے نفرت ہو گئی تھی۔۔۔پھر کچھ دن پہلے مجھے پتا چلا کہ تم نے کرسٹوفر اور آنیہ کو اسلام قبول کروایا ہے۔بلکہ نہ صرف قبول کروایا ہے، ان کو لوجکس اور ثبوتوں سے قائل کیا ہے کہ اسلام ہی اصل مذہب ہے۔ایک جگہ میں نے پڑھا تھا کہ کوئی بھی مذہب اچھا یا برا نہیں ہوتا، اس کے ماننے والے اچھے یا برے ہوتے ہیں۔ عیسائیت تو ویسے بھی بہت سی چیزوں میں غلط ہی ہے، سو میں نے سوچا کہ ایک بار آخری فیصلہ کرنے سے پہلے اسلام کو بھی سمجھ لوں۔"

حیدر اس کی بات بے حد سنجیدگی سے سنتے ہوئے کافی کا گھونٹ بھی لے رہا تھا پھر سمجھ کر سر ہلایا۔ تھوڑا آگے کو ہوا، پھر گلا کھنکار کر گویا ہوا۔

"قرآن کی انگلش ترجمے والی کتاب دوں گا میں تمہیں۔۔۔ تمہیں مجھ سے ایک وعدہ کرنا ہو گا کہ تم اسے روز پڑھو گے۔۔۔ایمانداری سے۔"حیدر نے کہا تو موسس تھوڑا حیران سا آگے آیا۔

"یعنی تم مجھے گائیڈ نہیں کرو گے؟"،وہ پریشان بھی ہو گیا تھا۔

"میں صرف تمہیں گائیڈ ہی کروں گا۔۔۔ دین اور ایمان تمہیں خود ڈھونڈنا ہو گا۔"، حیدر نے آرام سے کہا تو موسس انگلیاں مروڑنے لگا۔وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ وہ ایسے کیسے اسلام کو سمجھ پائے گا۔ جبھی حیدر نے اس کی گھبراہٹ اور کنفیوژن کو دور کرنے کے لیے اسے مسکرا کر دیکھا۔

Posted On Kitab Nagri

"جب انسان ہدایت کا خواہاں ہو تو اللہ اسے خود اپنی طرف کھینچ لاتا ہے۔ تم فکر مت کرو۔"، حیدر نے کہا تو موسس نے سر تو ہلا دیا البتہ وہ اب بھی پریشان ہی تھا۔

"دیکھو۔۔۔ اسلام صحیح کیوں ہے اور باقی مذاہب غلط کیوں ہے؟ اس کا جواب تب ہی مکمل طور پر ملے گا جب تم خود اس کو کھوجو گے۔۔۔ کوئی بنا بنایا کام تمہارے سامنے ہو تو تم کبھی اس کام کو کرنا نہیں سیکھ پاؤ گے۔۔۔ سمجھے؟ مذہب کے بارے میں دوسروں سے تم سن تو سکتے ہو، مگر سمجھ کبھی نہیں سکتے۔ سمجھنے کے لیے ایفرٹ کرنی ہو گی۔"، حیدر نے پھر سے پوچھا تو موسس نے سر اثبات میں ہلا دیا۔ لیکن حیدر جانتا تھا کہ وہ اب تک مطمئن نہیں ہوا ہے۔ یہ کوئی چھوٹی بات تو نہیں تھی جو چند لفظوں میں ہی گتھی سلجھ جاتی اور ذہن ہر قسم کے سوالات و شبہات سے پاک ہو جاتا۔

"اچھا، تم مجھ سے اسلام کے بارے میں جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو۔۔۔ میں تمہیں جواب دینے کی پوری کوشش کروں گا۔۔۔ اور اگر خود جواب نہ بھی دے پایا تو تمہیں جواب کسی اور سے دلوا دوں گا۔۔۔ ڈونٹ وری۔"، حیدر نے آرام سے کہا تو موسس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ وہ بالآخر مطمئن ہو رہا تھا اور اسے دیکھ کر حیدر نے بھی اطمینان کا سانس لیا تھا۔

"سب سے پہلا سوال۔۔۔ یہ کہ، کیسے ایک ایسا مذہب سچا ہو سکتا ہے جس کو پیدا ہوئے ابھی صرف چودہ سے سال ہوئے ہیں۔۔۔ اور وہ تمام مذہب غلط ہیں جنہیں دنیا میں متعارف ہوئے صدیاں گزر

Posted On Kitab Nagri

گئیں؟"، موسس نے کہا تو حیدر مسکرا کر آگے ہوا۔ پھر بادامی آنکھیں موسس کی سیاہ آنکھوں میں گاڑھیں اور کہنا شروع کیا۔

"مذہب ایک ہی ہے۔۔۔ایمان ایک ہی ہے۔۔۔دین بھی ایک ہی ہے۔۔۔ صرف اور صرف تبدیلیاں ہیں جنہوں نے ہر بار ایک نئی شریعت اور نئے پیغمبر کے آنے کا ذریعہ بنایا۔ سادہ سی مثال یہ ہے کہ جو اللہ آدم کو بھیجنے والا تھا، وہی موسی کو بھی بھیجنے والا تھا۔۔۔اور جس نے موسی کو بھیجا تھا اسی نے عیسی کو بھی بھیجا تھا۔۔۔اور جس نے کم و بیش ان ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کو بھیجا، اسی نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بھی بھیجا ہے۔ تو بات سادہ سی یہ ہے کہ ایمان اور خدا پہلے دن سے ایک ہی ہے۔ وہ تو دنیا میں آنے والے لوگوں نے خود کو عقل کل سمجھ کر اپنے دین میں تبدیلیاں کر لیں، ورنہ خود بتاؤ، کیا تم نے خود بہت جگہ بائبل میں نہیں پڑھا کہ خدا ایک ہے؟"، حیدر نے پوچھا تو موسس نے کسی خواب کی سی کیفیت میں سر اثبات میں ہلایا۔ وہ لاجواب ہوا تھا۔۔۔اور یہ حیدر نہیں تھا جس نے اسے لاجواب کر دیا تھا، یہ تو ایک عام سے بات تھی جو ایمان اور اسلام کی بنیاد رکھتی ہے۔ اگر صرف اسی بات کو سمجھ لیا جاتا تو اتنے مذاہب دنیا کے نقشے پر نہ ابھرتے۔ موسس کچھ دیر بعد بولا تو آواز میں وہ شان و مضبوطی نہیں تھی جو شروع میں اس کے لہجے میں جھلکی تھی۔

"تم نے کرسٹوفر کو تو انہی باتوں سے قائل کیا ہو گا۔۔۔ مگر آنیہ کو کیسے کیا قائل؟ وہ تو ہندو تھی۔"، موسس نے پوچھا تو وہ مسکرایا، پھر سیدھا ہو کے کرسی کی پشت سے ٹیک لگایا۔

Posted On Kitab Nagri

"اس کو تو میں نے صرف دو باتیں کہی تھیں۔۔۔ایک یہ کہ اگر اتنے سارے خدا ہوتے تو ایک دوسرے پر ڈیپینڈ کرتے، پھر ان ڈیپینڈینٹ تو کوئی خدا نہ رہتانا، اور خدا تو وہی ہوتا ہے جو کسی پر ڈیپینڈ نہیں کرتا۔۔۔ایسا ہی ہے نا؟ اور دوسری بات یہ کہی کہ جو بت ان کے بنانے کے بغیر وجود ہی نہیں رکھ سکتے، وہ خدا کیسے ہو سکتے ہیں؟ یعنی اگر ان بتوں کی جگہ میں کچھ اور بنالوں تو کیا اس کی بھی پوجا کرنا شروع کر دوں؟"، حیدر نے کہا تو موسس سمجھ کر مسکرا دیا۔۔۔اس لڑکے کو بات کرنے کی تکنیک آتی تھی۔۔۔کس لوجک کو کہاں استعمال کرنا ہے، حیدر شاہ زادہ خوب جانتا تھا۔

موسس کو یہ لڑکا آج کافی پسند آیا تھا۔ دو ٹوک سا!

یہ ایک چھوٹے سے گھر کا منظر تھا۔ خیر یہ گھر اتنا بھی چھوٹا نہیں تھا۔ یہ ایک منزلہ مکان تھا جس کے باہر کچھ فاصلے تک گھاس اگی تھی۔ آس پاس ایک باڑ سی تھی جس کے ساتھ ساتھ الگ الگ پودوں کے گملے تھے۔ ایک داخلی دروازہ تھا جس سے ایک پتھریلی روش گھر کے اندرونی دروازے تک جاتی تھی، جو کہ لکڑی کا دروازہ تھا۔ لان میں دو کرسیاں بھی لگی ہوئی تھیں، جن پر عموماً شاید اس گھر کے مکین شام میں چائے اور سنیکس وغیرہ کھاتے تھے۔ اگر اس گھر کی شیشے کی کھڑکی سے اندر جھانکا جاتا تو لاؤنج کا منظر سامنے آتا۔

Posted On Kitab Nagri

اندر لاؤنج کے صوفے پر وہ لمبا لیٹا ہوا تھا۔ہلکی پھلکی ٹی شرٹ پہنے، بھورے بال ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے۔وہ آج بہت خوش لگتا تھا۔ موسس سے ملنے کے بعد سے اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ اس وقت بھی اس کے چہرے پر ایک خوبصورت مسکراہٹ سجی ہوئی تھی۔بادامی آنکھیں سامنے چلتے ٹی وی پر جمی تھیں جہاں کچھ دن بعد ہونے والے لندن کے ایک فیئر کا ذکر ہو رہا تھا جہاں پورے لندن کے علاوہ بہت سے اور ممالک کے لوگ بھی شرکت کرنے والے تھے۔ وہاں بہت سی چیزیں ہونی تھیں۔۔۔کافی طرح کے کھیل اور مزید چیزیں تھیں۔یوں تو اس کا اس فیئر کو اٹینڈ کرنے کا کوئی خاص ارادہ نہ تھا مگر اپنے دوستوں کے کہنے پر وہ آخر رضامند ہو ہی گیا تھا۔ کرنا تو ویسے بھی کچھ نہیں تھا اس کو وہاں جا کر۔

تبھی اس کے فون پر نوٹیفیکشن آیا تھا اور اس کے بعد ایک کے بعد ایک نوٹیفیکیشنز سے موبائل بج اٹھا۔ اس نے سائیڈ ٹیبل سے موبائل اٹھایا اور آن کیا تو اس کے سارے پرانے یونیورسٹی فیلوز کے مشترکہ گروپ پر تقریباً سب ہی آن لائن تھے۔آن لائن تو وہ بھی تھا مگر بات کم ہی کیا کرتا تھا۔زیادہ تر ان کی باتیں اور لڑائیاں پڑھ پڑھ کر لطف اندوز ہی ہوا کرتا تھا۔وہ لڑتے ہی اتنی فضول باتوں پر تھے کہ بس۔

اس وقت بھی وہ گروپ چیٹ کھولے ان کے نئے آنے والے میسیجز پڑھنے میں مصروف تھا کہ ایک الگ نمبر سے اس کے پاس میسج موصول ہوا جو اس نے "شارلٹ" کے نام سے اپنے موبائل میں

Posted On Kitab Nagri

محفوظ کیا ہوا تھا۔ڈی پی پر ایک خوبصورت سی امریکی لڑکی کی تصویر لگی ہوئی تھی۔وہ تقریباً اٹھائیس سال تک کی خوبصورت سی سرخ بالوں والی لڑکی تھی۔نیلی آنکھیں اور گہرے ڈمپل والی وہ لڑکی بہت حسین لگتی تھی۔

"کہاں ہو؟"،اس کا میسج اسکرین پر جگمگایا تو حیدر نے بغیر کسی تاثر کے ٹائپ کیا۔

"گھر پر۔"،اس کے ٹائپ کرنے کے بعد شالٹ کا جو میسج آیا،اس میں صرف اور صرف ہنسی سے بے حال ہوتے ایموجی ہی تھے۔

"ہنسی کیوں آئی؟میں نے کوئی مذاق تو نہیں کیا۔"،حیدر نے لاپرواہی سے ٹائپ کیا تو اگلی جانب کچھ دیر ٹائپ کرنے کے بعد اسے ایک اور میسج موصول ہوا۔

"موسس ملنے آیا تھا نا آج تم سے؟"،وہ پوچھ رہی تھی۔

"نہیں، میں ملنے گیا تھا اس سے۔"،حیدر نے ٹھک سے ٹائپ کر کے بھیجا تو اگلی جانب وہ ضرور تنگ ہوئی ہو گی۔

"کیا بات ہوئی؟"،دوسرا میسج آیا تو حیدر کے چہرے پر ایک دلکش مسکراہٹ رینگ گئی۔

"سوری شارلٹ۔آئی کانٹ ٹیل یو۔کلائنٹ پرویلیج،یو نو؟"،حیدر نے مزے سے ٹائپ کیا تو اگلی جانب وہ صبر کے گھونٹ بھر کر رہ گئی۔کیا کرے وہ اس روبوٹک انسان کا؟

"خیر،تم نے خیر سے میسج کیا؟"،حیدر نے پوچھا تو وہ پھر سے ٹائپ کرنے لگی۔

Posted On Kitab Nagri

"فیئر میں آؤ گے نا؟"، اس کے سوال کو مکمل طور پر نظر انداز کرتی وہ پوچھ رہی تھی۔

"ہاں۔۔۔ آنا ہی پڑے گا۔ نہیں تو تم لوگ مجھ سے قطع تعلقی کر لو گے۔"، ساتھ ہی ایک معصوم سی شکل والا ایموجی بھی بھیجا گیا تھا۔ دوسری جانب اپنے کمرے میں بیٹھی شارلٹ مسکرائی تھی۔ یہ روبوٹ تو تھا مگر بہت کیوٹ سا۔

"چلو، پھر فیئر پر ہی ملاقات ہو گی۔ پرسوں ہے۔۔۔ یاد رکھنا۔۔۔ بیس دسمبر کو۔۔۔ یاد رکھنا۔ پھر سے کہہ رہی ہوں۔"، ایک اور جتاتا ہوا میسج موصول ہوا تو وہ بھی مسکرانے لگا۔

"ٹھیک ہے آ جاؤں گا۔ گڈ بائے۔"، کہہ کر اس نے کسی نئے میسج کا انتظار کیے بغیر ہی اس نے موبائل آف کر کے سائیڈ ٹیبل پر پھر سے رکھا۔

کافی دیر تک ٹی وی دیکھنے کے بعد اس نے ٹی وی آف کیا اور پھر کمرے سے جا کر لیپ ٹاپ اٹھا لایا۔

اب وہ کال لگائے کال اٹھائے جانے کا منتظر تھا۔ نظریں لیپ ٹاپ کی اسکرین پر ہی تھیں۔ تبھی فون اٹھا لیا گیا تھا۔ سامنے اسکرین پر عامر نظر آیا تھا۔ وہ ویسا ہی تھا جیسا ہوا کرتا تھا۔۔۔ ویسے ہی سیاہ بال۔۔۔ ویسی ہی سیاہ پر کشش آنکھیں جو فی الوقت اور زیادہ چمک رہی تھیں۔ وہ اس وقت ہسپتال میں تھا۔

"ہاں تو جی حضور فرمایئے؟"، حیدر نے تجسس سے پوچھا تو عامر کی آنکھوں میں نمی چھلکی۔

Posted On Kitab Nagri

"کاش تو یہاں ہوتا تو تجھے گلے لگالیتا میں۔"، عامر نے جذبات کی شدت سے کہا تو حیدر مسکرا کر آگے کو ہوا۔ پھر اس کی سیاہ آنکھوں میں سر جھکا کر جھانکا۔

"عامر؟"، صرف ایک لفظ کہا تھا اس نے کہ عامر نے ایک گہرا سانس اندر کھینچا تھا۔

"میرا بیٹا ہوا ہے حیدر۔۔۔"، اس کی سیاہ آنکھیں نمی کے باعث مزید چمکیلی لگ رہی تھیں۔ وہ کافی زیادہ خوش تھا۔۔۔ اتنا کہ اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ حیدر بھی یہ سن کر خوش دلی سے مسکرایا تھا۔ وہ واقعی عامر اور آیت کے لیے بہت خوش تھا۔

"ماشاءاللہ۔۔۔ بہت بہت مبارک ہو تمہیں۔ دکھاؤ تو مجھے۔"، حیدر نے مسکرا کر کہا تو عامر مسکرا کر ہسپتال کے کمرے کے کونے میں رکھے بے بی کاٹ کی جانب آیا اور پھر اس کے اندر ہلتے جلتے ننھے سے وجود کو ایک ہاتھ سے گود میں اٹھایا اور پھر دوسرے ہاتھ سے موبائل ترچھا کر کے حیدر کو دکھایا۔ حیدر کے منہ سے بے اختیار ماشاءاللہ نکلا تھا۔ وہ تھا ہی اتنا پیارا کہ ہر کسی کا دل اسے دیکھتے ہی پگھل جائے۔

اس کے بعد وہ دونوں کافی دیر تک گفتگو کرتے رہے تھے۔ باہر سورج غروب ہو رہا تھا۔ اور وہ پتا نہیں کتنی ہی دیر کبھی آڑھا ترچھا لیٹ کر، تو کبھی کام کرتے ہوئے اس سے باتیں کرتا رہا تھا۔

کمرے میں اچھی خاصی ٹھنڈ تھی۔ کھڑکیوں پر پردے گرے ہوئے تھے اور پردوں سے باہر کی روشنی کا ہلکا ہلکا عکس نظر آتا تھا۔ جیسے اس اندھیرے میں کہیں دور کسی گھر کی روشنی جلی ہوئی ہو۔ اس وقت

Posted On Kitab Nagri

رات کے سوا گیارہ بج رہے تھے۔ ایسے میں کمرے کے ایک کونے میں رکھی اسٹڈی ٹیبل پر تازہ دم سا موسس بیٹھا تھا۔ گھنگھریالے چھوٹے بال گیلے معلوم ہوتے تھے۔

وہ ابھی ابھی آکر میز کے سامنے والی کرسی پر بیٹھا تھا اور سامنے پڑا نیلی جلد والا قرآن، جس کے ساتھ انگریزی ترجمہ بھی تھا، اٹھایا اور اپنے سامنے کیا۔ پھر ایک گہرا سانس لیا۔ آج وہ پہلی بار قرآن پڑھنے والا تھا اور یہ وہ کتاب تھی جس کو پڑھنے کی اسے بہت جلدی تھی۔ اس نے سنا تھا کہ خدا اس قرآن سے اپنے بندوں سے کلام کرتا ہے، آج وہ چاہتا تھا کہ اس سے بھی کلام کیا جائے۔ کہیں دور، دل کی گہرائیوں کے اندر، دل کے ایک خفیہ گوشے میں یہ یقین تھا کہ یہی سچ ہے اور یہی حق ہے۔۔۔یہی حقیقت ہے اور یہی دین ہے۔

اس کے علاوہ جو بھی ہے، وہ سب بے کار ہے۔ اس کے لیے تو ایسا ہی تھا!

اس نے گہری سانس لے کر خود کو نارمل کیا اور پھر اپنا چوڑا سا ہاتھ آگے بڑھا کر سیاہ جلد والے کور کو پکڑا اور آنکھیں بند کر کے اسے کھولا۔ پہلا صفحہ جو کھلا تھا اس پر اللہ کے ننانوے نام لکھے تھے۔ اس نے پڑھنا شروع کیا۔

"اللہ۔"، اس کے لبوں سے آزاد ہوا تو جیسے کسی نے اس کے سینے میں دھڑکتے دل کو پکڑ کر زوروں سے جھنجھوڑ ڈالا۔ ایک عجیب سی کیفیت اس پر طاری ہو رہی تھی اور وہ اپنے دل کی تیز ہوتی دھڑکنوں کو آہستہ کرنے سے بھی بیگانہ تھا۔ آنکھیں سیاہ روشنائی سے لکھے ان الفاظ پر ٹکی تھیں۔

Posted On Kitab Nagri

"بے پایاں رحم کرنے والا۔"، اگلا اسم پڑھ کر اس کا ترجمہ پڑھا تو وہ کچھ سیکنڈ کے لیے سامنے سفید دیوار کو دیکھ کر چند گہرے گہرے سانس لینے لگا۔ یہ اس ہستی کی بات ہو رہی تھی جس کا رحم و کرم میں کوئی ثانی نہیں تھا۔ جو اپنی صفات میں ایک تھا اور اس جیسا رحم نہ کوئی کر سکتا ہے اور نہ کوئی سوچ سکتا ہے۔ ایسا رحم جو کوئی دوسرا نہیں کر سکتا۔ ایسا رحم جو صرف اسی پر جچتا ہے۔

اس نے پھر سے چند گہرے گہرے سانس لیے اور آگے پڑھنے لگا۔

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Posted On Kitab Nagri
Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

"بڑا رحم کرنے والا۔"، پہلے تو وہ چند سیکنڈ کے لیے سوچ میں پڑ گیا کہ بھلا بے پایاں رحم کرنے والے اور بڑا رحم کرنے والے کو الگ الگ لکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ رحم تو ہے نا دونوں میں۔۔۔ مگر پھر کچھ دفعہ پھر سے پڑھنے کے بعد اسے اندازہ ہوا کہ یہ کوئی معمولی نام نہیں ہے۔۔۔ یہ تو اللہ کے رحم کا ہی نہیں، اس کی ہستی کا بھی ذکر ہے کہ وہ بہت بڑا، بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ اتنا زیادہ رحم کرنے والا کہ ہم جیسے عام انسان کا رحم اس کے رحم کے آگے رحم بھی نہ کہلائے۔ اس کے علاوہ ایک اور نظریہ جو دیکھا جا سکتا تھا، وہ یہ تھا کہ اللہ کا رحم بھی اس کے شایان شان بڑا ہی ہے۔ بہت زیادہ۔۔۔ بے لوث۔۔۔ جس کا اندازہ ہی نہیں لگایا جا سکتا۔

اگلے لفظ کی جانب بڑھتے ہوئے اس کے دل نے دھڑکن مس کی تھی۔

"حاکم کائنات۔"، وہاں لکھے الفاظ نے اب جا کر اس سخت دل سے انسان کی سیاہ آنکھوں سے ایک گرم آنسو نکلوا دیا تھا۔ اس کا شفاف آنسو صفحے پر ایک ایسی جگہ گرا تھا جہاں لکھے لفظ نے اسے فریز کر دیا تھا۔ وہ سیاہ روشنائی سے لکھا لفظ "الحق" تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"برحق وبرقرار رہنے والا۔"، سچا۔۔۔حق۔۔۔برحق۔۔۔برقرار رہنے والا۔۔۔وہ ایک اللہ، جو بہت رحیم وکریم ہے۔۔۔کتنا اچھا ہے نا یہ رب جس نے ان مسلمانوں کو خود کے تابع کیا۔۔۔جس کی حمد و ثناء سے زبان میں موجود زہر بھی شہد بن جائے۔۔۔جس نے خود آج موسس نیلسن کے سامنے خود کو حق و سچ ثابت کر دیا تھا۔۔۔اس نے موسس کو بتا دیا تھا کہ یہ اللہ ہے۔۔۔ایک اور واحد و یکتا۔۔۔جس کا کوئی ہمسر نہیں۔

اس نے بے اختیار گھبرا کر قرآن بند کیا تھا۔ دل کی دھڑکنیں بے قابو ہو چکی تھیں۔ سانس بھی یوں پھول رہی تھی جیسے وہ ایک طویل سفر سے گم ہوتا، دربدر کی ٹھوکریں کھاتا، بہت مشکل سے وہاں پہنچا تھا۔۔۔اپنی منزل پر۔۔۔ایک منزل۔

کچھ دیر بعد گہری گہری سانسیں لینے کے بعد اس نے یونہی پیچھے کی طرف سے قرآن پکڑ کر کھولا تو نظر بے اختیار ہی ایک باب کی جانب اٹھی۔ وہ ایک انتہائی چھوٹا سا باب تھا۔۔۔وہاں عربی کے ساتھ ساتھ انگریزی میں بھی یہ الفاظ درج تھے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

"Surah Al Ikhlas."

"کہو کہ اللہ ایک ہے۔"، وہ پڑھ رہا تھا۔ دل و دماغ کی کیفیت عجیب سی ہو رہی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

"اللہ بے نیاز ہے۔"، اگلے الفاظ پڑھے تو گلے میں گلٹی ڈوب کر ابھر کر معدوم ہوئی۔ وجود تھتھرانے لگا تھا اور دل بے قابو ہوئے جا رہا تھا۔ ایک منزل تھی جو مسلسل دھند میں لپٹی نظر آ رہی تھی اور اب وہ اس دھند کو صاف کرنے کی جدوجہد میں لگا ہوا تھا۔

"نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔"، یہ تو اس کے بہت سے سوالوں کا جواب تھا۔ کیسے ایک ہمارے ہی جیسا انسان ہمارا خدا کہلایا جا سکتا تھا؟ کیسے ایک خدا جنا جا سکتا تھا؟ پھر خدا تو وہ نہ ہوا۔ خدا تو اس کی ماں ہوئی جس نے اسے جنا کیونکہ وہ خدا تو اپنی ماں پر ڈیپینڈ کر رہا تھا نا؟ کیسے تین تین خدا ہو سکتے تھے۔ یہ سورہ اخلاص تو اس کے تمام سوالوں کا جواب چند چنے ہوئے لفظوں سے ہی دے رہی تھی۔ کیسے ایک خدا نہیں ہو سکتا؟ اب تو وہ صرف یہ سوچ رہا تھا۔

"اور اس کا کوئی ہمسر نہیں۔"، اور اب بس۔۔۔ ہر چیز کرسٹل کی مانند صاف اور دھند سے پاک ہو چکی تھی۔ دل پر اب کوئی گرد نہیں رہی تھی۔ دل پاک ہو رہا تھا۔ اس کے بیمار دل کو آج شفا حاصل ہو رہی تھی۔ دل کی گرد جھڑ رہی تھی۔ ہر چیز واضح ہو رہی تھی۔ ذہن نے تانے بانے بننا شروع کر دیئے تھے۔۔۔ اس کا دل اب گواہی دینے لگا تھا کہ ہاں! ایک یہی تو ہے جو عبادت اور بندگی کے لائق ہے۔۔۔ ایک یہی تو ہے جو سب سنتا بھی ہے اور دیکھتا بھی۔۔۔ ایک وہی تو خدا ہے جو ہمارے ذہن اور دل، دونوں کی کیفیت سے آگاہ ہے۔۔۔ ایک وہی تو ہے جو ہمارا خدا ہے۔

Posted On Kitab Nagri

اس رات اس کرسی پہ بیٹھے موسس نیلسن کے دل کی وہ کھڑکی واہوئی تھی جس سے رحمت اور سکون کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں اندر آرہی تھیں۔۔۔وہ ہوائیں اس کے بنجر دل کو ایک بار پھر سرسبز کر رہی تھیں۔ آج موسس نیلسن نے خدا کو ہی نہیں، خود کو بھی ڈھونڈ لیا تھا۔اس کا چہرہ بھیگا ہوا تھا۔۔۔آنسوؤں سے تر۔

اور پھر جب بندہ خدا کو ڈھونڈ لیتا ہے تو اپنا آپ خود بہ خود ہی مل جاتا ہے۔

لندن پر صبح اجلی اجلی سی اتری تھی۔۔۔سرمئی بادلوں نے آج بھی آسمان کو ڈھک رکھا تھا۔اس بار اب تک اتنی زیادہ برف نہیں پڑی تھی ورنہ لندن میں تو نومبر کے مہینے میں ہی برف پڑنا شروع ہو جاتی تھی۔ خیر، اگر سڑک کے ایک طرف کھڑی دومنزلہ عمارت کو دیکھا جاتا تو اس کے دروازے سے ابھی ابھی سیاہ اوورکوٹ میں ملبوس حیدر سیاہ چھتری سر پر تانے نکلتا ہوا نظر آئے گا۔اس وقت صبح کے نو بج رہے تھے اور وہ کافی جلدی میں لگتا تھا۔ تھوڑا آگے پہنچ کر اس نے اوورکوٹ کی جیب سے اپنا اسمارٹ فون نکالا اور ایک نمبر ڈائل کر کے فون کان سے لگایا۔ قدم اب موسس کی گھر کی جانب تھے۔دوسری طرف بیل جا رہی تھی۔ تیسری گھنٹی پہ فون اٹھا لیا گیا تو اگلی جانب سے موسس کی بھاری مگر ٹھہری ہوئی پر سکون آواز ابھری۔

Posted On Kitab Nagri

"ہیلو۔"، وہ کہہ رہا تھا۔ ایسا سکون حیدر کو اس کی آواز میں آج تک محسوس نہ ہوا تھا۔ وہ کچھ پل کے لیے واقعی ٹھہر گیا تھا۔ پھر سر جھٹک کر گویا ہوا۔

"ہیلو۔۔۔ موسٰی تم آج اپنے آفس کیوں نہیں آئے؟ مجھے تم سے پوچھنا تھا کچھ۔"، حیدر جلدی میں لگتا تھا۔ اس کا سانس بھی پھول رہا تھا۔

"ایک بات بتاؤں تمہیں؟"، موسٰی نے کہا تو وہ جو جلدی جلدی میں کچھ کہنے لگا تھا، ایک دم ٹھہر کر اسے توجہ سے سننے لگا۔

"میں نے قرآن پڑھنے کی کوشش کی تھی۔"، موسٰی کی ٹھہری ہوئی پرسکون آواز ابھری تو وہ ساکت ہو گیا۔ آنکھوں کی پتلیاں بھی ساکت ہو گئیں۔

"نہیں پڑھا گیا تم سے؟"، پھنسی پھنسی سی آواز اس کے منہ سے نکلی تو دوسری جانب موسٰی کا قہقہہ ابھرا تھا۔ حیدر کو اس کا قہقہہ عجیب لگا تھا جیسے وہ رونا چاہتا ہو پھر بھی زبردستی ہنس رہا ہو۔

"مجھ سے نہیں پڑھا گیا، حیدر۔۔۔ اس میں کچھ زیادہ ہی سچ لکھا ہوا تھا۔۔۔ ہر چیز اتنی واضح تھی کہ کسی چیز سے انکار کرنے کا جواز ہی نہیں بن رہا تھا۔ پھر تو میں گھبرا ہی گیا اور قرآن بند ہی کر دیا۔"، موسٰی کہے جا رہا تھا اور وہ سانس روکے اسے سن رہا تھا۔ اتنا سکون اس کی آواز میں اس نے کبھی نہیں سنا تھا۔ دوسری جانب اپنے کمرے میں بیٹھے موسٰی نے انگلی کی پور سے آنکھ کے بھیگے کنارے صاف کیے تھے۔ دل پتا نہیں کیوں بھاری بھاری سا ہو رہا تھا۔ حیدر اب بھی دم سادھے اسے سن رہا تھا۔ "میں

Posted On Kitab Nagri

مسلمان نہیں ہو سکتا حیدر۔۔۔میں اس قابل نہیں ہوں۔۔۔اتنا پاک اور اتنا اچھا تو میں کبھی بن ہی نہیں سکتا۔۔۔اور جب میں پاک ہی نہیں ہوں گا تو اتنے پاک رب کی بڑائی اپنی اس مفلوج زبان سے کیسے بیان کروں گا جس سے میں نے شراب چکھا، گالیاں بکیں۔۔۔اور نجانے کتنے ہی شرکیہ کلمات ادا کیے؟"

حیدر نے ایک طویل سانس لیا اور پھر دھیرے سے مسکرایا۔ بے اختیار اسے وہ پہلا لمحہ یاد آیا تھا جب اس نے بھی یہی۔۔۔بالکل یہی بات سوچی اور کہی تھی۔

"میں اس بات کا جواب تمہیں تمہارے گھر آکر دیتا ہوں۔ انتظار کرو میرا۔"، وہ کہہ کر فون بند کر کے سائیڈ پاکٹ میں رکھتا ہوا مسکرا کر آگے بڑھ گیا۔ تھوڑا آگے چل کر وہ دائیں طرف بنی ایک گلی میں مڑ گیا تھا، جس کے دونوں اطراف میں قدیم طرز کے گھر بنے تھے۔ ایک گھر کے دروازے پر پہنچ کر وہ ابھی بیل بجانے ہی لگا تھا کہ دروازہ اندر سے کھلا تھا۔ دروازے کا ہینڈل تھامے، مسکراتا ہوا موسس نم آنکھیں لیے کھڑا تھا۔ اس کے لیے اندر آنے کے لیے راستہ چھوڑا تو وہ بھی اندر داخل ہوا۔ موسس بھی دروازہ لاک کرتا اس کے پیچھے پیچھے ڈرائنگ روم تک آیا تھا۔

اب وہ دونوں ڈرائنگ روم میں ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے، ایک دوسرے کو ہی دیکھ رہے تھے۔

"ہاں تو کیا کہہ رہے تھے تم؟"، حیدر کی آواز گونجی تو موسس نے مسکرا کر صوفے کی پشت سے ٹیک لگایا اور اسے دیکھا جو ہمیشہ کی طرح آج بھی بلا کا ہینڈسم لگ رہا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"میں نے یہ کہا ہے کہ میں اسلام کے قابل نہیں ہوں۔"، موسس نے اطمینان سے کہا تھا البتہ دل اتنے اطمینان میں نہیں تھا جتنا چہرے سے لگتا تھا۔ دل میں تو جنگ چھڑی ہوئی تھی۔

"اور تم نے یہ نتیجہ کیسے اخذ کیا؟"، حیدر نے بھی اطمینان سے پوچھا تو موسس کی آنکھوں میں ایک سایہ سا لہرایا۔ گلے میں گلٹی ڈوب کر ابھری تھی۔ سارا اطمینان غرق ہو گیا تھا اور آنکھوں سے ایک آنسو ٹپک پڑا تھا اور اس کے گال سے لڑھکتا ہوا اس کی شرٹ میں جذب ہو گیا تھا۔

"تمہارا رب بہت پاک ہے، حیدر۔۔۔میں اتنا اچھا نہیں ہوں۔۔۔اور وہ مجھے معاف بھی کیسے کرے گا؟ میں نے اس کی ہی اتنی برائیاں کی ہیں۔"، وہ تڑپ کر بول رہا تھا۔ اس کا وجود جیسے انگاروں پر لوٹ رہا تھا۔ حیدر اس کی کیفیت خوب سمجھتا تھا۔ تبھی اسے اسی اطمینان سے دیکھتا رہا۔

"قرآن لاؤ۔"، اس کی کتھا سن کر اس نے کہا بھی تو اتنا۔ موسس کچھ پل اسے نم آنکھوں سے تکتا رہا پھر سر ہلاتا لاؤنج سے منسلک کمرے میں گیا۔ جب باہر آیا تو نیلی جلد والا قرآن اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے وہ قرآن لا کر حیدر کی طرف کیا تو حیدر نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسے آنکھوں سے اپنے برابر میں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ موسس سمجھ کر سر ہلاتا اس کے برابر میں ہی بیٹھ گیا۔

"باب نمبر بیالیس کھولو۔"، اس نے کہا تو موسس نے سر ہلا کر اس کی تابعداری کرتے ہوئے قرآن کا بیالیسواں باب کھولا۔ پھر صفحے کے آغاز میں لکھے الفاظ کو پڑھا۔ وہاں سیاہ روشنائی سے یہ حروف درج تھے۔

Posted On Kitab Nagri

"Surah Shu'raa"

"اب اس کی چالیسویں آیت نکالو۔"، حیدر نے اسی سنجیدگی کو برقرار رکھتے ہوئے کہا تو موسس سر ہلاتا مطلوبہ آیت نکالنے لگا۔ چالیسویں آیت نکالنے کے بعد اس نے حیدر کو دیکھا۔ حیدر سنجیدگی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"اب کیا کروں؟"، ایک معصوم سا سوال تھا جس نے حیدر کو تپا دیا تھا۔ وہ تنک کر اس کی جانب گھوما اور اسے ایک خطرناک گھوری سے نوازا۔

"میرے بھائی۔ دیکھنے کے لیے نہیں کھلوائی۔ پڑھو اس کو۔"، اس نے جتا کر زور دیتے ہوئے کہا تو موسس سر ہلا کر پڑھنے لگا۔

"اور ایک برے عمل کا عذاب برا ہی ہے، اور جو شخص معافی مانگے اور مفاہمت کرے تو اس کا اجر اللہ کی طرف سے ہے۔ بے شک وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔"، سیاہ روشنائی سے درج یہ الفاظ جیسے یک دم ہی اس کے دل کو تقویت بخشنے لگ گئے تھے۔ وہ ایک بار نہیں، بار بار ان الفاظ کو پڑھے گیا اور حیدر مسکراتی نظروں سے اس کی حیرت کو دیکھ رہا تھا۔ موسس نے کافی دیر بعد بھی بے یقینی سے سر اٹھا کر سامنے بیٹھے حیدر کو دیکھا تو اس کی آنکھیں نم تھیں۔

"یہ۔۔۔"، وہ اٹک اٹک کر بولنے لگا تو حیدر نے اس کی بات کاٹ کر بیچ میں کہا۔ "جواب"، اور شانے بے نیازی سے اچکائے اور اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر سر جھکا کر صوفے پہ بیٹھے موسس کو دیکھا۔

Posted On Kitab Nagri

"السلام علیکم۔"، وہ کہہ کر آگے بڑھنے ہی لگا تھا کہ موسس نے اس کی کلائی تھام کر اسے روکا۔ پھر نم سیاہ آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"اس کا کیا مطلب ہوا؟ اس۔۔۔ سلام علیکم کا؟"، موسس نے اٹک اٹک کر پوچھا تو حیدر مسکرایا۔

"May God's blessings be upon you."

پھر وہ مسکرایا اور ہونق بنے موسس کو وہیں چھوڑتا ہوا باہر نکل آیا۔ پیچھے موسس بار بار ان ہی الفاظ کو اپنے ذہن میں دہرا رہا تھا۔ جس مذہب کے سلام کا ہی اتنا خوبصورت مطلب ہو، وہ مذہب غلط کیسے ہو سکتا تھا؟ برا کیسے ہو سکتا تھا؟

اس کا فیصلہ آسان ہونے کے بجائے اب اور مشکل ہو گیا تھا۔ یہ سوچ ہی کہ اس نے اپنی پوری زندگی ایک جھوٹ پر گزار دی ہے، بہت تکلیف دہ تھی۔ بہت بہت زیادہ تکلیف دہ۔

رات کی سیاہی نے شیخوپورہ پر اپنے پنجے گاڑھے تو ہر چیز اندھیرے میں نہا گئی۔ ٹھنڈ وہاں بھی بہت زیادہ تھی۔ باہر نکلنے پر تو قلفی ہی جمنے لگ جاتی، اسی لیے سب اس وقت اپنے اپنے کمروں میں دبکے بیٹھے تھے۔

ایسے میں ریحان شاہ زادہ کے روشنی سے نہائے کمرے میں جھانکا جاتا تو وہاں خوب رونق جمی نظر آتی۔ وہاں صائم اور انعم سے لے کر عثمان وغیرہ سب ہی موجود تھے۔ باتوں کا دور چل رہا تھا۔ ایک طرف

Posted On Kitab Nagri

کونے میں رکھے صوفے پر انعم اور صائم بیٹھے تھے جبکہ دوسری طرف والے صوفے پر رابی اور صائمہ بیٹھی نظر آتی تھیں۔ پلنگ پر عثمان اور ریحان بیٹھے تھے۔ اور موضوع گفتگو کوئی اور نہیں، سب کا راج دلارا حیدر شاہ زادہ ہی تھا۔

"لڑکی کی تصویر بھیجی تھی میں نے اسے۔۔۔ مگر دیکھ کر کوئی جواب ہی نہیں دیا۔ پہلے تو کم از کم یہ لکھ دیا کرتا تھا کہ امی مجھے شادی نہیں کرنی۔ اب تو وہ بھی نہیں لکھتا۔"، رابی اپنے راج دلارے کی شکایت لگا رہی تھیں۔ یہاں موجود سب لوگوں کے پاس اسی طرح کی بہت سی شکایتیں موجود تھیں۔

"میں جب کال کرتی ہوں تو کہتا ہے کہ آپی، شادی کے علاوہ ہر بات کرلیں آپ۔"، انعم نے بھی گفتگو میں حصہ ڈالا تھا۔

"کوئی اسے سمجھاتا کیوں نہیں ہے کہ مرنے والوں کے ساتھ مرا نہیں جاتا؟ ہاں زائرہ بہت پیاری بچی تھی۔ ہم سب کو ہی بہت پسند تھی مگر اس کی زندگی اتنی ہی تھی۔۔۔اب کیا وہ ساری زندگی سیٹل نہیں ہو گا؟"، صائمہ نے بھی کہا تو سنجیدہ سے عثمان نے ایک گہرا سانس اندر کو کھینچا۔

"وہ زائرہ کو بہت پسند کرتا تھا۔۔۔اور آپ سب کو کیا ہو گیا ہے؟ ابھی اس کی کون سی عمر نکلی جا رہی ہے؟ صرف پچیس سال کا تو ہے۔۔۔ مطلب حد ہے۔ اتنا تو لوگ لڑکیوں کے پیچھے شادی کے لیے نہیں پڑتے جتنا آپ لوگ میرے بیٹے کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ ہو جائے گا سیٹل جب اس کا دل چاہے

Posted On Kitab Nagri

گا۔"، عثمان نے کچھ غصے سے کہا تو سب چپ کر گ ئے۔ مگر وہ خود بھی حیدر کے لیے پریشان تھے۔۔۔اس کے ایسے زندگی سے منہ موڑ لینے پر سب ہی بہت پریشان تھے۔

"ماما۔۔۔بابا، آپ لوگوں کو یہ کس نے کہا کہ سیٹل ہونے کا مطلب صرف شادی کرنا ہی ہوتا ہے؟ وہ ماشاءاللہ سے اسلام کے لیے بہت کچھ کر رہا ہے وہاں۔ ابھی کل ہی بات ہوئی تو بتا رہا تھا کہ اس کا ایک دوست موسس بھی اسلام میں دلچسپی لے کر اس سے اسلام کے بارے میں پوچھ رہا ہے۔ عنقریب وہ بھی جلد اسلام قبول کر لے گا۔ دنیا کے ساتھ ساتھ وہ اپنی آخرت بھی سنوار رہا ہے۔ آپ لوگوں کو تو خوش ہونا چاہ ئے۔"، صائم نے سمجھانے والے انداز میں کہا تو ایک بار پھر خاموشی چھا گئی۔ ایسے میں اس خاموشی کو توڑنے والے ریحان تھے۔

"عثمان، کبریٰ کیسی ہے؟"،وہ پوچھ رہے تھے۔

"اللہ کا بہت بہت کرم ہے کہ اس نے آخر کار میری بچی کو بھی ماں بننے کی توفیق دی۔۔۔بہت خوش ہے وہ۔ زاویار نے تو اسے کبھی کچھ نہیں کہا تھا، البتہ اس کی ساس اور سسر اور نندیں وغیرہ اسے کچھ نا کچھ کہتی رہتی تھیں۔ اب تو ان کی زبانیں بھی بند ہو گئی ہیں۔اور اس کی ننھی جنت بھی خوش ہے۔۔۔ صحت مند ہے۔۔۔ماشاءاللہ۔"، عثمان کی جگہ رابی نے تفصیل سے بتایا تو ریحان مسکرا کر سر ہلانے لگے۔ کبریٰ کے یہاں شادی کے پانچ سال بعد ابھی دو دن پہلے ہی پہلی بیٹی ہوئی تھی۔ زاویار نے ایک بڑی عقیقے کی تقریب رکھی تھی جس میں ان سب کو کل جانا تھا۔ سب ہی بہت خوش تھے۔

Posted On Kitab Nagri

تبھی دروازہ کھٹکھٹا کر ملازمہ اندر جھانکی تھی۔ پھر انعم کو نظروں سے تلاش کر کے ادب سے کہنے لگی۔

"انعم بیٹی، عانل بیٹے اٹھ کے رو رہے ہیں۔"، وہ انعم سے کہنے لگی تو انعم سب سے معذرت کرتی اٹھ کر کمرے کی جانب چلی گئی جہاں اس کا ایک ماہ کا بیٹا رو رہا تھا۔ وہ ابھی ابھی اسے سلا کر ہی وہاں آئی تھی، مگر وہ فوراً ہی اٹھ گیا تھا۔

انعم اور صائم کی ایک بیٹی، رائنہ اور ایک بیٹا، عانل تھا۔

پیچھے باتوں کا دور اب بھی ویسے ہی چل رہا تھا۔

بیس دسمبر۔۔۔

اگلی روشن سی صبح لندن پہ برف کے چھوٹے روئی جیسے گالے لے کر اتری تھی۔ آج بہت دنوں بعد پھر سے برف باری ہو رہی تھی اور ٹھنڈ حد درجہ بڑھ گئی تھی۔ لندن والے تو ویسے بھی اس موسم کے عادی تھے سو ان کے روزمرہ کے کام معمول کے مطابق ہی چل رہے تھے۔ سڑکوں پر بھی رش لگا تھا۔

ایسے میں لندن فیئر میں بہت سے لوگ اس وقت موجود تھے۔ ایک طرف ایک اسٹال کے پاس موسس اور شارلٹ کھڑے تھے۔ گرم سا سوئیٹر پہنے، کانوں کو ڈھانپے، موسس کھڑا مسکرا کر ساتھ کھڑی شارلٹ سے کچھ کہہ رہا تھا جو آج فر کوٹ پہنے، سرخ بالوں کو کھول کر ان پر اونی ٹوپی پہنے، برف

Posted On Kitab Nagri

کی گڑیا معلوم ہوتی تھی۔ نیلی آنکھیں کسی کی منتظر لگتی تھیں۔ ہاتھوں میں بھی دونوں نے دستانے پہن رکھے تھے۔

تبھی پیچھے سے ان کے چار اور ساتھی آئے تھے جن میں دو لڑکیاں اور دو لڑکے تھے۔ وہ سب یونیورسٹی کے ساتھی تھے جو ایسے ہی اکثر الگ الگ جگہ ملنے کے پلین بناتے رہتے تھے۔ تبھی شارلٹ نے اپنے سامنے کھڑے لڑکے سے کہا تھا۔

"پیٹر، حیدر کو فون کر کے پوچھو نا۔ وہ کب تک آئے گا؟"، شارلٹ نے کچھ پریشانی سے پوچھا تو سنہرے بالوں والے پیٹر نے مسکرا کر اسے دیکھا اور بتایا۔

"موصوف پہنچ چکے ہیں۔ کہہ رہے ہیں کہ ہم لوگ آگے بڑھیں۔ انہیں ان کا ایک دوست مل گیا ہے تو وہ اس سے کچھ دیر بات کر کے آتے ہیں۔"، پیٹر نے کہا تو وہ سب آگے بڑھنے لگے البتہ اس وقت شارلٹ سے زیادہ حیدر کا منتظر موسس تھا جس کے پاس اس کو بتانے کے لیے بہت زبردست خبر تھی جو وہ سب سے پہلے حیدر کو ہی بتانا چاہتا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

کچھ ہی دیر بعد حیدر نے ان کو جوائن کیا تھا۔ وہ آج نرم گرم سا کیمل رنگ کا اوور کوٹ پہنے، سیاہ دستانوں والے ہاتھ اوور کوٹ کی جیب میں گھسائے، سر پر سیاہ اونی ٹوپی پہنے، ماتھے پہ ہلکے ہلکے بال بکھیرے، سفید شہزادہ معلوم ہوتا تھا۔ اتنا ہینڈسم اور پرکشش کہ کوئی بھی آج اسے دیکھتا تو فدا ہوئے بغیر نہ رہ پاتا۔ اس قت وہ ان سب کے ساتھ ایک اسٹال پر کھڑا دیر سے آنے کی معذرت کر رہا

Posted On Kitab Nagri

تھا۔اس کا کہنا تھا کہ اس کی آنکھ دیر سے کھلی تھی تبھی وہ لیٹ ہو گیا جبکہ شارلٹ اس بات پر بضد تھی کہ وہ جان بوجھ کر دیر سے آیا ہے۔وہ مکمل بحث کر رہا تھا جبکہ جانتا تھا کہ صحیح شارلٹ ہی ہے۔

کچھ دیر تک جب بحث کرنے کے بعد بھی وہ نہ مانا تو شارلٹ اسے اس کے حال پر چھوڑ کر آنیہ کے ساتھ چلی گئی۔ پہلے سب کا اپنے اپنے طور پر گھومنے پھرنے کا ارادہ تھا پھر ایک گھنٹے بعد سب کو ایک ساتھ ملنا تھا۔ پیٹر لوگ بھی ایک جانب چلے گ ئے تو موسس ایکسائیٹڈ سا اس کی طرف مڑا اور چمکتی آنکھوں سے اسے دیکھا۔

"بوجھو تو جانے؟"، وہ مزے سے کہنے لگا تو حیدر مسکرایا۔

"بوجھوں گا نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ تم ایمان لانے کے یے تیار ہو۔"، حیدر نے مزے سے کہا تو موسس نے سر نفی میں ہلا کر اسے ایسے دیکھا جیسے اسے اس پر بہت ترس آ رہا ہو کہ وہ صحیح گیس نہیں کر پایا، پھر جب بولا تو آواز میں خوشی صاف ظاہر تھی۔

"تیار نہیں ہوں۔۔۔ ایمان لا چکا ہوں۔ کل رات کو میں موسس نیلسن سے موسی بن چکا ہوں۔"، موسس نے مزے سے کہا تو حیدر کی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ منہ بھی حیرت سے کھل گیا اور وہ بے یقینی سے اسے دیکھے گیا۔

"کیا؟"، کافی دیر بعد جب وہ بولا تو آواز میں بے پناہ حیرت کے ساتھ ساتھ خوشی بھی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

"ہاں۔۔۔میں نے سوچا کہ اگر اللہ نے ہمیں یہ بتا دیا ہے کہ وہ معافی مانگنے والے اور توبہ کرنے والے کو اجر عطا کرے گا تو معافی نہ مانگنے والے اور توبہ نہ کرنے والے کو عذاب بھی تو خود ہی دے گا نا۔۔۔اور اس سے پہلے کہ میں کافر مروں، کیا بہتر نہیں ہے کہ میں ایمان لے آؤں، اس ایک اللہ پر جس نے تمہیں اور مجھے بنایا؟"، موسس نے کہا تو حیدر نے خوشی سے اس گلے لگا لیا۔وہ آج بہت خوش تھا۔۔۔بہت زیادہ۔

"شہادت کیسے لی؟"، حیدر نے پوچھا تو موسس نے شان بے نیازی سے شانے اچکائے۔

"خود ہی۔۔۔یوٹیوب سے دیکھ کر۔۔۔ناؤ آئی ایم موسی۔"، موسس یعنی موسی نے کہا تو حیدر مسکرا کر سر اثبات میں ہلانے لگا۔اس کے بعد وہ دونوں بھیڑ میں آگے بڑھ گئے۔ان دونوں کا ارادہ اب کسی اسٹال پہ جا کر کچھ اچھا سا کھانے پینے کا تھا۔

کچھ دور ایک اسٹال کے ساتھ لگی بینچز پہ آنیہ اور شارلٹ بیٹھی کافی کے گھونٹ حلق میں اتار رہی تھیں۔آنیہ ایک سری لنکی لڑکی تھی جس کا تعلق یوں تو ہندو گھورانے سے تھا، مگر کچھ ہی دنوں پہلے اس نے حیدر کے توسط سے اسلام میں قدم رکھا تھا۔اس وقت وہ گھٹنوں تک آتی فراک پر پہنے موٹے سوئیٹر کے ساتھ پینٹ پہنے، سر پر حجاب لیے کافی اچھی لگ رہی تھی۔سانولی رنگت، سیاہ آنکھیں، ناک

Posted On Kitab Nagri

نقش اس کے کھڑے کھڑے تھے، البتہ چہرے سے وہ سری لنکی ہی لگتی تھی۔ شارلٹ کہیں دور خلاء میں دیکھتی کافی پی رہی تھی جبھی آنیہ نے اس سے کہا تھا۔

"شارلٹ، تم نے حیدر سے بات کی؟"، آنیہ نے پوچھا تو شارلٹ نے گہری سانس لے کر سر نفی میں ہلایا۔ وہ افسردہ لگتی تھی۔ آنکھوں میں بھی نمی تھی۔

"کیوں بات نہیں کی؟"، آنیہ نے تھوڑے تیز لہجے میں پوچھا تو شارلٹ نے اسے منہ موڑ کر نم آنکھوں سے دیکھا۔

"وہ نہیں کرے گا مجھ سے شادی، آنی۔"، اس کی آواز میں نمی تھی۔ وہ کسی بھی وقت شاید رونے ہی والی تھی۔ آنیہ کو اس پر بے اختیار بہت ترس آیا تھا۔

"تم اس سے بات تو کر کے دیکھو نا۔"، آنیہ نے کہا تو وہ سر جھکا کر نفی میں سر ہلانے لگی۔

"میں جانتی ہوں اسے۔ میں اگر اس کے لیے مسلمان ہو بھی جاؤں، تب بھی وہ مجھ سے شادی نہیں کرے گا۔"، شارلٹ نے گہری سانس بھر کر کہا تو آنیہ بھی خاموش ہو گئی۔ وہ جانتی تھی کہ شارلٹ صحیح کہہ رہی ہے۔ اور حیدر کو کہاں کوئی کسی بات کے لیے مجبور کر سکتا تھا؟

موسس اسٹال پہ ہی تھا جبکہ اس کا دل اب خود کچھ دیر اکیلے گھومنے پھرنے کا تھا۔ وہ اوور کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے، سر اور نظریں اٹھائے، بھیڑ میں راستہ بناتا آگے بڑھ رہا تھا جبھی اس کی سماعت

Posted On Kitab Nagri

سے ایک آواز ٹکرائی تھی۔ دور کہیں کوئی کچھ گا رہا تھا۔ پتا نہیں کیوں قدم خود بخود اسی جانب بڑھ گئے تھے۔ اتنی دور سے آواز تو نہیں صحیح آ رہی تھی۔ بس یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی کچھ گا رہا ہو۔

بادامی آنکھوں نے دور سے ہی اس مجمع کو دیکھ لیا تھا جو دائرہ کی صورت میں کھڑا تھا۔ قدم بڑھاتے بڑھاتے وہ اب کافی قریب پہنچ چکا تھا جب اچانک ہی اس کے قدم لڑکھڑائے تھے۔ وہ آواز۔۔۔وہ لہجہ۔۔۔وہ کلام۔۔۔وہ کوئی گانا تو نہیں تھا۔۔۔وہ تو کلام تھا۔ شناسا آواز اس کی سماعت میں پڑ رہی تھی۔ وہ خوبصورت لہجہ بھی اس کے حواس پر حاوی ہو رہا تھا۔ اس کی اوپر کی سانس اوپر اور نیچے کی سانس نیچے رہ گئی تھی۔ بے ساختہ ہی اس نے بھیڑ میں کھڑے ایک شخص کے کاندھے کا سہارا لیا تو وہ لمبا سا بڑے سنہرے بالوں والا لڑکا فوراً اس کی جانب بڑھ کر اس کا شانہ تھام کر اسے سہارا دینے لگا۔

"Are you fine? Bro, what happened?" وہ لڑکا خالص برطانوی لہجے میں اس سے پوچھ رہا تھا مگر اس کے کان تو جیسے سائیں سائیں کر رہے تھے۔ اس نے نم آنکھوں کو اٹھا کر اس لڑکے کی سنہری آنکھوں میں جھانکا جو اس سے ایک یا دو انچ ہی بڑا تھا، تو اسے ان آنکھوں میں اپنے لیے تشویش نظر آئی۔ دھڑکنیں بے ترتیب ہو چکی تھیں۔۔۔ قدم بھاری ہو گئے تھے۔۔۔ سانسیں رک رک کر آ رہی تھیں۔ حیدر شاہ زادہ آج ڈھے جانا چاہتا تھا مگر ڈھے نہیں پا رہا تھا۔ گلے میں گلٹی ڈوب کر ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔ آنسو آنکھوں میں مقید، بہہ جانے کے منتظر تھے۔ مگر اس نے ہلکا سا سر نفی میں ہلایا اور سیدھا ہوا۔

Posted On Kitab Nagri

"نو تھنگ۔۔۔ تھینک یو۔"، پھنسی پھنسی سی آواز اس کے گلے سے نکلی تو بھیڑ میں پھنسے اس لڑکے نے اسے پھر سے دیکھا۔ آنکھوں میں اب بھی فکر تھی۔

"آر یو شیور؟"، لڑکے نے ایک بار پھر پوچھا تو وہ سر ہلا کر آگے بڑھ گیا۔

"دنیا کے اے مسافر۔ منزل تیری قبر ہے۔

طے کر رہا ہے جو تو دو دن کا یہ سفر ہے

جب سے بنی ہے دنیا، لاکھوں کروڑوں آئے

باقی رہا نہ کوئی مٹی میں سب سمائے

اس بات کو نہ بھولو سب کا یہی حشر ہے

دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے

آنکھوں سے تو نے اپنی دیکھے کئی جنازے

ہاتھوں سے تو نے اپنے دفنائے کتنے مردے

انجام سے تو اپنے کیوں اتنا بے خبر ہے

دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے

یہ عالیشان بنگلے کچھ کام کے نہیں ہیں

محلوں میں سونے والے مٹی میں سو رہے ہیں

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

دو گز زمین کا ٹکرا چھوٹا سا تیرا گھر ہے

دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے"

وہ آواز اس کے کانوں میں اب بھی پڑ رہی تھی۔ وہ آنسوؤں پر بمشکل قابو پا کر آگے بڑھ رہا تھا۔ دھڑکنیں اب بھی بے ترتیب تھیں۔ ہر گزرتے سیکنڈ کے ساتھ قدم بھاری پہ بھاری ہوئے جا رہے تھے۔ آنکھوں میں آئی نمی کے باعث بصارت دھندلا رہی تھی۔ جبھی اس نے اپنے بالکل سامنے کھڑے ایک آدمی کو شانے سے پکڑ کر تھوڑا سائیڈ کیا تھا اور سامنے کا منظر اس کی آنکھوں کے سامنے آیا تھا۔ آنکھیں یکدم چندھیا گئی تھیں۔ آہستہ سے آنکھیں کھولیں تو اس کا تو سانس ہی اٹک گیا۔

مجمع کے بالکل بیچ و بیچ دو لڑکیاں کھڑی تھیں۔ ایک نے ہاتھ میں ایک اسپیکر پکڑ رکھا تھا اور دوسری نے ہاتھ میں سیاہ مائیک لیے منہ کے قریب کیا ہوا تھا اور وہی کلام پڑھ رہی تھی۔ اس کی نظر اسی مائیک والی کی جانب اٹھی تھی۔

وہ لمبی تھی۔۔۔ پتلی، گوری۔۔۔ اس نے سیاہ شارٹ شرٹ کے اوپر سفید فر کوٹ پہن رکھا تھا۔ جینز کی موٹی پینٹ پہنے، سیاہ لمبے بالوں کو کھولے، بالوں پر سیاہ اونی ٹوپی پہنے، وہ سیاہ چمکتی آنکھوں والی ہی تھی۔ گال اور ناک ٹھنڈ سے سرخ پڑ رہی تھی۔ وہ تقریبا بائیس تئیس سال کی لگتی تھی۔ ہاں یہ وہی تھی۔۔۔ اور شاید وہی نہیں بھی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

وہ نم سیاہ آنکھوں کو زمین پر گاڑھے، نرمی اور بہت عقیدت سے پڑھ رہی تھی مگر حیدر تو اب تک اس کا حلیہ ہی دیکھتا کا دیکھتا رہ گیا تھا۔ یہ وہ تو نہیں تھی۔ یہ وہ ہو بھی کیسے سکتی تھی؟ وہ حرم امین تو بہت با کردار، سلجھی ہوئی، خود کو ڈھانپنے والی ہوا کرتی تھی۔۔۔ خود کو چھپا کر سب کی بری نظروں سے بچا کر رکھنے والی۔۔۔ اور یہ حرم امین تو وہ ہر گز نہیں تھی۔۔۔ یہ وہ ہو بھی کیسے سکتی تھی۔ جو لڑکی خود کو چھپائے رکھتی تھی، آج وہی سب لوگوں کی نظروں کا مرکز بنے، سڑک کے وسط میں کھڑی تھی؟

ایک گرم آنسو اس کے ٹھنڈے پڑتے وجود کے ٹھنڈے چہرے پر لڑھک کر اس کی کنپٹی میں جذب ہو گیا تھا۔ وہ اب بھی بنا پلا جھپکے اسے ہی دیکھ رہا تھا، جس نے ایک بار بھی نظریں نہیں اٹھائی تھیں۔ بس زمین کو دیکھ کر پڑھے جا رہی تھی۔ حیدر نے آگے بڑھنا چاہا، مگر پیر ہلنے سے انکاری ہو گ ئے۔ آخری کلمات دہرا کر حرم نے سر اٹھایا تھا اور مسکرا کر سب کو دیکھتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ والی لڑکی سب کی طرف باری باری اپنا پیسوں کا باکس لا رہی تھی اور سب اس میں پیسے ڈال رہے تھے۔ سب لوگ خوب ہمت بڑھا رہے تھے۔۔۔ تالیاں۔۔۔ ہوٹنگ۔۔۔ واؤ واؤ کے نعرے، حیدر کے کانوں میں یہ آوازیں ہتھوڑے کی طرح برس رہی تھیں۔ مگر وہ چپ تھا، اب تک یک ٹک اسے ہی دیکھ رہا تھا جو اب چلتی ہوئی اپنے پیچھے کھڑے ایک پانچ چھ سال کے بچے کے پاس گئی تھی اور اس کے ہاتھ میں مائیک پکڑایا تھا۔ وہ چھوٹا سا سنہرے بالوں اور ہری آنکھوں والا بچہ تھا۔ وہ شاید اس کے ساتھ ہی تھا۔

Posted On Kitab Nagri

تبھی وہ لڑکی اس کے سامنے پیسوں کا باکس کیے، آ کھڑی ہوئی۔ حرم سے نظریں ہٹا کر اس نے اس لڑکی کو دیکھا۔ وہ لڑکی یہی کوئی بائیس تیئس سال کی لگتی تھی۔ تقریبا حرم کے ہی جتنی۔ اس بچے ہی کی طرح سبز آنکھیں، اور سنہرے بالوں کے اوپر اونی ٹوپی پہن رکھی تھی۔ موٹا نیلا کوٹ اور ہاتھوں میں سیاہ دستانے پہنے، وہ اپنی سبز منتظر آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ اس لڑکی کو دیکھ کر اس نے لب بھینچے اور کچھ قریب ہوا۔ پھر اوور کوٹ کی جیب سے والٹ نکال کر اس میں سے چند نوٹ نکال کر اس کے منی باکس میں ڈالے تو وہ لڑکی کچھ کہنے ہی لگی تھی کہ وہ بول اٹھا۔

"حرم امین۔۔۔سے۔۔۔ملنا ہے مجھے۔" اس نے ٹھہر ٹھہر کر سرد آواز میں کہا تو وہ لڑکی اسے حیرت سے دیکھے گئی۔ سمجھ آجانے پر اس کے صبیح پیشانی پر کچھ ل نمودار ہوئے تھے۔ پھر وہ لب بھینچ کر کچھ قریب ہوئی اور تھوڑے غصے سے بولی۔

"کیوں ملنا ہے؟"، بول کر پیچھے بچے سے بات کرتی حرم کو دیکھا جو ان دونوں کی گفتگو سے بالکل بے خبر لگتی تھی۔ وہ مسکراتے ہوئے بچے کے گالوں کو جھک کر پیار سے چوم رہی تھی، پھر اس کے سنہرے بال بکھیر رہی تھی۔

"کام ہے اس سے۔ بہت ضروری۔"، حیدر نے جواب دیا تو وہ سبز آنکھوں والی لڑکی پہلے کچھ اچھنبے سے اسے دیکھنے لگی پھر سر اثبات میں ہلایا۔

Posted On Kitab Nagri

"مگر اکیلے میں بات کرنے نہیں دوں گی میں تمہیں۔"، وہ لڑکی شاید سمجھ رہی تھی کہ وہ اسے کوئی نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہے، تبھی اس پر بھروسہ نہیں کر رہی تھی۔اس کی بات سن کر حیدر مسکرا کر سیدھا ہوا تھا۔

"وہ خود تمہیں کہے گی کہ تم ہمیں اکیلا چھوڑ دو۔"، حیدر نے تپانے والی مسکراہٹ کے ساتھ کہا تو وہ لڑکی منہ بنا کر آگے بڑھ گئی۔ کچھ دیر بعد بھیڑ چھٹنے لگی تو حرم کے آگے جاتے ہی اس لڑکی نے اسے آنکھوں سے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور حرم اور بچے کے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔ حیدر بھی کچھ فاصلہ رکھ کر ان کے پیچھے ہی چل رہا تھا۔ نظریں حرم کی پشت پر ہی تھیں، جو بچے کا ننھا سا ہاتھ تھامے چل رہی تھی۔ وہ اس کی موجودگی سے بالکل بے خبر تھی۔

کافی آگے چل کر وہ تینوں ایک گلی میں مڑے تو وہ بھی ان کے پیچھے ہی گلی میں داخل ہوا تھا۔ چہرہ سپاٹ لگتا تھا اور آنکھوں میں ایک تپش سی تھی۔

ایک گھر کے باہر پہنچ کر اس لڑکی نے حرم کو دیکھا اور کچھ قریب ہو کر دھیرے سے بولی۔

"میں نواح کو لے کر اندر جا رہی ہوں۔ تم پلیز مسز جیمز سے میرا فون لے آؤ۔ ان کے پاس رکھوایا تھا میں نے۔ شازل کو میں دیکھ لیتی ہوں۔"، اس لڑکی نے کہا تو حرم نے "اوکے۔"، کہہ کر ایک بار پھر جھک کر نواح کا گال چوما اور پھر وہ لڑکی اور بچہ اندر چلے گئے۔ حرم گھر کی چھوٹی سی سیڑھیوں سے اترتی اس گھر کے آگے بڑھی تھی۔ وہ اب مسز جیمز کے ہاں جا رہی تھی۔ انداز کمال بے نیاز تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"ہیلو حرم امین۔"، جب اپنے پیچھے یہ آواز سن کر وہ اپنی جگہ ہی ساکت ہو گئی تھی۔ قدم پتھرا گئے تھے اور وہ خود جیسے ایک برف کا مجسمہ بن گئی تھی۔ پتلیاں ساکت ہو گئی تھیں اور لہراتے ہوئے ہاتھ پہلو میں گر گئے تھے۔ وہ سانس روکے کھڑی تھی اور اپنے پیچھے سے قریب آتے قدموں کی آواز سن سکتی تھی۔ حرم کے گلے میں گلٹی ڈوب کر ابھری تھی۔ چہرہ پہ ایک سایہ سا لہرایا تھا۔ پیچھے مڑ کر اس شخص کو دیکھنے کی ہمت وہ خود میں نہیں پاتی تھی۔ وہ اپنی جگہ جم گئی تھی۔

وہ قدم قدم چلتا اس کے پیچھے سے اس کے دائیں طرف سے ہوتا ہوا اس کے سامنے آیا تھا۔ اس سے نظریں اٹھانا دوبھر ہو گیا تھا۔ وہ پتلیاں زمین پہ ٹھہرائے ساکت کھڑی تھی۔ اس کے سیاہ بوٹ چلتے ہوئے اس کے بالکل سامنے آگئے تھے۔

"السلام علیکم، مس حرم امین۔"، حیدر نے تپش والے لہجے میں کہا تو حرم نے دھیرے سے نظریں اٹھائی تھیں اور نظریں اس کے وجیہہ چہرے پر پڑتے ہی آنکھوں سے ایک آنسو ٹپک کر اس کے فر کوٹ میں جذب ہو گیا تھا۔ حیدر اب بھی چبھتی نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

وہ ویسا ہی تھا۔۔۔ بالکل ویسا جیسا ہوا کرتا تھا۔ بادامی چمکتی آنکھیں۔۔۔ بھورے ماتھے پہ بکھرے بال۔۔۔ سفید چہرہ۔۔۔ وجیہہ شخصیت جیسے پہلے ہوا کرتی تھی۔ حرم سے سانس لینا دوبھر ہو گیا تھا۔ ایک کے بعد ایک کئی آنسو اس کی پلکوں کے باڑ توڑ کر چہرے پر لڑھکنے لگے تھے۔ سیاہ آنکھوں میں اب واضح تکلیف نظر آرہی تھی۔ حلق میں درد ہونے لگا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"حرم، تم سے بات کر رہا ہوں میں۔"، حیدر نے ایک بار پھر تھوڑی نرمی سے کہا تو اس نے ایک گہرا سانس اندر کھینچا۔ پھر ہاتھ کی پشت سے بے دردی سے آنکھیں رگڑیں اور سر اٹھا کر مسکرائی۔۔۔ بالکل کھو کھلی مسکراہٹ تھی وہ۔

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

Posted On Kitab Nagri

"ہیلو حیدر شاہ زادہ۔۔۔وعلیکم السلام۔ کیسے ہیں آپ؟"، لہجے میں بشاشت لانے کی ناکام کوشش کی گئی تھی۔ دونوں اب تک انگریزی میں ہی بات کر رہے تھے۔ حیدر نے طنز سے مسکرا کر اس کی نم سیاہ آنکھوں میں جھانکا تھا۔

"پتا نیں کیسے انسان خود ٹھیک نہ ہوتے ہوئے بھی دوسروں کی خیریت معلوم کر لیتا ہے۔۔۔ہے نا عجیب۔۔۔خیر۔"، اس نے مسکرا کر کہتے سر جھٹکا تھا۔ "میں بھی ایسا ہی تھا۔۔۔شاید اب بھی ہوں۔۔۔بنجر۔۔۔خالی۔ خیر، اپنے گھر میں نہیں بلاؤ گی۔۔۔؟ یا مجھے کہنا چاہئے کہ اس لڑکی کے گھر میں نہیں بلاؤ گی؟"، حیدر نے کہہ کر اس کی سیاہ آنکھوں میں جھانکا تھا جو اب بھی نم تھیں۔

"آؤ نا اندر۔"، حرم کہتی ہوئی مسکرائی تھی۔۔۔تکلیف سے۔۔۔سارے زخم پھر سے ہرے جو ہو گئے تھے۔ وہ گھر کی جانب بڑھی تو حیدر بھی سر جھٹکتا اس کے پیچھے پیچھے چھوٹے سے پرانے طرز کے گھر میں داخل ہوا تھا جس کی ایک کھڑکی سے اسے اتنی دیر سے وہ سبز آنکھوں والی لڑکی جھانکتی اور باتیں سنتی نظر آ رہی تھی۔ ان کے گھر کی طرف بڑھتے ہی وہ اندر ہو گئی تھی۔ گھر کا دروازہ مضبوط لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ وہ گھر بہت چھوٹا سا تھا۔ گھر کے اندر داخل ہوتے ہی ایک جانب اوپر کو جاتی سیڑھیاں تھیں۔ سیڑھیوں کے بالکل ساتھ ہی ایک کمرہ تھا۔ سیڑھیوں کے پیچھے چھوٹا سا کچن بنا تھا۔ وہ حرم کے ساتھ چلتا اندر داخل ہوا تو حرم نے اپنا فر کوٹ نکال کر ہک میں لٹکایا، پھر اسے دیکھا تو اس نے

Posted On Kitab Nagri

بھی اس کی پیروی میں اپنا اوور کوٹ اتار کر دوسرے ہک میں لٹکایا۔ اوور کوٹ کے نیچے اس نے سفید شرٹ پہن رکھی تھی۔ وہ حرم کے ساتھ ڈرائنگ روم میں داخل ہوا تو بے اختیار ہی اس نے گردن گھما کر ڈرائنگ روم کو دیکھا جو چھوٹا، مگر نہایت محنت سے سجا ہوا تھا۔ ایک جانب چمنی تھی جس میں ابھی اس وقت بھی آگ جل رہی تھی۔ چمنی کے سامنے والی دیوار کے ساتھ ایک صوفہ رکھا ہوا تھا جس پہ اب وہ دونوں بیٹھ گئے تھے۔ ایک کھڑکی صوفے کے دائیں طرف والی دیوار پر تھی جس پہ نیلے دیوار گیر پردے لگے تھے، اسی کھڑکی سے وہ لڑکی کچھ دیر پہلے جھانک رہی تھی۔ دیواروں پر جا بجا بڑے بڑے کینوس تھے جن پہ عربی خطاطی ہوئی ہوئی تھی۔ وہ کافی دنگ رہ گیا تھا ان کینوسوں کا دیکھ کر۔ ایک عیسائی کے گھر پہ یہ آیتیں؟ کافی عجیب بات تھی۔

تبھی وہ لڑکی اندر آتی دکھائی دی تھی۔ وہ بچہ بھی اس کے ساتھ ہی تھا۔ اس نے حیدر کو تھوڑی حیرت سے دیکھا تھا تبھی حرم نے فوراً کہا۔

"زینہ، یہ حیدر ہے۔ میرے بابا کے فرینڈ کا بیٹا۔" حرم نے اس سے نرمی سے کہا تو وہ لڑکی، جس کا نام شاید زینہ تھا، اس کی آنکھوں میں حیرت ابھری تھی جسے اس نے بروقت ہی چھپا لیا تھا، پھر مسکرائی اور اسے دیکھا۔

"ہیئے مسٹر حیدر۔۔۔ ہاؤ آر یو؟"، زینہ نے اب کے کافی نرمی سے پوچھا تو وہ مسکرا دیا۔

Posted On Kitab Nagri

"آئی ایم فائن۔ واٹ اباؤٹ یو؟"، اس نے مسکرا کر کہا تو زینہ نے بھی مسکرا کر "آئی ایم آلسو فائن" کہا۔

"حیدر، یہ میری فرینڈ ہے، زینہ۔ ہم دونوں ساتھ ہی رہتے ہیں۔"، حرم نے نرمی سے حیدر کو دیکھ کر کہا اور پھر نوح کی طرف اشارہ کیا۔ "اور یہ زینہ کا بیٹا ہے، نوح۔"، حیدر کو اس کی بات سن کر کافی حیرت ہوئی تھی کیونکہ وہ لڑکی تو کافی چھوٹی لگتی تھی اور اس کا اتنا بڑا بچہ بھی تھا؟

"ہیے نواح۔۔۔"، حیدر نے ذرا مسکرا کر بچے سے کہا تو وہ شرما کر ماں کے پیچھے چھپ گیا اور اس کا سوئیٹر تھام لیا۔ پھر سر نکال کر اسے دیکھا تو پھر اسے شرم آ گئی۔ حیدر کو یہ بچہ بہت کیوٹ لگا تھا۔

"میں کچھ کھانے کو لے کر آتی ہوں۔"، زینہ کہہ کر نواح کو لے کر چلی گئی تو وہ نظریں موڑ کو چمنی کے اوپر چسپاں کاغذ کو دیکھنے لگا جس پر کلر پینسلز سے چار لوگ بنے ہوئے تھے اور نیچے پینسل سے لکھا ہوا تھا۔

"Zennah, Noah, Shazil and Hurrem...Happy family."

حیدر نے پھر سر موڑ کر حرم کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ ساتھ ہی انگلیاں بھی مروڑ رہی تھی۔

"وہ۔۔۔ حیدر۔ آئی ایم ایکسٹریملی سوری فار زائرہ اینڈ راحم۔۔۔ مجھے قرت نے بتایا تھا ان کے بارے میں۔۔۔ مگر اس وقت حالات ایسے تھے کہ میں آپ سے تعزیت نہیں کر سکی۔ مجھے بہت افسوس ہے

Posted On Kitab Nagri

ان کے لیے۔"، حرم نے کہہ کر اسے دیکھا تو اس نے بس سر ہلا کر تعزیت قبول کرلی۔ دل میں آج بھی اتنا ہی دکھ تھا جتنا پانچ سال پہلے ان سے جدائی کے وقت تھا۔ مگر اب وہ دکھ سہنا سیکھ چکا تھا۔

"خیر، تمہارے ہزبینڈ کہاں ہیں؟"، حیدر نے بہت مشکل سے دل مضبوط کر کے پوچھا تو وہ اچانک ہی تلخی سے مسکرائی تھی، پھر سیاہ آنکھیں اس کی آنکھوں پر جمائی تھیں اور دھیرے سے بولی۔

"ان کا انتقال ہو گیا تھا۔۔اب تو ساڑھے تین سال ہو گئے ہیں۔"، اور حیدر حیرت اور شاک سے اسے دیکھنے لگا تھا، جیسے اس کو اس کی بات پر یقین نہ آیا ہو۔ ابھی وہ کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ جیب میں رکھا اس کا موبائل تھرتھرایا تھا۔ اس نے موبائل نکال کر دیکھا تو قرت کا میسج آیا تھا۔ حیدر نے کچھ دیر پہلے اس سے پوچھا تھا کہ حرم کس ملک میں گئی تھی شادی کر کے۔ اسی کا جواب آیا تھا۔

"یو کے گئی ہے، لندن۔ مگر اب تو تین سال سے اس کا کسی سے کانٹیکٹ ہی نہیں ہے۔ اس کے بابا اور ماہر بھی بہت پریشان ہیں۔ ڈھونڈنے کی بھی بہت کوشش کر چکے ہیں مگر وہ تو جیسے غائب ہی ہو گئی ہے۔۔ لیکن خیر؟ آپ نے اتنے عرصے بعد اس کا پوچھا ہے؟"، اس نے لکھا ہوا تھا۔ حیدر نے "نہیں۔ ایسے ہی پوچھ رہا تھا۔"، لکھ کر میسج سینڈ کیا، پھر موبائل پاور آف کر کے اس کی جانب متوجہ ہوا، جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"کس سے بات کر رہے تھے؟"، اس نے تو یونہی پوچھا تھا۔ حیدر نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

Posted On Kitab Nagri

"قرت سے۔"، اور اس جواب نے حرم امین کو اندر تک تڑپا کر رکھ دیا تھا۔ سیاہ آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ کر گرا تھا۔ قرت کو وہ روز رات کو یاد کر کے سوتی تھی۔ آج اتنے دنوں بعد اپنے علاوہ کسی اور کے منہ سے اس کا نام سن کر کتنا اچھا لگا تھا، وہ نہیں بتا سکتی تھی۔

"حیدر، ایک بات کہوں آپ سے؟۔۔۔وہ۔۔۔ایکچوئلی میرے پاس کسی کا بھی نمبر نہیں ہے۔ نمبرز مجھے یاد نہیں رہتے اور موبائل جس میں سارے نمبرز محفوظ تھے، گم چکا ہے۔ اگر آپ کے پاس سب کے نمبر ہیں تو آپ پلیز مجھے دے دیں۔۔۔اور۔۔۔ایک بات اور۔۔۔پلیز میرے بابا کو مت بتایئے گا کہ میں یہاں ہوں۔"، اس کی آنکھوں میں منت تھی۔۔۔سماجت تھی۔ حیدر کو اس پر ترس آیا تھا لیکن فی الحال اس نے سر ہلا کر اسے نمبرز بتانا شروع کر دیئے تھے اور وہ وہ سارے نمبرز اپنے موبائل میں محفوظ کرتی جارہی تھی۔ نمبرز سیو کرنے کے بعد حیدر نے انتہائی سنجیدگی سے اسے دیکھا تھا، پھر تھوڑا آگے ہوا اور ہاتھ باہم پھنسائے بولا، "حرم۔۔۔مجھے بتاؤ تمہارے ساتھ کیا ہوا تھا؟ اتنی اچانک کیوں ہوئی تمہاری شادی؟ یہاں کیسے پہنچی تم؟ سب کچھ بتاؤ مجھے۔"، حیدر کی آنکھوں میں اتنی بے بسی اور کرب تھا کہ حرم نے نہ چاہتے ہوئے بھی اسے سب بتانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔۔۔آج دسمبر کی بیس تاریخ بہت یادگار ہونے والی تھی۔ آج وہ دونوں ایک دوسرے کے سب سے بڑے راز جاننے والے تھے۔

Posted On Kitab Nagri

یہ تقریباساڑھے چھ سال پہلے کا ذکر ہے۔وہ بہت گرم دن تھا۔ماہر کو حرم کے گھر میں رہتے دوسرا ہفتہ تھا۔ ان دو ہفتوں میں اس کی تقریبا روز ہی نانو جان سے بات ہوتی رہی تھی۔ اور ماہر کے ساتھ گزرا وقت بھی اسے بہت اچھا لگ رہا تھا۔ وہ دونوں دیر رات تک جاگ کر باتیں کرتے رہتے تھے، ایک دوسرے کو تنگ کرتے اور ایک دوسرے سے کافی مانوس ہو گئے تھے۔ ان دونوں کو جیسے ایک دوسرے کی عادت ہونے لگی تھی۔ ایک دوسرے سے عام بہن بھائیوں کی طرح جھگڑنے لگے تھے وہ اب۔ اب قرت اور وہ روز ماہر کے ساتھ ہی یونیورسٹی آیا جایا کرتے تھے۔ماہر کو بھی جیسے اس کے ساتھ رہ کر بہت مزا آ رہا تھا۔ شروع شروع میں وہ اکثر جب گھر سے باہر جاتا تھا تو واپسی پر عجیب و غیرب سے تاثرات سے اس کا چہرہ سجا ہوا کرتا تھا۔

"سامنے والے گھر کے تین عجیب سے بچوں نے آج مجھے روک کر پوچھا کہ بھائی آپ حرم باجی کے بھائی ہیں نا؟ تو میں نے کہا ہاں بالکل۔۔۔تو کہنے لگے کہ پھر تو آپ انہی کی طرح راکٹ ہوں گے۔۔۔اب بھلا میں راکٹ کیسے ہو گیا، حرم؟"، ایک بار وہ نماز پڑھ کر مسجد سے گھر لوٹا تو حرم سے نہایت پریشانی کے عالم میں کہنے لگا۔ حرم یہ سن کر بہت دیر تک ہنستی رہی تھی۔

"ارے راکٹ سلینگ لفظ ہے۔ اس کا مطلب ہے بہت زبردست۔۔۔جو ڈائریکٹ دل کو چھو جائے۔۔۔اور وہ چھوٹے چھوٹے بچے تو میرے بہت فین ہیں۔۔۔ تم فکر مت کرو۔اب تمہارے فین

Posted On Kitab Nagri

بھی ہو جائیں گے۔"، حرم نے اسے ہنستے ہوئے بتایا تھا تو وہ بھی جھینپ کر ہنس دیا۔ اسے یہاں مزا آنے لگا تھا۔ وہ آئے دن رات کو چھت پر دیر تک بیٹھ کر باتیں کرتے رہتے تھے۔

ایک بار اسی طرح وہ چھت پر بیٹھے آسمان پر چمکتے چاند کو دیکھ رہے تھے۔ جبھی ماہر نے اس سے پہلی بار اس کی ماں کے بارے میں پوچھا تھا۔

"زہرہ آنٹی اور بابا کا آپس میں کیسا تعلق تھا؟؟؟ آئی مین کیا ہوا تھا ان کے درمیان؟"، وہ دونوں اب ایک دوسرے سے ہر بات بنا جھجھکے کہہ دیا کرتے تھے۔

حرم نے چہرہ موڑ کر اسے دیکھا تو اسے اس کے چہرے پر دکھ اور درد نظر آیا تھا۔ پھر اس نے چہرہ پھر سے موڑ دیا اور کہنا شروع کیا۔

"بابا کی تمہاری امی سے پہلے ہی شادی ہو چکی تھی جب ایک بار وہ یہاں نانو سے ملنے آئے تھے۔ نانو ان کی پھپھو تھیں نا۔ امی تب سترہ سال کی تھیں۔ انہوں نے امی کو پہلی بار یہیں دیکھا تھا اور تبھی انہیں وہ بہت پسند آگئی تھیں اور انہوں نے فوراً امی کے لیے رشتہ نانو کے سامنے رکھ دیا تھا۔ نانو نے تھوڑا ہچکچا کر منع کرنا چاہا کیونکہ تمہاری امی اور نانو کی بہت بنتی تھی۔ وہ ایسا نہیں کر سکتی تھیں۔ میری امی بابا سے سات سال چھوٹی تھیں۔ خیر، بابا نے بہت منت سماجت کر کے امی سے نکاح کر لیا تھا جس کی خبر جیسے ہی تمہاری امی کو ہوئی، وہ لڑنے کے لیے یہاں آپہنچیں۔۔۔وہ بھی ٹھیک تھیں اپنی جگہ مگر قصور میری امی کا بھی نہیں تھا۔۔۔ خیر، بابا نے پھر یہ ڈیسائیڈ کیا کہ وہ مہینے میں تین ہفتے تمہاری امی کے پاس رہا

Posted On Kitab Nagri

کریں گے اور ایک ہفتہ میری امی کے پاس۔۔۔کیونکہ تب تم ہونے والے تھے تو تمہاری امی کا خیال رکھنا بھی ضروری تھا۔" وہ کہہ رہی تھی اور ماہر دم سادھے اسے سنے گیا۔ اسے آج سے پہلے یہ باتیں کسی نے نہیں بتائی تھیں۔

"امی اس وقت صرف اٹھارہ سال کی تھیں جب میں پیدا ہونے والی تھی۔ بابا ان کا خیال رکھتے تھے مگر پھر بھی جتنا خیال رکھنا چاہئے تھا، اتنا نہیں رکھتے تھے۔ اکثر امی کو سامان بھجوانے کے لیے اپنے ایک دوست کو بھیجا کرتے تھے جس کا نام رحیم تھا۔ وہ میری امی کے پاس اکثر آتا جاتا رہتا تھا۔ جبھی اس نے امی کو کہنا شروع کیا تھا کہ وہ تو بہت اچھا شوہر ڈیزرو کرتی ہیں۔۔۔کسی کی دوسری بیوی بننا تو وہ ڈیزرو نہیں کرتیں۔۔۔اور کچا ذہن تھا اور ابو کی کمی بھی۔۔۔کہ امی اس کی باتوں میں آنا شروع ہو گئیں۔ امی کو وہ اپنا ہمدرد لگنے لگا۔ وہ اس سے اپنے دل کی بہت سی باتیں، بہت سے دکھ شیئر کرنے لگیں۔۔۔لیکن وہ شخص دوغلا نکلا اور یہاں سے سب سن کر ایک کی چار لگا کر بابا کو بتانا شروع کر دیا۔۔۔بابا نے آج تک امی سے نہیں پوچھا کہ وہ واقعی وہ سب کر رہی ہیں بھی جو رحیم ان کو بتا رہا ہے یا نہیں۔ شک کے بیج کو دل میں بٹھا کر وہ کافی مہینے امی کے پاس نہ آئے اور تب امی کو لگنے لگا کہ رحیم صحیح کہہ رہا تھا۔ بابا کو ان کی ضرورت نہیں رہی ہے۔ وہ روتی رہتی تھیں۔ اس وقت انہیں سب سے زیادہ بابا کی ہی ضرورت تھی اور بابا نے انہیں اسی مشکل وقت میں ہی اکیلا کر دیا۔ دل برداشتہ ہو کر انہوں نے ایک دن بابا سے طلاق کا کہہ دیا جس پہ خوب بھڑک کر بابا امی کو چھوڑ کر چلے گئے۔۔۔طلاق ان کو

Posted On Kitab Nagri

تب بھی نہیں دی تھی۔ امی سارا سارا دن روتی رہتیں جس کی وجہ سے ان کی طبیعت بھی خراب رہنے لگی تھی۔ پھر جب پانچ چھ ماہ بعد میں پیدا ہوئی تو امی کی طبیعت بہت بگڑ گئی تھی۔ بابا کو خبر ہوئی تو بیٹی کو دیکھنے چلے آئے۔ مجھے گود میں اٹھا کر میرے کان میں اذان دی، میرا نام رکھا، امی کو دیکھا اور جانے لگے۔ تبھی امی نے انہیں آخری بار روک کر ان سے معافی مانگی تھی۔۔۔ مگر۔۔۔ مگر انہوں نے معاف نہیں کیا۔۔۔ اور انہوں نے ہسپتال کے کمرے سے باہر قدم رکھا ہی تھا کہ امی کی آخری سانس نکل گئی اور وہ بے دم ہو گئیں۔"، حرم کی سیاہ آنکھوں سے ایک گرم گرم آنسو لڑھک کر اس کے دوپٹے میں جذب ہو گیا تھا۔ ماہر نے دلاسا دینے کے لیے اس کی پیٹھ تھپتھپائی۔ وہ اسے رلانا نہیں چاہتا تھا۔ اور اب اسے روتا دیکھ کر اسے واقعی بہت برا لگ رہا تھا۔ بہت زیادہ برا۔ وہ منہ پہ ہاتھ رکھ کر خود کو رونے سے باز رکھ رہی تھی مگر آنسو تھے کہ ٹوٹ ٹوٹ کر بہے جا رہے تھے۔ وہ اس کی پیٹھ تھپک کر اسے تسلی دے رہا تھا۔

ماہر اس کا دکھ سمجھ سکتا تھا کیونکہ چھ سال پہلے اس نے بھی پورے ہوش و حواس میں ثانیہ امین کو کھویا تھا۔ ثانیہ امین ماہر اور آئرہ کی والدہ اور امین جمال کی پہلی بیوی تھیں جن کا چھ سال پہلے برین ٹیومر کے باعث انتقال ہو گیا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

اگلے دن وہ یونیورسٹی سے واپس آرہے تھے جب ماہر نے گاڑی اپنے گھر کی طرف موڑلی تھی۔ حرم اچانک ہی تنک کر اس کی طرف مڑی تھی۔

"ماہر۔۔۔یہ کیا ہے؟"، وہ بہت زیادہ غصے سے کہہ رہی تھی۔ مگر ماہر نے اسے بری طرح نظر انداز کر کے توجہ ڈرائیونگ پر مرکوز رکھی تو اسے اور تپ چڑھ گئی۔

"ماہر۔۔۔تم سے کچھ پوچھ رہی ہوں میں۔"، اس نے ایک بار پھر اتنی بلند آواز میں پوچھا کہ پچھلی سیٹ پر بیٹھی قرت بھی اپنے کانوں پر ہاتھ رکھنے پر مجبور ہوگئی تھی۔ ماہر نے بھی کان مسل کر غصے سے اسے سر موڑ کر دیکھا تھا۔

"بہرا نہیں ہوں میں۔۔۔الحمداللہ سن سکتا ہوں۔۔۔"، اس نے غصے سے کہا تو حرم نے لب بھینچ کر اسے دیکھا۔

"گاڑی روکو ابھی اور اسی وقت۔"، حرم نے اسے دیکھ کر حکم صادر کیا تو وہ مسکرا کر سر نفی میں ہلانے لگا۔

"ماہر امین۔۔۔گاڑی روکو ورنہ میں چلتی گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر کود جاؤں گی۔"، ماہر نے اسے سر موڑ کر جیسے افسوس سے دیکھا تھا۔

"تم بہت ڈھیٹ اور ضدی ہو۔۔۔بالکل بابا کی طرح۔"، ماہر امین کا یہ کہنا تھا کہ حرم طنزیہ سا مسکرائی تھی۔ پھر سر جھٹک کر اسے دیکھا۔

Posted On Kitab Nagri

"ان کی بیٹی ہوں نا۔ تو ظاہر ہے کہ ان کے جیسی ہی ہوں گی نا!"، اس نے ہاتھ باندھ کر کہا تو ماہر سر جھٹک کر ہنس دیا۔

"میری بہن۔۔۔ بابا اس وقت گھر پر نہیں ہوں گے۔ میں تمہیں صرف نانو سے ملوانے لے کر جا رہا ہوں۔ اتنے سے دنوں میں پتا نہیں کتنے فون کر چکی ہیں وہ مجھے کہ تمہیں ان سے ملوانے لاؤں۔ فکر مت کرو۔ تمہیں زبردستی وہاں کوئی نہیں لے کر جائے گا۔" ماہر نے کہا تو اس کے ماتھے کی شکنیں غائب ہوئیں۔ تنے اعصاب ڈھیلے پڑے اور وہ تھوڑی پر سکون ہو کے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ اس نے تو اسے ایک سیکنڈ کے لیے واقعی ڈرا دیا تھا۔

امین جمال کے خوبصورت و وسیع بنگلے میں پہنچ کر اس نے چاروں اور نگاہ گھمائی تو گلے میں گلٹی ڈوب کر ابھری تھی۔ وہ اپنی انا کے پیچھے یہ چھوڑ رہی تھی۔۔۔ مگر اسے انا زیادہ پیاری تھی۔۔۔ اب بھی!

نانو کے کمرے میں بیٹھ کر وہ اور ماہر بہت دیر تک ان سے باتیں کرتے رہے تھے۔ جب تھوڑی دیر کے لیے ماہر باہر گیا، تو نانو یک دم ہی اس کی طرف سنجیدگی سے مڑی تھیں۔ کچھ دیر پہلے تک جو بشاشت اور خوشی نے ان کے چہرے کا احاطہ کر رکھا تھا، وہ اچانک ہی ختم ہو گیا تھا۔ وہ اب بہت پریشان و سنجیدہ لگ رہی تھیں۔

Posted On Kitab Nagri

"حرم۔۔۔میری بچی۔"، انہوں نے کہا تو ایک آنسو ان کی آنکھ سے نکل کر گال پر لڑھک گیا۔ حرم جلدی سے پریشان ہو کر ان کے قریب آئی تھی اور ان کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر پریشانی سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"کیا ہوا ہے نانو؟ آپ اتنی پریشان کیوں ہیں؟ اور رو کیوں رہی ہیں؟ سب خیریت ہے نا؟ بابا کا سلوک اچھا نہیں ہے کیا آپ کے ساتھ؟"، حرم بہت زیادہ پریشان ہو گئی تو انہوں نے آنسو پونچھتے ہوئے نفی میں سر ہلایا، پھر اسے دیکھا۔

"حرم، میں چند دن کی مہمان ہوں اس دنیا میں۔۔۔پرسوں ڈاکٹر کے پاس گئی تھی تو رپورٹس میں لنگ کینسر آیا ہے۔۔۔میرے پاس صرف چند ہفتے بچے ہیں میری جان۔۔۔میں مرنے سے پہلے پہلے تمہارا مسلسل ٹھکانا کرنا چاہتی ہوں۔۔۔امین کے پاس تو تم رہنا نہیں چاہتی۔۔۔کبیر کا رشتہ بھی دو دفعہ سگرہ لا چکی ہے۔۔۔میں اس کو ہاں کر دوں؟"، انہوں نے سب کچھ ایک ہی سانس میں کہہ کر اسے دیکھا جو ہونق بنی ان کی کی گئی ساری باتوں کو دماغ میں پراسس کر رہی تھی۔ اور پھر جو نہی اس کے دماغ نے ان کی کہی ساری باتوں کو پراسس کیا، وہ تڑپ کر ان کے گلے لگ گئی تھی۔ آنسو تواتر کے ساتھ اس کے گالوں پر بہہ رہے تھے۔

"نانو۔۔۔ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔آپ مجھے اتنی جلدی چھوڑ کر نہیں جا سکتیں۔۔۔نہیں، ایسا نہیں ہو سکتا۔"، وہ نفی میں سر ہلاتی، مسلسل روتے ہوئے کہہ رہی تھی اور وہ نرمی سے اس کا سر تھپتھپا رہی

Posted On Kitab Nagri

تھیں۔ وہ اس کی تکلیف سے بخوبی واقف تھیں۔ جس کو بچپن سے ہی ماں، باپ، بھائی، بہن اور دوست کے روپ میں دیکھ کر ان سے بے حد محبت کی تھی، آج وہی چھوڑ کر جا رہی تھیں۔

دل تڑپ رہا تھا۔

"اب تم بتاؤ کہ تم کیا چاہتی ہو۔۔۔ میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ جیسا تم چاہو گی ویسا ہی ہو گا۔ بولو۔"، انہوں نے شفقت سے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتے ہوئے کہا تو وہ انہیں متورم آنکھوں سے دیکھتی رہی۔ پھر آنسو ہاتھ کی پشت سے پونچے۔

"آپ جو کہیں گی، میں وہی کروں گی۔"، حرم نے ہچکی کے ساتھ کہا تو وہ مسکرائی تھیں۔

"کبیر سے شادی کرو گی یا پھر امین کے پاس رہو گی؟"، انہوں نے پوچھا تو وہ کچھ منٹ تک ان کو دیکھتی رہی۔

"ان کے پاس تو میں ہرگز نہیں رہوں گی۔"، اس نے کہا تو لہجے میں امین کے لیے تنفر تھا۔ جیسے وہ مر تو سکتی تھی مگر ان کے پاس نہیں رہ سکتی تھی۔

"اپنے باپ کو معاف کر دو میری بچی۔ میں چلی جاؤں گی تو کوئی تمہیں سمجھانے والا نہیں ہو گا۔ میری بات سن لو۔ اپنے باپ کو معاف کر لو۔ وہ تمہارے لیے بہترین چھاؤں ہے۔ میرا یقین کرو۔"، نانو نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا تو وہ سر نفی میں ہلانے لگی۔ وہ ماننے کو تیار نہیں تھی۔

Posted On Kitab Nagri

"میں نے آپ سے جو کہا ہے آپ وہی کریں۔۔۔کبیر سے رشتہ طے کر دیں میرا۔ اگلے ہفتے ہی نکاح اور رخصتی بھی ساتھ ہی کروادیں۔"، حرم نے کہا تو وہ اسے بے بسی سے دیکھ کر رہ گئیں۔ کیا کرتیں وہ اس ضدی لڑکی کا؟

وہ گھر لوٹی تو کافی چپ چپ سی تھی۔ کھانا لگا کر وہ بغیر کھانا کھائے ہی اپنے کمرے میں سونے لیٹ گئی۔کچھ بھی کرنے کا دل نہیں کر رہا تھا۔ وہ بس اس وقت دو انسانوں کو سوچ رہی تھی۔۔۔ایک تو نانو تھیں۔ اسے اب تک یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ اسے چھوڑ کر جانے والی ہیں۔۔۔وہ کیسے رہے گی ان کے بغیر؟ وہ تو ان کچھ ہی دنوں میں ان سے دور نہیں رہ پا رہی۔۔۔ کہاں ساری زندگی وہ ان کے بغیر رہے گی؟

دوسرا شخص جس کو وہ اس وقت سوچ رہی تھی، وہ حیدر شاہ زادہ تھا۔ وہ جانتی تھی کہ وہ اس کا کبھی بھی نہیں ہو سکتا۔ وہ پہلے سے شادی شدہ تھا اور سب سے بڑی بات کہ وہ اپنی بیوی سے بے حد محبت کرتا تھا، اور بیوی بھی وہ جو خود حرم کو بھی بہت اچھی لگتی تھی۔ زائرہ اور اس نے ایک دوسرے کو نمبرز بھی دیئے تھے اور اکثر ان کی بات ہو جایا کرتی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

ایک عزم کیا تھا آج حرم امین نے۔۔۔ کہ وہ اب آگے بڑھے گی اپنی زندگی میں۔اور اب پیچھے مڑ کر کبھی نہیں دیکھے گی۔چاہے اس کے ساتھ کچھ بھی ہو جائے، وہ پیچھے کی ہوئی توڑ پھوڑ پر نہیں پچھتائے گی۔اگر پچھتائے گی بھی تو صرف اللہ کے سامنے۔

امین کو جب اس کے فیصلے کا پتا چلا تو انہوں نے خوب شور اور ہنگامہ کیا تھا۔وہ خود خاص طور پر اس کو سمجھانے کے لیے اس کے پاس آئے تھے کہ وہ ان کی وجہ سے اپنی زندگی برباد نہ کرے مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔ماہر نے بھی اسے بہت سمجھایا تھا مگر وہ تو جیسے کچھ سننے کو تیار ہی نہ تھی۔اس کے اور نانو کے علاوہ اور کسی کو ان کی بیماری کا نہیں پتا تھا۔تبھی شاید اتنی ضد کر رہے تھے۔لیکن شاید پتا ہوتا، تب بھی یہ تو کبھی نہ کرنے دیتے وہ اسے۔

نانو نے کبیر کی فیملی کو بھی اپنی بیماری کا بتا کر جلدی شادی اور رخصتی کا کہہ دیا تھا تبھی انہوں نے کوئی سوالات وغیرہ نہیں کیے تھے۔وہ روز ہی یونیورسٹی جا رہی تھی۔حالانکہ اب وہاں جانے کا کوئی فائدہ نہ تھا، پھر بھی وہ جا رہی تھی۔وہ چند آخری بار حیدر کو دیکھنا چاہتی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

کبیر کی فیملی نے منع کر دیا تھا کہ وہ اسے آگے نہیں پڑھنے دیں گے۔ کبیر کو ہاؤس وائف چاہئے تھی۔ نانو نے اعتراض کرنا چاہا تو اس نے انہیں منع کر دیا۔ جب زندگی ختم کر ہی رہی تھی تو پڑھنے یا نہ پڑھنے سے کیا فرق پڑتا تھا۔ اسے قطعا کوئی غلط فہمی یا خوش فہمی نہیں تھی کہ کبیر اس سے بہت محبت کرے گا یا اس کی شادی شدہ زندگی بہت اچھی گزرے گی۔ وہ بس حالات کے ساتھ ساتھ ہی خود کو ڈھال رہی تھی۔ شاید یہی اسے سب سے آسان لگ رہا تھا۔

کل اس کا نکاح تھا۔ وہ امین جمال کے گھر میں موجود تھی۔ امین نے بہت منتیں کر کے اسے وہاں روکا تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ وہ ان کے گھر سے رخصت ہو۔ وہ تو ایسا بالکل نہیں چاہتی تھی لیکن نانو نے اسے یہ ان کی آخری خواہش سمجھ کر ماننے کا کہا تو وہ انکار نہ کر سکی۔

اس وقت وہ اپنے وقتی کمرے کے پلنگ پر بیٹھی نماز کے بعد تسبیح پڑھنے میں مصروف تھی۔ ویسے مذہبی تو وہ اتنی نہیں تھی مگر نماز وغیرہ کی پابند تھی۔ جب انسان کے پاس نماز بھی نہ ہو تو اس کے پاس اپنے اعمال کے نام پر اللہ کے سامنے پیش کرنے کے لیے رہ ہی کیا جاتا ہے؟

تبھی دروازہ کھٹکھٹایا گیا تو وہ بغیر کسی جنبش کے یونہی بیٹھی رہی۔ وہ جانتی تھی کہ دروازے پر کون ہو گا۔ دل تو اس کا بھی چاہتا تھا ان کی تعظیم کرنے کا، مگر یہ انا!!! اف! یہ انا ہی ہر بار آڑے آ جاتی تھی۔ امین دروازہ دھیرے سے کھول کر اندر داخل ہوئے۔ نظریں اپنی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھی لاپرواہ سی بیٹی پر ہی ٹکی تھیں۔

Posted On Kitab Nagri

اس نے انہیں ایک نظر تک اٹھا کر نہ دیکھا تھا۔ البتہ دل نے دھڑکن مس کی تھی۔ وہ جو بھی کہہ لیتی، اپنے باپ سے انسیت اسے تھی اور بہت تھی۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتے اس کے بیڈ تک آئے تھے اور وہ اب بھی اسی پوزیشن میں بیٹھی تھی۔ وہ آکر اس کے سامنے بیٹھے تو اس نے ساکت نظریں پھیر کر انہیں دیکھا۔ اس کا چہرہ سپاٹ تھا مگر آنکھیں تو سب کہہ دیتی ہیں۔۔۔ آنکھوں میں ایک ضد تھی، انا تھی، اور شاید کہیں محبت بھی تھی۔ مگر امین جمال اس غلط فہمی میں نہیں پڑنا چاہتے تھے۔

"حرم امین۔۔۔ بنت امین جمال خان۔۔۔ آج تم سے ایک وعدہ لینے آیا ہوں میں۔"، انہوں نے مستحکم لہجے میں بات شروع کی تو اس نے استہزاء مسکرا کر انہیں دیکھا۔

"امین جمال خان۔۔۔ میرے والد محترم۔ میں آپ کو کوئی وعدہ دینے کی پابند نہیں ہوں۔"، اس کے لہجے کی کاٹ انہیں خوب محسوس ہوئی تھی اور اس کاٹ پر ان کا دل کٹ کر رہ گیا تھا مگر وہ بھی اس ہی کے باپ تھے۔ بات جاری رکھی۔ "یہ وعدہ میں نہیں، تمہاری ماں نے مجھ سے تم سے تب لینے کا کہا تھا جب تم اس کی گود میں لیٹی غوں غاں کر رہی تھی۔ افسوس کہ تمہیں سب پتا ہے سوائے اس وعدے کے۔"، انہوں نے اپنی سیاہ آنکھیں اس کی سیاہ آنکھوں پر جما کے کہا تو وہ حیران سی سیدھی ہو بیٹھی۔ وہ واقعی ایسے کسی وعدے کے بارے میں نہیں جانتی تھی۔

"زہرہ امین نے مجھ سے کہا تھا کہ میں تمہیں ایسا بنا دوں جیسا میں خود ہوں۔۔۔ اور دیکھو۔"، انہوں نے ہاتھ فخر کے سے انداز میں پھیلائے تھے۔ "میں نے تمہیں بنا دیا ویسا جیسا میں خود ہوں۔۔۔ روڈ، انا

Posted On Kitab Nagri

پرست، مضبوط، کسی کی رائے سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔اپنی عزت اور حفاظت، خود بھی کرتا ہوں اور دوسروں سے کروانا بھی جانتا ہوں۔۔۔اب اپنی ذمہ داری تمہیں سونپ رہا ہوں۔ اپنی حفاظت اور شخصیت اب تمہیں خود سنبھالنی ہے۔میرا کام آج ختم ہوا۔ خدا حافظ۔"، کہہ کر وہ اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور وہ ہونق بنی بیٹھی رہ گئی تھی۔ یہ انکشاف ہضم کرنا خاصا مشکل تھا۔وہ کہہ کے جا بھی چکے تھے مگر وہ اب تک ویسی ہی ساکت بنی بیٹھی تھی۔ تو کیا وہ ان کے جیسی تھی؟ چھوڑ دینے والی؟ بھروسہ نہ کرنے والی؟ محبت کر کے نفرت کرنے والی؟

اس پہر فجر کی اذانیں فضا میں گونج رہی تھیں۔ موسم ٹھنڈا تھا مگر بہت زیادہ نہیں۔ ایسے میں امین جمال کے خوبصورت بنگلے میں موجود وہ اپنے کمرے میں نماز پڑھ کر جائے نماز اٹھا رہی تھی۔ جائے نماز اٹھا کر سائیڈ ٹیبل کی دراز میں رکھی اور یونہی آکر پلنگ پر بیٹھ گئی۔ ذہن اب تک انہی باتوں کو سوچ رہا تھا۔ کیا وہ بھی اتنی ہی ظالم تھی جتنے وہ تھے؟ شاید ہاں!

چہرے کے گرد بندھا سیاہ دوپٹہ کھول کر اس نے شانوں پہ پھیلایا اور بالوں کو گول مول کر کے جوڑا باندھتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ قدموں کا رخ لان کی جانب تھا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ وہ روز صبح اس وقت لان میں جاگنگ کرتے ہیں۔ جاگنگ کے لیے باہر جانا انہیں پسند نہیں ہوتا تھا۔اور اس کا

Posted On Kitab Nagri

اندازہ بالکل درست تھا کیونکہ لان کے دروازے سے ہی انہیں وہ ایک کونے میں رکھی کرسی پر بیٹھے نظر آگ ئے تھے۔ وہ تھکے ہوئے لگتے تھے۔ شاید ابھی جاگنگ کر کے ہی بیٹھے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ چلتی ان تک پہنچی تھی۔ وہ پھولی سانسوں کے درمیان پانی کی بوتل منہ سے لگائے پانی پی رہے تھے جب وہ ان کے سامنے آکھڑی ہوئی تھی۔ پانی کی بوتل پکڑا ہاتھ جیسے جم گیا تھا اور ان کی نظروں میں واضح حیرت اسے نظر آرہی تھی۔ وہ شاید اس کے یہاں آنے کی توقع نہیں کر رہے تھے۔

"جب سانس پھولی ہوئی ہو تو پانی فورا نہیں پیتے۔"، پتا نہیں کیوں یہ اس کے منہ سے اچانک ہی نکلا تھا۔ انہوں نے آہستہ سے بوتل منہ سے ہٹائی پھر ڈھکن بند کرتے ہوے ہلکا سا مسکرائے۔

"جانتا ہوں۔۔۔بس آج ایسے ہی۔"، کہہ کر انہوں نے بوتل برابر میں رکھی اور اسے منتظر نظروں سے دیکھنے لگے۔

"ٹھیک کہتے ہیں آپ۔۔۔میں آپ ہی کی طرح ہوں۔۔۔ہر لحاظ سے۔انا پرست، روڈ، مضبوط، محبت کر کے نفرت کرنے والی۔۔۔"، ان کی آنکھوں میں کرچیاں ابھری تھیں اور انہوں نے دھیرے سے نفی میں سر ہلایا تھا۔ وہ یکدم ہی چپ ہو گئی تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ وہ آج بولیں اور وہ انہیں سنے۔

"ایک نفرت ہی تو نہیں کر سکا میں اس سے۔۔۔غلط کہتی ہو۔"، وہ افسوس سے سر نفی میں ہلاتے ہوئے کہتے اسے حیرت میں مبتلا کر گ ئے تھے۔

Posted On Kitab Nagri

"نفرت نہیں کرتے تھے تو اور کیا کرتے تھے؟ اتنے سال مجھے پھر کس بات کی سزا دیتے رہے؟"، وہ شاک سے تیز لہجے میں بولی تھی۔ یہ ماننا اس کے لیے بہت مشکل تھا جو وہ کہہ رہے تھے۔

"سزا نہیں دینا چاہتا تھا میں تمہیں۔۔۔ میرا غصہ اس کی موت کے ساتھ ہی ختم ہو گیا تھا۔۔۔ تمہیں میں اس کے جیسا نہیں بنانا چاہتا تھا۔ وہ لاچار تھی۔۔۔ بے بسی کو خود پہ گھیر اتنگ کرنے کی اجازت اس نے دے رکھی تھی۔۔۔ اس میں اپنے حق کے لیے بولنے کی ہمت نہیں تھی۔ یہی وجہ تھی کہ۔۔۔ میں تمہیں اپنے جیسا بنانا چاہتا تھا۔ نفرت کا اظہار کر کے بھی محبت کرنے والا۔"، انہوں نے کہہ کر اسے نرمی سے دیکھا تھا۔ اس ایک نظر میں بہت شفقت تھی۔ "تم اب مکمل ہو۔۔۔ مضبوط ہو۔۔۔ خوددار ہو۔۔۔ ہمیشہ انا ہی نہیں ہوتی، کبھی کبھار خودداری بھی انسان کو دوسروں کے سامنے گرنے سے روکے رکھتی ہے۔" وہ کہہ کر اسے فخر سے دیکھ رہے تھے۔۔۔ عجیب فخر سے۔ اس پوری بات کے دوران میں وہ اب پہلی بار مسکرائی تھی۔ پھر ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر چلتی ہوئی چند قدم آگے آئی تھی۔ بازو باندھے اور پھر کہنا شروع کیا۔

"پتا ہے کیا بابا؟ آپ بہت اچھے ہیں۔۔۔ بہترین باپ ہیں آپ۔۔۔ بہترین دوست بھی ہوں گے۔۔۔ اور بہترین بزنس مین بھی۔۔۔ مگر ایک بہترین شوہر آپ کبھی نہیں بن سکے۔۔۔ پہلے جب آپ کی بڑی امی سے شادی ہوئی تب بھی آپ ان سے وفادار نہیں رہ سکے۔۔۔ ان کے ہوتے ہوئے آپ نے دوسری شادی کرلی۔۔۔ وہ بھی تب، جب وہ آپ کے بچے کی ماں بننے والی تھیں۔ اور پھر ایک

Posted On Kitab Nagri

بار اور، جب میری ماں بھی ماں بننے والی تھی، آپ نے انہیں پھر دوبارہ سے اسی لمحے، اسی وقت میں چھوڑا۔۔۔اصل بات تو یہ ہے کہ آپ کبھی انصاف کر ہی نہیں سکے۔"، وہ کہے جا رہی تھی اور وہ دھواں ہوتے کانوں سے اسے سن رہے تھے۔ یہ آئینہ جو آج انہیں دکھایا جا رہا تھا، وہ اس میں نہیں دیکھ سکتے تھے۔ مگر وہاں فرق کسے پڑتا تھا۔ وہ اب بھی بول ہی رہی تھی۔"اور رہی وہ بات کہ میں آپ کی ہی طرح نفرت کا اظہار کر کے محبت کرنے والی ہوں تو آپ صحیح کہہ رہے ہیں۔۔۔میں ہوں ایسی۔۔۔مگر آپ! آپ تو اظہار تو دور کی بات ہے، آپ تو بات ہی نہیں کرتے تھے، دیکھنا تک گوارا نہ کرتے تھے۔۔۔اسی لیے میں خوش ہوں کہ میں کچھ معاملات میں اپنی ماں جیسی ہی ہوں۔ محبت کرتے ہوئے بھی نفرت یا ناپسندیدگی کا اظہار میری ماں کا شیوہ تھا، آپ کا نہیں!"، وہ کہہ کر مسکرائی تھی۔ اس کی آنکھوں میں تپش تھی اور نمی بھی تیر رہی تھی، مگر جیسے کہ امین نے ابھی ہی کہا تھا، اب وہ مضبوط ہو گئی تھی، اور خوددار بھی!

وہ اب تک ہونق بنے اسے ہی دیکھ رہے تھے، جو مڑ چکی تھی۔۔۔جانے کے لیے۔۔۔آج جو آئینہ انہوں نے دیکھا تھا، وہ حقیقتاً بہت ہولناک تھا۔

Posted On Kitab Nagri

آج صبح سے ہی اس کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی۔ آج اس کا نکاح بھی تھا اور اسی لیے وہ ڈاکٹر کے پاس بھی نہیں جاسکتی تھی۔ اس کے سر میں درد تھا، اسی لیے میک اپ وغیرہ کروالینے کے بعد جب وہ مکمل طور پر تیار ہو گئی تو کچھ دیر کے لیے سر بیڈ کراؤن سے ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔ ذہن سے اس وقت جیسے ہر چیز محو ہو گئی تھی۔ رہ گیا تو صرف ایک شخص۔۔۔حیدر شاہ زادہ۔ وہ اتنی آسانی سے بھلائے جانے والا شخص تو نہ تھا نا!

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Posted On Kitab Nagri
Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

ابھی وہ اس کے بارے میں ہی سوچ رہی تھی کہ دروازہ ہلکا سا کھٹکھٹا کر ماہر اندر داخل ہوا تھا۔ اسے اتنا تیار ہو کر اس نے پہلی بار دیکھا تھا۔ اور آج وہ حد سے زیادہ حسین لگ رہی تھی۔ پیچ اور سلور کے امتزاج کا گھرارہ پہنے، ہلکا پھلکا میک اپ اور جیولری پہنے، وہ واقعی بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔ جیسے کوئی چھوٹی سی پری ہو۔ وہ اس کی خوبصورتی سے مبہوت ہو کر رہ گیا تھا جبھی کسی احساس کے تحت حرم نے آنکھیں کھولیں تو اسے سامنے کھڑا پایا۔ وہ فوراً سیدھی ہو بیٹھی۔

"آجاؤں کیا؟ مولوی صاحب آگ ئے؟"اس نے جلدی سے پوچھا تو وہ دھیرے سے اثبات میں سر ہلاتا اس کے قریب آیا تھا۔ وہ سر اٹھائے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ ماہر نے قریب پہنچ کر جھک کر اس کا سر چوما تو اس کی آنکھوں میں نمی سی چھلکی۔ یہ فیصلہ اتنا بھی کوئی آسان نہیں تھا جتنا وہ سمجھتی رہی تھی۔ اپنے گھر والوں کو چھوڑ کر جانا واقعی بہت مشکل تھا۔ وہ تو سمجھتی تھی کہ وہ صرف نانو کے بغیر نہیں رہ سکتی، مگر آج اندازہ ہو رہا تھا کہ ماہر امین کو چھوڑنا اور بھلانا اتنا آسان نہیں۔

Posted On Kitab Nagri

وہ دونوں گلے لگ کر ایک دوسرے کو کچھ دیر تک تسلی دیتے رہے پھر ماہر نے سیدھا ہوتے ہوئے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا تھا۔

"مولوی صاحب اندر ہی آئیں گے۔"، کہہ کر وہ باہر گیا تھا۔ کچھ منٹوں بعد مولوی صاحب کے ساتھ ساتھ نانو اور قرت اور اس کی بہن بھی اندر آئی تھیں۔ وہ گھونگھٹ ڈالے بیٹھی تھی۔ اس کا وجود کانپ رہا تھا۔ وہ چیخ چیخ کر رونا چاہتی تھی مگر ابھی وہ رو بھی نہیں سکتی تھی۔

مولوی صاحب اب اس سے پوچھ رہے تھے۔

"حرم امین ولد امین جمال، آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟"، مولوی صاحب کے دو دفعہ دہرانے پر بھی جب اس نے کوئی جواب نہ دیا تو ماہر نے دھیرے سے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔

"قبول ہے۔"، پھنسی پھنسی سی ایک آواز اس کے حلق سے آزاد ہوئی اور اس کے بعد اس نے نکاح نامے پر دستخط کیے تھے۔

ایک بہت ہی عجیب بات یہ تھی کہ اس نے اب تک کبیر عالم کو نہیں دیکھا تھا۔ اس کے گھر والوں سے تو وہ مل چکی تھی، مگر نہ ہی اصل میں اور نہ ہی تصویروں میں اس نے اب تک کبیر کو دیکھا تھا۔ اس کو کوئی دلچسپی ہی نہیں تھی اسے دیکھنے میں۔ نکاح کے بعد قرت، آئرہ اور قرت کی بہن اسے باہر لان میں لائے تھے جہاں سجاوٹ وغیرہ کر کے نکاح کا انتظام کیا گیا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

وہ نظریں جھکائے چلتی جارہی تھی جس سمت اسے لے جایا جارہا تھا۔ قرت اور آئرہ نے اس کے دونوں بازو تھام رکھے تھے۔ اسے لاکر اسٹیج پر بٹھایا تو وہ اپنے ساتھ بیٹھے شخص سے بخوبی واقف تھی۔ مگر اب تک نظر تک اٹھا کر اسے نہ دیکھا تھا۔ سب ادھر ادھر ہوگئے تو اچانک ہی اس کے دائیں کان میں ایک بھاری سی متوازن مردانہ آواز گونجی تھی۔

"السلام علیکم۔"، وہ کہہ رہا تھا۔ بہت دھیرے، کہ صرف وہی اس کی آواز سن سکتی تھی۔ لہجہ بھی بہت ٹھہرا ہوا تھا۔ اس نے آہستہ سے پلکیں اور نظریں اٹھا کر اسے گردن موڑ کر دیکھا تھا۔ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

وہ تقریباً پچیس چھبیس سال تک کا لڑکا تھا۔ کھلی کھلی سی گندمی رنگت، پرکشش اٹھے ہوئے نقوش، لبوں پر ہلکا سا تبسم، اور سبز چمکدار آنکھیں اسے ہی تک رہی تھیں۔ وہ سفید شلوار قمیض پہنے بہت ہی ہینڈسم لگ رہا تھا۔ تو یہ تھا کبیر عالم۔۔۔ اس کا نصیب۔۔۔ اس کا شریک سفر۔۔۔ وہ بلاشبہ بہت ہی ہینڈسم تھا اور خوبصورت اور پرکشش شخصیت کا مالک تھا، مگر اس نے صرف ایک نظر اسے دیکھا تھا اور پھر سیاہ آنکھیں جھکا کر پھر سے اپنی گود میں رکھے اپنے مہندی سے سجے ہاتھوں پر ٹکا دی تھیں۔

"حرم کبیر عالم۔۔۔ میں آپ سے آج صرف ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ آپ مجھ سے وفادار رہئے گا۔ اور مجھے کچھ نہیں چاہئے۔ اور ایک اور بات، مجھے آپ کے ماضی سے کوئی سروکار نہیں ہے، مگر آپ اپنے حال میں مجھ سے ہی وفادار رہیں گی، اس کی ضمانت چاہئے مجھے بس۔ میں بہت کھرا اور دوٹوک

Posted On Kitab Nagri

بات کرنے والا انسان ہوں۔ آپ سے فی الحال اور کچھ نہیں کہنا مجھے۔۔۔ آپ اپنے گھر والوں سے آج ہی مل لیجئے گا۔ صبح فجر میں ہی ہماری فلائیٹ ہے۔" وہ کہہ کر چپ ہو گیا تھا۔ اور اس کے بعد اس نے اس پورے وقت میں اور کچھ نہیں کہا تھا۔ حرم کون سا اس کے زبان کے میٹھے الفاظ سننے کے لیے ترس رہی تھی؟ وہ بھی چپ ہی بیٹھی رہی۔ رخصتی کے وقت وہ ماہر کے گلے لگ کے بے تحاشا روئی تھی۔ نانو کو وہ اب آخری بار دیکھ رہی تھی۔ اب تو شاید ہی وہ انہیں دیکھ پائے۔ آئزہ سے مل کر بھی وہ روئی تھی۔ مگر جب وہ امین کے سامنے آئی تو گہری سانس لے کر صرف "خدا حافظ" کہا تھا۔ وہ اسے منتظر اور بے بس نظروں سے دیکھتے رہے تھے۔ ان کی نم آنکھوں نے اس کا گاڑی میں بیٹھ کر آگے چلے جانے تک تعاقب کیا تھا۔ آج ان کا دل بہت زیادہ دکھا تھا۔

اب وہ چلی گئی تھی۔۔۔ اور وہ اب تک اسے منا کر اپنی غلطیوں کی تلافی نہیں کر سکے تھے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

جہاز ٹیک آف کر چکا تھا اور وہ جہاز میں ایک قطار میں کبیر عالم کے برابر میں بیٹھی تھی۔ چہرہ سپاٹ تھا۔ سیاہ عبائے کے ساتھ سیاہ اسکارف کر رکھا تھا البتہ چہرہ نقاب سے آج پہلی بار نہیں ڈھکا ہوا تھا۔ کبیر کھڑکی کی طرف بیٹھا تھا اور وہ اس کے برابر میں۔ کبیر فون پر کسی سے بات کرنے میں مصروف تھا جب ایک درمیانی عمر کا آدمی آکر حرم کے برابر والی سیٹ پر بغیر کسی جھجک کے بیٹھ گیا تھا۔ حرم نہ محسوس

Posted On Kitab Nagri

طریقے سے کبیر کی جانب ہوئی تھی تو اسی پل وہ آدمی بھی کچھ اس کی طرف ہوا تھا۔ حرم اب غیر آرام وہ ہو رہی تھی جبھی اس نے اپنے برابر میں بیٹھے کبیر کو اٹھتے ہوئے دیکھا۔

وہ فون کان سے لگائے کاندھے اور کان کے بیچ میں پھنسائے اٹھا اور اسے آنکھوں سے آگے ہونے کا اشارہ کیا۔ وہ کچھ پریشان سی اٹھ کر اس کی سیٹ پہ بیٹھ گئی تو وہ آکر حرم کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ وہ اب بھی محو گفتگو تھا مگر حرم کے دل کی عجیب کیفیت ہو رہی تھی۔ وہ جو سمجھ رہی تھی کہ کبیر لاپرواہ بیٹھا ہے، وہ غلط تھی۔ ایک عجیب سی خوشی اسے محسوس ہوئی تھی۔

وہ اب بھی فون پہ ہی سنجیدگی سے بات کر رہا تھا جب حرم نے نظریں پھیر کر اسے دیکھا تھا۔ سیاہ ٹی شرٹ اور سیاہ پینٹ پہنے، سنجیدہ چہرے کے ساتھ وہ واقعی بہت ہینڈسم تھا۔ آدھی آستینوں سے اس کے کسرتی بازو جھلک رہے تھے۔ وہ اس کی طرف متوجہ نہیں تھا، لیکن شاید وہ اس کی طرف متوجہ نہ ہو کے بھی اسی کی طرف متوجہ ہوا کرتا تھا۔ کم از کم حرم کو تو یہی اندازہ ہوا تھا اب تک!

وہ کافی دیر تک فون پہ بات کرتا رہا تھا۔ چہرے پہ بات کرتے کرتے کبھی کبھی ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوا کرتی تھی جو ایک سیکنڈ بعد پھر سے غائب ہو جاتی تھی۔ کبھی بات کرتے کرتے وہ ہلکا سا قہقہہ بھی لگاتا تھا اور کبھی تو خود بھی فون پر مذاق وغیرہ کر رہا تھا۔ حرم کو یہ کافی عجیب، مگر اچھا لگا تھا۔

اچھا؟؟؟ کیا واقعی؟

کافی دیر بعد فون رکھ کر وہ اس کی طرف مڑا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"حرم، ابھی ایئر ہوسٹس آئی تھی تو تم نے کچھ لیا کیوں نہیں؟"، وہ سنجیدگی سے سبز آنکھیں اس پر جمائے استفسار کر رہا تھا۔ حرم کو تو کوئی جواب ہی نہ سوجھا تو تبھی ایسے ہی پریشانی سے اسے دیکھے گئی۔ وہ جواب کا منتظر تھا بھی نہیں۔ فوراً دوسری ایئر ہوسٹس کو روک کر کچھ کھانے پینے کی چیزیں لیں۔ کچھ حرم کی طرف بڑھا کر خود بھی کھانے لگا۔ حرم بھی چپ چاپ کھانے لگی۔ کھانے کے دوران وہ پہلی بار اس کی طرف پوری طرح سے متوجہ ہوا تھا۔

"حرم، کیا کیا مصروفیات ہیں تمہاری؟"، وہ سنجیدگی سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔ حرم نے نظریں نیچے جھکائے ہی جواب دیا۔

"کچھ خاص نہیں۔۔۔پہلے تو پڑھ رہی تھی۔ وہی ایک مصروفیت تھی۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں۔"، وہ نظریں چراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"ہمم۔۔۔لندن میں میں نے تمہارے لیے بہت سی چیزیں سوچی ہوئی ہیں۔ جم میرے ساتھ چلا کرو گی تم۔ اس کے علاوہ تو ابھی جاتے کے ساتھ ہماری خوب دعوتیں وغیرہ کریں گے میرے دوست۔ اور پھر اس کے بعد تمہیں صرف گھر میں کھانے وغیرہ کا دیکھنا پڑے گا۔ صفائی تو جب مجھے موقع ملے گا میں کر لیا کروں گا اور جب تمہیں موقع ملے تو تم کر لیا کرنا۔"، کہتے ہوئے اس نے پانی کی بوتل کھول کر منہ سے لگائی۔ اس کی آخری کی کچھ باتوں نے حرم کو حیران کر دیا تھا۔ کتنے آرام سے وہ کہہ رہا تھا کہ وہ صفائی کر لیا کرے گا۔ کیا وہ واقعی اتنا سادہ تھا؟

Posted On Kitab Nagri

"مانا کہ میری سبز آنکھیں بہت خوبصورت اور چہرہ بہت وجیہہ ہے، مگر اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ تم ایسے دیکھتی رہو۔"، اس کی حیرت پر اس نے ذرا سنجیدہ چہرے مگر مستی سے کہا تو وہ سٹپٹا کر منہ موڑ گئی۔ وہ اب تک پہلی بار اس کے ساتھ اتنا فری ہوا تھا۔

"اچھا دیکھ لو۔ نہیں منع کرتا تمہیں۔۔۔ تمہارا تو ویسے بھی حق ہے مجھے دیکھنے کا۔"، اس نے پھر سے تفریح لیتے ہوئے مسکراہٹ دبا کر کہا تو وہ پھر بھی نہ مڑی۔ کبیر عالم کو اپنی زوجہ محترمہ کافی دلچسپ لگی تھیں۔

کچھ دیر بعد وہ مڑی تو بھی صرف پانی کی بوتل اٹھانے کے لیے۔ یہ کافی ناقابل یقین تھا، مگر وہ اب تک اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ وہ پانی کی بوتل تھام کر پھر سے مڑ گئی تھی۔

"حرم کبیر عالم۔ آپ سے ایک بات کرنی تھی مجھے۔"، کبیر کی آواز اس کی سماعت سے ایک بار پھر ٹکرائی تو وہ سنجیدگی سے پیچھے مڑی۔ وہ کافی سنجیدہ تاثرات لیے اسے دیکھ رہا تھا۔

"جی کہیے؟"، حرم نے اسی سنجیدگی سے کہا تو ہلکا سا مسکرایا۔

"آپ کافی اچھی لگ رہی تھیں دلہن بن کر۔"، اس نے یہ کہا تھا اور حرم شرم سے سرخ ہوئی تھی۔ ایسے تو وہ کبھی شرمندہ نہیں ہوئی تھی۔ اس نے کنفیوژن سے ہونٹ دبائے اور شکریہ کہہ کر پھر سے مڑ گئی۔ کبیر عمر میں اس سے سات سال بڑا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ کافی میچیور تھا۔ وہ جانتا تھا کہ حرم کو کس طرح ڈیل کرنا ہے۔ وہ اس سے آہستہ آہستہ فرینک ہو رہا تھا۔ کچھ تو الگ بات کبیر عالم میں تھی،

Posted On Kitab Nagri

جو حرم امین کو اور کسی میں نہیں دکھی تھی۔ اس دن فلائیٹ میں ان دونوں کی تھوڑی بہت بات چیت ہوتی رہی تھی۔ کبیر بھی کوئی اتنا شوخ قسم کا انسان نہیں تھا۔ وہ سنجیدہ ہی تھا البتہ اب کافی کمفرٹیبل سا ہو کر اس سے بات کر رہا تھا۔ اب تو وہ بھی زیادہ نہیں، تو تھوڑی کمفرٹیبل تو ہو ہی گئی تھی۔

وہ زندگی میں پہلی بار کسی دوسرے ملک آئی تھی۔ بلکہ وہ تو کبھی کسی دوسرے شہر بھی نہیں گئی تھی۔ لاہور میں پیدا ہو کر لاہور میں ہی مرنے کا ارادہ تھا اس کا۔ جب وہ کبیر عالم کے ساتھ اس کے گھر پر پہنچی تو وہ کافی حیران ہوئی تھی۔ اس کے گھر میں ہر چیز اتنی نفاست، اتنے طریقے سے رکھی تھی کہ بس۔ اتنی سلیقہ پسند تو وہ خود لڑکی ہو کر بھی نہیں تھی جتنا کبیر ایک مرد ہو کر تھا۔

اس کا گھر ایک منزلہ تھا۔ کچھ ماڈرن اور کچھ قدیم ساٹچ آ رہا تھا اس کے گھر میں۔ گھر چھوٹا سا مگر کافی اچھا تھا۔ تین کمرے تھے۔ ایک اوپن کچن اور چھوٹا سا لاؤنج۔ گھر کے باہر ایک چھوٹا سا لان تھا۔ کبیر اسے سیدھا کمرے کی طرف ہی لے کر آیا تھا۔ اس کا کمرہ بھی کافی سلیقے سے آراستہ تھا۔ ہر چیز اپنی جگہ پر تھی۔ ایک دیوار کے ساتھ ایک ڈبل بیڈ، ایک جانب سلائیڈنگ ڈور تھا جو لان میں کھلتا تھا۔ دیواروں پر جا بجا پینٹنگز لگی تھیں۔

Posted On Kitab Nagri

"تم فریش ہو لو۔ پھر تمہیں گھر دکھاتا ہوں۔"، کبیر نے اس سے کہا اور پھر سلائیڈنگ ڈور سے نکل کر جا کر لان میں ٹہلنے لگا۔ حرم نے اپنا عبایا وغیرہ اتارا اور پھر فریش ہو کر ایک سادہ سا نیلا جوڑا زیب تن کیا، بال چوٹی میں باندھے اور دوپٹہ شانوں پہ پھیلائے لان میں ہی آگئی۔ کبیر لان کے ایک سرے میں فون پہ بات کرنے میں مصروف تھا۔ اسے دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا، پھر فون بند کرتا اس کی طرف چلا آیا۔

"آجاؤ۔ گھر دکھاؤں تمہیں۔"، اس نے کہا تو وہ سر ہلا کر اس کے ساتھ چلنے لگی۔ کبیر نے ہر ایک چیز جلدی جلدی دکھائی اور پھر وہ دونوں لاؤنج میں آبیٹھے۔ حرم نے اب تک ہوں ہاں کے علاوہ اور کچھ نہیں کہا تھا۔ وہ بس خاموشی سے کبیر کی بات سنتی سر ہلاتی گئی۔

تبھی بیل ہوئی تو کبیر اٹھ کر باہر گیا۔ وہ لاؤنج میں اکیلی بیٹھی رہ گئی۔ اتنی اجنبی زندگی تھی کہ اپنی تو لگ ہی نہیں رہی تھی۔ کبیر اسے برا نہیں لگا تھا تو اچھا بھی نہیں لگا تھا۔ بولتا کم تھا اور جب بولتا تھا تو صرف پوائنٹ کی بات کیا کرتا تھا۔ حرم کے ساتھ اس کا رویہ بھی اچھا تھا۔ اسے اس سے کوئی شکایت نہیں تھی۔ حرم امین نے اب خود کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا تھا۔

تبھی کبیر اندر آتا دکھائی دیا تھا۔ اس نے ہاتھ میں بھورے شاپر تھام رکھے تھے جو اس نے لا کر میز پر رکھے اور مسکرا کر اسے دیکھا۔

Posted On Kitab Nagri

"کھانا آرڈر کیا تھا۔ تم بیٹھو۔ میں پلیٹز وغیرہ لے کر آتا ہوں۔"وہ کہہ کر پھر سے چلا گیا تھا جبکہ حرم اب بہت زیادہ حیران و پریشان تھی۔ وہ کیسے اتنے آرام سے بغیر انا اور مردانہ غیرت کے سارے کام کر لیا کرتا تھا؟ وہ اب درحقیقت پریشان ہو رہی تھی۔

کبیر نے واپس آکر دو پلیٹز میز پر رکھیں اور پھر پیکٹ کھول کر خود ہی کھانے پینے کا سامان نکالنے لگا۔ نکالتے ہوئے ایک مسکراتی نظر اس پر ڈالی اور گویا ہوا۔

"دراصل تمہاری شادی کو تو ابھی ایک ہی دن ہوا ہے۔ میری امی اور بہنیں تو ہیں نہیں تمہارے نخرے اٹھانے کے لیے۔ تو میں ہی اٹھا رہا ہوں۔ نئی نویلی دلہن ہو نا تم۔"، کہہ کر بڑی سادگی سے ایک پلیٹ میں چند بروسٹ نکال کر اس نے حرم کے سامنے کیے اور پھر اپنا کھانا نکال کر بھی ٹیک لگا کے صوفے پہ اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔

"ویسے تو میں ایسٹرن فوڈ زیادہ کھانا اور بنانا پسند کرتا ہوں مگر ابھی تھکا ہوا تھا تو نہیں بنایا۔ کل تمہیں اپنے ہاتھ کی اسپیشل بریانی کھلاؤں گا۔" کہہ کر اس نے کھانا شروع کیا تو حرم بھی کچھ حیرت سے کھانا کھانے لگی۔ اسے وہ کافی عجیب سا لگ رہا تھا۔ کیسے ہیں نا ہم انسان! کوئی زیادہ اچھا ہو تب بھی اچھا نہیں لگتا اور کوئی زیادہ برا ہو تب بھی ہم مطمئن نہیں رہتے۔

وہ مسلسل باتیں کرتا رہا تھا اور حرم بھی اسے تھوڑے تھوڑے مختصر جواب دے رہی تھی۔ کبیر کافی خوش مزاج لگا تھا اسے۔ سادہ سا۔ مست سا۔

www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

کھانا وغیرہ کھالیا گیا تو کبیر نے برتن بھی سعادت مندی سے واپس کچن میں رکھے اور پھر کمرے میں جا کر اپنا کچھ آفس ورک کرنے لگا۔ وہ ایک فرم میں سینیئر مینیجر کے طور پر کام کرتا تھا۔ جبھی اس کے بہت کام ہوتے تھے۔ حرم کمرے میں آکر خاموشی سے ایک سائیڈ پر سونے لیٹ گئی تھی اور اس کی آنکھ پتا نہیں کب لگی اسے پتا ہی نہیں چلا۔

صبح فجر میں اچانک ہی دو دو الارم کمرے میں بجے تھے۔ ان دونوں کی ہی آنکھ فورا کھلی تھی۔ الارم بند کر کے اندھیرے ہی میں کبیر کی آواز گونجی تھی۔

"آپ بھی فجر کی نماز پڑھتی ہیں؟"، وہ پوچھ رہا تھا۔

"نہیں۔۔۔ میں مسلمان تھوڑی ہوں۔ نماز کیوں پڑھوں گی؟"، اپنے تئیں تو اس نے کافی تپ کر جواب دیا تھا مگر اچانک ہی ماہر کا خیال ذہن میں آیا تو وہ اداس ہو گئی۔ اس کی بات سن کر کبیر بھی ہلکا سا ہنسا تھا۔

"ایک بات کی اجازت دیں گے مجھے؟"، حرم نے دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا تو کبیر نے 'ہاں ہاں ضرور' کہہ کر اپنے سائیڈ کا لیمپ جلایا۔ آنکھیں کچھ پل کے لیے چندھیا گئیں۔

"میں اپنے گھر والوں سے بات کر لوں؟"، حرم کے پوچھنے پر کبیر نے اسے ایسے دیکھا تھا جیسے کہہ رہا ہو کہ یہ پاگل ہے کیا؟

Posted On Kitab Nagri

"ہاں کرلو۔اس میں پوچھنے والی کیابات ہے؟"، کبیر بے نیازی سے کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا تھااور واش روم میں گھس گیا تھا۔ حرم اب بھی حیران تھی۔وہ کیسا اتنا اچھا تھا؟وہ توسوچ رہی تھی کہ وہ بہت خرّوس سا ہو گا۔روایتی مردوں جیسا جنہیں بیوی کا فون پہ بات کرنا پسند نہیں ہوتا، مگر وہ تو ایسا بالکل بھی نہیں تھا۔بے اختیار ایک خوبصورت مسکراہٹ اس کے چہرے پر نمودار ہوئی تھی۔وہ جلدی سے اٹھ کر موبائل اٹھا کر لان کی طرف بڑھی تھی۔اس نے باری باری سب کو کال کی تھی۔سب سے باتیں کی تھیں۔

اگلا دن کافی خوشگوار تھا۔لندن میں رہتے یہ اس کا تیسرا ہفتہ تھا جب کبیر کی امی، سگرہ، لندن آئی تھیں۔ حرم کو ان سے ملنے کی بہت خواہش تھی۔کبیر اور وہ ان سے کافی خوشدلی سے ملے تھے۔اور وہ بھی کافی خوشی سے اس سے ملی تھیں۔ حرم نے ان کے لیے خاص طور پر یوٹیوب سے ترکیب دیکھ کر مختلف ڈشز بنائی تھیں۔

جب وہ تینوں اکٹھے کھانے کی میز پر بیٹھے تو وہ ہاتھ روکے سگرہ کا انتظار کرنے لگی کہ وہ پہلے کھا کر اس کی تعریف کریں۔اس کی پرجوش نظریں انہی پر تھیں جب انہوں نے روٹی کا نوالہ توڑ کر سالن سے لگا کر منہ میں ڈالا۔اچانک ہی ان کے چہرے پر ناپسندیدگی کے تاثرات نمایاں ہوئے تو حرم اور کبیر، جو

Posted On Kitab Nagri

دونوں ابھی تک کھانا شروع کرنے سے پہلے انہی کا انتظار کر رہے تھے، اچانک ہی انہیں حیرت سے دیکھنے لگے۔

"یہ کیا بنایا ہے تم نے حرم؟"، سگرہ بیگم منہ بناتی سخت لہجے میں بولیں تو حرم کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔ کبیر بھی اسے دیکھنے لگا تھا۔

"آنٹی، کیا ہوا؟ کیا اچھا نہیں بنا؟"، وہ پریشانی سے بولتی قریب ہوئی اور اپنی پلیٹ میں رکھے سالن سے نوالہ بنا کر کھایا۔ نمک بھی ٹھیک تھا، مرچیں بھی ٹھیک تھیں، ذائقہ بھی کافی اچھا تھا۔۔۔ اسے تو خود یقین نہیں آ رہا تھا کہ اتنا اچھا کھانا اس نے خود بنایا ہے۔۔۔ تو پھر سگرہ بیگم کو کیا اچھا نہیں لگا تھا۔

"حرم، مرچیں بہت زیادہ ڈال دی ہیں تم نے۔۔۔ میں تو یہ نہیں کھا سکتی بھئی۔ تم یوں کرو کہ مجھے تھوڑے رائس دے دو۔"، کہہ کر انہوں نے ساتھ بیٹھے کبیر کو دیکھا جو کچھ شرمندہ سا نظر آتا تھا۔ حرم نے تابعداری سے جلدی سے پلیٹ میں تھوڑے چائینیز رائس ڈالے اور شاشلک کے ساتھ ان کے آگے کیے۔

"کبیر، آپ کھائیں نا۔۔۔ آپ کو بھی رائس ہی دے دوں؟"، حرم نے شرمندگی چھپانے کے لیے پوچھا تو کبیر مسکرا کر سر نفی میں ہلانے لگا۔

"مجھے تو قورمہ ہی اچھا لگ رہا ہے۔ میں وہی کھاؤں گا۔"، کبیر کے کہنے پر جہاں حرم کے چہرے پر ایک مسکراہٹ آئی تھی، وہیں سگرہ بیگم نے کھانے سے ہاتھ روک کر اسے حیرت سے دیکھا تھا۔ کبیر انہیں

Posted On Kitab Nagri

پوری طرح نظر انداز کیے کھانا کھانے میں مگن ہو چکا تھا جبکہ حرم بھی چہرہ جھکائے مسکراتے ہوئے کھانا کھا رہی تھی۔

کھانے کے بعد حرم ان کے ساتھ لاؤنج میں آ بیٹھی اور میز پر ٹرے رکھ کر اس میں سے کھیر کے دو باؤل نکال کر کبیر اور سگرہ بیگم کے سامنے کرنے لگی۔ کبیر نے خوشدلی سے اس کے ہاتھ سے کانچ کی پیالی تھامی اور دوسری پیالی پکڑ کر سگرہ کے ہاتھ میں تھمائی جو بظاہر تو انہوں نے مسکراہٹ کے ساتھ پکڑ لی۔

پھر تیسری پیالی پکڑ کر حرم بھی ان کے سامنے ہی صوفے پہ بیٹھ گئی۔ منہ میں چمچ بھر کر کھیر رکھی تو اس کو اب بھی یقین نہ آیا کہ اتنی اچھی کھیر اسی نے بنائی ہے۔

"اوہو۔۔۔ تم نے بہت میٹھا ڈال دیا، حرم۔۔۔ مجھے تو شوگر ہے۔ میں اتنا میٹھا نہیں کھاتی۔ تم یوں کرو کہ میرا والا بھی تم دونوں ہی کھالو۔" سگرہ بیگم نے اچانک ہی پہلا نوالہ لے کر کہا تو حرم تو حرم، کبیر بھی کچھ حیرت سے انہیں دیکھنے لگا۔

"ارے کیا ہو گیا امی؟ کبھی کبھی تو کھالینے سے کچھ نہیں ہوتا۔"، کبیر نے ہلکا سا مسکرا کر کہا تو وہ سر ہلاتیں اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"نہیں بھئی۔۔۔ میں نہیں کھاتی۔"، وہ کہہ کر اندر چلی گئیں تو کبیر شرمندگی سے اسے دیکھنے لگا جو اچانک ہی کافی دکھی ہو گئی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

"اچھی بنی ہے کھیر بہت۔۔۔"، اس نے اس کی شرمندگی کم کرنے کو کہا تو حرم نے محض سر ہلانے پر اکتفا کیا۔ کبیر اس کی پریشانی سمجھ گیا تھا۔

اگلی صبح وہ فجر کی نماز پڑھ کر کچن کی طرف ناشتہ بنانے کی غرض سے بڑھ رہی تھی جب اسے اپنا سر چکراتا محسوس ہوا تھا۔ وہ خود ہی آ کر بیڈ پر بیٹھ کر اپنے پیچھے لیٹے کبیر کو تکنے لگی۔ اس کے سر میں بھی صبح سے کافی درد ہو رہا تھا۔ کل پوری رات اس کی روتی ہوئی گزری تھی۔ کبیر سے شادی کے کچھ دنوں تک اس کو اپنے فیصلے پر بالکل بھی پچھتاوا نہیں ہو رہا تھا۔ پچھتاوا تو خیر اب بھی نہیں ہو رہا تھا، مگر اب لگ رہا تھا کہ اس نے شادی کرنے میں بہت جلدی کر دی ہے۔ وہ ابھی اس قابل نہیں تھی کہ گھر بار کی ذمے داریاں سنبھال سکتی۔

جبھی کبیر نے مندی مندی آنکھیں کھول کر اس کو دیکھا تو اٹھ بیٹھا۔

"کیا ہوا حرم؟ تم ٹھیک ہو؟"، اس نے نرمی سے کہا تو حرم سر اثبات میں ہلا کر اٹھنے لگی۔ کبیر نے اس کی کلائی فوراً سے تھام کر اس کو واپس بٹھایا۔ پھر اچانک ہی اسے دیکھتا اٹھ کھڑا ہوا اور پریشانی سے اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

"حرم، تمہیں تو بہت تیز بخار ہے۔۔۔ چلو۔ جلدی سے لیٹو۔ میں تمہاری پٹیاں کرتا ہوں۔"، وہ اسے شانوں سے پکڑ کر لٹاتا باہر کی جانب بڑھنے لگا تو وہ بھی کسی چیز کی طرح لیٹ گئی۔ اس کا جسم واقعی بخار سے ٹوٹ رہا تھا۔ ایسے میں کیسی ضد کرنی؟

وہ پورا دن بیڈ پر لیٹ کر آرام کر رہی تھی۔ کبیر نے بارہاں اس سے کہا کہ وہ ڈاکٹر کے پاس چل لے، مگر وہ تو جیسے ضد پکڑ کر بیٹھ گئی تھی۔ قرت اور نانو سے بھی اس کی فون پہ بات ہوئی تھی۔ قرت کے بھی بہت سمجھانے کے بعد بھی وہ ڈاکٹر کے پاس جانے کے لیے نہیں مانی۔

شام میں کبیر اس کی دوائیاں لینے کی غرض سے باہر گیا تو وہ بستر پر لیٹی چھت کو تکنے لگی۔ آنکھیں سپاٹ تھیں۔ چہرہ ایک ہی دن میں کمزور سا لگ رہا تھا۔ رنگت زرد پڑ رہی تھی۔

"کیسی طبیعت ہے اب تمہاری؟"، تبھی سگرہ بیگم کی آواز پہ وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی اور اپنے کھلے ہوئے بکھرے بال سمیٹنے لگی۔ ساتھ سے دوپٹہ اٹھا کر شانوں پر پھیلایا۔

"جی ٹھیک ہوں۔"، ہلکی سی آواز میں اس نے جواب دیا تو وہ ہنس پڑیں۔ حرم حیرت سے ان کو یوں ہنستے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ ان کو کیا ہو گیا تھا؟

"بڑی ڈرامہ باز ہو بھئی۔۔۔ میرے بیٹے کو تو ابھی سے اپنی انگلیوں پہ نچا رہی ہو۔۔۔ کیا ہی بات ہے بھئی تمہاری تو۔"، وہ طنزیہ انداز میں کہتی، اس کے سامنے صوفے پر بیٹھ گئیں۔ حرم کو ان کا ایسا رویہ سمجھ نہیں آیا۔ ان کو یہ کیا ہو گیا تھا؟ ایسی باتیں کیوں کر رہی تھیں وہ؟

Posted On Kitab Nagri

"اب ایسے معصوم بننے کی ایکٹنگ کرو گی جیسے تمہیں تو کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہا ہے۔۔۔ ہونہہ۔۔۔ تم سے اپنے بیٹے کی میں نے اس لیے شادی کی تھی تاکہ تم چھوٹی ہو۔۔۔ معصوم ہو گی تو اس کو اپنے قابو میں نہیں کر پاؤ گی۔۔۔ مگر سیلیوٹ ہو تمہیں۔۔۔ میرے بیٹے کو اپنا دیوانہ بنا لیا تم نے۔۔۔ وہ بھی صرف ڈیڑھ ہی مہینے میں۔۔۔ واہ بھئی۔"، سگرہ بیگم مسلسل اپنے منہ سے زہر اگل رہی تھیں اور حرم چپ چاپ خاموشی سے وہ زہر نگل رہی تھی۔ ابھی اس میں لڑنے کی یا بحث کرنے کی ہمت نہیں تھی۔

"امی آپ یہاں؟"، تبھی کبیر دوائیوں کی تھیلی تھامے اندر داخل ہوا تھا۔ ان کو یہاں دیکھ کر مسکراتے ہوئے جھک کر ان کو سلام کیا اور پھر چلتا ہوا حرم تک آیا۔ اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر بخار چیک کیا جو کہ اب قدرے ہلکا تھا پہلے کی نسبت۔

"تم اٹھ کے کیوں بیٹھ گئی؟"، وہ نرمی سے پوچھتے ہوئے جگ سے گلاس میں پانی انڈیل کر اس کی طرف بڑھانے لگا۔ پھر دو گولیاں نکال کر اس کے آگے کیں تو حرم نے گولیاں کھا کر گلاس اسے دیا۔

"اب ٹھیک ہوں میں۔۔۔ بس اب اٹھوں گی۔۔۔ مزید آرام نہیں کرنا۔"، وہ کہہ کر اٹھنے لگی تو کبیر نے فوراً سے اسے پکڑ کر واپس بٹھایا۔ پھر غصے سے اسے دیکھتا اس کے سامنے بیٹھا۔ اس نے حرم کے دونوں ہاتھ تھام رکھے تھے جو اس وقت سگرہ بیگم کو انتہا کے ناگوار گزر رہے تھے۔ وہ ناک بھوں چڑھا کر بڑے بڑے ڈگ بھرتی وہاں سے چلی گئی تھیں۔

Posted On Kitab Nagri

"تمہارا دماغ خراب ہے کیا؟ ابھی پوری طرح سے بخار نہیں اترا ہے۔ آرام سے لیٹ جاؤ۔ تمہارے نہ اٹھنے سے دنیا کا نظام تہس نہس نہیں ہو جائے گا۔"، وہ تپ کر بولنے لگا تو حرم کی آنکھوں میں نمی چھلکی تھی جو کبیر نے بخوبی نوٹ کی تھی۔

"کیا ہوا ہے، حرم؟ کیوں رو رہی ہو تم؟"، کبیر نے کچھ پریشانی سے کہا تو حرم نے چہرہ جھکا کر اپنے آنسو رگڑے اور نفی میں سر ہلانے لگی۔

"کچھ نہیں۔۔۔ بس نانو اور ماہر بھائی کی یاد آ رہی تھی۔ اور کچھ نہیں۔"، حرم نے کہا تو وہ مسکرا کر اسے دیکھنے لگا۔

"ارے اس میں کون سی بڑی بات ہے؟ فون کر لو نا ان کو۔۔۔ اور ہاں، تمہارے لیے کچھ لایا تھا میں۔"، کہہ کر کبیر نے ایک خاکی لفافہ اسے نکال کر دیا تو اس نے ناسمجھی سے تھام لیا۔

"یہ کیا ہے؟"، حرم نے حیرت سے پوچھا تو وہ مسکرا کر شانے جھٹکنے لگا۔

"دیکھ لو خود ہی۔"، اس نے مسکرا کر کہا تو حرم نے لفافہ کھول کر اس میں سے سفید کاغذ نکالا۔ کھول کر پڑھا تو اچانک ہی بے یقینی سے اسے دیکھا۔

"کبیر، یہ تو یونیورسٹی کا فارم ہے۔۔۔"، وہ حیرت سے بس یہی کہہ پائی۔

"ہاں۔۔۔ بالکل۔۔۔ اپنی پڑھائی پوری نہیں کرنی کیا تمہیں؟"، کبیر نے مسکرا کر پوچھا تو وہ تشکر سے اسے دیکھنے لگی، وہ اتنا اچھا کیوں تھا؟

Posted On Kitab Nagri

"مگر آپ کی امی نے تو شادی سے پہلے منع کر دیا تھا آگے پڑھنے سے؟"، اس نے کچھ حیرت سے پوچھا تو وہ پھر سے مسکرایا۔

"شادی تمہاری مجھ سے ہوئی ہے، میری امی سے نہیں۔۔۔ جو میں چاہوں گا، تم وہ کرو گی۔"، کبیر نے اس کے ماتھے پہ ہلکا سا ناک کر کے کہا تو وہ بھی مسکرائی۔ اسے آج اپنی قسمت بہت اچھی لگ رہی تھی۔

آج اس کی یونیورسٹی سے چھٹی تھی جبکہ کبیر آج بھی آفس گیا تھا۔ ہلکے پھلکے سے شلوار قمیض پہنے وہ اپنے کمرے میں بیٹھی فون پر ماہر سے بات کر رہی تھی۔

"کبیر بھائی کیسے ہیں؟"، ماہر کے پوچھنے پر وہ مسکرائی تھی۔

"وہ بہت اچھے ہیں، ماہر۔۔۔ بہت زیادہ۔ آنٹی بھی اچھی ہیں۔"، حرم نے کہا تو آنٹی والی بات پہ اس کی مسکراہٹ تھوڑی پھیکی پڑ گئی تھی۔ شکر کہ ماہر اس کا چہرہ فی الوقت نہیں دیکھ سکتا تھا۔

تبھی کسی اور کی بھی کال آنے لگی تو اس نے فون پیچھے کر کے دیکھا جہاں اسکرین پر قرت کا نمبر اور نام جگمگا رہا تھا۔

"اچھا ماہر، بعد میں بات کروں گی تم سے۔ ابھی قرت کا فون آ رہا ہے۔"، کہہ کر اس نے خدا حافظ کر کے فون رکھا اور قرت کو کال بیک کی تو اس نے فوراً سے ریسیو کر لی۔

Posted On Kitab Nagri

"السلام علیکم۔۔۔ابھی صبح ہی تو بات ہوئی تھی میری تم سے۔اتنی جلدی دوبارہ میری یاد آگئی؟"، حرم نے مزے سے کہا تو قرت کی پریشان سی آواز دوسری طرف سے گونجی۔

"حرم۔۔۔حیدر بھائی کی وائف کی ڈیتھ ہو گئی۔"، قرت کی بات پر اس کا تو جیسے سانس ہی اٹک گیا تھا۔ آنکھیں شاک سے پھیل گئی تھیں۔

"کیا؟؟؟کیا کہہ رہی ہو تم؟"، پھنسی پھنسی سی آواز اس کے حلق سے آزاد ہوئی تھی۔ آنکھیں بھی اچانک ہی نم ہو گئی تھیں۔

"اور جو راحم آفاق نہیں ہیں؟کامرس لاسٹ ایئر کے۔۔۔حیدر بھائی کے فرینڈ جو اکثر ان کے ساتھ ہوا کرتے تھے، ان کی بھی ڈیتھ ہو گئی۔۔۔وہ حیدر بھائی کی وائف کے کزن تھے۔"، قرت نے مزید کہا تو حرم کی آنکھ سے ایک آنسو ٹپک پڑا۔

"کیسے ہوا یہ؟"، حیرت اور شاک سے اس نے پوچھا تھا۔ہاتھ کپکپاہٹ کا شکار تھے۔

"کل حیدر بھائی کی بہن کی شادی تھی۔راستے میں زائرہ اور راحم اور راحم بھائی کی ممی بھی ان کے ساتھ ہی تھیں۔گاڑی کا بہت برا ایکسیڈنٹ ہو گیا ٹرک سے۔راحم کی والدہ بچ گئیں صرف۔کنڈیشن ان کی بھی ٹھیک نہیں ہے۔"، قرت مزید بتا رہی تھی پر اس میں سننے کی سکت نہیں تھی۔اس نے فون آف کر دیا تھا۔اف اللہ!یہ کیا ہو گیا تھا؟اسے تو سوچ سوچ کر ہی دکھ اور تکلیف ہو رہی تھی۔۔۔پتا نہیں حیدر کا کیا حال ہو رہا ہو گا؟

Posted On Kitab Nagri

اس کے بعد وہ کئی دنوں تک حیدر کے لیے ہی پریشان رہی تھی۔ زائرہ کا مسکراتا ہوا ہشاش بشاش سا چہرہ اس کی نظروں کے سامنے سے جاتا ہی نہیں تھا۔ چاہ کر بھی وہ اس بات پر یقین نہیں کر پا رہی تھی۔ اس نے کبیر کو بھی بتایا تھا کہ اس کی فرینڈ کی ڈیتھ ہو گئی ہے۔ وہ روتی بھی تھی اور دکھ بھی بہت کرتی تھی۔ کبیر اس کو بہت سمجھاتا اور ہمت دلاتا تھا۔ زائرہ سے اس کی شادی کے بعد بھی بات چیت ہوتی رہی تھی۔ تبھی ایسے اچانک ہی اس کی موت کی خبر سن کر اسے بڑا جھٹکا لگا تھا۔

ایسے ہی ایک دن پھر سے قرت کا فون اس کے پاس آیا ہوا تھا۔

"حیدر بھائی آج یونیورسٹی آئے ہیں۔۔۔ اور عامر بھائی بھی ان کے ساتھ ہی ہیں۔۔۔ میں تمہاری ان سے بات کرواؤں؟ تعزیت کر لینا تم۔" قرت نے اگلی جانب سے کہا تو وہ بھی مان گئی۔

تبھی سگرہ بیگم نے اسے بلایا تو وہ اٹھ کر ان کے پاس گئی۔

"حرم، آج بریانی بنالو تم۔۔۔ اور اچھا سا میٹھے میں بھی کچھ بنالو۔" وہ آرڈر کر کے چلی گئیں تو وہ سر ہلا کر واپس کمرے میں آ گئی۔ فون ہاتھ میں تھام رکھا تھا اور وہ قرت کی کال کا انتظار کر رہی تھی۔

جبھی باہر سے سگرہ کی بہت بلند آواز آئی تھی۔

"حرم، تم کم سنتی ہو کیا؟ پورے دن فون پر لگی رہتی ہو۔۔۔ میں نے کیا کہا ہے تم سے؟" وہ چیخ چیخ کر کہہ رہی تھیں۔ حرم نے ضبط سے آنکھیں بند کیں۔ اتنا تو وہ اپنے باپ کو بھی برداشت نہیں کرتی تھی جتنا سگرہ کو برداشت کرنا پڑتا تھا اسے۔

Posted On Kitab Nagri

"جی آتی ہوں۔"، اس نے کہا ہی تھا کہ پھر سے فون بجنے لگا۔ فون پک کر کے اس نے کان سے لگایا اور ابھی وہ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ سگرہ ایک بار پھر زور سے چیخی تھیں۔ اس نے فون سے ہاتھ ہٹا کے فون کان سے لگایا۔

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

Posted On Kitab Nagri

دوسری طرف سے قرت اس سے عامر اور حیدر سے بات کرنے کا کہہ رہی تھی۔اس نے بمشکل اسے منع کر کے معذرت کی اور پھر بریانی بنانے کچن میں چلی گئی۔

اس نے پڑھائی پھر سے شروع کر دی تھی۔وہ کامرس کی ڈگری مکمل کر رہی تھی۔کبیر ہر طرح سے اسے سپورٹ کر رہا تھا۔کبھی کبھار تو وہ خود کھانا تک بنا لیا کرتا تھا۔حرم نے اپنی پوری زندگی میں اتنا اچھا انسان کبھی نہیں دیکھا تھا۔سگرہ بیگم بھی واپس پاکستان جا چکی تھیں۔زندگی بہت اچھی گزر رہی تھی۔ہر اتوار کو وہ دونوں کہیں باہر گھومنے پھرنے بھی جاتے تھے۔

آج کا دن اچھا تھا۔صبح سے ہی تیز بارش ہو رہی تھی۔آج ان کی شادی کو پورا ایک سال ہو گیا تھا۔حرم نے کبیر کے لیے سرپرائز پلان کیا تھا۔وہ آفس سے اب تک نہیں لوٹا تھا۔اس کی غیر موجودگی میں حرم نے پورے گھر کو خوبصورتی سے سجایا تھا۔لاؤنج میں ہر جگہ سفید اور سرخ غبارے تھے۔بیچ کی میز پر ایک ریڈ ویلوٹ کیک تھا اور میز کے چاروں کونوں پر ایک ایک موم بتی تھی جو وہ ابھی لائٹر سے جلا

Posted On Kitab Nagri

رہی تھی۔ وہ سفید رنگ کی گھٹنوں تک آتی فراک کے ساتھ سرخ دوپٹہ اور سرخ ٹراؤزر پہنے ہوئی تھی۔ سیاہ لمبے بال کھول کر پشت پہ ڈالے ہوئے تھے۔ ہلکا پھلکا سا میک اپ کیے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ چہرہ بھی خوشی اور اطمینانیت سے دمک رہا تھا۔ اتنی خوش وہ شاید ہی کبھی ہوئی ہو گی۔

تبھی باہر پورچ سے کبیر کی گاڑی کا ہارن بجا تھا۔ وہ جلدی سے سوئچ بورڈ کی طرف بڑھی اور ساری بتیاں بند کیں۔ پورے گھر کی بتیاں بند کرنے کے بعد وہ کمرے کے دروازے پر جا کر کھڑی ہو گئی جہاں سے وہ تو اسے دیکھ سکتی تھی، پر وہ اسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ گھر کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا تھا۔ سفید آفس شرٹ پہنے، کف کہنیوں تک موڑے، بکھرے بالوں کے ساتھ، سیاہ کوٹ کاندھے پر رکھے، وہ تھکاوٹ اور سنجیدہ چہرہ لیے ندر داخل ہوا تو یک دم ٹھہر سا گیا۔ سر گھما کر آس پاس دیکھا۔ آنکھیں حرم کو ہی تلاش کر رہی تھیں۔ پھر اچانک ہی ایک دلفریب مسکراہٹ نے اس کے لبوں کا احاطہ کیا تھا۔

اپنی سبز آنکھوں کو ادھر ادھر گھماتے وہ لاؤنج تک پہنچا تو سامنے میز روشن نظر آئی۔ کوٹ اس نے لاؤنج کے صوفے پر پھینکا اور چلتا ہوا میز تک آیا جہاں کیک کے ساتھ ایک چٹ بھی رکھی تھی۔ اس نے چٹ اٹھا کے پڑھی تو مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی۔

"I am very lucky to have you in my life, Dear husband. Thank you for making my life beautiful. Happy Anniversary!"

Posted On Kitab Nagri

وہاں حرم کی خوبصورت ہینڈ رائٹنگ میں لکھا ہوا تھا۔ اس نے چٹ میز پر رکھ کر ادھر ادھر نظریں گھمائیں۔ حرم اسے کہیں بھی نظر نہیں آ رہی تھی۔ تبھی اچانک ہی وہ ہلتے ہلتے رک گیا تھا۔ ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ پلٹ کر اس نے اگلے ہی پل حرم کا ہاتھ تھاما تھا جو اس کی آنکھوں کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"اوہو۔۔۔ آپ کو کیسے پتا چل گیا کہ میں یہاں ہوں؟ میں نے تو قدموں کی آواز بھی نہیں نکالی تھی۔"، حرم نے روہانسی لہجے میں کہا تو وہ سر جھٹک کر ہنس دیا اور پھر اسے قریب کر کے شانوں سے پکڑا۔

"تھینک یو سو مچ، حرم۔"، کبیر نے آہستہ سے کہا تو وہ بھی مسکرا دی۔ اندھیرے میں بھی وہ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں کی چمک کو دیکھ سکتے تھے۔

"اچھا میں لائٹ تو کھول دوں۔"، حرم کہہ کر ہاتھ چھڑوانے لگی تو بھی کبیر نے ہاتھ نہیں چھوڑا۔ پھر اس کا ہاتھ تھامے صوفے تک آیا۔ اس کو بٹھا کر خود بھی بیٹھا۔

"بند ہی رہنے دو لائٹس۔ ایسے ہی کیک کاٹیں گے ہم۔"، اس نے نرمی سے مسکرا کر کہا تو وہ بھی مسکرا دی۔

کیک کاٹنے کے بعد لائٹس وغیرہ کھولیں تو حرم کی کی ہوئی سجاوٹ دیکھ کر وہ کچھ پل کے لیے واقعی حیران سا ہو گیا۔ پھر سر موڑ کر اسے دیکھا جو مسکرا کر اس کو ہی دیکھ رہی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

"حرم۔۔۔اس سب کی کیا ضرورت تھی؟"، وہ حیرانی سے کہہ رہا تھا۔

"زندگی میں ہر چیز ضرورت کے تحت نہیں کی جاتی۔ کبھی کبھی دل خوش کرنے کے لیے بھی بہت سی چیزیں کرنی چاہئیں۔"، حرم نے مسکرا کر کہا تو وہ بھی محض مسکرا کر رہ گیا۔

آج بہت دنوں بعد اس کے سمسٹر ختم ہونے کے بعد اسے بریک ملی تو کبیر اور اس نے گھر کی ایک وال کو پینٹ کرنے کا پلان بنایا۔ کبیر کی پینٹنگ وغیرہ بہت اچھی تھی۔ اور اس ڈیڑھ سال میں کبیر نے اس کو بھی اچھی خاصی پینٹنگ سکھا دی تھی۔ وہ دونوں دیوار پر بڑی سی خانہ کعبہ کی تصویر پینٹ کر رہے تھے۔ ابھی بس فائنل ٹچ ہی رہتا تھا جب دروازے کی بیل بجی۔

"تم یہ یہاں پر بلیک پینٹ کرو۔ جب تک میں دروازے پر دیکھ کر آتا ہوں کون ہے۔"، کبیر کہہ کر آستینیں فولڈ کرتا باہر کی جانب بڑھا تو وہ سر ہلا کر پینٹ کرنے لگی۔ تبھی پیچھے سے سگرہ اور نغمہ کی آوازیں آئی تھیں۔ نغمہ کبیر کی چھوٹی بہن تھی جس کی جلد ہی شادی ہونے والی تھی۔ وہ حیران سی پیچھے مڑی تو وہ دونوں بھی سوٹ کیسز پکڑے کبیر کے ساتھ اندر چلی آ رہی تھیں۔ وہ اچانک ہی وہاں آئی تھیں۔ آنے سے پہلے انہوں نے اطلاع نہیں دی تھی تبھی کبیر اور وہ، دونوں ہی حیران تھے۔

Posted On Kitab Nagri

ان سے مل کر کھانا وغیرہ بھی کھا کر وہ اپنے کمرے میں پہنچی تو کبیر پورے دن کی تھکاوٹ کے باعث سونے لیٹ چکا تھا۔ وہ بھی چلتی ہوئی بیڈ تک آئی اور دوپٹہ سائیڈ پر رکھ کر لیٹ گئی۔ اچانک ہی کبیر کروٹ لے کر اس کی طرف مڑا تھا۔

"حرم۔۔۔ایک بات بتانی تھی تمہیں۔"، اس نے آہستہ سے کہا تو حرم اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"میں نے اپنا پاکستان والا فلیٹ اور یہ گھر تمہارے نام کر دیا ہے۔"، کبیر نے بتایا تو وہ بہت حیران ہوئی۔

"کیوں؟"، حیرانی سے پوچھا تو ہلکا سا مسکرایا۔

"تمہارا تحفظ چاہتا ہوں میں۔۔۔تمہارے حقوق کا تحفظ۔"، کبیر نے جواب دیا تو وہ کنفیوژن میں مبتلا ہو گئی۔ "میرے مرنے کے بعد تمہارا کوئی ٹھکانہ بھی تو ہونا چاہئے۔۔۔اپنے ڈیڈ سے تو ماشاءاللہ سے آپ کی بنتی نہیں ہے۔۔۔خودداری اور انا آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔"، وہ اور بھی کہہ رہا تھا مگر حرم کی سوئی تو جیسے "مرنے"، لفظ پر اٹک گئی تھی۔ سانس رک سا گیا تھا۔

"کیا ہوا ہے کبیر؟ کچھ ہوا ہے کیا؟ ایسی باتیں کیوں کر رہے ہیں آپ؟"، حرم نے ڈر اور خوف کے زیر اثر پوچھا تو وہ چپ سا ہو گیا۔ پھر ایک گہری سانس لی اور سبز آنکھوں کو اس پہ جمائے کہنا شروع کیا۔

"مجھے ایسا لگتا ہے کہ میں مرنے والا ہوں۔۔۔پتا نہیں کیوں، مگر ایسی فیلنگ آتی ہے مجھے۔ اسی لیے تمہارا ٹھکانہ کرنا چاہتا ہوں میں۔ امی اور نغمہ وغیرہ کا تو تمہیں پتا ہی ہے۔ وہ تمہارے ساتھ پتا نہیں کیا سلوک کریں۔۔۔اسی لیے میں مرنے سے پہلے تمہارے لیے کچھ کرنا چاہتا ہوں۔"، وہ کہے جا رہا تھا

Posted On Kitab Nagri

اور حرم کی آنکھوں سے آنسو ٹپکتے جا رہے تھے۔ آج حرم امین کو اندازہ ہوا تھا کہ کبیر عالم باتوں کے معاملہ میں بڑا ظالم تھا۔

"اچھا بس چپ کر جائیں آپ۔۔۔ ایسی باتیں مت سوچا کریں۔" حرم نے اچانک ہی اس کے منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ اور کچھ بولے۔ اسے تکلیف ہو رہی تھی اس کی باتیں سن کے۔

"اچھا چلو۔ نہیں کرتا ایسی باتیں۔ تم بتاؤ۔ نانو کی طبیعت اب کیسی ہے؟" کبیر نے بات کا رخ دوسری جانب موڑا تو ایک نئی تکلیف نے اسے آگھیرا۔

"کسی بھی وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے انہیں۔۔۔ ڈاکٹرز تو کہہ رہے تھے کہ بڑی بات ہے کہ وہ اتنا عرصہ سروائیو کر گئیں۔ مجھے تو سوچ سوچ کر ہی کچھ ہوتا ہے کہ نانو جانے والی ہیں۔ یقین نہیں آتا۔" حرم نے آنسو رگڑ کر جواب دیا تو کبیر اس کا سر سہلا کر تسلی دینے لگا۔ وہ حرم کی روبینہ ناحید سے محبت سے بخوبی واقف تھا۔ وہ جانتا تھا کہ حرم کو انہوں نے ہمیشہ ماں اور باپ، دونوں بن کے پالا ہے۔

www.kitabnagri.com

اگلا دن کچھ عجیب سا تھا۔ یا پتا نہیں، شاید اسے ہی عجیب لگ رہا تھا۔ صبح سے بارش تیز ہو رہی تھی۔ سرمئی بادلوں نے لندن کی سرزمین کو ڈھانپ رکھا تھا۔ کبیر آج بھی آفس گیا تھا کیونکہ اس کے آفس

Posted On Kitab Nagri

میں آج کل بہت زیادہ کام آیا ہوا تھا۔ مینیجر ہونے کے ناطے اسے ہی زیادہ تر کام کو آرگینائز کرنا ہوتا تھا۔ حرم کے تو سیمسٹرز ختم ہوئے تھے تبھی وہ فارغ تھی۔

نغمہ اور سگرہ بھی صبح سے اپنے کمرے سے باہر نہیں آئی تھیں۔ تبھی تھوڑا سکون تھا۔ سیاہ رنگ کے شلوار قمیض اور دوپٹہ پہنے، وہ اپنے کمرے میں بیٹھی مگزین کی ورق گردانی کرنے میں منہمک تھی۔ سیاہ بال چوٹی میں باندھے ہوئے تھے۔ چہرہ کچھ اداس لگتا تھا۔ جبھی سائیڈ ٹیبل پر پڑا اس کا فون تھرایا تھا۔ میگزین سائیڈ پر رکھ کر اس نے موبائل اٹھایا تو "ماہر کالنگ" کے الفاظ اسکرین پر جگمگا رہے تھے۔ دل نے ایک دھڑکن مس کی تھی۔ نانو کا خیال وہ پہلا خیال تھا جو اس کے ذہن میں آیا تھا۔ کانپتے ہاتھوں سے فون اٹھا کر اس نے کان سے لگایا تو اگلی جانب سے بنا کسی تمہید کے ماہر بول اٹھا تھا۔

"حرم، نانو کی ڈیتھ ہو گئی ہے۔ عشاء میں جنازہ ہے۔"، وہ کہہ رہا تھا اور حرم کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے تھے۔ وہ جانتی تھی کہ ایسی خبر کبھی بھی آسکتی ہے۔ وہ کافی دنوں سے خود کو اس خبر کے لیے تیار کر رہی تھی۔ مگر پھر بھی وہ خود کو رونے سے روک نہیں پائی تھی۔

"تم پاکستان آؤ گی نا؟ اسی لیے میں نے بابا سے کہہ دیا ہے کہ تدفین کل رکھیں اور جنازہ بھی۔ آخری بار چہرہ دیکھنا ہے نا تمہیں ان کا؟"، اگلی طرف سے ماہر نے مزید کہا تو وہ "ہاں" کہہ کر فون رکھ گئی۔

ہاتھ پیر پھول رہے تھے۔ سانسیں رک رک کر آرہی تھیں۔ دل کی دھڑکنیں بے ترتیب تھیں۔ کانپتے ہاتھوں سے فون اٹھا کر اس نے کبیر کا نمبر ڈائل کیا تھا۔ اگلی جانب دوسری ہی گھنٹی پر فون اٹھا لیا گیا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"ہیلو حرم۔"، وہ مصروف سا کہہ رہا تھا۔شاید کام میں بزی تھا۔

"نانو کا انتقال ہو گیا ہے، کبیر۔ مجھے پاکستان جانا ہے ابھی۔"، حرم نے آنسوؤں کے درمیان کہا تو اگلی جانب لیپ ٹاپ پہ ٹائپ کرتی کبیر کی انگلیاں تھم گئی تھیں۔ چہرے پہ سنجیدگی بڑھ گئی تھی۔

"اناللہ وان الیہ راجعون۔"، اس نے کہا اور پھر وال کلاک پہ وقت دیکھا۔گھڑی دوپہر کے بارہ بجا رہی تھی۔

"اچھا تم ایسا کرو کہ اپنا ضروری سامان پیک کر لو۔ میں تمہارا ٹکٹ کرواتا ہوں۔ میں کچھ دن تک آؤں گا۔ ابھی میرا تمہارے ساتھ چلنا پاسیبل نہیں ہے۔"، اس نے سنجیدگی سے کہا تو حرم نے بھی کوئی بحث نہیں کی۔ وہ کسی بحث میں پڑنے کی کنڈیشن میں تھی بھی نہیں۔ فون رکھ کر وہ الماری کی طرف بڑھی اور ایک چھوٹے سے بیگ میں اپنے دو سوٹ رکھے۔ پرس تیار کیا۔ موبائل کا چارجر وغیرہ رکھ کر پلنگ پر بیٹھی ہی تھی کہ دروازہ کھٹکھٹائے بغیر ہی نغمہ اندر داخل ہوئی تھی۔ پلنگ پر پڑا بیگ دیکھا تو کڑی تیوریاں لیے اس کی جانب بڑھی۔

"کہاں کی تیاری ہے بھئی؟ پاکستان جانے کا سوچ رہی ہو تو تمہیں بتا رہی ہوں، بھول جاؤ۔"، وہ کمر پہ ہاتھ رکھے تیز لہجے میں کہہ رہی تھی۔ حرم نے بس خالی خالی نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔ آنکھیں نم تھیں اور سرخ بھی۔

Posted On Kitab Nagri

"نانو کا انتقال ہو گیا ہے۔ مجھے وہاں جانا ہے۔ اور اب آپ کی کوئی بات میرے لیے اہمیت نہیں رکھتی۔ اپنے شوہر سے پوچھ لیا ہے میں نے۔ جب اس نے مجھے نہیں منع کیا تو آپ کوئی نہیں ہو تیں مجھے روکنے والی۔"، حرم کے جواب پر جہاں نغمہ کا چہرہ سرخ ہوا تھا، وہیں کمرے میں داخل ہوتی سگرہ بیگم کا بھی پارہ ہائی ہوا تھا۔ حرم نے آج تک ان سے اس لہجے میں بات نہیں کی تھی۔ اتنے عرصے یہاں رہتے ہوئے حرم یہ فراموش کر گئی تھی کہ وہ تھی کون۔ وہ تو حرم امین تھی، جس کے سامنے خود اس کے انا پرست اور سخت باپ کی بھی نہیں چلتی تھی۔ یہ سگرہ اور نغمہ تو کسی کھاتے میں تھے ہی نہیں۔

"بہت بد تمیز ہو بھئی تم تو۔"، سگرہ بیگم نے غصے سے بھرے لہجے میں کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا تو اس نے سر ان کی طرف سے موڑ لیا۔

"آپ لوگوں سے تو کم ہی بد تمیز ہوں۔"، ہلکی سی مگر صاف آواز میں کہا تو وہ دونوں تو دہل سی گئیں۔ پھر بغیر کچھ کہے ہی تن فن کرتی کمرے سے باہر چلی گئیں۔ پیچھے وہ اکیلی رہ گئی تھی۔

بارش اب بھی بہت تیز ہی ہو رہی تھی۔ بادل چھائے ہوئے تھے۔ شام کے سات بج گئے تھے مگر کبیر کی اب تک کوئی کال نہیں آئی تھی۔ ماہر کی بھی تین کالز اور قرت کی بھی چار کالز آ چکی تھیں۔ ایک

Posted On Kitab Nagri

کال امین کی بھی آئی تھی۔ سب اس سے آنے کا پوچھ رہے تھے مگر بہت بار کال کرنے کے باوجود بھی کبیر نے کال پک نہیں کی تھی۔ سگرہ اور نغمہ بھی اس کے بعد سے اپنے کمرے میں ہی بیٹھی تھیں۔

وہ حجاب اور عبایہ پہنے، نقاب لگائے بالکل جانے کے لیے تیار تھی۔ ہاتھوں میں موبائل تھا۔ کبیر کا انتظار تھا۔ تبھی اپنے کمرے کی کھڑکی سے اس نے باہر چوکیدار کو گیٹ کھولتے دیکھا تھا۔ وہ تیزی سے لان کی جانب بڑھی تھی جس کے بالکل ساتھ ہی پورچ تھا۔ شکر ہے کہ کبیر آگیا تھا۔ ابھی وہ پورچ سے چند ہی قدم دور تھی جب اسے باہر ایمبولینس نظر آئی تھی جس سے اب دو لوگ ایک اسٹریچر پکڑے لا رہے تھے۔ حرم کے دل نے دھڑکن مس کی تھی۔ اسٹریچر لا کر اندر رکھا گیا تو اس کی نظر اسٹریچر پر رکھے وجود پر موجود سفید چادر پر پڑی جس پر جا بجا بڑے بڑے سرخ دھبے تھے۔ تیز برستی بوچھاڑ میں بھی اس کے جسم سے پسینے چھوٹ گئے تھے۔

پیچھے ہی ایک لڑکا بھی اندر داخل ہوا تھا۔ وہ کبیر کا آفس کولیگ تھا، آلیور۔ حرم اس کو جانتی تھی۔ وہ چلتا ہوا اس تک ہی آرہا تھا۔ حرم نے بے اختیار دیوار کا سہارا لیا تھا۔ قدم آگے بڑھنے سے انکاری ہو گئے تھے۔

"Kabir had an accident. He has died."

(کبیر کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔ اس کا انتقال ہو گیا ہے۔)

Posted On Kitab Nagri

پیٹر کی بات سن کر اس کا سانس تھم گیا تھا۔ پلکیں جھپکنا بھول گئی تھیں۔ آنکھوں سے آنسو تواتر کے ساتھ بہنے لگے تھے۔ دل کی دھڑکن بے ترتیب ہو گئی تھی۔ ہاتھ پیر پھول گ ئے تھے۔ حلق سوکھ گیا تھا۔ دنیا جیسے ایک ہی جھٹکے میں ختم ہو گئی تھی۔ سب ختم ہو گیا تھا۔ وہ شاید خود بھی ختم ہو گئی تھی۔

بھاری ہوتے قدم اس نے اسٹریچر کی جانب بڑھائے تھے۔ اپنے پیچھے پس منظر میں اسے اب نغمہ اور سگرہ کی دہائیاں بھی سنائی دے رہی تھی۔ وہ اسے کوس رہی تھیں۔ اسے منحوس کہہ رہی تھیں۔ مگر اسے کہاں کسی کی پرواہ تھی؟ بارش برساتے بادل اسے ہمدردی سے تک رہے تھے۔ وہ گیلے نقاب ، حجاب اور عبائے کے ساتھ اسٹریچر کے پاس دھپ سے بیٹھی تھی۔

کانپتے ہاتھ گیلی سفید چادر پر رکھے اور آہستہ سے چادر ہٹائی تو کبیر کا چہرہ اس کی نظروں کے سامنے آیا تھا۔ وہ ساکت تھا۔ بالکل ساکت۔ آنکھیں بند تھیں۔ چہرے پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ یا پھر شاید حرم کو ہی ایسا لگا کہ وہ مسکرا رہا ہے۔ ماتھے پر خون کی بوندیں تھیں جو اب تک گیلی تھیں۔ اس کا گورا چٹا چہرہ ٹھنڈا پڑا تھا۔ حرم نے بے اختیار اس کے چہرے کے نقوش کو چھو کر دیکھا تھا۔ ایسا تو وہ کبھی نہ لگا تھا۔ اتنا ٹھنڈا تو وہ کبھی نہیں تھا۔ سبز آنکھیں ہمیشہ کے لیے بند ہو چکی تھیں۔ لب بھی بند تھے۔

حرم کی آنکھوں میں اچانک ہی بہت سے آنسو امڈ آئے تھے۔ آنسو ٹپ ٹپ کر کے چہرے پر گر رہے تھے۔ آج اسے لگا تھا کہ واقعی وہ بدقسمت ہی تھی۔ کبیر کے چہرے پر ایک اطمینان سا تھا۔ وہ شاید

Posted On Kitab Nagri

مرنے کے بعد پر سکون ہو گیا تھا۔ حرم کو اس پہ بہت غصہ آیا تھا۔ کیوں چلا گیا تھا وہ اسے چھوڑ کر۔ اتنی جلدی؟ کیا اس کی خوشیوں کی مدت اتنی سی تھی؟ بس اتنی سی؟

پیچھے سے اچانک ہی نغمہ نے اسے بے دردی سے کھینچ کر کبیر کی باڈی سے دور کرنا چاہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں زور دار جھٹکا بھی آیا تھا۔ اور پھر۔۔۔وہ نغمہ کی جانب مڑی تھی اور اس کا ہاتھ اٹھا تھا۔ ایک سرخ نشان نغمہ کے گورے چٹے سے چہرے پر چھوڑ گیا تھا۔ وہ اب اپنے چہرے پر ہاتھ رکھے ساکت سی اسے تک رہی تھی۔ مگر اب وہ بے نیاز سی پھر کبیر کے سرہانے بیٹھ گئی تھی۔ وہ چلا گیا تھا۔ اسے چھوڑ کر۔ وہ پھر اکیلی ہو گئی تھی۔

اس کے بعد وہ نہیں جانتی تھی کہ کیا ہوا اور کیسے ہوا۔ بس اس کو محسوس ہو رہا تھا جیسے نغمہ اس کا بازو پکڑ کر اسے گھسیٹتے ہوئے گھر سے باہر لے کر جا رہی ہے۔ وہ بھی کسی بے جان چیز کی طرح اس کے ساتھ جا رہی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

بے جان! ہاں یہی تو ہو گئی تھی وہ!

گھر کے دروازے کے باہر کھڑی ہو کر وہ خالی خالی نظروں سے نغمہ کا سرخ چہرہ دیکھ رہی تھی۔

"دفع ہو جاؤ یہاں سے، منحوس۔ میرے بھائی کو کھا گئی تم۔ اور ہاں، اپنے اس منحوس بچے کو بھی اپنے پاس ہی رکھنا۔ نہیں چاہئے ہمیں وہ منحوس۔"، نغمہ ہتک آمیز لہجے میں اسے کہہ رہی تھی۔ دھتکار رہی تھی۔ نکال رہی تھی۔ اب تو ویسے بھی اس کی وہاں کوئی جگہ نہیں تھی۔ وہ خود ہی مڑ کر آگے بڑھ گئی

Posted On Kitab Nagri

تھی۔ نقاب اب تک لگا ہوا تھا۔ ہاتھ پہلو میں گرے ہوئے تھے۔ نظروں کے سامنے بار بار دھند آ رہی تھی۔ بصارت دھندلا رہی تھی۔ قدم بڑھتے جا رہے تھے۔ چھاؤں والے موسم میں وہ بے چھاؤں ہو گئی تھی۔ بے آسرا ہو گئی تھی۔ بارش اس کو بھیگا چکی تھی پھر بھی رکنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ یہ بارش شاید اس کے آنسو خود اسی سے چھپا رہی تھی۔ وہ آگے چلتی جا رہی تھی۔ بڑھتی جا رہی تھی۔ دنیا ختم ہو گئی تھی شاید۔ وہ شاید خود بھی ختم ہو گئی تھی۔ یہ تو اب جسم تھا جو گھسیٹتا جا رہا تھا۔ وہ بھی اپنے جسم کے ساتھ گھسیٹتی جا رہی تھی۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کتنا چلی؟ کہاں تک چلی؟ ہوش جو نہیں تھا۔ نہ اپنا اور نہ اپنے بچے کا جس کے دنیا میں آنے سے پہلے ہی اس کا باپ چلا گیا تھا۔ کتنا خوش تھا نا کبیر اس خبر پر۔ مگر وہ تو جیسے سب سے بیگانہ چلتی جا رہی تھی۔ بے جان قدموں میں اچانک ہی جان آ گئی تھی۔ وہ چلتے جا رہے تھے۔ اسے لیے گھسیٹتے جا رہے تھے۔

ہر سو رات کا اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔ وہ اچانک ہی چلتے چلتے رک گئی تھی۔ وہ جیسے اب اپنے ہوش میں آئی تھی۔ سر موڑ کر ادھر ادھر دیکھا تو خود کو ایک خالی سڑک کے بیچ و بیچ پایا۔ بارش کی بوندوں میں اسے دور سے ایک گاڑی آتی نظر آئی تھی۔ یا شاید وہ ایک بس تھی؟ پتا نہیں کیا تھا وہ۔ بس وہ کچھ تھا جو پوری تیزی سے اس کی طرف آ رہا تھا۔ اور وہ رکی ہوئی تھی۔ بس اس گاڑی کو ہی دیکھ رہی تھی۔ اسٹریٹ پولز کی روشنی میں اسے اچانک ہی وہ بس نظر آئی تھی جو اس کی جانب آ رہی تھی۔ دل میں لیکن کچھ

Posted On Kitab Nagri

محسوس ہی نہیں ہو رہا تھا۔نہ کوئی ڈر۔نہ کوئی خوف۔ تبھی بس کی لائٹس سے اس کی آنکھیں چندھیا گئی تھیں۔اور اسی وقت اسے ایک جھٹکا محسوس ہوا تھا۔زوردار جھٹکا۔ نہیں۔۔۔وہ جھٹکا بس سے ٹکر لگنے کا نہیں تھا۔ وہ تو بس زمین پر گرنے کا تھا۔ اپنے بازوؤں پر اسے کسی کی مضبوط گرفت محسوس ہوئی تھی۔وہ گری بھی تھی اور شاید اس کا گھٹنا چھلا بھی تھا۔گھٹنے میں تیز درد اٹھا تھا۔آنکھیں کھولیں تو خود کو سڑک سے کچھ دور گرا ہوا پایا۔سامنے ہی ایک لڑکی بھی تھی جو اسی کی طرح سڑک پر گری اپنا گھٹنا تھامے ہوئے تھی۔شاید اسے بھی چوٹ آئی تھی۔ مگر حرم کو تو گھٹنے کی چوٹ سے زیادہ دل کی چوٹ میں درد ہو رہا تھا۔

"پاگل ہو کیا تم؟بس دیکھ بھی رہی ہو پھر بھی نہیں ہٹ رہی؟"،وہ لڑکی بپھر کر اس کے قریب آئی تھی۔حرم نے اس سبز آنکھوں والی خوبصورت سی کم عمر لڑکی کو دیکھا جس کی گوری رنگت اس وقت غصے سے سرخ پڑ رہی تھی۔سنہرے بال بارش کی وجہ سے چپک کر منہ کے اطراف سے لگے ہوئے تھے۔وہ تقریباً اسی کے جتنی تھی۔شاید اٹھارہ انیس سال کی ہی۔

"ہیئے گرل۔ تم سے بات کر رہی ہوں۔"، کچھ کم غصے سے اس نے پھر سے حرم کی نظروں کے سامنے ہاتھ لہرائے تو وہ کچھ ہوش میں آئی۔

"سوری۔"، کہہ کر وہ گھٹنے پہ ہاتھ رکھ کے اٹھ کھڑی ہوئی تو وہ لڑکی بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

Posted On Kitab Nagri

"یہاں کیوں ہو تم؟ اپنے گھر جاؤنا۔ اتنی تیز بارش میں یہاں ہونا ٹھیک نہیں ہے۔"، وہ حرم کے عبائے اور نقاب کو دیکھ کر سمجھ چکی تھی کہ وہ مسلم تھی تبھی کچھ اکھڑے اکھڑے لہجے میں بول رہی تھی۔

"میرا کوئی گھر نہیں ہے۔"، حرم نے ہلکے سے جواب دیا تو وہ لڑکی چپ سی ہو کر اسے دیکھنے لگی۔

"پھر کہاں رہتی ہو؟"، اس لڑکی نے کچھ خاموشی کے بعد ہلکی سی آواز میں پوچھا تو حرم نے کاندھے اچکا دی ئے۔ وہ لڑکی حیرت سے اسے دیکھ کر اس کا ہاتھ تھامنے لگی۔ وہ خود بھی ٹھنڈ سے ٹھنڈی پڑ رہی تھی۔ مگر کبیر سے کم۔ وہ اس کا ہاتھ تھامتی اسے ایک چھجے کے نیچے لے کر آئی جہاں ایک سیاہ چھتری ننھے ننھے ہاتھوں میں تھامے ایک پیارا سا لال گالوں اور سبز آنکھوں والا بچہ بنچ پہ بیٹھا تھا۔ وہ ان دونوں کو ہی دیکھ رہا تھا۔ وہ تقریبا دو ڈھائی سال کا لگتا تھا۔ سنہرے بال ماتھے پہ گر رہے تھے۔ نیلی رنگ کی جیکٹ پہنے، گلابی ہونٹ سیے، وہ یک ٹک اس کو دیکھ رہا تھا۔

"نواح۔۔۔ کم آن۔"، اس لڑکی نے انگلی آگے بڑھائی تو وہ بچہ اٹھ کھڑا ہوا اور ننھے ننھے قدم اٹھاتا اس تک آیا۔ چھتری دوسرے ہاتھ میں تھامے، دوسرے ہاتھ سے اس لڑکی کی انگلی تھامی۔ وہ بہت ہی کیوٹ سا بچہ تھا۔ حرم کو بے ساختہ کبیر کی بات یاد آئی تھی۔

"دیکھتے ہیں کہ ہمارے بچے کی آنکھیں میری طرح سبز ہوں گی یا تمہاری طرح سیاہ۔"، کچھ دن پہلے ہی چائے پینے کے دوران کبیر نے خوش باش لہجے میں اس سے کہا تھا تو وہ ہنس دی تھی۔ آج پھر وہ ہنس دی تھی۔ اپنی قسمت پر۔ اپنی بے بسی پر۔ اور پھر وہ رو دی تھی۔ پھوٹ پھوٹ کر۔ اس بچے کی آنکھیں

Posted On Kitab Nagri

اسے کبیر کی یاد دلاتی تھیں۔ اور اس لڑکی کی بھی۔ وہ گھٹنوں پہ ہاتھ رکھ کے روتے روتے زمین پر بیٹھ گئی تھی۔ وہ لڑکی بھی دوڑ کر اس تک آئی تھی۔ نواح کو چھتری پکڑائے، وہ اس کے پاس آکر زمین پر ہی بیٹھ گئی۔

"کیا ہوا ہے تمہیں؟ کیوں ایسے رو رہی ہو؟"، وہ پریشان ہو گئی تھی۔ مگر حرم کے رونے میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔ وہ بس روئے جا رہی تھی۔ بری طرح۔ ہچکیوں اور سسکیوں کے ساتھ۔ بارش سے وہ اب دور تھی کیونکہ چھجہ لوہے کا بنا ہوا تھا۔ مگر چہرہ بارش کے پانی کے بجائے آنسوؤں نے بھگو دیا تھا۔ جب وہ چپ نہیں ہوئی تو اس لڑکی نے آگے بڑھ کر اسے خود سے لگالیا اور دھیرے دھیرے اس کا سر سہلانے لگی۔

"چپ ہو جاؤ۔ کیا ہو گیا ہے؟"، وہ سر اور پیٹھ سہلاتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔ نہایت نرمی سے۔ حرم کا حلق رو رو کر دکھنے لگا تو وہ دور ہوئی اور اپنا چہرہ صاف کیا پھر تشکر سے اس لڑکی کو دیکھا۔

"تمہارا شکریہ مجھے بچانے کا۔"، حرم ہلکا سا مسکرا کر کہنے کے بعد اٹھ کھڑی ہوئی تو وہ لڑکی بھی ساتھ ہی اٹھ گئی۔ حرم نے پیار سے نواح کو دیکھا اور گال ہلکے سے پکڑ کر مڑ گئی۔

"تم کہاں جاؤ گی؟"، پیچھے سے اس لڑکی کی پریشان سی آواز ابھری تو حرم آہستہ سے پیچھے ہوئی اور اس کی پریشان سبز آنکھوں میں جھانکا۔

Posted On Kitab Nagri

"اللہ کی دنیا بہت بڑی ہے۔ کہیں بھی چلی جاؤں گی۔"، وہ کہہ کر پھر سے مڑنے والی تھی کہ لڑکی نواح کا ہاتھ تھام کر آگے آئی اور اس کی کلائی نرمی سے پکڑی۔

"میرے ساتھ چل لو۔"، اس نے پریشانی سے کہا تو کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد اس نے اس کی بات مان کر سر ہلایا تو اس لڑکی کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔ حرم بھی ہلکا سا مسکرائی تھی مگر نقاب ہونے کے باعث اس لڑکی کو اس کا چہرہ نہ دکھا۔ اپنی بڑی سی چھتری میں اس کو بھی لیا اور چھوٹے سے نواح کو گود میں اٹھایا۔ بنچ سے پرس اٹھا کر کاندھے سے لٹکایا اور چل پڑی۔

"میرا نام زینہ نتالیہ ہے۔ میں انیس سال کی ہوں۔ یہ میرا بیٹا ہے، نواح۔"، زینہ نے اپنا تعارف کروایا تو اس کی آخری بات پر حرم نے سر موڑ کر اسے دیکھا۔ آنکھوں میں تھوڑی حیرت امڈ آئی تھی جو اس نے فوراً چھپالی تھی۔ مگر زینہ نے وہ دیکھ لی تھی اور شاید سمجھ بھی گئی تھی تبھی ہلکا سا کھنکار کر گویا ہوئی۔

"میں سولہ سال کی تھی جب ایک لڑکے نے مجھ سے کہا کہ وہ مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ میں تب کالج میں تھی۔ کچا ذہن تھا۔ اس نے اپنی محبت کا یقین دلایا اور میں نے آنکھیں بند کر کے یقین کر لیا۔ اپنے ماں باپ کے بے حد منع کرنے کے باوجود میں نے گھر چھوڑا اور اس سے کورٹ میرج کر لی۔ وہ مجھے اپنے گھر لے آیا تھا مگر اس کے ماں باپ نے بھی ہم دونوں کو گھر سے نکال دیا۔ مجبوراً ہم دونوں نے ایک چھوٹا سا مکان کرائے پر لیا اور وہاں رہنے لگے۔ بہت کچھ جھیلا تھا ہم نے ایک دوسرے کے لیے۔ روبرٹ اور میں نے، دونوں نے ہی جاب شروع کر دی تھی۔ پھر ایک دن نواح ہماری زندگی

Posted On Kitab Nagri

میں آیا تو میں تو بہت خوش تھی۔شاید ربرٹ بھی تھوڑا بہت خوش تو تھا ہی۔نواح کے بعد ہم دونوں کی ذمے داری بڑھ گئی تھی۔میں جاب پر نواح کو اپنے ساتھ لے کر جایا کرتی تھی۔سب کچھ ٹھیک چل رہا تھا تب تک جب تک کہ ایک دن روبرٹ نے مجھ سے کہا کہ وہ اب مجھ میں انٹرسٹڈ نہیں ہے۔اسے کوئی اور لڑکی پسند ہے اور وہ دونوں شادی کر رہے ہیں۔اور پھر کچھ ہی دنوں میں اس نے مجھے ڈائیورس دی اور ہم دونوں کو چھوڑ کر چلا گیا۔میں اکیلی رہ گئی۔نواح کی ذمے داری بہت بڑی تھی۔ میں اکیلے یہ ذمے داری نہیں نبھا سکتی تھی مگر کیا کرتی؟ بیٹا تھا میرا۔چھوڑ تو نہیں سکتی تھی نا۔ان ہی دنوں میری جاب چلی گئی تو میں سڑک پر آگئی۔گھر کا کرایہ نہیں تھا میرے پاس۔پھر مجھے ایک بار میں بار ہوسٹس کی جاب مل گئی۔ابھی میں اسی بار کے ساتھ والے کمرے میں رہتی ہوں۔تم بھی وہیں چل لو۔چھوٹا سا کمرہ ہے میرا مگر میں تمہاری خاطر تواضع کرنے کی پوری کوشش کروں گی۔"،زینہ آہستہ آہستہ کہہ رہی تھی اور حرم غور سے سن بھی رہی تھی اور اس کے تکلیف دہ تاثرات کو دیکھ بھی رہی تھی۔واقعی بہت مشکل ہوتا ہے گڑھے مردے اکھاڑنا!

"تم بتاؤ۔کہاں سے آئی ہو؟"،زینہ نے اس سے پوچھا تو حرم سر جھٹک کر سامنے سڑک کو دیکھنے لگی۔ اور پھر کہنا شروع ہوئی۔

"میرا نام حرم ہے۔حرم کبیر عالم۔میں پاکستان سے ہوں۔شادی کے بعد یہاں آئی تھی۔میرے شوہر کبیر بہت اچھے تھے۔میرا بہت خیال بھی رکھتے تھے۔آج۔۔۔) گلے میں گلٹی ڈوب کر ابھری تھی۔

Posted On Kitab Nagri

درد پھر سے سواہونے لگا تھا(ان کی ڈیتھ ہوگئی۔ اور ان کی بہن نے مجھے گھر سے نکال دیا۔"، حرم نے بتایاتوزینہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

"اور تم گھر چھوڑ کر آ بھی گئی؟ پاگل ہو کیا؟"، وہ بہت حیرت سے پوچھ بیٹھی تو حرم نے نم آنکھوں کے ساتھ سر اثبات میں ہلا دیا۔

"مگر وہ گھر میرا ہے۔ میرے شوہر نے وہ گھر اور اپنا ایک اور گھر میرے نام کر دیا تھا۔ میں جاؤں گی وہاں۔ مگر ابھی نہیں۔"، حرم نے کہہ کر سر موڑ کر اسے دیکھا توزینہ نے سمجھ کر سر ہلایا۔

زینہ کا کمرہ کافی چھوٹا سا تھا۔ ایک سنگل بیڈ ایک طرف تھا اور چھوٹا سا شیشہ ایک طرف دیوار پر لگا ہوا تھا۔ ایک طرف کانچ کی کھڑکی تھی جس پہ فی الوقت بہت سی بوندیں گر رہی تھیں۔ زینہ نے اسے پلنگ پر بٹھایا اور نواح کو پلنگ پر لٹا کر خود بھی اس کے سامنے پلنگ پر ہی بیٹھ گئی۔ اپنا سیاہ کوٹ اتار کر کرسی کی پشت پر ڈالا اور سنہرے گیلے بال کھول کر پیٹھ پہ بکھیر دیئے۔

"میری عدت چل رہی ہے۔ تب تک مجھے کوئی ٹھکانہ چاہئے۔ پھر میں چلی جاؤں گی۔"، حرم نے عدت کے بارے میں زینہ کو تفصیل سے بتایا اور پھر کہا توزینہ مسکرائی۔

"تم جب تک چاہو، یہاں رہ سکتی ہو۔"، اس نے نرمی سے کہا تو وہ بھی ہلکا سا مسکرا دی۔

Posted On Kitab Nagri

"تم یہاں اوپر سو جاؤ۔ میں اور نواح نیچے میٹرس پہ سو جاتے ہیں۔ تمہاری طبیعت ویسے بھی ٹھیک نہیں لگ رہی مجھے۔"، زینہ نے اس کے بہت ضد کرنے کے باوجود اسے نیچے سونے نہیں دیا تھا۔ اسے بلاوجہ خود بھی شرمندگی سی ہو رہی تھی۔

وہ زینہ کے ساتھ ہی رہتی تھی۔ عدت ختم ہونے کے فوراً بعد وہ کبیر کے گھر گئی تھی جہاں چوکیدار کے علاوہ کوئی نہ تھا۔ اسے دیکھ کر چوکیدار نے جلدی سے ادب سے دروازہ کھول دیا تھا۔ زینہ بھی اس کے ساتھ ہی آئی تھی۔ اس کا خوبصورت سا بنگلہ دیکھ کر وہ واقعی حیران رہ گئی تھی۔ حرم ڈائریکٹ اپنے کمرے کی طرف بڑھی تھی۔ سگرہ اور نغمہ بھی پاکستان جا چکے تھے۔ کبیر کی سلور گاڑی پورچ میں کھڑی تھی۔ دوسری گاڑی کا ایکسیڈینٹ میں کچومڑ بن گیا تھا۔

اس گھر کا ایک ایک کونہ کبیر عالم کی یاد دلاتا تھا۔ آخر کبیر عالم کا باب بھی ختم ہوا۔ اس کی زندگی میں ہر کوئی مختصر وقت کے لیے آتا تھا، پھر چلا جاتا تھا۔ جبھی چوکیدار اندر آیا تھا۔

"میڈم۔۔۔ وہ آپ کے بابا اور بھائی بھی یہاں آئے تھے۔ آپ کو بہت ڈھونڈا بھی انہوں نے۔ مگر پھر آپ نہیں ملیں تو وہ واپس چلے گ ئے ہیں۔ وہ کہہ رہے تھے کہ دوبارہ آئیں گے۔"، چوکیدار نے بتایا تو وہ تھوڑی پریشان ہو گئی۔ اپنے باپ کے پاس واپس جانے کا تو جواز ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ دل چاہتا بھی تھا تو انا تھپک کر اس چاہ کو سلا دیتی تھی۔ اف یہ انا!

Posted On Kitab Nagri

وہ سیدھی اپنے کمرے میں آئی اور اپنا ضروری سامان سمیٹا۔ پھر سائیڈ ٹیبل کے اندر دیکھا تو اس کا موبائل وہاں نہیں تھا۔ شاید کسی نے وہاں سے اٹھالیا ہو۔ پھر وہ وارڈروب کی طرف بڑھی تو کپڑے بھی نہیں تھے۔ بہت ہی کم سامان اسے ملا تھا۔ وہ زینہ کے ساتھ واپس جانے ہی والی تھی کہ اس کے کانوں میں کبیر کے الفاظ گونجے تھے۔

"میں نے اپنا پاکستان والا فلیٹ اور یہ گھر تمہارے نام کر دیا ہے۔"

وہ واپس کمرے کی طرف دوڑی تھی۔ اس نے کبیر کی الماری کھولنی چاہی تو اس پہ تالا لگا تھا۔ کچن کی طرف بڑھ کر اس نے جلدی سے ایک کیبنٹ کے پیچھے بنے ایک چھوٹے سے خانے سے چابیوں کا گھچا نکالا تھا اور پھر سے الماری تک آئی تھی۔ یہ الماری شاید کوئی اس لیے کھول نہیں پایا تھا کہ اس کی چابی نہیں ملی ہو گی۔ کانپتے ہاتھوں سے اس نے الماری کھولی تو سامنے کبیر کے سارے کپڑے اسی طرح پریس ہوئے ہوئے ہینگرز پر لٹکے ہوئے تھے۔ اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر ان کپڑوں کو چھوا تو کبیر کے اپنے پاس ہونے کا احساس شدت سے ہوا تھا۔ اس نے کپڑے تھام کر منہ سے قریب کیے تو کبیر کی خوشبو اسے آئی۔ اللہ! دل میں ایک درد سا اٹھا تھا۔ شدید درد۔

وہ کپڑے کبیر کے تھے۔ ان کپڑوں میں کبیر کی خوشبو تھی۔ آنسو ٹوٹ کر اس کی آنکھوں سے گرے تھے۔ اور کبیر کی آف وائٹ آفس شرٹ کو بھگو گئے تھے۔ دل ایک بار پھر رو رہا تھا، وہ بھی خون کے آنسو۔ حلق میں درد ہونے لگا تھا۔ زینہ باہر تھی تبھی وہ اتنا کھل کر رو دی تھی۔ کبیر اس کی زندگی کا

Posted On Kitab Nagri

باب نہیں تھا شاید۔ وہ اس کی زندگی بن کر رہ گیا تھا۔ اس نے الماری کے اوپر سے کبیر کا سوٹ کیس نکالا تھا اور اس میں کبیر کے سارے کپڑے ڈالے تھے۔ وہ ان کپڑوں کو نہیں چھوڑ سکتی تھی۔ یہ کپڑے اس کے کبیر کے تھے۔ ہاں وہ اسی کا تو تھا!

کپڑے ڈالنے کے بعد اس نے کبیر کا لاکر دیکھا تو زمین پر بیٹھ کر لاکر کھولنے لگی۔ لاکر لاک تھا۔ اور اس کا پاسورڈ حرم کو نہیں آتا تھا۔ پریشانی سے انگلیاں چٹختے ہوئے اس نے Hurrem ڈائل کیا تو اچانک ہی کلک کی آواز سے لاکر کھل گیا تھا۔ کبیر اس سے واقعی بہت پیار کرتا تھا۔ بے اختیار کبیر کی محبت اس کے دل میں مزید بڑھ گئی تھی۔ لاکر میں چند فائلز تھیں اور ایک بڑا خاکی لفافہ تھا۔ اس نے سب چیزیں باہر نکالیں اور باری باری کر کے فائلز کھول کے دیکھیں تو پاکستان والے فلیٹ اور اس گھر کی فائلز اسے مل گئیں۔ پھر اگلی فائل کھولی تو وہ ایک اور گھر کی تھی۔ حرم اس گھر کے بارے میں نہیں جانتی تھی۔ اس کا ایڈریس بھی ساتھ ہی لکھا ہوا تھا۔ اب خاکی لفافے کی باری تھی جس پر بڑا بڑا "ہیپی برتھ ڈے حرم" لکھا ہوا تھا۔ ایک مسکراہٹ نے اس کے لبوں کو چھوا تھا۔ آج اس کی برتھ ڈے ہی تھی۔ اور کبیر نے اس کی برتھ ڈے کا تحفہ پہلے سے ہی لے کر رکھا ہوا تھا۔ یہ اتفاق تھا کہ اس کا تحفہ اس کو اپنی برتھ ڈے پر ہی مل رہا تھا۔ اس نے لفافہ کھولا تو اندر کچھ کاغذات تھے۔ سفید کاغذ کھول کے دیکھا تو آنکھوں میں پھر سے نمی در آئی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

وہ ایک اسکیچ تھا۔ حرم امین کا اسکیچ، جو کبیر عالم نے بنایا تھا۔ وہ تو ویسے بھی آرٹ میں بہت اچھا تھا۔ اس لفافے میں ایک اور چٹ بھی تھی۔ اس نے وہ چٹ کھولی اور پڑھنے لگی۔

"تم بہت اچھی ہو، حرم کبیر عالم۔ہیپی برتھ ڈے۔ اپنے لیے نہ سہی، میرے لیے ہی سہی، مگر اپنا بہت خیال رکھنا۔ ایک اور گفٹ بھی ہے۔ لفافہ صحیح سے دیکھو۔"، اس نے پڑھ کر لفافہ پھر سے دیکھا تو اندر ایک کی چین رکھی تھی۔ کی چین نکال کر دیکھا تو آنکھیں چمک اٹھیں۔

وہ ایک سیاہ رنگ کی کی چین تھی جس پہ سلور رنگ سے "Shazil Kabir Alam" لکھا تھا۔ حرم مسکرائی تھی۔ مسکرانا ہی تو چاہئے تھا اسے۔ کبیر جیسا شخص اس کا جو تھا!

وہ تمام چیزیں اٹھائے باہر آئی تھی جہاں زینہ نواح اور چوکیدار کے ساتھ کھڑی تھی۔

"میڈم، آپ جا رہی ہیں؟"، چوکیدار نے اداسی سے پوچھا تو اس نے سر اثبات میں ہلا دیا۔ یہ جگہ چھوڑنے پر اسے افسوس بھی بہت ہو رہا تھا۔ مگر کیا کرتی؟ مجبوری تھی!

"کیون۔۔۔ میں جا رہی ہوں۔ مگر یہ گھر میرا اور کبیر کا ہے۔ کبیر نے یہ گھر میرے نام کر دیا ہے۔ یہاں اب کوئی اور نہیں آئے گا۔ یہ فائلز بھی اسی گھر کی ہیں۔ آپ یہیں رہیں۔ آپ کے اس سال کی سیلیری تو کبیر نے آپ کو دے دی تھی۔ آپ یہاں کی رکھوالی کرتے رہیں گے۔ کوئی بھی آئے تو میرے بارے میں کسی کو بھی بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اوکے؟"، اس نے بات مکمل کر کے کیون کو دیکھا تو اس نے سر فرمانبرداری سے ہلایا۔ پھر وہ واپس آ گئی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

کچھ ہی دنوں میں وہ زینہ اور نواح کو لے کر کبیر کے اس گھر میں شفٹ ہو گئی تھی جس کا ایڈریس کبیر نے فائل میں لکھا تھا۔وہ گھر چھوٹا سا، مگر کافی اچھا تھا۔

کچھ ماہ بعد۔۔۔

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

Posted On Kitab Nagri

ہسپتال کے کمرے میں سائیڈ ٹیبل پر سفید گلابوں کا بکے رکھا تھا۔پلنگ پر تکیوں سے ٹیک لگائے وہ آنکھیں موندے لیٹی تھی۔ چہرہ زرد سا لگتا تھا۔ آنکھوں کے نیچے سیاہ حلقے تھے۔دائیں ہاتھ پہ ڈرپ لگی تھی۔ سیاہ بال تکیے پر بکھرے ہوئے تھے۔اس کے پلنگ سے کچھ فاصلے پر بنچ پر زینہ بیٹھی تھی۔نواح بھی اس کے برابر میں ہی بیٹھا ہوا تھا۔

تبھی حرم کی آنکھیں کھلیں تو زینہ جلدی سے اٹھ کر اس تک آئی اور اس کے بال سہلائے۔نرمی سے اس کو دیکھا جواب پوری طرح آنکھیں کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کیسی ہو؟"، زینہ نے آہستہ سے پوچھا تو وہ محض "ٹھیک" بول کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ نظریں کسی کو تلاش کر رہی تھیں۔ زینہ مسکرا کر بے بی کاٹ کی طرف بڑھی تھی۔ اندر سے چادر میں لپٹا ننھا سا وجود نکالا اور اس کا گال چومتے ہوئے حرم تک آئی اور اسے تھمایا۔ حرم کی گود میں آتے ہی اس نے اپنی آنکھیں کھولی تھیں۔ اس کی آنکھیں سبز تھیں، بالکل کبیر کی آنکھوں کی طرح۔ حرم مسکرائی تھی۔ ایک یہ دعا تو اس نے پچھلے مہینے میں کئی دفعہ کی تھی کہ اس کے بیٹے کی آنکھیں کبیر کی جیسی ہوں۔ اس کی دعا قبول ہو گئی تھی۔

"آپ کی جیسی آنکھیں ہیں شازل کی، کبیر۔"، وہ ہلکی سی آواز میں بولی تھی۔ پھر سر اٹھا کر پاس کھڑی زینہ کو دیکھا تو آنکھوں میں نمی امڈ آئی۔ ان سارے مہینوں میں زینہ نے اس کا بہنوں سے بھی بڑھ کر

Posted On Kitab Nagri

خیال رکھا تھا۔زینہ نے آگے بڑھ کر اسے اپنے ساتھ لگایا تھا، پھر نواح کا ہاتھ تھام کر نواح کو کچھ کھانے پینے کا دلانے کی غرض سے کینٹین گئی تھی۔ پیچھے شازل کو ہاتھ میں تھامے حرم نے چہرہ اس کے کانوں تک کیا اور آہستہ سی آواز میں بولی۔

"اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔اشھد اللہ الہ اللہ۔ اشھد اللہ الہ اللہ۔ اشھد ان محمد الرسول اللہ۔ اشھد ان محمد الرسول اللہ۔ حی علی الصلوۃ۔ حی علی الصلوۃ۔ حی علی الفلاح۔ حی علی الفلاح۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔لا الہ اللہ۔"، وہ آہستہ آواز میں شازل کے کان میں اذان دیتی ہچکیوں کے ساتھ رو رہی تھی۔ کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ اپنے بچے کے کان میں اذان بھی خود دینی ہو گی۔

گزاری نہ جاسکے ہم سے جو زندگی

ہم نے وہ زندگی گزاری ہے۔

"تمہارا نام شازل کبیر عالم ہے۔ تمہارا نام شازل کبیر عالم ہے۔" وہ دہرا رہی تھی۔ اور شازل سبز آنکھیں کھولے اسے حیرانی سے تک رہا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

"اَللّٰہُ اَکۡبَرُ. اَشۡھَدُ اَنۡ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَللّٰہُ. اَشۡھَدُ اَنِّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اَللّٰہِ. اَشۡھَدُ اَنّ عَلِيًّا وَلِيُّ اَللّٰہِ. حَيِّ عَلَی اَلصَّلَاۃِ۔ حَيِّ عَلَی اَلصَّلٰوۃِ۔ حَيِّ عَلَی اَلفَلَاحِ۔ حَيِّ عَلَی اَلۡفَلَحِ۔ حَيِّ عَلَی خَیۡرِ اَلۡعَمَلِ۔ قَدۡ قَامَتِ اَلصَّلَاۃُ۔ قَدۡ قَامَتِ اَلصَّلٰوۃُ۔ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَللّٰہُ۔"

Posted On Kitab Nagri

یہ پڑھ کر اس نے اپنے آنسو پونچے اور شازل کا ماتھا اور گال چوما۔ وہ بالکل کسی روئی کے گالے کی طرح نرم تھا۔ تبھی زینہ نواح کے ساتھ اندر داخل ہوئی تھی۔ اس کے چہرے پر عجیب سی پریشانی تھی۔ نواح کو جوس پکڑا کر بینچ پر بٹھا کر وہ حرم تک آئی۔ حرم اس کو دیکھ کر مسکرائی۔

"حرم۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ تم نے۔۔۔ کیا پڑھا ابھی؟"، زینہ نے اٹک اٹک کر پوچھا تو حرم مسکرائی۔

"اذان اور اقامۃ۔"، حرم نے جواب دیا تو زینہ اس کے سامنے اس کے پلنگ پر بیٹھی۔

"میں عیسائی نہیں ہوں، حرم۔۔۔ میں ملحد ہوں۔ مگر میں اپنے اور اپنے بیٹے کے لیے ایک مذہب چننا چاہتی ہوں۔ تم ایسا کرو۔۔۔ تم مجھے اپنے مذہب کے بارے میں بتاتی رہا کرو۔ کیا پتا کہ میرا دل بدل جائے۔"، زینہ نے بغیر کسی تمہید کے کہا تو حرم کچھ دیر تک تو حیرانی سے اسے دیکھے گئی، پھر سر سمجھ کر اثبات میں ہلا دیا۔

شازل کافی شرارتی سا بچہ تھا۔ ہر وقت ناک میں دم کیے رکھتا تھا۔ شکل سے تو پورا کبیر کی طرح تھا مگر طبیعت اور عادتیں کبیر کے بالکل برعکس تھیں۔ وہ بالکل حرم کے بچپن جیسا تھا۔ ایک جگہ ٹک کر نہ بیٹھنے والا۔ ہر وقت کوئی نا کوئی شرارت اس کے ذہن میں چل ہی رہی ہوتی تھی۔ حرم نے کبیر کا پرانا گھر کرائے پر دے دیا تھا جس سے اب اس کا اور شازل کا خرچ وغیرہ نکل جاتا تھا۔ زینہ کو ایک کافی

Posted On Kitab Nagri

شاپ پہ اکاؤنٹنٹ کی جاب مل گئی تھی۔ حرم ہر بار فیئر پر زینہ کے ساتھ جایا کرتی تھی۔ ویسے تو اسے کوئی خاص ضرورت نہیں تھی، مگر پھر بھی وہ جاتی تھی۔

وہ پوری طرح سے بدل گئی تھی۔ وہ عبائے میں چھپی حرم وہ اب بالکل نہیں رہی تھی۔ اسے چوکیدار سے پتا چلا تھا کہ امین دوبارہ اس کو ڈھونڈنے آئے تھے اور اب پورے لندن میں اسے تلاش رہے تھے۔

یہی وجہ تھی کہ اس نے اپنا حلیہ بالکل بدل دیا تھا۔ پوری طرح سے۔ مگر پہلے کے برعکس وہ اللہ کے مزید قریب ہو گئی تھی۔ اپنی ہر بات اللہ کو ہی بتاتی تھی۔ بعض دفعہ تو پوری پوری رات سوتی ہی نہیں تھی۔ بس جاگ کر اللہ سے باتیں کرتی رہتی۔

وقت گزر رہا تھا۔ سب بدلتا جا رہا تھا۔ وہ بھی!

شازل اب ساڑھے تین سال کا ہو گیا تھا۔ وہ اپنی پرانی زندگی چھوڑ کر کافی مطمئن تھی۔ سب کچھ ٹھیک تھا جبھی ایک دم سے اچانک ہی حیدر شاہ زادہ سے اس کا سامنا ہوا تو ایک بار پھر وہ وہیں پہنچ گئی تھی جہاں سے سب شروع ہوا تھا۔

حیدر اس کے سامنے بیٹھا دم سادھے اسے سن رہا تھا۔ اس کی بات ختم ہوئی تو ایک آنسو اس کی آنکھوں سے ٹوٹ کر گرا۔ دکھ اور درد پھر سے ہرا ہو گیا تھا۔ اس نے گڑھے مردے جو اکھاڑ لیے تھے!

Posted On Kitab Nagri

"تمہارا بیٹا کہاں ہے؟"۔ بات کے اختتام پر ایک گہری خاموشی کے راج کے بعد حیدر نے آہستہ سے یہ پوچھا تھا۔ کچھ دیر خالی خالی نظروں سے اسے تکنے کے بعد حرم اٹھ کے باہر گئی تھی۔ حیدر کمرے میں اکیلا بیٹھا رہ گیا تھا۔

یہ کیا ہو گیا تھا حرم کے ساتھ؟ کیا کیا سہا تھا اس نے؟ اس کی جھیلی ہوئی تکالیف کے بعد حیدر کو اپنے دکھ بہت کم لگ رہے تھے۔ اپنا نقصان بہت ہی کم لگ رہا تھا۔

تبھی حرم گود میں ایک چھوٹے سے بچے کو اٹھائے اندر داخل ہوئی تھی۔ وہ ہلکے بھورے بالوں والا چھوٹا سا سرخ گالوں والا بچہ تھا۔ سبز آنکھوں میں مستی اور شرارت تھی۔ ہاتھوں میں ایک کاپی تھامے، گلابی پینسل کلر سے وہ پتا نہیں کیا کیا بنا رہا تھا۔ ہونٹوں پہ گہری مسکراہٹ تھی۔ اس کی نظریں کاغذ پر ہی جمی تھیں۔ وہ تقریبا ساڑھے تین سال کا تھا۔

"مما۔۔۔ یہ دیکھیں۔"۔ اس نے کاغذ کی طرف اشارہ کر کے حرم سے کہا تو حرم نے مسکرا کر اس کا گال چوما۔

"شازل۔ یہ دیکھو۔ یہ حیدر انکل ہیں۔"۔ حرم نے شازل کو حیدر کی طرف متوجہ کر کے اشارہ کر کے کہا تو شازل اس کی گود سے اتر کر حیدر کی طرف آیا اور ہاتھ آگے بڑھا کر اسے سلام کیا۔ اس کا ننھا سا ہاتھ تھام کر حیدر نے چوما اور پھر کچھ قریب کر کے اس کا گال بھی چوما۔

Posted On Kitab Nagri

"شکر ہے یہ نہیں کہا کہ شازل، وہ دیکھو۔ حیدر ماموں۔"، حیدر ہلکا سا بڑبڑایا اور پھر شازل کو پکڑ کر گود میں بٹھایا تو شازل فوراً ہی اپنے ہاتھ بڑھا کر اس کے گلے لگ گیا اور اس کے سینے پر اپنا سر رکھ دیا۔

اس کی اس حرکت پر حرم تو حرم، حیدر بھی حیران رہ گیا تھا۔ وہ بالکل اپنائیت سے اس کے سینے پہ سر رکھے، بار بار سر اٹھا کر مسکرا کر اسے دیکھ رہا تھا۔ اسے حیدر بہت پسند آیا تھا۔ اسے دیکھ کر حیدر کے چہرے پر پھر سے ایک جاندار مسکراہٹ آئی تھی۔ وہ تھا ہی اتنا پیارا!

"شازل۔ کم ہیئر۔"، حرم نے بازو آگے بڑھائے تو وہ مسکراتے ہوئے حیدر کی گود سے اترا اور حرم کی گود میں آکے بیٹھا۔ پھر مزے سے چھوٹی سی انگلی سے سامنے بیٹھے حیدر کی طرف اشارہ کیا۔

"ہی از سو گڈ، مما۔"، وہ اشارہ کر کے مسکرا کر بتانے کے بعد اپنا چہرہ اپنے ہاتھوں میں چھپا گیا، پھر بار بار ہاتھ ہٹا کر مسکرا کر اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ حرم کو بے اختیار اس پہ بہت پیار آیا تھا تبھی پھر سے اس کا گال چوما۔

"بہت پیارا ہے ماشاءاللہ سے تمہارا بیٹا۔"، حیدر نے مسکرا کر کہا تو وہ بھی مسکرا دی۔

"تم بتاؤ۔ تم یہاں کیسے پہنچے؟"، اب کے حرم نے پوچھا تو حیدر ہلکا سا مسکرایا۔

"لندن کی بات کر رہی ہو یا زندگی کے اس فیز کی؟"، اس نے مسکرا کر پوچھا تو حرم نے پہلے کچھ کنفیوژن سے اسے دیکھا پھر شانے اچکائے۔

Posted On Kitab Nagri

"کوئی بھی بتادو۔"، کہہ کراس نے شازل کو صوفے پر بٹھایااور اس کی طرف متوجہ ہوئی۔ حیدر سمجھ کر سر ہلانے لگااور پھر آگے کو ہوا، ہاتھ باہم پھنسائے اور کہنا شروع کیا۔

"مغرور۔۔۔روڈ۔۔۔پرفیکٹ۔۔۔صوبر۔۔۔سب سے مختلف۔۔۔اپنے غرور پر بھی غرور کرنے والا۔۔۔یہ تھا میں۔ اور جانتی ہو بن کیا گیا ہوں؟ ایک ادنی انسان جس کو ایک دن زوال آجائے گا۔ اس کا جسم خاک میں مل کر خاک ہو جائے گا۔ سارا غرور ختم۔ ساری پرفیکشن مٹی میں مل گئی۔۔۔میں خود مٹی ہو گیا۔"، حیدر نے آہستہ آہستہ کہتے ہوئے نظریں زمین پر بچھے قالین پر جمائیں۔ اور کہنا جاری رکھا۔

چھ سال قبل۔۔۔

رات کا اندھیرا ہر سو پھیلا ہوا تھا۔ شاہ حویلی میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ایسے میں حویلی کے ایک کمرے میں جھانکا جاتا تو حیدر اور صائم پلنگ پہ بیٹھے ایک دوسرے سے محو گفتگو نظر آتے۔ سرمئی رنگ کی آرام دہ ٹی شرٹ پہنے، بکھرے بالوں کے ساتھ وہ صائم سے کچھ فاصلے پر بیٹھا تھا۔

"ویسے بڑی جلدی ہے شادی کی آپ کو۔۔۔ہاں؟ بابا کے کہنے کی دیر تھی بس۔ فورا سے رخصتی کروانے پاکستان پہنچ گ ئے۔"، حیدر نے شرارتی لہجے میں کہا تو صائم بھی مسکرانے لگا۔ اس کی آنکھوں میں چمک مزید بڑھ گئی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

"اچھا سب چھوڑو۔۔۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ آج کتنی نمازیں پڑھیں؟"، صائم نے اس کی بادامی رنگ کی آنکھوں میں جھانک کے دھیرے سے کہا تو حیدر کے چہرے کی مسکراہٹ بالکل غائب ہوئی۔ وہ ذرا جھینپ کر سیدھا ہو بیٹھا۔

"کیا ہو گیا بھائی؟ پڑھنا شروع کروں گا میں ابھی کچھ دنوں میں۔ آپ تو تفتیش کرنے لگ گئے ہیں۔"، وہ ذرا جھینپ کر بولا تو صائم نے جیسے افسوس سے اسے دیکھا۔

"کب پڑھو گے نماز؟ جب ملک الموت تمہارے سر پر کھڑا ہو کر بولے گا کہ اے عبداللہ! تمہارا وقت آ گیا ہے۔ تیاری پکڑ لو۔"، صائم نے جیسے بہت افسوس سے پوچھا تھا۔ حیدر شرمندہ تو ہوا تھا مگر کوئی جواب نہ دیا۔

"بار نہیں گئے آج؟"، کچھ دیر دونوں کے درمیان خاموشی حائل رہی پھر صائم نے اچانک ہی پوچھا تو حیدر کو مزید شرمندگی نے آ گھیرا۔ وہ کچھ اور سیدھا ہوا اور پھر ہلکا سا مسکرا کر سر نفی میں ہلایا۔ مسکراہٹ بھی شرمندگی والی ہی تھی۔

www.kitabnagri.com

"آج آپ آئے تھے نا۔ تبھی نہیں گیا۔"، اس نے جواب دیا تو صائم نے پھر سے افسوس سے سر جھٹکا۔

"کیوں؟ میری وجہ سے نہیں گئے مگر اللہ کا خوف تمہیں نہیں روک سکتا؟ ایسا کیوں؟"، صائم نے سوال ہی ایسا پوچھا تھا جس کا حیدر کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ گھر میں صائم کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ بار بھی جاتا ہے۔

Posted On Kitab Nagri

"بھائی۔ ان سب باتوں کو چھوڑو نا۔ یہ بتاؤ کہ شادی کے لیے ڈانس کی پریکٹس کب سے اسٹارٹ کرنی ہے ؟"، حیدر نے موضوع بدلنے کی غرض سے کہا تو صائم نے پھر سے افسوس میں سر نفی میں ہلایا۔

"گانے نہیں چلیں گے میری شادی پہ۔ نعتیں چلانی ہوں تو مجھے کوئی مسئلہ نہیں۔"، اس نے ہلکے سے شانے جھٹک کر کہا تو حیدر ہنسنے لگا۔

"ہنسے کیوں ؟"، صائم نے پوچھا تو حیدر نفی میں سر ہلاتا چپ ہو گیا۔

"اچھا ایک بات بتاؤ۔ نماز کب پڑھنا شروع کرو گے ؟ بالکل فکس دن بتاؤ کہ دس سال بعد کرو گے یا بیس سال بعد یا پھر مرنے سے کچھ دن پہلے ؟"، صائم ایک بار پھر بات کا رخ اسی سمت موڑ چکا تھا جہاں سے حیدر نے بڑی مشکل سے موڑا تھا۔

"بھائی، اب ایسا بھی نہیں ہے۔ انشاء اللہ اگر اللہ نے چاہا تو جلد ہی پڑھوں گا۔"، کہہ کر اس نے ناراضگی سے صائم کو دیکھا جو اب بھی اداس نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"جانتے ہو حیدر ؟ میں کوئی مولوی، ولی یا پرہیزگار شخص نہیں ہوں۔ صرف ایک مسلمان ہوں۔ صرف نماز ہی وہ واحد چیز ہے جو مسلمان کو دوسرے لوگوں سے الگ کرتی ہے۔ نماز ہی نہ ہوئی تو مسلمان کیسے کہلاؤ گے ؟"، صائم نے کہا تو حیدر کے گلے میں گلٹی ڈوب کر ابھری۔

"قضا پڑھو یا دیر سے پڑھو۔۔۔ فرض پڑھو یا سنت بھی پڑھو۔ نوافل پڑھو یا واجبات بھی پڑھو، مگر نماز پڑھو۔ کیونکہ اگر نماز بھی نہ پڑھو تو پھر رہ ہی کیا جاتا ہے ؟ اور کچھ ہے تمہارے پاس قیامت کے روز اللہ

Posted On Kitab Nagri

کے سامنے پیش کرنے کے لیے؟"، صائم نے آہستہ سے کہا تو حیدر کے کان سائیں سائیں کرنے لگے۔ وہ خفت سے سرخ پڑ گیا تھا۔

"قیامت کے روز سب سے پہلا سوال نماز کا ہو گا۔ اگر پہلے ہی سوال کا جواب غلط ہو یا جگہ ہی بلینک ہو تو ٹیچر کو آگے کا پیپر بھی کچھ خاص امپریس نہیں کرتا۔ تم کیا چاہتے ہو؟"، وہ اس سے پوچھ نہیں رہا تھا۔ اسے تمام ممکنات بتا رہا تھا۔

"قیامت تو دور کی بات ہے، حیدر۔ قبر کا عذاب ہی ہمیں ڈھا دے گا۔ جانتے ہو کیا ہو گا؟ کیسے کیسے فیز ہوں گے قبر کے بھی؟ زمین کے بدلے اور اس کی نفرت۔۔۔ منکر و نکیر کی گرج۔۔۔ منکر نکیر کے سوالات، زمین کی بے دردی، وہ سانپ، وہ اعمال جن کو انسانی شکل دے کر ہمارے پاس بھیجا جائے گا۔۔۔ منکر و نکیر کا وہ ہتھوڑا۔۔۔ سب بہت خطرناک ہو گا، حیدر۔ پھر سوائے پچھتاوے کے کچھ نہیں رہ جائے گا۔ کچھ بھی نہیں۔"، وہ آہستہ آہستہ کہتا اس کے دل کی دھڑکنوں کو بڑھا گیا تھا۔ حیدر کے بائیں کاندھے میں درد ہونے لگا تھا مگر وہ اب بھی سن ہی رہا تھا۔

"بعد کے لیے چھوڑے جانے والے کام بعد کے لیے ہی رہ جاتے ہیں۔ ان کا نمبر پھر کبھی نہیں آتا۔ جانتے ہو اللہ قرآن میں کیا کہتا ہے؟"، اس نے پوچھا تو حیدر کی گردن خود بخود ہی نفی میں ہلی تھی۔

"اللہ کہتا ہے کہ "اور تمہاری آخری منزل اللہ ہے۔"۔ جب اللہ نے کہہ دیا تو کیا کوئی اور گنجائش بچ جاتی ہے؟ جب آخری منزل ہے ہی ہمارا رب، تو کیا یہ دنیا اس قابل ہے کہ اس کے پیچھے خوار ہوا

Posted On Kitab Nagri

جائے؟ اس کے پیچھے اندھا دھند بھاگا جائے؟"، صائم نے کہا تو حیدر نے ایک بار پھر ناں میں سر ہلایا۔ اب درد کاندھے سے ہوتے ہوئے دل تک پہنچ گیا تھا۔ بے اختیار ہی اس نے کاندھا دبایا تھا۔

"میں چلتا ہوں۔ خدا حافظ۔"، وہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا تھا اور صائم کی کوئی بات سنے بغیر ہی کمرے کا دروازہ ٹھاہ سے بند کر کے باہر چلا گیا تھا۔ کمرے میں آکر اس نے چند گہری گہری سانسیں لی تھیں۔ پھر آگے بڑھ کر سائیڈ ٹیبل سے پانی پیا اور بستر پر لیٹ گیا۔ لائٹ آف کرنے سے پہلے اس نے وال کلاک پر ٹائم دیکھا تو ڈیڑھ بج رہے تھے۔

لائٹ وغیرہ آف ہوئیں تو کمرے میں محض اے سی کی آواز گونجنے لگی۔ گھر پہ ویسے بھی کوئی نہیں تھا۔ عثمان اور رابی بھی اس کے ماموں کے ہاں کراچی گ ئے ہوئے تھے اور ریحان اور صائمہ بھی پاس والے گاؤں ایک شادی کے سلسلے میں گ ئے ہوئے تھے۔ ذیشان تو ویسے بھی ٹریننگ پر تھا۔ گھر میں صرف وہ تینوں بہن بھائی اور انعم ہی تھی۔

جب اس کی آنکھ کھلی تو اس نے اندھیرا دیکھا... گھپ اندھیرا... وہ جہاں لیٹا تھا وہاں قبر کی طرح اندھیرا تھا... قبر؟ نہیں، یہ قبر نہیں ہو سکتی تھی! لیکن پھر اس نے اپنا سر بائیں اور دائیں طرف موڑا، لیکن وہاں سوائے "اندھیرے" کے اور کچھ نہیں تھا۔ قبر کی طرح اندھیرا تھا۔ ایک منٹ! وہ بار بار قبر کے بارے میں کیوں سوچ رہا تھا...؟ وہ قبر میں تو نہیں تھا... وہ تو زندہ تھا۔ یہ ایک عجیب اندھیرا تھا جس میں وہ ایک چیز بھی نہیں دیکھ سکتا تھا، ایک بھی انعکاس نہیں دکھ رہا تھا، نہ ہی کوئی وجود، نہ ہی روشنی کی ایک

Posted On Kitab Nagri

بھی کرن۔۔۔نہ ہی اس کے ہاتھ کی ایک بھی انگلی... ایک بال بھی نہیں! اس نے اپنے آپ کو بالکل سیدھا لیٹا محسوس کیا اور اس نے محسوس کیا کہ اس کا جسم حرکت نہیں کر پا رہا ہے... اسے ایسا لگا جیسے اس کے ہاتھ اور بازو اور ٹانگیں مضبوطی سے بندھے ہوئے ہوں... اسے لگ رہا تھا کہ وہ مٹی پر پڑا ہے... وہاں بہت بے چینی تھی۔۔ وہ وہاں بہت غیر آرام دہ تھا! وہاں کوئی ہوا، روشنی، کوئی جگہ نہیں تھی۔ اسے لگا جیسے وہ کوئی مردہ جسم ہو جو غلطی سے اچانک جاگ گیا ہو۔ مردہ جسم؟؟؟ وہ کیا سوچ رہا تھا؟؟؟ وہ تو زندہ تھا... وہ مردہ تو نہیں تھا! اس نے اپنے سر کو تھوڑا سا جھٹکنے کی کوشش کی لیکن پھر محسوس ہوا کہ اس کا سر بھی ہلنے کے قابل نہیں ہے۔ اب وہ تنگ ہو رہا تھا... یہ کیا تھا؟ اور یہ کیوں ہو رہا تھا؟ وہاں سب اتنا عجیب کیوں تھا؟

اسے اب وہاں گھٹن سی ہونے لگ گئی تھی۔ وہ بے چین ہو رہا تھا۔ اسے وہاں سے نکلنا تھا۔۔۔ جلد از جلد! اور وہ جانتا تھا کہ اگر وہ جلد یہاں سے نہ نکلا تو وہ ختم ہو جائے گا۔ ابھی وہ پریشان ہی تھا کہ اچانک ایک خطرناک سی آواز اس کی سماعتوں میں گونجی تھی۔ وہ آواز اتنی خطرناک تھی کہ اس نے ایسی خطرناک آواز آج تک نہیں سنی تھی۔۔۔ وہ طوفان کی مانند برسنے والی آواز بہت بھیانک تھی اور وہ الفاظ تو اور زیادہ دل دہلا دینے والے تھے۔۔۔

"مجھ پر چلنے والے تمام لوگوں میں سے تم تھے عبداللہ، جس سے میں سب سے زیادہ نفرت کرتی تھی۔"

Posted On Kitab Nagri

یہ الفاظ۔۔۔یہ آواز۔۔۔یہ لہجہ۔۔۔یہ گرج تو اس نے کبھی نہیں سنی تھی۔۔۔پر ہاں ایسے الفاظ تو اس نے کہیں سن رکھے تھے۔۔۔شاید کل رات ہی جب۔۔۔

جب وہ مر گیا تھا۔۔،ہاں وہ تو مر گیا تھا!اس کو تو اچانک ہی دل میں شدید درد اٹھا تھا۔۔۔ایسا درد جیسا اس نے کبھی نہیں سہا تھا۔۔۔ایسا درد جو اسے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔تو کیا وہ واقعی مر گیا تھا؟ مگر ابھی تو اس نے زندگی جی بھی نہیں تھی صحیح سے۔۔۔ابھی تو اسے بہت جینا تھا۔۔۔ابھی تو اس نے نماز پڑھنا بھی شروع نہیں کی تھی۔۔۔ابھی تو اس نے قرآن پڑھنا بھی نہیں شروع کیا تھا۔۔۔ابھی تو اس کی زندگی کے صرف بیس سال گزرے تھے۔ابھی تو بڑے بابا کی باری تھی۔۔۔پھر بڑی امی کی باری تھی۔۔۔پھر بابا کی باری تھی۔۔۔پھر ماما کی باری تھی۔۔۔پھر صائم بھائی کی باری تھی۔۔۔پھر کبری آپی کی باری تھی۔۔۔اس کے بعد کہیں جا کے اس کی باری تھی۔مگر وہ تو ان سب سے پہلے ہی مر گیا تھا۔۔۔مگر اس نے قبر کی تیاری تو کی ہی نہیں تھی۔۔۔وہ تو ابھی آج کل یونیورسٹی کے اگزام کی تیاری کر رہا تھا۔۔۔قبر اور عذاب کی تیاری کا تو ابھی اس نے سوچا بھی نہیں تھا۔ابھی تو اس کی باری میں بہت وقت تھا۔۔۔ہاں!اسے بڑھاپے یا تھوڑی بڑی عمر میں جا کے حج اور عمرہ کرنا تھا۔اور اپنے زندگی بھر کے گناہ بخشوانے تھے۔اسے نماز بھی شروع کرنی تھی۔ایسا نہیں تھا کہ اسے آخرت کا ڈر نہیں تھا! آخرت کا ڈر تو تھا اسے۔۔۔ایمان بھی تھا۔۔۔مگر اتنی جلدی کا تو اس نے ہر گز نہیں سوچا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

جبھی وہ آواز ایک بار پھر گونجی تھی۔۔۔وہ دل دہلا دینے والی آواز۔۔۔وہ کان کے پردہ ہلا دینے کی صلاحیت رکھنے والی آواز۔۔۔

"اے عبداللہ، میں اس پورے وقت میں تمہارا انتظار کر رہی تھی!"، یہ کس کی آواز تھی جو ہتھوڑے کی مانند اس کے کان پہ برس رہی تھی۔ "میں تمہارے اپنے پاس آنے کا انتظار کر رہی تھی۔"،

وہ چیخ چیخ کے رونا چاہتا تھا۔۔۔اس آواز کو روکنا چاہتا تھا۔۔۔اپنے کان اتنی زور سے بند کرنا چاہتا تھا کہ اسے دوبارہ وہ آواز نہ آئے، پر وہ کچھ بھی کرنے سے قاصر تھا۔ اتنا بے بس تو وہ آج سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ اتنا خوفزدہ تو وہ پہلے کبھی نہ ہوا تھا! اتنا ڈر تو اسے پہلے کبھی نہ لگا تھا! وہ تو حیدر شاہ زادہ تھا، عثمان شاہ زادہ کا بیٹا۔۔۔شاہ خاندان کا چشم و چراغ۔۔۔ان کے محل جیسے گھر کی رونق تھا! اس کے دم سے تو شاہ خاندان میں رونق ہوا کرتی تھی۔۔۔اس پہ تو پورے خاندان کی لڑکیاں مرتی تھیں۔۔۔اس کی تو ہر ادا پہ اس کی ماں رابی شاہ زادہ مرتی تھیں۔ اس کے ساتھ اپنی یونیورسٹی جانے کے لئے تو کبری آپا منتیں کرتی تھیں۔۔۔وہ تو تھا ہی ایسی شخصیت کا مالک کہ اسے دیکھ کر تو اس کی بہن کے قریب آنے کی کوئی ہمت بھی نہیں کرتا تھا۔ وہ تو تھا ہی اپنے صائم بھائی کا لاڈلہ چھوٹا بھائی جس کے بغیر انہیں مزا ہی نہیں آتا تھا۔۔۔پھر وہ کیسے مر سکتا تھا اتنی جلدی۔۔۔اسے تو ابھی بہت جینا تھا۔۔۔بہت کچھ کرنا تھا۔۔۔اور قبر کی تیاری تو اس نے شروع بھی نہیں کی تھی ابھی۔

Posted On Kitab Nagri

"اور اب۔۔۔"، آواز ایک بار پھر گونجی تو اسے اپنا پورا جسم پسینے میں بھیگتا محسوس ہوا۔ "اب جب تم میرے پاس آگئے ہو تو تمہیں قیمت چکانی ہو گی۔"

قیمت؟؟؟ کیسی قیمت؟ اس نے تو کچھ نہیں کیا تھا!!! ہاں! یہی تو مسئلہ تھا! اس نے کچھ کیا ہی تو نہیں تھا۔ کچھ تو کرنا چاہیئے تھا اسے اپنی آخرت کے لئے۔ کوئی تو عمل کرنا چاہیئے تھا۔۔۔ کوئی تو نیکی کرنی چاہیئے تھی۔۔۔ لیکن اس نے کوئی نیکی نہیں کی تھی۔ بلکہ اس نے تو صرف اور صرف گناہ کیے تھے۔ وہ تو نیکی کرنے کے لئے اپنے بڑھاپے کا انتظار کر رہا تھا۔ کیونکہ خیال تو یہی تھا نا کہ اتنی جلدی تھوڑی مروں گا میں۔ سارے خیال الٹے پڑ گئے۔ ساری تدبیریں الٹی پڑ گئیں۔۔۔ اس رب کے آگے۔۔۔ اس کے 'کن' کے آگے۔

"آج تمہیں پتا چلے گا کہ میں تم سے کیسے نمٹوں گی۔"، یہ سن کر تو وہ تھر تھر کانپنے لگ گیا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ روئے، چیخے، چلائے یا پھر یونہی بے یار و مددگار پڑا رہے۔۔۔ آخری بات ہی ممکن معلوم ہوتی تھی۔۔۔ نہ اس میں رونے کی ہمت تھی، نہ چیخنے کی اور نہ ہی چلانے کی۔۔۔ وہ تو بے یار و مددگار تھا۔۔۔ اگر وہ کچھ اچھے اعمال کر لیتا تو آج اس دن، اس پل، اس لمحے شاید وہ اعمال ہی اس کے کام آ جاتے۔۔۔ مگر وہ تو اچانک ہی مر گیا تھا نا۔۔۔ سارا مسئلہ ہی یہ تھا کہ اسے پتا ہی نہ چلا کہ کب یوں اچانک اس کا وقت آ گیا۔

وہ یہ سب سوچ ہی رہا تھا جب اچانک اسے اپنے نیچے موجود زمین ہلتی ہوئی محسوس ہوئی۔

Posted On Kitab Nagri

ہاں! زمین ہل رہی تھی۔۔۔اس کے دائیں اور بائیں جانب والی زمین اسے اپنے قریب آتی محسوس ہوئی۔ وہ آنکھیں پھیلائے حیرت اور شاک میں مبتلا تھا۔ یہ کیا ہو رہا تھا اس کے ساتھ؟ زمین کیوں آ رہی تھی دونوں اطراف سے اس کی طرف۔۔۔؟ اور جبھی دونوں اطراف کی زمین اس تیزی سے اس کی طرف بڑھی کہ اسے محسوس ہوا کہ وہ بے ہوش ہو جائے گا۔۔۔ مگر یہاں دوسرا مسئلہ یہی تو تھا کہ وہ اب تک اپنے ہوش میں تھا۔

اچانک زمین اس کے دونوں بازوؤں سے مس ہوئی تو وہ بے یقین سا ہو گیا۔ یہ کیا ہونے والا تھا اس کے ساتھ۔۔۔سب کچھ بیان سے باہر تھا۔ وہ رونا چاہتا تھا۔۔۔ تڑپنا چاہتا تھا۔۔۔ مگر نہ وہ رو پا رہا تھا نہ ہی تڑپ کر سسک پا رہا تھا۔ دونوں طرف کی زمین آگے بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔یوں کہ اس کا جسم بھی پچکتا جا رہا تھا۔۔۔ اور وہ درد سے کراہ رہا تھا مگر یہاں کوئی اس کی مدد کرنے کے لئے موجود نہ تھا۔ زمیں اسے دبائے اور پچکائے جا رہی تھی۔ یہاں تک کہ ایک وقت ایسا آگیا کہ اسے محسوس ہوا کہ اس کی ہڈیاں اپنی جگہ سے ہل چکی ہیں۔ اسے اپنی تمام ہڈیاں جگہ سے دور معلوم ہو رہی تھیں۔ مگر زمین رک نہیں رہی تھی۔ اسے پچکائے جا رہی تھی۔ اچانک ہی اسے شدید درد محسوس ہوا۔۔۔ ایسا درد جو اس نے کبھی نہیں سہا تھا۔۔۔ اس وقت بھی نہیں جب اسے دل میں درد شروع ہوا تھا۔ اسے اپنی دونوں اطراف کی پسلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہوتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔ مگر وہ کچھ بھی کرنے سے قاصر تھا۔ وہ تو بے بس تھا۔۔۔ وہ کیسے کچھ کر سکتا تھا؟

Posted On Kitab Nagri

اور اب اس کی برداشت سے باہر ہو گیا تھا۔ ایک چٹاخ کی آواز اس کے جسم سے گونجی تھی اور ہاں! اس کی پسلیاں ایک دوسرے کے ساتھ بالکل دونوں ہاتھوں کو باہم ملانے پر جیسا حال انگلیوں کا ہوتا ہے، ویسی ہو گئیں تھیں۔ وہ تکلیف سے دوہرا ہو رہا تھا۔ ایسی تکلیف تھی کہ وہ کچھ بھی سمجھ نہیں پا رہا تھا۔۔۔ اور سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ اب تک ہوش میں کیوں اور کیسے ہے۔ اب تک تو اسے بے ہوش ہو جانا چاہئے تھا۔

ابھی اسے یہ تکلیف تھوڑی سی کم ہونا ہی محسوس ہوئی تھی کہ اسے اپنی قبر وسیع ترین ہوتی محسوس ہوئی۔ وہ اب وہ چھوٹی اور تنگ سی قبر نہیں رہی تھی۔ وہ اتنی وسیع، اتنی چوڑی اور اتنی لمبی ہو گئی تھی جتنی اس نے آج تک دیکھی بھی نہیں تھی۔ اور پھر اس نے انہیں آتے ہوئے دیکھا اپنی طرف۔۔۔ شاید یہ وہی تھے جن کے بارے میں اس نے ساری زندگی سنا تھا کہ وہ قبر میں آئیں گے۔۔۔ ہم سے سوالات کریں گے۔۔۔ وہ تین مشہور و معروف سوالات جس کے جواب اس نے بچپن میں قاری صاحب کے پاس پڑھتے وقت یاد کیے تھے۔۔۔ اسے یقین سا ہونے لگا تھا کہ یہ کوئی اور نہیں منکر و نکیر تھے۔۔۔ وہ خوفناک فرشتے جو اس سے سوال و جواب کرنے آئے تھے۔ ان کی آنکھیں ہی دیکھ کر وہ خوف سے دوہرا ہو گیا تھا۔۔۔ وہ چمکتی ہوئی آنکھیں تھیں۔۔۔ بجلی کی طرح چمکتی ہوئی آنکھیں۔۔۔ آسمانی بجلی کی طرح۔۔۔ چمکدار ہونے کے باوجود وہ اتنی خطرناک لگ رہی تھیں

Posted On Kitab Nagri

جتنی اس نے آج تک کوئی چیز نہیں دیکھی تھی۔۔۔ایسی چمک تھی ان آنکھوں میں جو اس نے کبھی دیکھی تو کیا، سنی اور سوچی بھی نہیں تھی۔

پھر ایک گونج سی ہوئی تھی قبر میں اور ان کی آواز۔۔بالکل کسی طوفان میں کڑکتی بجلی کی مانند۔۔۔اتنی خطرناک۔۔۔اتنی کڑک دار آواز۔۔جو اس کی سماعت میں کبھی نہیں پہنچی تھی۔۔۔وہ آواز قبر اور زمین کی اس آواز سے بھی زیادہ خطرناک تھی جو اس نے ابھی کچھ دیر پہلے سنی تھی۔۔۔یہاں اس قبر میں ہر چیز ایسی ہی تھی جو اس نے آج تک نہ دیکھی تھی، نہ سنی تھی، نہ سوچی تھی، نہ محسوس کی تھی۔

اور پھر اس نے ان کی دانت دیکھے تھے۔۔۔لمبے۔۔۔بہت لمبے۔۔۔بالکل کسی بھینس کے سینگھوں کی طرح۔۔۔ان کا سب کچھ ہی خوفناک تھا مگر اب ان کے دانت دیکھ کے وہ مزید ڈر گیا تھا۔

نظر ان کے بالوں پہ پڑی تو وہ مزید خوفزدہ ہو گیا۔۔۔ان کے بال بہت لمبے تھے۔۔۔بہت زیادہ لمبے۔۔۔ان کے پیروں تک آتے تھے۔۔۔ہر گزرتا لمحہ اسے مزید خوف کی لپیٹ میں لیا جا رہا تھا۔

پھر جونہی آنکھیں ان کے کاندھوں پہ ٹکیں تو وہ مزید خوفزدہ ہو گیا۔ ان کے کاندھے بہت چوڑے تھے۔۔۔بہت زیادہ۔۔۔ایک کاندھا دوسرے کاندھے سے میلوں دور تھا۔ اتنے چوڑے کہ اگر وہ ایک کاندھے سے دوسرے کاندھے تک جانا چاہتا تو اسے وہاں پہنچتے پہنچتے کئی دن لگ جاتے۔

Posted On Kitab Nagri

ان کو دیکھ کر حیدر کو اتنا اندازہ تو ہو ہی گیا تھا کہ ان کے دل میں رحم کا ایک ذرہ بھی نہیں ہے۔۔۔وہ بے رحم تھے۔۔۔ان کا حلیہ۔۔۔ان کی آنکھیں۔۔۔ان کی آواز۔۔۔ان کی جسامت۔۔۔سب اس کے حواس پر حاوی ہو رہا تھا۔ آخری چیز وہ ہتھوڑا تھا جس نے اس کا سر چکرا کے رکھ دیا تھا۔۔۔وہ عظیم اور بڑا بھاری ہتھوڑا اس کے اوسان خطا کر رہا تھا۔ اس کی ہمت تو بہت پہلے ہی جواب دے چکی تھی۔ حوصلہ بھی ختم ہو چکا تھا پر پتا نہیں کیسے وہ اب تک ہوش میں تھا؟

وہ ہتھوڑا اتنا بڑا تھا کہ اگر دنیا جہان کے تمام انسان، جنات، اور تمام مخلوقات بھی مل کے اسے اٹھانے کی کوشش کرتیں تو اسے نہ اٹھا پاتیں۔۔۔ایک انچ تو دور کی بات ہے۔۔۔ایک ملی میٹر بھی نہ ہلا پاتیں۔ وہ ابھی آئے ہی تھے کہ اسے اپنے جسم سے چٹاخ کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں۔ وہ محسوس بھی کر پا رہا تھا اور سن بھی پا رہا تھا۔۔۔اپنے جسم کی ہر ایک ہڈی کو ٹوٹتا ہوا۔۔۔اس کی ساری ہڈیاں کریک ہو رہی تھیں۔۔۔وہ اتنی تکلیف کے باوجود ابھی بھی اپنے ہوش میں تھا۔۔۔کیوں اور کیسے۔۔۔وہ یہ جاننا بھی نہیں چاہتا تھا۔ وہ تو بس یہاں سے بھاگنا چاہتا تھا۔ تکلیف حد سے بڑھنے لگی تو اسے اپنے ہوش جاتے ہوئے محسوس ہوئے۔۔۔وہ خوش ہو رہا تھا۔۔۔اسے اس تکلیف سے چھٹکارا مل رہا تھا۔۔۔وہ بے ہوش ہو رہا تھا آخر کار۔۔۔اور پھر اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔۔۔ تکلیفیں جیسے ختم ہو گئیں۔۔۔اتنا خوش وہ کبھی نہیں ہوا تھا۔۔۔ کبھی بھی نہیں!

Posted On Kitab Nagri

وہ نہیں جانتا کہ وہ کتنی دیر تک بے ہوش رہا۔۔ آس پاس سے بیگانہ۔۔۔ اور وہ اٹھنا بھی کب چاہتا تھا؟ وہ تو بے ہوش ہی رہنا چاہتا تھا۔ مگر جب اس کے ہوش واپس آنے لگے تو وہ اب مزید ڈر گیا تھا کیونکہ منکر و نکیر اب تک اس کے سامنے کھڑے تھے۔۔۔ حساب کتاب کرنے۔۔۔ ہر ایک چیز کا حساب لینے۔۔۔ اس کے گناہوں کا حساب۔۔۔ اس کی بداعمالیوں کا حساب۔۔۔ اس کی بدنیتوں کا حساب!

"دنیا اختتام کو پہنچی۔۔۔ دیکھو۔۔۔ پہچانو اس جگہ کو۔۔۔ تم کہاں ہو؟"، وہ اپنی طوفان جیسی آواز میں کہہ رہے تھے اور قسم خدا کی۔۔۔ ایسی ہولناک آواز اس نے آج تک نہیں سنی تھی۔ "تم اپنی قبر میں ہو۔۔۔ اب ہمیں بتاؤ"!

اور پھر اس نے ان کی طوفان جیسی کڑکتی ہوئی آواز سنی تھی۔۔۔ وہ، وہ تین تاریخی سوالات کر رہے تھے جن کے جواب سب سے سہل تھے۔ آسان ترین۔۔۔ جو اس کو زبانی ازبر تھے۔۔۔

"من ربک؟؟؟"، پہلا سوال آندھی کی طرح اس وسیع قبر میں گونجا تھا۔

سوال تو آسان تھا کیونکہ اس کا ذہن تو جانتا تھا کہ اس کا رب اللہ ہے۔۔۔ اس کی زبان بھی یہ کہنا چاہتی تھی۔۔۔ مگر پتا نہیں کیسے یہ الفاظ اس کی زبان سے ادا نہیں ہو پا رہے تھے۔۔۔ اس کو اپنی زبان کسی پنجرے میں قید معلوم ہو رہی تھی۔۔۔ وہ کہنا چاہتا تھا "ربی اللہ"، مگر جو منہ سے نکلا وہ بہت خطرناک تھا۔ اس وقت منکر و نکیر کے سامنے اس کی زبان سے ادا ہونے والے الفاظ "مجھے نہیں پتا"، تھے۔ وہ دو

Posted On Kitab Nagri

سیکنڈز کے لئے تو خود بھی حیران رہ گیا تھا۔۔یہ اس نے کیا کہہ دیا تھا؟ اسے یہ تو نہیں کہنا تھا۔۔اسے تو کچھ اور کہنا تھا۔

بے اختیار اسے اپنی دنیاوی زندگی یاد آئی تھی۔۔اپنا بھرم اور اپنا غرور پتا نہیں کیوں اچانک سے یاد آیا تھا۔کیسارعب تھا اس کا۔۔کیاانداز تھا۔۔کیا ادائیں تھیں۔کیاہی بات تھی۔

"ما دینک؟؟؟"،دوسرا سوال آندھی کی طرح قبر میں گونجا تھا۔اس کا دل ان طوفان جیسی آوازوں پہ دہل گیا تھا۔

دوسرا سوال بھی آسان تھا۔۔بہت آسان۔۔اور جواب تو اس سے بھی زیادہ آسان تھا۔اسے تو پتا تھا کہ وہ اسلام کا پیروکار ہے۔اس کا دین تو اسلام تھا۔۔پیدائش کے وقت اس کے کان میں اذان دی گئی تھی اور وہ اذان اسے مسلمان ہی تو کرتی تھی۔۔مگر بیچارہ حیدر۔۔وہ شاید بھول گیا تھا کہ اذان کے وقت خاموش ہو جانے سے کوئی اسلام کا پیروکار نہیں بن جاتا۔۔عید کے عید نماز پڑھنے سے کوئی اسلام کو دین نہیں بنالیتا۔۔سالانہ صدقہ دینے سے مسلمان نہیں ہوا جاتا۔۔رمضان میں گناہوں سے خود کو روک کے کوئی اسلام اور ایمان کی میراث نہیں حاصل کرلیتا۔۔وہ یہ سب واقعی بھول گیا تھا۔

جب بولا تو آواز تھر تھر کانپ رہی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

"مجھے نہیں پتا۔"، اتنی شرمندگی تو اسے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ بھلا پوری زندگی گزار دی پر آج تک اس بات کا علم نہ ہو سکا کہ اس کا دین کیا ہے۔ بیس سال کوئی کم عرصہ تو نہیں ہوتا اپنا دین ایمان جانچنے اور پہچاننے کے لئے۔

"ما نبیک ؟؟؟"، ویسی ہی کڑکتی آواز میں تیسرا سوال پوچھا گیا تھا۔ نبی کون تھا اس کا؟ ہاں۔۔۔اس کا جواب تو اسے پتا تھا۔۔۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم تھے اس کے نبی۔۔۔پتا تو اس کو تھا پر پتا تو اس کو پہلے دو سوالوں کا جواب بھی تھا۔ وہ تھر تھر کانپتا وجود لیے ایک بار پھر وہی جواب دے چکا تھا جو پہلے دو سوالوں کے جواب میں دیا تھا۔ "مجھے نہیں پتا۔"

لیکن سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیوں اس کے منہ سے صحیح جواب نہیں نکل پا رہا تھا۔ مگر شاید حیدر شاہ زادہ بھول گیا تھا کہ صرف یقین اور مان لینے سے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمارے نبی نہیں ہو جاتے۔ ان کو ماننے کا مطلب ہے ان کے کہے پر عمل کرنا۔۔۔ان کے اعمال و سنت کی پیروی کرنا۔۔۔ان کی حدیث و فرمان پر عمل کرنا۔۔۔ مگر دنیا کی زندگی میں تو حیدر شاہ زادہ اپنے آپ کو فالو کیا کرتا تھا۔ اس کے نزدیک اس سے بہتر ذات تو کسی کی تھی ہی نہیں۔ وہ تو خود کو سب کا رول ماڈل گردانتا تھا۔ ایسوں کا انجام تو پھر ایسا ہی ہوا کرتا ہے نا۔

منکر و نکیر نے اسے دیکھا تھا اپنی چمکتی آنکھوں سے اور پھر اس نے ان کا بڑا اور بھاری ہتھوڑا اٹھتا ہوا دیکھا تھا۔ وہ ہتھوڑا اس ہی کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ایک فلک شگاف چیخ اس کے حلق سے نکلنی تھی پر نکلی

Posted On Kitab Nagri

نہیں۔ ہتھوڑا پوری قوت سے اس پر برسایا گیا تھا۔ اور اسے وہ ہتھوڑا اتنی قوت سے لگا تھا کہ چند لمحوں کے لئے پوری قبر اس وار سے نکلنے والی چنگاریوں سے روشن ہو گئی تھی۔ اتنا درد۔۔۔ اتنی تکلیف۔۔۔ تو اسے آج تک نہیں ہوئی تھی۔ جسم بری طرح درد کر رہا تھا۔

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

Posted On Kitab Nagri

"اوپر دیکھو۔"، منکر اور نکیر نے اس سے کہا تو وہ اوپر دیکھنے لگا۔ اس کے پاس اور کوئی چارہ نہ تھا۔ اس کے بالکل اوپر ایک دروازہ وا ہوا تھا۔ ایسا دروازہ بھی اس نے آج تک نہ دیکھا تھا۔۔ مگر زیادہ حیران کن وہ منظر تھا جو اس نے دیکھا۔۔ اور زندگی میں پہلی بار اسے کوئی جگہ دیکھ کے دل سے یہ الفاظ ادا کرنے پڑے تھے، "ہاں یہی جنت ہے۔"، ہاں! وہی جنت تھی۔۔۔ اتنے خوبصورت باغات۔۔ اتنی خوبصورت ندیاں۔۔۔ اتنے دلکش مناظر دنیا میں تو نہیں ہو سکتے تھے۔۔۔ اس کے دل نے گواہی دی تھی کہ ہاں، یہی جنت ہے۔۔۔ بھلا جنت سے زیادہ خوبصورت بھی کوئی جگہ ہے؟ کوئی چیز ہے؟ کوئی مقام ہے؟ اور اس وقت اس کی آنکھوں میں عجیب سی نمی چھلکی تھی۔

"اے اللہ کے دشمن!"، آواز پھر سے گونجی تھی۔ وہ دم سادھے انہیں سنے گیا۔

"اگر تم اللہ کی عبادت کرتے، تو یہ تمہاری منزل تھی!"، وہ آواز اب کی بار اتنی خوفناک نہیں لگی تھی جتنے وہ الفاظ لگے تھے۔ تو یہ وہ تھا جو اس نے گنوا دیا۔۔ اپنے ہاتھوں سے۔۔۔ اپنے ان ہاتھوں سے جن کی مہارت پہ اسے ساری زندگی بہت فخر رہا تھا۔ کیا فائدہ اس مہارت کا جب سب سے قیمتی چیز ہی گنوا دی تھی؟ اتنا پچھتاوا اسے آج تک کسی چیز کا نہیں ہوا تھا جتنا آج، اس وقت، اس لمحہ ہوا تھا۔ اس نے اپنی جنت گنوا دی تھی۔ وہ تڑپ رہا تھا واپس دنیا میں جانے کے لیے، پر کیا اب جانا ممکن تھا؟ کاش وہ کوئی نیک اعمال کر لیتا۔۔۔ کاش وہ اللہ کی عبادت کر لیتا۔۔۔ کاش وہ اپنے دین اور ایمان پہ توجہ دے

Posted On Kitab Nagri

دیتا۔۔کاش وہ قبر کی تیاری کو بڑھاپے کے لیے بچا کر نہ رکھتا۔۔کاش وہ اپنے اعمال درست کر لیتا۔۔کاش وہ نیکی کے کام کر لیتا۔۔کاش وہ اس عذاب سے پہلے باخبر ہوتا تو وہ گناہ نہ سر زد کرتا۔۔کاش وہ اللہ سے اب واپس جانے کی مہلت مانگ سکتا۔۔کاش وہ دنیا میں واپس جا کر اپنے اعمال سدھار سکتا۔۔کاش وہ ایک اور موقع حاصل کر سکتا۔۔کاش اس کو ایک موقع۔۔صرف اور صرف ایک موقع مہیا ہو جاتا۔۔کاش!

اور آخر میں بس یہ 'کاش' ہی بچ جاتا ہے۔۔صرف گہرا پچھتاوا انسان کو اپنے شکنجے میں لے لیتا ہے۔۔وہ نہ دنیا کا رہتا ہے نہ دین کا۔۔نہ وہ اس دنیا میں کامیابی حاصل کر پاتا ہے نہ آخرت میں کامیاب ہو پاتا ہے۔حیدر شاہ زادہ کو آج اپنے وجود سے بے حد نفرت ہو رہی تھی۔۔بے حد گھن آرہی تھی۔۔یہ اس نے کیا کر دیا تھا؟ اپنی دنیاوی زندگی کے ل ئے اپنے اصل کو فراموش کر دیا تھا؟اپنی اصل زندگی کو بھلا بیٹھا تھا؟

پھر جہنم کے دروازے وا کیے گئے تو اسے اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی خیز لہر دوڑتی ہوئی محسوس ہوئی۔جنت جتنی خوبصورت اور دلکش تھی، جہنم اتنی ہی خوفناک اور ہیبت ناک تھی۔۔جلتے انگارے جیسے اس نے کہیں نہ دیکھے تھے۔۔آگ۔۔تپش۔۔لاوا۔

سب بیان سے باہر تھا۔۔تو وہ اس کا مستحق تھا؟حیدر شاہ زادہ واقعی اسی جہنم کا ہی مستحق تھا۔۔نیکی تھی بھی کہاں اس کی کوئی؟

Posted On Kitab Nagri

"اے اللہ کے دشمن! یہ ہے تمہاری منزل کیونکہ تم نے اللہ کی نافرمانی کی تھی۔"، اس سے کہا گیا تو بعد میں تھا۔۔۔ پر وہ سمجھ پہلے ہی چکا تھا کہ یہ ہی اس کا ٹھکانہ ہے۔ یہ ہی اب اس کا اصل ہے۔ یہ ہی اس کی آخری منزل ہے۔

اسے جہنم کی تپش اور گرمی اپنی قبر میں داخل ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ اور باخدا! ایسی گرمی نہ تو اس نے کبھی برداشت کی تھی، نہ ہی دھرتی پہ موجود کسی اور مخلوق نے۔۔۔ ایسی گرمی اور ایسی تپش تو دھرتی پہ کبھی پڑی ہی نہیں تھی۔ اور اسے اپنا جسم جلتا ہوا محسوس ہونے لگا تھا۔۔۔ جہنم اسے جلا رہی تھی اور وہ کچھ بھی کرنے سے قاصر تھا۔۔۔ اور وہ کچھ کر بھی کیسے سکتا تھا؟ خود کو اس عذاب میں لانے والا بھی تو وہ خود ہی تھا۔

"اسے جہنم کے کپڑے دو۔"

"اسے جہنم کا بستر دو۔"

"اور اس کے لیے جہنم کا دروا کر دو۔"

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

آوازیں گونجی تھیں اور وہ خوفناک حد تک خطرناک تھیں۔ مگر اب وہ کیا کر سکتا تھا؟ جنت تو اس نے اپنے ہاتھوں سے گنوائی تھی۔

آنکھیں گھمانے پہ اسے اپنی قبر میں ایک آدمی نظر آیا تھا۔ نہایت بدصورت۔۔۔ جیسا اس نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اس نے بدصورت لباس زیب تن کیا ہوا تھا۔ اس کے گھناؤنے وجود سے بدبو کی شدید لہریں

Posted On Kitab Nagri

اٹھ رہی تھیں۔ ایسی خطرناک اور گندی بدبو اس نے آج تک نہیں سونگھی تھی۔ وہ اسے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔ پہلے پہل تو حیدر کو کچھ سمجھ نہ آیا۔ مگر پھر وہ آدمی اس کی طرف اشارے کر کے ہنسنے لگا۔ وہ ہنسے جارہا تھا۔۔۔اس پہ کسی دیوانے کا گمان ہوتا تھا۔ وہ ہنستے ہوئے اچانک سے کہنے لگا۔

"خوش خبری!!!خوش خبری۔۔۔خوشی کی لہریں اٹھ رہی ہیں۔۔۔خوشی کی لہریں۔ پر پتا ہے کس لیے؟ تمہاری مصیبت کے لیے۔۔۔ تمہاری تکلیف کی وجہ سے۔۔۔ تمہیں تکلیف اور درد دینے کے لیے۔ تم نے یقین نہیں کیا۔۔۔ تم ایمان نہیں لائے۔۔۔ تم کو تو خود پہ بڑا ناز تھا نا۔۔۔ تمہارے لیے تو یہ ساری چیزیں نہایت چھوٹی تھیں۔۔۔"

"آج تم قیمت چکاؤ گے۔"، وہ مزید کہہ رہا تھا اور حیدر کو اپنے اعصاب شل ہوتے محسوس ہو رہے تھے۔

"اور تم کون ہو؟"، حیدر کی خوف میں ڈوبی آواز ابھری تو وہ اسے دیکھنے لگا۔ "تمہارا چہرہ بری خبر لاتا ہے۔۔۔ تم کون ہو؟"، حیدر پوچھ رہا تھا۔

وہ شخص آہستہ سے پیچھے مڑا تو حیدر کو اس کے چہرے پہ مسکراہٹ نظر آئی۔ بہت مکروہ مسکراہٹ تھی وہ۔

Posted On Kitab Nagri

"یاد ہے وہ برے اعمال جو تم نے دنیا میں کیے تھے؟ میں وہ ہوں!"، اس کی آواز اس کے کانوں میں گونجی تو حیدر کے لیے یقین کرنا ناممکن سا ہو گیا۔ وہ یہ کیا کہہ رہا تھا؟ "اللہ نے مجھے جسم عطا کیا ہے۔۔۔ تاکہ تم دیکھ سکو کہ تم نے دنیا میں کیا اعمال کیے ہیں۔" اور اب اس آدمی کو دیکھ کے۔۔۔ جو نہایت بدصورت سا تھا۔۔۔ کالے لباس میں ملبوس۔۔۔ جسم سے بدبو کی لہریں چھوڑتا ہوا۔۔۔ حیدر اقعی بے یقین سا ہو گیا تھا۔ وہ کانپنے لگ گیا تھا۔ وہ بھکاری بن گیا تھا اور اللہ کے حضور رحمت کی بھیک مانگ رہا تھا۔ چونکہ اب وہ جان گیا تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ وہ کیا جھیلنے والا ہے۔

"اوہ اللہ! میرے اللہ! میں تجھ سے بھیک مانگتا ہوں کہ آخری گھڑی مت لانا۔۔۔"، وہ اب جانتا تھا کہ اب جو ہو گا وہ قیامت تک ہوتا رہے گا۔۔۔ اسے کوئی انت نہیں ہے۔ اب کے معاملات ابدی ہیں۔۔۔ تاقیامت جاری رہیں گے۔ وہ جانتا تھا کہ یہ ابدی معاملات اب تک ہونے والی تمام چیزوں سے زیادہ خطرناک ہوں گے اور وہ عذاب بڑھتا رہے گا اور بڑھتا رہے گا۔۔۔ اس کا کوئی اختتام نہ ہو گا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اس کے بعد اس کی قبر میں ایک آدمی آیا تھا۔ وہ آدمی اپنے ساتھ ایک ہتھوڑا لیے ہوئے تھا۔ وہ ایک بہت بڑا اور بھاری ہتھوڑا تھا۔ شاید اتنا بھاری کہ اگر اس سے پہاڑ پہ ضرب لگائی جاتی تو پہاڑ بھی چورا چورا ہو جاتا۔ اور پھر اس آدمی نے اسی ہتھوڑے سے حیدر کے وجود پہ ضربیں لگانا شروع کیں۔ حیدر کی بلند وبالا چیخ ہر سو گونجی تھی۔۔۔ یہ اسے یقین تھا کہ اس کی یہ چیخیں دنیا جہان اور کائنات کے ہر حصے تک

Posted On Kitab Nagri

جارہی ہونگی۔۔۔وہ چیخ رہا تھا پر اس شخص کے چہرے پہ رحم اور ہمدردی کے کوئی آثار نظر نہیں آرہے تھے۔وہ بس اندھا دھند اسے مارا تے جارہا تھا۔۔۔اور اللہ کی قسم، ایسا درد اسے آج تک نہ ہوا تھا۔ایسی مار اسے آج تک نہ پڑی تھی۔ اسے ایک پل کو اس آدمی پہ اندھے اور بہرے ہونے کا گمان ہوا تھا۔۔۔اور ہاں، یہی سچ تھا۔۔۔وہ آدمی اندھا اور بہرا ہی تھا۔ تبھی تو اسے بھیجا گیا تھا تا کہ وہ نہ تو اس کی چیخیں سن سکے اور نہ ہی اس کی تکلیف دیکھ سکے۔ تا کہ اس کے دل میں اس گنہگار کے لیے کوئی رحم پیدا نہ ہو۔

سوال و جواب ہو گئے۔۔۔ جہنم کا دیدار بھی ہو گیا۔۔۔ضربیں بھی لگ گئیں۔وہ تکلیف سے دوہرا ہو رہا تھا کہ اسے سانپ کی "ہسسس ہسسس" سنائی دی۔ یا اللہ !

یہ اس کے ساتھ کیا ہونے والا تھا؟

اسے اپنی ہر طرف سے سانپ اپنی جانب بڑھتے ہوئے نظر آئے۔۔۔اور پھر۔۔۔پھر ان سانپوں نے اسے ڈسنا شروع کیا۔۔۔اور وہ ڈسے جارہے تھے۔۔۔رک نہیں رہے تھے۔۔۔اسے اپنے پورے وجود میں درد اور زہر پھیلتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔وہ بہت سے سانپ تھے۔۔۔اور وہ مسلسل اسے ڈس رہے تھے۔

وہ بے بس تھا۔۔۔وہ لاچار تھا۔۔۔وہ اسی کا تو مستحق تھا۔۔۔وہ یہی ڈیزرو کرتا تھا۔۔۔یہی اس کی سزا تھی۔اور وہ چاہ کر بھی اب واپس نہیں جا سکتا تھا۔وہ رونا چاہتا تھا۔۔۔اور شاید رو بھی رہا تھا۔۔۔

Posted On Kitab Nagri

اس کے بعد اس کی زندگی بدل گئی تھی۔وہ خود بھی بدل گیا تھا۔وہ کوئی بے دماغ اور بے دل ہی ہوتا جو نہ بدلتا۔سب کچھ بدل گیا تھا!سب کچھ!

حرم اب تک دم سادھے اسے سن رہی تھی۔رونگٹے کھڑے ہوگئے تھے۔سانس جیسے تھم گیا تھا۔ حیدر بھی متورم آنکھیں لیے اسے سب بتا گیا تھا۔وہ سب جو آج تک اس نے خود سے بھی نہیں دہرایا تھا، آج اس پل حرم امین کے سامنے جوں کے توں دہرا دیا تھا۔وہ عجیب سی تکلیف آج پھر سے ہو رہی تھی۔منکر و نکیر کی خوفناک آواز پھر سے ذہن میں گونجنے لگی تھی۔اپنی دل دہلا دینے والی چیخیں بھی بخوبی یاد تھیں۔کچھ بھی تو نہیں بھولا تھا وہ!بھول بھی کیسے سکتا تھا؟وہ کوئی بھلانے والی بات تو تھی نہیں!

حرم کے دل کی دنیا بھی عجیب ہوگئی تھی۔وہ جو اتنے عرصے یہ سوچ کر پردہ چھوڑ بیٹھی تھی کہ اسے اپنا آپ بچانا ہے،وہ تو یہ بھول ہی بیٹھی تھی کہ بچانے والی ذات تو اس کے پاک رب کی تھی۔وہ "الحافظ" تھا۔حفاظت کرنے والا۔ہے اور رہے گا!

آج اس کو اپنے وجود سے گھن آرہی تھی۔وہ پردہ کرنے کے بعد پردہ چھوڑ دینے والی تھی۔کیسی تھی وہ!!!

گلٹی اس کی گردن میں ڈوب کر ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔اپنا آپ بکاؤ مال لگنے لگا تھا۔جسے جو،جب چاہے آکر دیکھ لے۔

Posted On Kitab Nagri

ایک گہرا سانس لے کر اس نے شازل کو اپنی گود سے اتارا جو کچھ دیر پہلے پھر سے اس کی گود میں آ بیٹھا تھا۔ اٹھ کر بغیر کچھ کہے ہی وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھی تھی۔ چھوٹے سے کمرے میں آ کر اس نے اپنی لکڑی کی الماری کھولی اور اس میں کپڑوں کے نیچے دبے سیاہ عبائے کو کھینچ کر باہر نکالا تھا۔ عبائے کے ساتھ ہی نقاب اور سیاہ دوپٹہ بھی باہر آ گیا تھا۔ ایک آنسو پلکوں کی باڑ کو توڑتا عبائے میں جذب ہو گیا تھا۔

یہ تو اس کا اثاثہ تھا۔۔۔ اس کا محافظ۔ وہ کیسے اسے بھول گئی تھی؟ ٹپ ٹپ کرتے آنسوؤں کے درمیان اس نے عبایا پھر سے زیب تن کیا، پھر حجاب اور نقاب بھی کیا۔ کچھ قدم لے کر ایک قد آدم آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئی اور خود کو شیشے میں دیکھا۔ وہ اب ویسی ہی لگ رہی تھی۔ وہ چھ سال بعد آج پھر سے وہیں آ کھڑی ہوئی تھی جہاں سے چھ سال پہلے ابتداء کی تھی۔ آنکھیں مسکرائی تھیں۔ اور نقاب میں پوشیدہ لب بھی! دل کی کل دنیا بھی مسکرائی تھی!

کچھ دیر بعد وہ واپس ڈرائنگ روم میں آئی تو حیدر کو شازل سے باتیں کرتے پایا۔ حرم کے قدموں کی آہٹ پہ اس نے اپنا سر اٹھایا تو ایک پل کے لیے وہ ساکت رہ گیا۔ آنکھیں جھپکنے سے انکاری ہو گئیں۔ ہلکی سی نمی اس کی بادامی آنکھوں میں چھلکی تھی۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اسے دیکھنے لگا۔ وہ بھی مسکرا رہی تھی اور اس کی مسکراہٹ اس کی آنکھوں سے واضح تھی۔

آج بہت عرصے بعد اس پل اسے حرم امین دکھی تھی۔ وہی حرم امین!

Posted On Kitab Nagri

صرف ہاتھ ہی نہیں، لفظ بھی سہارا بنتے ہیں
جہاں ہاتھ نہ پکڑ سکیں، وہاں لفظوں سے تھام لیں۔

کچھ گھنٹوں بعد اگر پھر سے حرم امین کے گھر میں جھانکا جاتا تو حیدر ڈرائنگ روم میں حرم اور زینہ کے سامنے بیٹھا نظر آتا۔ تینوں کافی پی رہے تھے جبکہ شازل اور نواح سو چکے تھے۔ باہر رات کا اندھیرا اہر سو چھایا ہوا تھا۔ ٹھنڈ بھی اب بہت زیادہ ہو چکی تھی۔ برف باری بھی اب تک ہو ہی رہی تھی۔

"حرم، تم پاکستان چلونا۔ تمہارے بابا اور باقی سب گھر والے تمہیں بہت یاد کرتے ہیں۔ اب مجھے پتا چلا کہ کیوں وہ ہر سال لندن آتے ہیں۔ کیونکہ وہ تمہیں اب تک ڈھونڈ رہے ہیں۔ ان کے ساتھ خود کو بھی سزا دے رہی ہو تم۔"، حیدر نے دھیرے سے ذرا افسوس سے کہا تو حرم کے چہرے پہ ایک سایہ سا لہرایا تھا۔ گھر والے تو اسے بھی بہت یاد آتے تھے۔ سب سے ملنے کا دل بھی چاہتا تھا۔ مگر اف یہ انا!

"نہیں مجھے وہاں جانے میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے۔ میں یہیں ٹھیک ہوں۔"، کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد اب جب وہ بولی تو آواز گہری کھائی سے آتی معلوم ہوتی تھی۔ دل کی کیفیت بھی عجیب ہو رہی تھی۔

"امین انکل ڈھے چکے ہیں، حرم۔"، حیدر بولا تو اس کی آواز اور لہجے میں دکھ اور کرب واضح تھا۔ "وہ وہ نہیں رہے جو ہوا کرتے تھے۔ وہ شان۔۔۔ وہ تمکنت۔۔۔ وہ رعب دار شخصیت۔۔۔ وہ گریس۔۔۔ وہ

Posted On Kitab Nagri

غرور۔۔۔اب کچھ نہیں رہاان کے پاس۔ تمہاری جدائی نے انہیں ختم کر دیا ہے، حرم۔ تم نے تو ثابت کر دیا کہ تم ان سے بھی زیادہ انا پرست ہو۔"، حیدر بولتے ہوئے حرم کو شدید حیرت میں مبتلا کر گیا تھا۔ اس کا باپ۔۔۔اس کے امین جمال۔۔۔ان کی ایسی حالت کا یقین کرنا اس کے لیے بہت مشکل تھا۔ ان پر تو غرور جچتا تھا۔۔۔گریس فل شخصیت جو حرم کو سب سے زیادہ پسند تھی وہ تمام تر اختلافات کے باوجود بھی امین جمال خان کی ہی لگتی تھی۔ دل میں جیسے درد کی ایک لہر اٹھی تھی۔

"یہ دیکھو۔"، یہ کہہ کر حیدر نے اپنی جیب سے اپنا فون نکالا اور کچھ کلکز کر کے ایک تصویر اس کی نظروں کے سامنے کی تو حیرت اور شاک سے اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔

کمزور سا پژمردہ سا چہرہ۔۔۔سفید چاندی کے مانند چمکتے ہوئے سر اور داڑھی کے بال۔۔۔زرد پڑتی سفید رنگت۔۔۔کمزور جسم۔۔۔گال کی ابھری ہوئی ہڈیاں۔۔۔بے رونق اور بے چمک سیاہ آنکھیں جن کی سیاہی ماند پڑ چکی تھی۔۔۔وہ کیا امین جمال ہی تھے؟ وہ ایسے کیسے ہو سکتے تھے؟

ایک گرم آنسو حرم کے چہرے پہ لڑھک کر اس کے سفید ہاتھ پر گرا تھا۔ آنکھیں شدید ضبط سے سرخ پڑ رہی تھیں۔ حلق میں آنسوؤں کا گولہ سا اٹک رہا تھا۔ ہاتھ کپکپاہٹ کا شکار ہو گئے تھے۔ گلے میں گلٹی ڈوب کر ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔

"تم بدتمیز تھی۔۔۔خود غرض تھی۔۔۔انا پرست تھی۔۔۔روڈ تھی۔۔۔مگر پھر بھی ان کی آنکھوں سے سامنے تھی۔ تب تک وہ ٹھیک تھے۔ مگر دیکھو، چند ہی سالوں کی جدائی نے ان کا کیا حال کر دیا

Posted On Kitab Nagri

ہے۔ حرم، شاید تم جانتی نہیں ہو کہ وقت بہت ظالم ہوتا ہے۔ ایک بار چلا جائے تو واپس نہیں آیا کرتا۔ وقت ضائع کرنے والے دوسروں کے ساتھ ساتھ خود پر بھی ظلم کر رہے ہوتے ہیں۔ ایک نظم پڑھی تھی میں نے۔ منیر نیازی کی "ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں"۔"

کہہ کر وہ سیدھا ہو بیٹھا اور اس کی سیاہ آنکھوں میں جھانکتے ہوئے نظم پڑھنا شروع کی۔

"ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں میں ہر کام کرنے میں۔

ضروری بات کرنی ہو، کوئی وعدہ نبھانا ہو۔

اسے آواز دینی ہو، اسے واپس بلانا ہو

ہمیشہ دیر کر دتا ہوں۔

مدد کرنی ہو اس کی، یار کی ڈھارس بندھانا ہو۔

بہت دیرینہ رستوں پر کسی سے ملنے جانا ہو،

ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں۔

بدلتے موسموں کی سیر میں دل کو لگانا ہو

کسی کو یاد رکھنا ہو کسی کو بھول جانا ہو

ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں۔

کسی کو موت سے پہلے کسی غم سے بچانا ہو،

www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

حقیقت اور تھی کچھ اس کو جا کر یہ بتانا ہو،

ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں۔"

اور اس کی آخری لائنز پر حرم کو اپنا دل دھاڑیں مار مار کر روتا ہوا سنائی دیا، جیسے اس کو ملامت کر رہا ہو۔اس کو کوس رہا ہو۔اس کی انا کو کوس رہا ہو۔دل اس شور سے پھٹتا ہوا محسوس ہونے لگا تھا۔

"قطع رحمی کرنے والے کی دعائیں تو شب برات کو بھی نہیں سنی جاتیں، تم کیا سوچ کر اتنے سالوں سے بیٹھی ہو؟"، ایک اور وار کیا گیا تھا، سیدھا اس کے زخمی دل پر، جس پر اس کا دل بلبلا اٹھا تھا۔

"اپنا لو اپنوں کو، اس سے پہلے کہ وقت گزر جائے۔بعد میں پھر وہ یہی کہتے پھرتے ہیں کہ ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں۔"، کہہ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"خدا حافظ۔یہ میرا نمبر ہے۔کوئی بھی بات کرنی ہو تو اس نمبر پر کال کر لینا۔"، کہہ کر اس نے حرم کو ایک چٹ پکڑائی اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس گھر سے باہر چلا گیا۔پیچھے وہ اپنی انا کو رو رہی تھی۔کیوں تھی وہ اتنی انا پرست؟آخر کیوں؟

www.kitabnagri.com

سڑک پر چلتا ہوا حیدر شاہ زادہ اوور کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے، بادامی آنکھوں کو سیدھ میں رکھے، چلتا جا رہا تھا۔چہرہ پر کرب تھا۔اتنے سالوں بعد حرم امین کا سامنا کرنا، اور پھر اس پہ بیتی ہر بات کو جاننا کوئی آسان کام نہ تھا۔وہ تکلیف میں تھی اور وہ اپنے دکھوں کو رو رہا تھا۔اس کا خیال تو جیسے ان تمام سالوں میں اس کے ذہن سے محو ہو چکا تھا۔مگر آج اسے پھر سے وہ دکھ گئی تھی۔قدم تیزی سے آگ

Posted On Kitab Nagri

بڑھ رہے تھے۔ آنکھیں سرخ پڑ رہی تھیں۔ ٹھنڈ سے ناک بھی سرخ ہو رہی تھی۔ لب سلے ہوئے تھے۔ چہرہ سفید دکھتا تھا۔

تبھی اس نے موبائل اوورکوٹ کی جیب سے نکال کر آن کیا تو لاتعداد کالز اور مسیجز اس کے دوستوں کے آئے ہوئے تھے۔ ان میں سے صرف ایک نام پر اس کی انگلی نے کلک کیا تھا۔ وہ نام موسی کا تھا۔ وہ اسے بلا رہا تھا۔ کہہ رہا تھا کہ وہ سب اس کا انتظار کر رہے ہیں۔ وہ کہاں ہے؟ وہ اسے تلاش کر رہے ہیں۔ اور پھر آخر میں ایک میسج یہ تھا کہ وہ لوگ گھر جا رہے ہیں۔ رات ہو گئی ہے۔

"میں پاکستان جا رہا ہوں۔" بس یہ میسج لکھ کر اس نے بھیجا اور موبائل پھر سے آف کر کے جیب میں ڈال دیا۔

رات پگھلتی جا رہی تھی مگر اس کے قدموں کا رخ اپنے گھر کی جانب نہ تھا۔ وہ پوری رات یونہی بے مقصد سڑکوں پہ گھومتا رہا تھا۔ دل کو چین آ ہی نہیں رہا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اگلی صبح وہ جب اپنے گھر میں داخل ہوا تو گھر اندھیر پڑا تھا۔ آج وہ آفس نہیں جانا چاہتا تھا۔ اوورکوٹ ہک سے لٹکا کر وہ اندر داخل ہوا اور سیدھا اپنے کمرے کی جانب بڑھا۔ وہ بس اب لحاف تان کر سونا چاہتا

Posted On Kitab Nagri

تھا۔ کمرے میں آکر وہ لیٹا تھا اور بے ساختہ ہی سر دبانے لگا۔ سر میں شدید درد اٹھا تھا۔ آنکھیں بھی درد کی شدت سے بند ہو گئی تھیں۔

جبھی سائیڈ ٹیبل پر پڑا اس کا فون چنگھارا تو آنکھیں بند کیے ہی اس نے فون اٹھا کر کان سے لگایا۔

"ہیلو السلام علیکم۔"، اگلی جانب سے شناسا سی آواز گونجی تو پٹ سے اس نے آنکھیں کھولیں۔ بادامی آنکھوں میں حیرت پنہاں تھی۔

"حرم بات کر رہی ہوں۔"، حرم نے اگلی طرف سے کہا تو وہ سر جھٹک کر اٹھ بیٹھا اور بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا لیا۔ جیسے وہ اگر نہ بتاتی تو وہ تو پہچان ہی نہ پاتا!

"وعلیکم السلام---ہاں حرم۔ پہچان گیا میں تمہیں۔"، حیدر نے سر دباتے ہوئے جواب دیا تو اگلی جانب گہری خاموشی چھا گئی۔ وہ اس کے بولنے کا منتظر تھا۔ پتا نہیں کیا فیصلہ کیا ہو اس نے؟؟؟ پھر کچھ دیر بعد ایک سسکی گونجی تو وہ سیدھا ہو بیٹھا۔

"میں پاکستان جانا چاہتی ہوں، حیدر۔ مجھے پاکستان جانا ہے، اپنے بابا کے پاس، ماہر کے پاس، قرت اور آئرہ کے پاس---"، وہ روتے روتے ہچکیوں کے درمیان کہہ رہی تھی اور وہ دم سادھے اسے سن رہا تھا۔ بات کے اختتام پر وہ دھیرے سے مسکرایا تھا۔

"ٹھیک ہے---اپنا پاسپورٹ اور شازل کا پاسپورٹ تیار رکھنا۔"، حیدر نے ہلکا سا مسکرا کر کہا۔ سارا سر درد یک دم ہی ہوا ہو گیا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"چار سیٹس بک کروانا۔ زینہ اور نواح بھی چلیں گے ساتھ ہی۔"، حرم نے کہا تو پہلے تو وہ کچھ حیران ہوا پھر سر ہلا کر کچھ مزید ضروری باتیں کرنے کے بعد فون رکھ دیا۔

تین دن بعد۔۔۔

پاکستان کی سرزمین پر پہلا قدم پڑتے ہی اس کی نقاب میں سے جھلکتی آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ کر گرا تھا۔ شام کا وقت تھا اور موسم کافی اچھا اور تر و تازہ تھا۔ وہ شازل کا ہاتھ تھامے، دوسرے ہاتھ سے سوٹ کیس دھکیلتی ایئرپورٹ کے باہر کھڑی تھی۔ زینہ اور نواح بھی اس کے ساتھ ہی تھے۔ وہ دونوں اب اس کی فیملی تھے۔ وہ انہیں نہیں چھوڑ سکتی تھی۔ جب وہ خود کو اکیلا کر بیٹھی تھی، تب یہ دونوں ہی تھے جن سے اس کو ایک انسیت محسوس ہوئی تھی۔

"مجھے دے دو۔ میں پکڑ لیتا ہوں۔"، حیدر نے ہاتھ آگے بڑھا کر اس کے ہاتھ سے سوٹ کیس تھاما تو اس نے بھی بغیر کسی بحث کے سوٹ کیس اس کو تھما دیا۔ وہ فی الوقت اپنے وطن کو دیکھنے میں مصروف تھی۔

"حیدر برو۔ میرا سوٹ کیس بھی تھام لیں۔ آئی سوئیر کافی درد ہو گیا ہے ہاتھ میں۔"، زینہ نے آنکھیں پٹپٹا کر معصومیت سے کہا تو وہ مسکرا کر سر جھٹکتا اس کے ہاتھ سے بھی سوٹ کیس لے چکا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"ویسے مجھے آج بھی یاد ہے جس طرح سے تم نے مجھ سے پہلی بار بدتمیزی کی تھی۔"، حیدر حرم کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے مسکراہٹ دبا کر بولا تو وہ نم آنکھوں سے کھلکھلا اٹھی۔ یاد تو اسے بھی تھا وہ دن!

"قرت کے ہاں چلنا ہے پہلے یا انکل کے گھر؟"، حیدر نے پوچھا تو وہ مسکرا کر اس کی طرف پلٹی۔

"تم اسے فون کر کے کسی بھی طرح بابا کے گھر بلا لو۔ سب سے ساتھ ہی ملنا ہے مجھے۔"، حرم نے کہا تو وہ بھی مسکرا اٹھا۔ وہ پہلی جیسی لگنے لگی تھی تھوڑی تھوڑی!

کچھ دیر بعد وہ امین جمال کے بڑے بنگلے کے باہر کھڑی تھی۔ بنگلے کی لائٹس بجھی ہوئی تھیں۔ بالکل خاموشی کا راج تھا۔ گیٹ پہ بھی چوکیدار کے سوا کوئی نظر نہ آیا تھا۔ حیدر کی گاڑی پورچ میں رکی تو باہر آ کر اس نے چوکیدار کو اشارہ کر کے سامان گھر میں پہنچانے کا کہا۔

وہ اب آگے آگے تھی۔ شازل کا ہاتھ بھی تھام رکھا تھا۔ شازل بھی نئے گھر اور نئی جگہ کو دیکھ کر مزے سے سر ادھر ادھر گھما رہا تھا۔ گھر میں داخل ہونے پر بھی اسے کوئی نظر نہیں آیا تھا۔ تبھی کچن سے ایک ملازمہ باہر آئی تھی۔ وہ کوئی نئی ملازمہ تھی۔ پہلے نہیں ہوا کرتی تھی۔ حرم کو دیکھ کر ذرا حیرت سے وہ ان کے قریب آئی تھی۔ نظر حیدر پر پڑی تو شناسائی کی ذرا رمق ابھری۔ حیدر کا وہاں آنا جانا تھا۔

"رابعہ، انکل کہاں ہیں؟"، اس نے ملازمہ کو بلا کر پوچھا۔

Posted On Kitab Nagri

"وہ اوپر بالکونی میں ہیں۔ ماہر صاحب اور قرت بی بی بھی وہیں ہیں۔ قرت بی بی اپنی شادی کی دعوت دینے آئی ہوئی ہیں۔ آئرہ بی بی بھی وہیں ہیں۔ چائے لے کر جا رہی ہوں سب کے لیے۔"، رابعہ نے تفصیلی جواب دیا تو حیدر سر ہلا کر حرم کو دیکھنے لگا جو کچھ نروس سی لگ رہی تھی۔

"قرت کی شادی ؟؟؟"، وہ کچھ حیرانگی سے پوچھ رہی تھی۔ جیسے یقین نہ آ رہا ہو۔

"ابھی نہیں ہے اس کی شادی۔۔۔ دو مہینے بعد ہے۔ یہ ملازموں کا تو تمہیں پتا ہے نا۔۔۔ خیر۔"، وہ چپ ہوا اور پھر حرم کا ہاتھ تھامے شازل کو دیکھا جو شکل سے بالکل لندن کا ہی لگتا تھا۔ گوری رنگت، سبز آنکھیں، کبیر کی طرح بھورے بال، موٹے موٹے گال اور سیاہ رومپر پہنے ہوئے تھا۔

"چلو۔"، ایک لفظ کہہ کر وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا تو وہ بھی پیچھے پیچھے چلی آئی۔ زینہ بھی اس کے پیچھے ہی تھی۔ تجسس تو اسے بھی تھا حرم کے گھر والوں کو دیکھنے کا۔

بالکونی کے باہر کھڑے ہو کر اس کے پیر کانپ رہے تھے۔ آنسو ٹپک پڑنے کو بے تاب تھے۔ حیدر ہی آگے بڑھ کر اندر داخل ہوا تھا۔ پھر اسے امین اور ماہر کی آواز آئی تھی۔

"ارے میرے بیٹے۔۔۔ تم پاکستان کب آئے ؟"، امین اس کو پیار کرتے ہوئے کہہ رہے تھے۔ آواز میں پہلے والا وہ رعب، وہ دبدبانہ تھا۔

"ایک سال بعد آئے ہو اس بار تو۔"، ماہر بھی مسکراتی آواز میں کہہ رہا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"کوئی اور بھی آیا ہے آپ سے ملنے۔"، حیدر نے دھیرے سے مسکرا کر کہا تو وہ سب اسے کچھ نا سمجھی سے دیکھنے لگے۔

"السلام علیکم۔"، حرم نے ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے نم آواز میں کہا تو سب اپنی جگہ ساکت سے ہو گئے۔ نظریں حرم پر ہی تھیں جس نے اب اپنا نقاب ہٹایا تھا۔ سب کی آنکھوں میں ایک ساتھ ہی نمی چھلکی تھی۔ امین صاحب، جو اب تک کھڑے ہوئے تھے، اچانک ہی صوفے پر بیٹھ کے منہ کھولے اسے دیکھ رہے تھے۔ صوفے پر بیٹھی آئرہ کے ساتھ باتیں کرتی قرت کچھ پل ساکت نظروں سے اسے دیکھنے کے بعد اٹھ کر اس کی طرف بڑھی تھی اور اسے زور سے خود میں بھینچ کر گلے لگایا تھا۔ حرم نے بھی بازو اس کے گرد حمائل کیے تھے۔

"حرم۔۔۔ حرم۔۔۔ تم کہاں تھی؟"، قرت روتے ہوئے کہہ رہی تھی اور وہ اس کی پیٹھ سہلا رہی تھی۔ رونا تو اسے بھی آرہا تھا اور بہت آرہا تھا اور وہ رو بھی رہی تھی۔

قرت کے الگ ہوتے ہی ماہر نے بھی اسے زور سے خود سے لگایا تھا۔ تھوڑی اس کے سر پہ ٹکائے وہ رو رہا تھا۔۔۔ ہاں وہ واقعی رو رہا تھا! وہ اب چینج ہو گیا تھا۔ کافی زیادہ۔ پہلے سے کہیں زیادہ سنجیدگی نے اس کے وجیہہ چہرے کا احاطہ کر رکھا تھا۔ فریم لیس گلاسز لگائے وہ امین جمال کی طرح ہی لگ رہا تھا، بالکل ویسا جیسے وہ جوانی میں لگا کرتے تھے۔

Posted On Kitab Nagri

"بہت انا ہے تم میں۔"، وہ بس خفگی سے بار بار یہی بڑبڑا رہا تھا، شکوہ کر رہا تھا۔شازل کو دیکھتے ہی اس کی کبیر سے شباہت دیکھ کر ہی سب کو پتا چل چکا تھا کہ یہ حرم صاحبہ کا صاحبزادہ ہے۔پہلے تو کچھ حیران ہوئے تھے مگر اس کی کیوٹ سی شکل اور گالوں پر پڑتے ڈمپلز دیکھ کر دل خود ہی اس کی جانب کھینچا تھا۔وہ مسلسل سب کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

تبھی کچھ ہی سیکنڈز میں اس کو بھی گود میں اٹھائے پھر رہے تھے۔وہ سب سے مل چکی تھی، سوائے ان کے جس سے ملنے وہ آئی تھی۔وہ تو اسے دیکھ کر جیسے ڈھے سے گ ئے تھے۔اب تک نم آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہے تھے جس کے چہرے پہ انہیں دیکھ کر ایک مسکراہٹ ظاہر ہوئی تھی۔

وہ قدم قدم چلتی ان تک آئی تھی اور گھٹنوں کے بل ان کے سامنے بیٹھ کر اس نے ان کے دونوں جھریوں زدہ ہاتھ تھام کر لبوں سے لگائے تھے۔ایک آنسو ٹپک کر ان کے ہاتھ پر گرا تھا۔پھر آگے بڑھ کر اس نے ان کو گلے لگایا تھا۔زور سے۔وہ آج پہلی بار ان کے گلے لگی تھی۔الگ ہی احساس تھا!

امین تو جیسے ضبط کھو بیٹھے تھے اور پھوٹ پھوٹ کر رو دی ئے تھے۔اس کا سر سہلاتے ہوئے وہ مسلسل رو رہے تھے۔

زندگی میں سکون در آیا تھا۔زندگی کی سب خوشیاں اسے میسر ہو چکی تھیں۔وہ خوش تھی، بہت زیادہ!

Posted On Kitab Nagri

خوش ہونا بھی چاہئے تھا!

تبھی ایک روز دوپہر میں نماز پڑھنے کے بعد وہ کمرے میں بیٹھی شازل کو کھانا کھلا رہی تھی جب دروازہ کھٹکھٹا کر ماہر اندر داخل ہوا تھا۔ اسے دیکھ کر وہ مسکرایا تو وہ بھی مسکرا دی۔ وہ اب دل سے مسکرایا کرتی تھی۔ وہ آکر اس کے پاس ہی پلنگ پر بیٹھا اور شازل کو جھک کر چوما اور پھر سیدھا ہو کر پریشان نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"کیا ہوا ہے؟"، وہ جیسے اس کی پریشانی بھانپ چکی تھی۔

"محبت!"، ایک لفظ کا جواب موصول ہوا تو وہ شرارت سے مسکرا دی۔

"کس سے؟"، دوسرا سوال داغا۔

"ہے کوئی۔"، نامکمل جواب۔

"تو پھر میرے پاس کیوں آئے ہو جب بتانا ہی نہیں ہے؟"، وہ ذرا خفگی سے کہہ کر شازل کی طرف پلٹی تو ماہر نے ہاتھ تھام کر اپنی جانب متوجہ کروایا۔

"تم مدد کرو میری۔"، وہ نہایت معصومیت سے بولا تو حرم کو اس پہ بہت پیار آیا۔

"کیسی مدد درکار ہے؟"، اس نے تفتیشی انداز میں ابرو اٹھا کر پوچھا۔

Posted On Kitab Nagri

"اس کی شادی ہونے والی ہے۔ اور تو اور، مجھے اپنی شادی میں انوائیٹ بھی کیا ہے اس نے۔"، ماہر نے منہ پھلا کر کہا تو حرم بے ساختہ ہنس دی۔ بیچارہ اس کا بڑا بھائی جو فی الوقت اسے ایک بے بی لگ رہا تھا جو آ کر شکایت کرتا ہے کہ مما! مجھے فلاں بچے نے مارا!

"تو کیا شادی میں پہن کے جانے کے لیے کپڑے نہیں ہیں تمہارے پاس؟"، نہایت معصومیت سے کیا گیا سوال ماہر امین کو تپا گیا تھا۔

"حرم، کچھ کرو یار۔ تم اللہ کے بعد میرا واحد سہارا ہو۔"، وہ التجا کر رہا تھا۔

"اچھا کروں گی قرت سے بات۔۔۔ ویسے تف ہے تم پر۔ محبت یاد بھی تب آئی ہے جب اس کی شادی ہونے والی ہے۔"، وہ ذرا غصے سے کہہ کر منہ موڑ گئی۔ البتہ دل میں ہلچل ہو رہی تھی۔ دل تو چاہ رہا تھا کہ ماہر کو ابھی ہی بتا دے کہ قرت کے منگیتر نے بھاگ کر کسی اور سے شادی کر لی ہے۔ اور تو اور امین جمال نے ماہر کے لیے قرت کا ہاتھ بھی مانگ لیا ہے۔۔۔ اور تو اور بات بھی پکی کر دی ہے۔۔۔ اور تو اور اگلے مہینے نکاح بھی فکس کر لیا ہے۔۔۔ مگر وہ چپ رہی۔ مزا آ رہا تھا چپ رہ کر۔ کبھی کبھی جو مزا خاموشی میں ملتا ہے وہ اور کسی چیز میں نہیں ملتا۔

اس کا چہرہ یک دم ہی جیسے کھل اٹھا تھا۔ جانتا تھا کہ اگر حرم نے کہا ہے تو وہ قرت کو راضی بھی کر لے گی۔ تشکر سے اسے دیکھتا وہ ابھی اٹھنے ہی والا تھا کہ ایک بات یاد آنے پر رک گیا۔

Posted On Kitab Nagri

"بابا نے تم سے ذکر کیا؟"، وہ کچھ پریشانی سے پوچھ بیٹھا تو حرم نے اسے دیکھ کر آرام سے سر اثبات میں ہلا دیا۔ چہرے پر کوئی پریشانی، کوئی غصہ نہ تھا۔

"پھر؟"، ماہر نے تجسس کے مارے پوچھا تو حرم نے ایک گہرا سانس لیا اور آگے بڑھ کر شازل کا گال چوما۔

"میرے لیے سب سے ضروری میرا بیٹا ہے۔۔۔ اس کا مستقبل ہے۔۔۔ وہ ہے تو میں ہوں۔ یہ میری رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔ اسی لیے میں نے جو فیصلہ کیا ہے، وہ اس کے لیے بہترین ہے۔"، حرم نے بات کا آغاز کرتے ہوئے کہا تو ماہر اس کے نرم تاثرات کو دیکھنے لگا۔

"حیدر بلاشبہ بہت اچھا لڑکا ہے۔۔۔ ہر لحاظ سے پرفیکٹ۔۔۔ اور تو اور میرے ماضی سے بھی بخوبی واقف ہے۔۔۔ ہر ایک شے اس کے سامنے ہے۔۔۔ پھر بھی اس نے میرا رشتہ بھیجا۔"، اب کے اس کی آنکھوں میں نمی چھلکی تھی۔ آنکھوں کے سامنے کبیر عالم کا چہرہ آیا تھا۔ "کبیر بہت اچھے تھے، ماہر۔ ہر لحاظ سے۔۔۔ مگر پتا ہے کیا؟ حیدر ان سے زیادہ اچھا ہے۔ ہر لحاظ سے۔ کبیر میرے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے۔ میرے ماضی کے بارے میں۔ جانتے ہو کہ اگر ان کو پتا چل جاتا کہ مجھے حیدر سے محبت ہے تو ان کا رویہ میرے ساتھ وہ نہ رہتا جو ہوا کرتا تھا۔۔۔ انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ میں اپنے حال میں ان کے ساتھ وفادار رہوں۔ اور میں رہی۔ مگر اگر ان کو میری محبت کا پتا چل جاتا تو وہ مجھے قبول نہ کرتے۔ لیکن حیدر ایسا نہیں ہے۔"، یہاں وہ مسکرائی تھی، اطمینان سے۔۔۔ فرط مسرت

Posted On Kitab Nagri

سے۔ "حیدر جانتا ہے کہ میرے دل کا ایک حصہ کبیر عالم کو چاہتا ہے۔ پھر بھی وہ مجھے قبول کرنا چاہتا ہے۔ وہ میں جیسی ہوں، مجھے ویسا ہی قبول کر رہا ہے۔ لوگ صحیح کہتے ہیں جب کہتے ہیں کہ عورت اپنی پہلی محبت کبھی نہیں بھلاتی۔ میں نے بھی نہیں بھلائی۔"

کہہ کر اس نے ساکت بیٹھے ماہر کو دیکھا۔ "میں نے رشتے کے لیے ہامی بھر لی ہے، ماہر۔ جب اللہ مجھے عطا کر رہا ہے، تو میں انکار کر کے ناشکری نہیں کر سکتی۔ کبیر کا مقام میرے دل میں ہمیشہ ویسا ہی رہے گا۔ حیدر شازل کا خیال رکھے، تب بھی ٹھیک ہے۔ نہ رکھے، تب بھی ٹھیک ہے۔ غلط کرتے ہیں وہ لوگ جو سوچتے ہیں کہ دوسرا شوہر ہمارے پہلے شوہر کے بچے کا اپنے بچوں کی طرح خیال رکھے گا۔ حیدر بھلے ہی خیال نہ رکھے، میں اس کی ماں ہوں۔ میں خیال کر لوں گی۔"، حرم مسکرائی تھی، کیونکہ وہ جانتی تھی کہ وہ غلط کہہ رہی ہے۔ حیدر اس کے بچے کا اپنے بچے کی ہی طرح خیال رکھے گا۔ یا شاید اس سے بھی زیادہ۔ کیونکہ وہ حیدر شاہ زادہ تھا اور ہر کوئی حیدر شاہ زادہ نہیں ہو سکتا!

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

دو ماہ بعد۔۔۔

Posted On Kitab Nagri

بہار کی ٹھنڈی تازگی بخش ہوائیں چل رہی تھیں۔ آسمان پر بادل سفید روئی کے گالوں کی مانند نیلے دریا میں بہہ رہے تھے۔ پرندے چہچہاتے ہوئے اپنے آشیانوں سے کب کے اڑ چکے تھے اور اب رزق کی تلاش میں ادھر ادھر اڑ رہے تھے۔ ٹھنڈی ہوائیں روح افزا لگتی تھیں۔

ایسے میں شاہ حویلی کی چھت پہ بنے ایک چھجے کے نیچے وہ دونوں بیٹھے تھے۔ ہلکے نیلے رنگ کے شلوار قمیض کے ساتھ سفید دوپٹہ سر اور شانوں پہ ڈالے، وہ سیاہ چمکتی آنکھوں سے شیخوپورہ کے وسیع و عریض سبزہ زار کو دیکھ رہی تھی۔ چہرے پر منفرد سی تازگی تھی۔ لبوں پر تبسم تھا۔

اس کے برابر میں حیدر بیٹھا تھا۔ سفید شلوار قمیض پہنے، چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ لیے، بھورے بالوں کو ماتھے پر بکھیرے، وہ جاذب نظر لگ رہا تھا۔ بادامی آنکھوں میں بھی الوہی چمک دکھتی تھی۔

"پتا ہے حرم؟ میری زندگی ایک کہانی لگتی ہے مجھے۔"، وہ دھیرے دھیرے کہہ رہا تھا۔ اس کی اس بات پہ حرم نے سر پھیر کر اسے دیکھا اور پھر مسکرائی۔

"پتا ہے حیدر؟ دنیا میں ہر ایک شخص کی زندگی ایک کہانی ہی ہوتی ہے۔ ایک الگ ناول جیسی۔۔۔ ایک الگ افسانے جیسی۔۔۔ ایک داستان جیسی۔۔۔ ہر کوئی اپنی زندگی کا مرکزی کردار ہوتا ہے اور دوسروں کی زندگی کا بعض اوقات سائیڈ کیریکٹر، یا پھر کبھی ولن تو کبھی مسیحا۔"، حرم نے اسے لاجواب کیا تھا۔ کچھ دیر گہری خاموشی کا راج رہا۔ صرف پرندوں کی چہچہانے کی آوازیں سماعت سے ٹکراتی تھیں۔

Posted On Kitab Nagri

"پتا ہے حیدر؟ میں بہت نیگیٹو پرسن تھی۔ زندگی میں بہت کچھ نیگیٹو جو ہوتا آیا تھا۔۔۔میں مارنے دھاڑنے کے علاوہ کچھ نہیں سوچتی تھی۔۔۔میرے سینے میں دھڑکتے دل میں صرف نفرت تھی۔۔۔سب کے لیے۔۔۔پھر کسی نے مجھ سے کہا کہ جب انسان کسی سے نفرت کر رہا ہوتا ہے، تو وہ صرف اس ایک شخص سے نفرت نہیں کر رہا ہوتا، بلکہ اپنے ایک حصے سے بھی نفرت کر رہا ہوتا ہے۔اور اپنے آپ سے نفرت کرنے والا انسان کبھی دنیا کی رحمتوں اور اپنی زندگی کی نعمتوں پر نظر نہیں ڈالتا۔اور جب بندہ رحمتوں اور نعمتوں کو نظر انداز کرتا ہے، تو وہ دراصل خدا کی ناشکری کر رہا ہوتا ہے۔اور میں ناشکری نہیں بننا چاہتی تھی۔"، حرم کسی خواب کے زیر اثر کہہ رہی تھی۔اور وہ دم سادھے اسے سن رہا تھا۔"قرآن کو تفسیر سے پڑھنے کے بعد میں نے یہ جانا کہ ہم تو اس دنیا کے ہیں ہی نہیں، تو اس دنیا کو سر پہ اتنا سوار کر کے کیا کرنا؟ ساری نفرتیں خود بخود دم توڑ گئیں۔سارے شکوے ختم ہونے لگے۔دنیا ایک امتحان کے علاوہ کچھ نہ لگی مجھے۔"، وہ اب مسکرائی تھی۔حیدر کو آج اس کی مسکراہٹ حد سے زیادہ پیاری لگی تھی۔

"میری زندگی ایسی تھی جس کا ذکر خود اپنے آپ سے کرنے میں مجھے شرمندگی محسوس ہوتی تھی۔۔۔کیوں تھا میں ایسا؟"، اب کے حیدر نے بولنا شروع کیا تو وہ بھی اسے سننے لگی۔"لیکن پھر میں نے جانا کہ اپنے آپ کو اپنے ماضی، حال اور مستقبل سمیت قبول کرنا ہوتا ہے۔۔۔حال کو قبول کر کے ماضی کو نہیں چھوڑا جا سکتا۔۔۔اور جو ایسا کرے، وہ اور کچھ نہیں بلکہ خود کو دھوکا دے رہا ہوتا

Posted On Kitab Nagri

ہے۔میں نے بھی خود کو دھوکا دینا چھوڑ دیا۔۔۔اپنی آخری منزل کی تیاری کرنے کے جتن کرنے لگا۔ میری آخری منزل جنت ہونی چاہئے۔۔۔دوزخ نہیں!"، اس نے ایک جذب کے عالم میں کہا تو حرم نے ذرا حیرت سے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"تمہیں غلط لگتا ہے۔۔۔"، حرم نے کہا تو حیدر نا سمجھی سے گردن موڑ کر اسے دیکھنے لگا۔ وہ کیا کہنا چاہ رہی تھی؟ "موت، قبر، جنت، دوزخ۔۔۔یہ سب صرف اسٹیجز ہیں۔۔۔یہ منزل تو نہیں ہیں۔۔۔منزل تو ایک ہے، اور وہ ہے اللہ! میں گناہ کروں، ثواب کے کام کروں، قبر کے عذاب سے بچ بھی جاؤں، جنت میں جاؤں یا دوزخ میں جاؤں، مگر جاتو میں اللہ کے پاس ہی رہی ہوں نا؟ تو تمہیں غلط لگتا ہے کہ ہماری آخری منزل قبر ہے یا پھر جنت یا دوزخ، کیونکہ ہماری آخری منزل تو صرف اللہ ہے۔"، وہ حیران ہو چکا تھا۔ آنکھوں میں حیرت تھی۔ یہ پہلو تو اس نے کبھی دیکھا ہی نہیں تھا۔ یہ زاویہ تو اس نے کھوجا ہی نہیں تھا۔ یہ تو اس نے کبھی سوچا ہی نہیں تھا! وہ تحیر سے اس کو دیکھ رہا تھا۔۔۔منہ کھولے، حیرت سے!

"کیا ہوا؟ ایسے کیوں دیکھ رہے ہو؟ یہ میں تھوڑی کہہ رہی ہوں۔۔۔یہ تو اللہ کہہ رہا ہے اپنے قرآن میں!"، حرم نے کاندھے اچکا کر کہا تو وہ مزید حیرت میں مبتلا ہو گیا۔ تو یہ اللہ کہہ رہا تھا؟

"اور تمہاری آخری منزل اللہ ہے!"، حرم نے آیت کا ترجمہ پڑھ کر سنایا تو وہ دم بخود رہ گیا۔ اتنا واضح اعلان؟ اتنی واضح آیت؟ اتنا واضح پیغام؟ یقین نہیں آرہا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"کیا ہوا؟ ایسے مت دیکھو۔۔۔ یہ میں نہیں کہہ رہا۔ اللہ تعالیٰ کہہ رہا ہے قرآن میں۔"، عرصہ پہلے کہا گیا صائم کا جملہ یاد آیا تو وہ سر جھٹک کر ہنس دیا۔ حرم حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ اچھا لگتا تھا ہنستے ہوئے۔۔۔ آج حرم نے یہ مان لیا تھا!

"اور اس کا ایک اور پہلو بھی ہے۔۔۔ یوں تو قرآن کی ہر آیت میں لاتعداد پہلو اور معنی پوشیدہ ہوتے ہیں۔ مگر میری نظر میں اس کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ جب انسان تھک ہار جاتا ہے۔۔۔ دنیا سے بیزار ہو جاتا ہے۔۔۔ دل برداشتہ ہو جاتا ہے۔۔۔ زندگی سے اس کا دل اٹھ جاتا ہے۔۔۔ دنیا کے لوگوں کے ہاتھوں ٹوٹ چکا ہوتا ہے۔۔۔ تب بھی تھک ہار کے، ہر کسی کے در سے ٹھوکریں کھا کر وہ واپس آتا ہے تو اللہ کے پاس ہی۔۔۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اللہ اسے ہر حالت میں قبول کر لے گا۔ اس کی آخری منزل تبھی صرف اللہ ہوتا ہے۔"، حرم نے ایک نرم مسکراہٹ کے ساتھ کہا تو حیدر سر ہلا کر مسکرایا اور پھر سر موڑ کر آسمان کو دیکھنے لگا۔

کیسے اللہ اپنے بندوں کے لیے اتنی واضح آیات بیان فرماتا ہے نا! بس ہم انسان ہی ہیں جو ہمارے لیے ہی اترا ہوا کلام ہی نہیں پڑھتے۔ اللہ نے یہ کلام خاص ہمارے لیے نازل فرمایا، اور ہم اسے بھلائے بیٹھے ہیں۔۔۔

Posted On Kitab Nagri

حیدر شاہزادہ کو اس کی منزل نظر آگئی تھی۔۔۔کیونکہ اس کی آخری منزل تو اللہ تھا۔ اور اللہ تو کبھی اس سے دور گیا ہی نہیں تھا! وہ تو ہمیشہ سے اس کے ساتھ، اس کے دل میں تھا۔ بس اس نے ہی پہچاننے اور جاننے میں دیر کر دی تھی!

ختم شد!

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

Posted On Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com